چوبیسویں منزل
مترجم:
مسکین احسن کلیم
مطبوعات
پبلشرز نونہال
لاہور

۴۸۲
چوبیسویں منزل

مصنف:- کیمرن ہالے
مترجم:- تمکین احسن کلیم

پبلشرز یونائیٹڈ لمیٹڈ - ۱۷۶ انارکلی - لاہور

سلسلہ پاک امریکن مطبوعات نمبر ۸

شیخ محمد امین پرنٹر پبلشر نے علمی پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
پبلشرز یونائیٹڈ لمیٹڈ لاہور سے شائع کیا

۴۸۲

جمعہ

۲۲ر جون

"قلمرو اپنے تاجدار سے محروم ہو گئی ....

(بشرکت فیفر اینڈ سائمز انکارپوریٹیڈ نیویارک)

پبلشرز یونائیٹڈ لمیٹڈ، انارکلی لاہور

۱

نیویارک سٹی

ڈھائی بجے بعد دوپہر

۲۲ر جون کو ڈھائی بجے سہ پہر سے دو ایک منٹ قبل یا دو ایک منٹ بعد ایوری یارڈ کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند ہو گئیں۔ بعد میں ڈاکٹر نے یہ رائے دی کہ اس کے دماغ کی کوئی رگ پھٹ گئی تھی۔ پینسٹھ سال کے بعد اس کے دماغ کی پیچ در پیچ گہرائیوں کے کسی گوشے میں بالآخر کوئی ننھی سی شریان اس کے گرم رفتار خون کی مسلسل جولانیوں کی تاب لانے سے معذور ہو گئی تھی۔ جسمانی معذوری کے اس چھوٹے سے لمحے نے ایک پوری دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیا تھا۔ ایک صنعتی قلمرو اچانک اپنے تاجدار سے محروم ہو گئی تھی۔ ٹریڈوے کارپوریشن کا صدر اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا اور اس کی جانشینی کے لئے کوئی نائب صدر نامزد نہیں کیا گیا تھا۔

یہ محض کوئی اتفاق نہیں تھا کہ اپنی موت سے فوراً قبل بھی ایوری بلرڈ کو یہی غم

کھائے جا رہا تھا کہ وہ اپنے ادارے کا نیا نائب صدر انتظامیہ کسے مقرر کرے۔ تین ماہ قبل جان فٹز جیرالڈ کی موت کے بعد یہ سوال اس کے ذہن میں کئی بار اٹھا تھا۔ اور آج تو یہ خیال اس کے دل میں مسلسل چٹکیاں لیتا رہا تھا۔ صبح کے وقت جارج کیسویل نے بھی اس سے دوبارہ تقاضا کیا تھا اور کہا تھا کہ سرمایہ کار اداروں کے اعلیٰ عہدیدار بار بار یہی دریافت کرتے ہیں کہ ٹریڈوے کارپوریشن کا نائب صدر انتظامیہ آخر اب تک کیوں مقرر نہیں کیا گیا۔ کیسویل نے اس سے کہا تھا۔ "ان کا اصرار بالکل جائز ہے۔ جو شخص بڑی تعداد میں صنعتی کفالتوں کا مالک ہوتا ہے وہ نظم و نسق میں تسلسل کو خاص طور پر اہمیت دیتا ہے۔"

ایوری بلرڈ نے کسی چون و چرا کے بغیر تسلیم کر لیا تھا کہ کیسویل نے واقعی ٹھیک کہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ آئندہ موسم خزاں میں نئے حصص کے اجرا کے لئے اسے سرمایہ کار اداروں سے امداد لینا پڑے گی۔ جو لوگ ان اداروں کی جانب سے کفالتوں کی جانچ پڑتال کرتے ہیں وہ تمام کام بعینہٖ ان اصولوں کے مطابق کرنے پر اصرار کرتے ہیں جو انھوں نے کبھی اپنی درسی کتابوں میں پڑھے تھے۔ ہر بڑی کارپوریشن کے لئے نائب صدر انتظامیہ ضروری ہوتا ہے۔ اس کے بغیر عہدے داروں کی فہرست نامکمل معلوم ہوتی ہے۔ اسی لئے بلرڈ نے کیسویل سے کہا تھا "اچھی بات ہے۔ اب اس میں مزید تاخیر نہیں ہوگی۔ بورڈ کے اجلاس میں منگل ہی کو نائب صدر انتظامیہ منتخب کر لیا جائے گا۔" آج آدھی رات سے قبل وہ فیصلہ کرے گا کہ اس کی نظر انتخاب کس پر پڑنی چاہیئے۔ اس نے اب تک صرف اس لئے تاخیر کی تھی کہ وہ اپنی کارپوریشن سے باہر بھی چند موزوں افراد کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ اپنے کسی نائب صدر کو نامزد کرنے سے پہلے پورا اطمینان کر لینا ضروری سمجھتا تھا کہ اس کی کارپوریشن سے باہر کوئی موزوں آدمی

تو وجود نہیں ہے اسکی فہرست میں اب صرف بروس پلچر کا نام رہ گیا تھا - باقی تمام نام قلمزد کئے جا چکے تھے - وہ دوپہر کا کھانا پلچر کے ساتھ کھانے والا تھا۔ کیسویل کی بھی یہی رائے تھی کہ پلچر واقعی اس قابل تھا کہ اس کے نام پر غور کر لیا جائے کیسویل نے کہا تھا" اکثر لوگوں کی رائے ہے کہ اوڈیسہ سٹورز کارپوریشن کے صدر کا عہدہ سنبھالنے کے بعد اس نے کافی قابل تعریف کام کیا ہے وہ بڑا زیرک آدمی ہے۔

اپنی موت سے پانچ منٹ قبل ایوری ہلبرڈ نے چین ڈیں بلڈنگ کی پانچویں منزل میں پلچر اور اوڈیسہ سٹورز کارپوریشن کے انتظامی بورڈ کے چیئرمین جیولیس سٹیگل کے ساتھ کھانا ختم کیا تھا - لفٹ کا انتظار کرتے وقت اس کے وہم وگمان میں کبھی نہ آسکتا تھا کہ اس کا انجام کیا ہونے والا ہے - وہ معمول سے زیادہ خوش و خرم تھا۔ اس نے ثابت کر دیا تھا کہ مسٹر پلچر نائب صدر کے لئے موزوں نہیں تھا - وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا۔ اس نے پلچر یا سٹیگل کو اپنی ملاقات کے اصل مقصد کی ہوا تک نہیں لگنے دی تھی۔

سنسان برآمدے کی تنہائی میں ایوری ہلبرڈ نے یہ سوچ کر مسکرا دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھا کہ پلچر کے بارے میں کیسویل نے اس سے کیا کہا تھا " وہ بڑا زیرک آدمی ہے " مگر مسٹر پلچر دو منٹ سے بھی کم میں خود بخود اس کے جال میں پھنس گئے تھے -- اس نے پلچر سے سرسری طور پر دریافت کیا تھا کہ اوڈیسہ کارپوریشن کے چھبیس فرنیچر سٹورز کے حصص جس کی ملکیت ہیں - اس کی مجموعی قیمت کتنی ہو گی ؟ شکار کو اسیر دام کرنے کے لئے یہ دانہ کافی تھا - پلچر اس پر ایک بھوکے بھیڑیے کی طرح ٹوٹ پڑا۔ وہ اس کی افسردہ بھوری آنکھوں میں جھانک کر دیکھ سکتا تھا کہ اس کا دماغ کس طرح

کام کر رہا ہے ...... وہ دولت کا بھوکا تھا اس نے کئی لاکھ ڈالر کے سودے کے تڑوانے کی بو سونگھ لی تھی۔

فلیٹ کا دروازہ پوری طرح کھلنے بھی نہ پایا تھا کہ لیڈی بلرڈ نے اس کے اندر گھسنے کی کوشش شروع کر دی وہ بڑا بھاری بھرکم آدمی تھا۔ اس کا قد چھ فٹ چار انچ اور جسم گٹھا ہوا تھا مگر وہ اتنی پھرتی سے مڑا تھا کہ پورا دروازہ کھلنے سے پہلے ہی وہ اس کے سامنے آگیا تھا۔

ہاں بلچر دولت کا بھوکا ہے۔ ایسے لوگ ایک خاص ڈھب کے ہوتے ہیں۔ انہیں ہر جگہ آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے۔ ان کی آنکھوں میں ہر وقت ایک ٹھنڈی آگ سلگتی رہتی ہے جسے دیکھتے ہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ کس قماش کے آدمی ہیں۔ یہ اس شخص کی آنکھوں میں بھڑکتی ہوئی آگ سے مختلف ہوتی ہے جو اپنے کسی خواب کو فراموش کر کے یہ اندازہ لگانے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ اسے کسی نئے سودے سے کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بلچر کی آنکھوں میں بھی آگ موجود ہے مگر گرمی سے محروم۔ وہ صرف منافع کا بھوکا اور ڈالر کا رسیا ہے۔ اس کے سوا کوئی چیز قیمت نہیں رکھتی۔ ایسے لوگوں کے خیال میں نیکٹری میں نہ تو زندگی ہے نہ جان۔ یہ محض ڈالروں کی ایک بدلی ہوئی شکل ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ ان اعداد سے لگایا جاتا ہے جو بہی کھاتے میں مشین اور ساز و سامان کے خانے میں درج کئے جاتے ہیں۔ جب کسی مشین کا آرا میپل کی سخت لکڑی میں اپنے دندانے پیوست کرنے کی کوشش کرتے ہوئے چیختا اور شور مچاتا ہے تو ان کی رگوں میں خون کی رفتار تیز نہیں ہوتی۔ اخروٹ کی خوشبو دار لکڑی کا ٹکڑا یا پالش کرنے کے شعبے سے

ہوا کا کوئی جھونکا ان کی قوت شامہ میں کوئی ہیجان برپا نہیں کرتا۔ جب وہ فرنیچر کی کوئی قطار دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بصارت سے محروم ہیں، وہ ان میں، اپنے دل کی دھڑکنیں نہیں سنتے ان میں، نہیں خود اپنا خون دوڑتا ہوا نظر نہیں آتا نہ اس قطار سے ان کے جذبات اتنے وابستہ ہوتے ہیں کہ اس میں کوئی جگہ خالی دیکھ کر ان کا دل دھڑکنا بھول جائے۔

نہیں! بلیچر اس کے کام کا آدمی نہیں تھا ..... وہ اس کی فہرست کا آخری نام تھا۔ ان میں سے کوئی شخص موزوں نہیں .... نہ کلارک نہ رٹلیج، نہ یونائیٹڈ کارپوریشن والا آدمی، نہ کوئی اور۔ کوئی نہ کوئی خامی ان سب میں تھی۔

کیسویل کی آواز اس کے دماغ میں ایک بار پھر گونجی "کہیں آپ نے اپنا معیار بہت زیادہ بلند تو نہیں رکھا ہے؟۔ اگر آپ کوئی دوسرا الیوری بلرڈ تلاش کر رہے ہوں تو میں ابھی سے کہے دیتا ہوں کہ وہ آپ کو نہیں مل سکتا۔ اس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ بلرڈ تو صرف ایک ہے۔ اس کے بعد سانچہ ہی توڑ دیا گیا۔"

اس نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ اس کا مقصد یہ نہیں ہے۔ اب اس نے اپنے دل سے بھی یہی بات کہی۔ وہ دوسرا الیوری بلرڈ تلاش نہیں کر رہا تھا۔ آخر وہ ایسا کرے بھی کیوں؟ اس کی عمر صرف چھپن سال تھی۔ پینسٹھ سال تک پہنچنے میں، ابھی پورے نو سال باقی تھے۔ وہ اب بھی بڑا چاق و چوبند تھا۔ اس کے ہاتھوں میں رعشہ یا کمزوری کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔ ٹریڈ ڈے کارپوریشن کو پروان چڑھاتے وقت اس کو بھٹکنا پڑا تھا۔ مگر اب کوئی قدم غلط نہیں پڑے گا۔

تجربے کی کمی کی وجہ سے اس سے غلطیاں بھی سرزد ہوئی تھیں اور اس کی ترقی کی رفتار سست پڑ گئی تھی۔ اب کسی بات کا اندیشہ نہیں رہا۔ اس نے گزشتہ بیس سال میں جتنی کامیابیاں حاصل کی تھیں اتنی ہی اب نو سال میں ممکن ہیں۔ چھپن سال میں کوئی بوڑھا تو نہیں ہو جاتا...... زندگی کے بہترین دور میں تو اس نے اب قدم رکھا ہے۔

کیسویل نے اس سے کہا تھا "مجھے امید ہے کہ آپ کوئی ایسا شخص ضرور تلاش کر لیں گے جو آپ کو کچھ دم لینے کا بھی موقع دے سکے گا۔ آپ نے تمام بوجھ تنہا خود اٹھا رکھا ہے اسی لئے آپ کو بہت سا عذاب بھی مول لینا پڑتا ہے۔"

عذاب ایوری بلرڈ مسکرا دیا۔ جارج کیسویل کیا سمجھے۔ یہ عذاب نہیں ہے۔ اسی سے انسان کی زندگی عبارت ہے۔ اس سے محروم ہونے کے بعد تو موت آجاتی ہے۔

لفٹ کا دروازہ کھلا۔ ایوری بلرڈ اپنے چوڑے شانوں کی جنبش سے لوگوں کو ہٹاتا ہوا برآمدے کے ہجوم سے گزرنے لگا۔ اس کی بے پناہ قوت کا شعلۂ جوالہ اس کی رہنمائی کر رہا تھا۔ مرد ہو یا عورت، وہ جس کے قریب سے بھی گزرتا وہ اسے نظریں اٹھا کر دیکھنے پر مجبور ہو جاتا۔ اس لئے نہیں کہ وہ اسے پہچانتے تھے محض اس لئے کہ اس کے چہرے میں کوئی ایسی بات تھی جو ہر شخص کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی۔

اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔ اب وہ خود اپنے یہاں سے کسی کو نائب صدر

انتظامیہ مقرر کر دے گا۔ اس کی کارپوریشن میں پانچ نائب صدر تھے۔ انہی میں سے کسی ایک کو ترقی دے گا۔ یہ کام وہ آج ہی رات کرے گا۔ اور آئندہ ہفتے بورڈ کے اجلاس میں اس کی توثیق کرائے گا۔ مگر وہ کس کا انتخاب کرے ...... پانچ میں سے کس ایک کا؟

اس کی عقابی نظروں نے برآمدے کے سرے پر تارگھر کا بورڈ دیکھا اور اس کے دل میں ایک خیال کوند گیا۔ آخری فیصلہ کرنے سے قبل وہ ان سب پر ایک بار پھر نظر ڈال لے گا۔ ہاں۔ یہی طریقہ سب سے مناسب ہے۔ وہ ان کے سامنے کوئی تجویز پیش کرے گا۔ یوں ہی سی کوئی تجویز ــــ مثلاً نارتھ کیرولینا میں ایک نئی فیکٹری قائم کرنے کا فیصلہ۔ ان میں سے کسی کو یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ کسی ایسی تجویز پر غور کر رہا تھا۔ ہاں ان کی آزمائش کا یہ بہترین طریقہ ہو گا۔ وہ تجویز پیش کرنے کے بعد خاموش ہو جائے گا۔ اور صرف اس کے ردعمل کا مشاہدہ کرے گا۔ ان کی باتیں سنے گا اور کوئی رائے قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔ جو سب سے اچھی باتیں کرے گا اسی کا انتخاب کرے گا۔ ہاں اسے یہی کرنا چاہیئے ...... ایک کا انتخاب ــ صرف ایک کا ــ اس پر باقی لوگ ضرور چراغ پا ہو جائیں گے ــ چند روز تک ان کے مزاج ٹھیک نہیں رہیں ...... مگر بالآخر ان کے جذبات میں اعتدال آ جائے گا۔ وہ معقول آدمی ہیں ...... وہ سب ...... ان کا معقول ہونا ضروری بھی ہے ....

اس کے بغیر وہ اس سے وابستہ کیسے ہوتے۔ وہ اچھی طرح سمجھ جائیں گے کہ ان میں سے صرف ایک کو نائب صدر انتظامیہ کیوں چنا گیا۔ اس لئے کہ

وال سٹریٹ کی یہی خواہش ہے۔ مگر اس کا مفہوم ... وہ کچھ نہیں ہوگا ..... عہدیداروں کی فہرست میں ایک نام کا اضافہ ضرور ہو جائے گا لیکن کسی چیز میں کوئی حقیقی تبدیلی نہیں پیدا ہوگی ...... بالکل کوئی نہیں ...... نو سال تک تو ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ نو سال کافی طویل مدت ہے۔ نو سال میں سب کچھ ممکن ہے۔ ایک سال قبل کون سوچ سکتا تھا کہ فنٹز جیرلڈ مر جائے گا؟

ویسٹرن یونین کے تار گھر کی کلرک نے جو بڑے اطمینان کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اس کے سامنے تار کے فارم بڑھا دئے۔

اس نے تند اور تحکم آمیز لہجے میں کہا "یہ تار لکھو ___ مس ایریکا مارٹن، ٹریڈ وے ٹاور۔ ملبرگ، پنسلوینیا، پہلی گاڑی سے پہنچ رہا ہوں۔ چھ بجے مجلس عاملہ کا جلسہ بلا لو ___ یہ تار بلرڈ کے نام جائے گا"

لڑکی نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اور اس سے بگڑ کر کہنا چاہتی تھی کہ اسے اپنا تار خود لکھنا چاہیئے مگر معلوم نہیں کیوں اس کی پنسل اچانک کاغذ تک پہنچ گئی۔ معلوم نہیں کیوں اس کے دل میں یہ ہول سما گیا تھا کہ اس نے تار جلد نہ لکھا تو وہ خفا ہو جائے گا۔ جب اس نے تار لکھ کر اسے دکھانا چاہا تو وہ جا چکا تھا اور کھڑکی پر ڈالر کا ایک مڑا تڑا نوٹ پڑا تھا۔

گھومنے والے دروازے سے باہر گرما کا سورج آگ برسا رہا تھا۔ سائے دار برآمدے سے اچانک نکلنے کی وجہ سے دھوپ اور بھی تیز معلوم ہو رہی تھی۔ اپنی آنکھوں کو چکا چوند سے بچانے کے لئے ایوری بلرڈ نے نظریں نیچی کر لیں۔ اس نے ایک چھوٹے سے سکے سے ملتی جلتی کوئی چیز زمین پر چمکتی ہوئی دیکھی

کچھ سوچے بغیر جھک کر اسے اٹھا لیا۔ یہ سکہ نہیں تھا۔ بس کا صرف ایک ٹوکن تھا جب اس نے دیکھا کہ ہر شخص کی نظریں اسی پر لگی ہوئی ہیں تو وہ کچھ جھینپ سا گیا۔ اس نے ٹوکن فوراً اپنی جیب میں رکھ لیا۔ دھوپ سے بچنے کے لئے اپنی آنکھیں میچ کر کسی خالی ٹیکسی کے لئے موٹروں کی طویل قطار کو دیکھنے لگا۔ ایک موٹر کے شیشے سے منعکس ہو کر سورج کی چمک اس کی آنکھوں پر پڑی اور ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا جیسے اس کی پتلیوں کو آگ سے دھو دیا گیا ہو۔ مگر یہ ہیجان خیز کیفیت جس تیزی سے پیدا ہوئی تھی اسی سرعت کے ساتھ ختم بھی ہو گئی۔

ایک ٹیکسی سڑک کے کنارے آکر کھڑی ہو گئی۔ عمارت کے سرے پر ٹوٹی ہوئی نالی سے پانی رس کر نشیب میں بھر گیا تھا۔ ٹیکسی چھینٹیں اڑاتی ہوئی اس پر سے گزری مگر ایوری بلرڈ نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی اور بڑھ کر کھلے ہوئے دروازے کو زور سے پکڑ لیا۔ جیسے کار اس کی اپنی ہو۔ ٹیکسی میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے ایک نوٹ نکال کر ڈرائیور کو دیا مگر ڈرائیور نے اپنے کندھے جھٹکتے ہوئے نوٹ لینے سے انکار کر دیا۔ ایوری بلرڈ نے جلدی سے اپنا بٹوا نکالا اور چھوٹے سکے علیحدہ کرنے لگے۔ عورت پوری طرح دروازے سے باہر نکلنے بھی نہ پائی تھی کہ بلرڈ نے بڑھ کر اپنے داہنے ہاتھ کے سہارے اندر جانے کی کوشش شروع کر دی۔

عین اسی وقت اس کی موت کا پیغام آ گیا۔ اس کی آنکھوں کے پیچھے درد کا ایک تازیانہ لگا اور اچانک کسی بہت بڑی طاقت نے اس کا سر داہنی طرف

مروڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ایسا معلوم ہونے لگا کہ اس کی گردن کی رگیں ٹوٹ کر اس کے سینے سے علیحدہ ہو جائیں گی - اس کا دماغ جسم سے نکال لیا گیا اور اسے ارغوانی رنگ کے ایک حوض میں غوطہ دینے کے بعد ایک خاموش غار کی اتھاہ تاریکیوں میں پھینک دیا گیا -

دو بج کر ۳۲ منٹ بعد دوپہر

ایڈ کینیڈی بڑی بے فکری کے ساتھ رستے ہوئے نل کی مرمت کرنے والے دو آدمیوں کے کام کی نگرانی کر رہا تھا اس نے دیکھا کہ چین ڈیل بلڈنگ کے سامنے ایک ٹیکسی کے گرد لوگ تیزی سے جمع ہو رہے ہیں - وہ بھی اسی طرف چل پڑا - اس کے چہرے سے حسب معمول سکون ٹپک رہا تھا - وہ اپنے لمبے لمبے ہاتھوں سے تماشائیوں کے بڑھتے ہوئے دائرے کو چیرتا آگے بڑھ رہا تھا - اس نے دیکھا کہ ایک لحیم شحیم آدمی پاؤں پسارے پیٹ کے بل اس طرح لیٹا ہوا ہے کہ آدھا جسم تو ٹیکسی کے اندر ہے اور ٹانگیں کھلے ہوئے دروازے کے باہر جھول رہی ہیں -

کینیڈی نے زور سے سانس لی اور جھک کر اس آدمی کو دیکھنے لگا - اس نے سمجھا تھا کہ اس کے منہ سے شراب کا بھبکا نکلے گا - مگر اس کا خیال غلط نکلا -

کوئی شخص دلدوز لہجے میں کہہ رہا تھا "خدا کی قسم یہ سب بلائیں میرے ہی اوپر کیوں نازل ہوتی ہیں" - کینیڈی نے سر اٹھا کر دیکھا - ٹیکسی کا ڈرائیور پھٹی پھٹی آنکھوں سے پچھلی نشست کو دیکھ رہا تھا - اس کا منہ کھلا اور چہرہ اترا ہوا تھا -

کینیڈی نے بڑی سرد مہری سے سوال کیا "کیا ہوا میک؟"

"کچھ نہیں - میں کیا بتاؤں - خدا کی قسم - مجھے کچھ بھی نہیں معلوم - ہوا یہ کہ

میں ایک مسافر سے کرایہ لے کر اسے گن رہا تھا۔ اتنے میں بعد سے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی۔ ایک راہ گیر عورت کی چیخ بلند ہوئی اور مڑ کر دیکھتا ہوں تو یہ مصیبت موجود تھی۔

کینیڈی کی بڑبڑاہٹ سن کر ڈرائیور خاموش ہو گیا اور پیچھے کھسک کر اپنے جسم کو سمیٹتا ہوا دروازے سے باہر نکل آیا۔

اتنے میں ایک گشتی کار جس میں ریڈیو لگا ہوا تھا۔ سڑک کی دوسری جانب آ کر ٹھہر گئی اور کینیڈی نے اپنے ہاتھوں سے ایک پیالہ سا بنا کر ایسی آواز میں جو بہت زیادہ بلند نہیں تھی پکار کر کہا "ایمبولینس"

گشتی کار کے سارجنٹ نے سر کو جنبش دی۔ گویا کہ یہ کہہ رہا ہے "اچھا ٹھہرو میں آتا ہوں۔" کینیڈی نے ایک بار پھر کوشش کی وہ مجمع کو جو ہر لمحہ بڑھ رہا تھا کار کے قریب سے ہٹا دے مگر اسے کوئی کامیابی نہیں ہو سکی۔ وہ موٹر میں دوبارہ جھکا اور اجنبی کی جیب ٹٹولنے لگا تاکہ یہ معلوم کر سکے کہ اس کا بٹوا کہاں ہے۔ شاید اسی کی مدد سے اس کی شناخت ہو جائے۔ مگر لاش کو الٹے پلٹے بغیر کسی جیب سے کوئی چیز نہیں نکالی جا سکتی تھی۔

کینیڈی نے کار کے اندر سے سر نکال کر ڈرائیور کو دیکھا جو بڑی آزردگی کے ساتھ پچھلی نشست کو دیکھ رہا تھا "کیا اس نے تمہیں کہیں جانے کے لئے کہا؟"

"خدا کی قسم نہیں۔ اس نے تو ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ میں اس سے کچھ پوچھنے بھی نہیں پایا تھا کہ وہ دھم سے زمین پر گر پڑا"

چاندنی والے نے اپنے ہونٹ سی لئے تھے۔ اس نے اپنی ڈائری نکالی، اور دیر تک

اس کی ورق گردانی کرتا رہا۔ بالآخر اسے ایک سادہ ورق مل گیا جس پر اس نے پنسل کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے سے لکھا "دو بجکر ۳۵ منٹ۔ ایک آدمی جس کی شناخت نہیں ہو سکی چیپن ڈیل بلڈنگ کے سامنے گر کر مر گیا۔"

اس کی نظریں ڈائری کے سرے سے آگے بڑھیں۔ اس نے پہلی بار دیکھا کہ نالی کے قریب گندا پانی ٹھہر گیا ہے اور چت پڑے ہوئے آدمی کا پیر اس میں جھول رہا ہے۔ وہ زمین پر جھک گیا اور ٹخنے کے نیچے ہاتھوں سے سہارا دے کر اس کی ٹانگ اوپر اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر اس نے فوراً ہی محسوس کر لیا کہ یہ اس کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس نے ٹانگ چھوڑ دی اور وہ دوبارہ اسی طرح جھولنے لگی۔ جوتے کے قریب بہت سا گندا پانی جمع ہو چکا تھا جو اس کی ایڑی سے ٹکرا ٹکرا کر گردش کرتا ہوا بہہ رہا تھا۔ پہلے کاغذ کا ایک ٹکڑا اس کے جوتے میں چپک گیا پھر کاغذ کے کئی ٹکڑے اسی جگہ آ کر جمع ہو گئے یہاں تک کہ کوڑے کرکٹ کے باعث پالش سے چمکتا ہوا جوتا بالکل چھپ گیا۔

دو بجکر ۳۶ منٹ بعد دوپہر

بروس پیچ، جیولیس سٹیگل کے دفتر میں ایک منقش دریچے سے ٹیک لگائے ہوئے کھڑا تھا۔ یہ کھڑکی میڈیسن ایونیو میں کھلتی تھی۔ پیچ سگریٹ نوشی میں مصروف تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی ایسے فن کا مظاہرہ کر رہا ہے جس میں اپنی استعداد پر اسے پورا اعتماد ہو۔

اس نے اپنی آواز میں ظرافت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے آہستہ سے کہا "یہ میری ماہرانہ رائے ہے کہ ہم نے ابھی جس شخص کی ضیافت کی ہے وہ بلا کا

شاطر ہے۔"

سیگل کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا۔ اس کے گال پھول آئے تھے۔ وہ پستہ قد اور گول مٹول تھا اور اس کا چہرہ دیکھ کر یہ احساس ہوتا تھا کہ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود وہ بڑا زندہ دل ہے۔" میاں! میری بات کان کھول کر سن لو۔ مسٹر الویری بلر ملر کے ساتھ کاروبار کرنا بڑی خوشگوار بات ہے۔ لیکن ہاتھی سے گنے کھانا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔"

بلچر نے اداکاری کے انداز میں آداب بجا لاتے ہوئے کہا "بے شک! میرے محترم مسٹر سیگل۔ بالکل یہی بات آپ کے لئے بھی کہی جا سکتی ہے۔"

سن رسیدہ بلچر یہ سُن کر مسکرا دیا۔ اس خراجِ تحسین پر اسے مسرت ضرور ہوئی مگر اس کے بشرے سے انکسار ٹپک رہا تھا۔ کبھی وہ مشرقی پنسلوینیا کے گلی کوچوں میں گھوم پھر کر ٹین کے برتن بیچا کرتا تھا۔ اب وہ ستر کے پیٹے میں تھا۔ وہ کروڑپتی بن گیا تھا۔ دولت کی اس فراوانی کے باوجود اس کی وضع قطع میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ وہ اب بھی بڑا سیدھا سادا انسان تھا۔ اس کی آنکھوں میں پہلے کی طرح تبسم کی جھلک موجود تھی جو ایک زمانے میں مشرقی پنسلوینیا کی کفایت شعار دلندیزی گرہستنوں کو مجبور کر دیتی تھی کہ ٹین کے بنے ہوئے کیک کے سانچے عام نرخ سے دس سنٹ زیادہ ادا کر کے خرید لیں۔

بلچر کی نظریں سگرٹ کے آہستہ آہستہ بل کھاتے ہوئے مرغولوں کا تعاقب کر رہی تھیں۔ اس نے کہا

"کیا آپ کو پورا یقین ہے کہ بلر ملر کو واقعی ہمارے سٹور خریدنے سے کوئی

دلچسپی ہے ؟"

بڈھے سٹیگل نے اثبات میں سر جھکاتے ہوئے کہا "ظاہر ہے کہ وہ صاف صاف ایسا نہیں کہہ سکتے مسٹر الوری ہلبرڈ بڑے چلتے ہوئے آدمی ہیں وہ کھل کر نہیں کہیں گے کہ وہ میرے سٹور خریدنا چاہتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے میں یہ نہیں کہتا کہ میں انہیں فروخت کرنا چاہتا ہوں لیکن نیپ کن کو دیکھو وہ کیا کہتا ہے ؟ دیکھا ہے تم نے اسے ؟ کھانا ختم کرنے کے بعد جب انہوں نے نیپ کن میز پر رکھا تو اس میں رسی کی طرح بل پڑے ہوئے تھے"

بلیچر نے اپنے سر کو دوبارہ خم کرتے ہوئے کہا "اس قوت مشاہدہ پر میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں"

"برخوردار ! بہت سی باتیں ایسی ہیں جو گھوم پھر کر سامان بیچنے ہی سے معلوم ہوتی ہیں۔ کوئی خاتون اگر مول تول کرتے وقت اپنے جھاڑن کو اینٹھ رہی ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ جلد ہی گرہ سے دام نکالنے والی ہے۔ اسی طرح مسٹر ایلوری ہلبرڈ بھی جلد ہی پچاس لاکھ ڈالر ہمارے حوالے کرنے والے ہیں ممکن ہے ساٹھ لاکھ مل جائیں"

پروس بلیچر نے اپنی لمبی لمبی ٹانگیں کھسکا کر ان کا رخ درست کیا اور اپنی پتلی پتلی انگلیوں سے پتلون کے پائینچے ٹھیک کرتے ہوئے بولا۔ جیولیس صاحب ! آپ نقد ادائیگی کے خواب دیکھ رہے ہیں کیا ؟"

سٹیگل نے اپنا سر گھماتے ہوئے کہا "نقد۔ ہاں نقد نہیں تو اور کیا ؟"

بلیچر کے لبوں پر ایک لمحے کے لئے الفاظ رکے رہے یہاں تک کہ اسے یقین ہو گیا کہ وہ بالکل صحیح وقفے کے بعد جواب دے رہا ہے "ممکن ہے

آپ کو یاد نہ ہو کہ جب میں نے پہلی بار اس سودے کا امکان ظاہر کیا تھا اسی وقت یہ بھی بتایا تھا کہ ٹریڈ وے کے خزانے میں دس ہزار حصص اب بھی ایسے ہیں جو جاری نہیں کیے گئے۔

"نقد بہتر ہے" سٹیگل نے بے کل ہو کر جواب دیا۔

"دیکھئے" اس وقت پلچر کے لہجے میں عیاری کی غیر معمولی جھلک تھی۔ "ٹریڈ وے کی تمسکات بہت زیادہ بکھری ہوئی ہیں۔ کسی ایک شخص کے پاس بہت زیادہ حصص نہیں ہیں۔ اگر آپ کو ایک ساتھ دس ہزار حصص مل جائیں تو آپ کو ڈائرکٹروں کے بورڈ میں بھی نمائندگی مل جائے گی۔ کمپنی کے انتظامی اختیارات حاصل کرنے کی منزل اس کے بعد بہت زیادہ دور نہیں رہے گی۔ اور پھر ایوری بلرڈ بالکل آپ کی مٹھی میں ہوں گے۔

سٹیگل نے مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ پھیلا دئے "میں انھیں اپنی مٹھی میں کیوں رکھوں۔ یہ ایک ایسے آدمی کی مٹھی ہے جو بڈھا ہو چکا ہے۔ اس سال میں ستر برس کا ہو گیا ہوں"

پلچر نے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے لہجے میں رواداری کا انداز پیدا کرتے ہوئے کہا "یہ بوجھ خود آپ کو نہیں سنبھالنا ہو گا۔ میں جو موجود ہوں میں بورڈ کے جلسوں میں چلا جایا کروں گا۔ اور آپ کے مفاد کی حفاظت کروں گا۔"

بوڑھے سٹیگل نے اپنے کندھے آگے کی طرف نکال لئے اور اس کے کوبڑ سا نکل آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے جسم میں گردن کبھی تھی ہی نہیں۔ پلچر نے مزاحمت کی بو سونگھ کر اور زیادہ اصرار شروع کر دیا "ٹریڈ وے

میں جوہر دکھانے کی بڑی گنجائش ہے۔ فرنیچر تیار کرنے کی تمام آسانیاں موجود ہیں، مگر اس کا انتظام ناقص ہے۔ سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ بلرڈ سب کچھ اکیلا ہی کرتا ہے۔"

"یہ تو واقعی بڑی بری بات ہے۔" بڈھے سٹیگل نے طنزاً کہا۔

"یقیناً اس کا اندازہ لگانے کے لئے آپ کو صرف اتنا دیکھنا ہوگا کہ اس میں کس نے اتنا سرمایہ لگایا ہے اور وہ کس تناسب سے منافع حاصل کر رہا ہے؟"

سٹیگل نے موٹے تازے ہاتھ کی جنبش سے پلچر کو کچھ کہنے سے روک دیا۔

"برخوردار! واقعی تم بڑے اچھے وکیل ہو۔ قانون سے بخوبی واقف ہو، مالی معاملات کے بھی ماہر ہو حصص اور کفالتوں کے مسائل کو سمجھتے ہو۔ میں بھی ان میں کچھ شدبد رکھتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کمپنیاں کس طرح چلتی ہیں۔ انھیں زندگی بھر کام کرتے دیکھتا رہا ہوں۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کامیاب کیوں ہوتی ہیں؟ اس کا جواب صرف ایک ہے۔ بس وہ ہے جو میری بات — صرف ایک جواب — صرف ایک آدمی کے دم سے۔ پلچر صاحب میری بات یاد رکھئے۔ آپ کو جب بھی کوئی اچھی کمپنی نظر آنے لگی اس کا کرتا دھرتا صرف ایک آدمی ملے گا۔"

"ممکن ہے کہ ابتدائی مرحلوں میں یعنی اس کی توسیع اور ترقی کے وقت ایسا ہی ہوتا ہو مگر جب کوئی کارپوریشن ———"

"آپ موزوں آدمی ڈھونڈھیئے کمپنی خود بخود اچھی بن جائے گی۔ آدمی ٹھیک نہ ہو تو بنا بنایا سلسلہ بھی بگڑ جاتا ہے۔"

پلچر ادھیڑ بن میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اس کی تنخواہ اتنی کافی تھی کہ وہ صاف صاف

بات کرنے کے بجائے حکمت عملی سے کام لینے پر مجبور تھا مگر اس کی اولوالعزمی اسے باتوں کا سلسلہ جاری رکھنے پر مجبور کر رہی تھی ۔" جیولیس ۔ در اصل میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی کمپنی کو نشو ونما کے مختلف مدارج میں نظم ونسق کے جدا جدا طریق کار کی ضرورت ہوتی ہے ۔ جب وہ بڑے پیمانے پر توسیع کے دور سے گزر رہی ہو اور ترقی کی نئی شاہراہیں طے کرنے میں مصروف ہو تو اس کے لئے ایک سخت گیر ڈکٹیٹر کی ضرورت ہوتی ہے جس کے دونوں ہاتھوں میں تازیانے ہوں ۔ دوسرے الفاظ میں اسے ایک ایوری ہلرڈ کی ضرورت ہوتی ہے ۔ لیکن یہ دور ختم ہونے کے بعد اس کے روشن مستقبل کا دارومدار اسے خوش اسلوبی سے چلانے اور اس کی نیک نامی باقی رکھنے پر ہوتا ہے ۔ اس کے لئے ایک بالکل مختلف انداز کا نظم ونسق ضروری ہوتا ہے ۔"

جیولیس سٹیگل کی شبنمی آنکھوں میں چمک سی دوڑ گئی ۔" بہت خوب پلچر صاحب بڑی عمدہ تقریر کی آپ نے "

" میں نے جو کچھ کہا وہ درست ہے ۔ کسی بھی بڑی کارپوریشن کو دیکھ لیجئے ۔ ان کی بنیاد رکھنے والوں نے انھیں چلانے پر کبھی اصرار نہیں کیا ۔"

" مسٹر ہلرڈ بھی کیا بُرے رہے ۔ پچھلے سال ٹیکس ادا کرنے کے بعد انھوں نے چالیس لاکھ منافع کمایا ۔"

انھوں نے جتنا کاروبار کیا تھا اسے دیکھتے ہوئے منافع دُگنا ہونا چاہیئے تھا ۔"

سٹیگل کی آنکھوں کی چمک زہرخند میں تبدیل ہو گئی ۔" مسٹر پلچر ۔ ٹریڈ وے اگر اتنی ہی بری کمپنی ہے تو پھر آپ نے یہ تجویز کیوں پیش کی کہ ہیں نقد کے بجائے

حصص تبدیل کرلوں ؟ خراب کمپنی کے حصص بھی بیکار ہی ہوتے ہیں"

پلچر نے نفی میں سر ہلایا "یہ بہترین کمپنی ہے - مگر اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے --- اسے ضرورت صرف نئے نظم و نسق کی ہے - عمدہ تنظیم کی - آپ نے دیکھتے کہ بلرڈ کا کوئی نائب نہیں ہے ؟ فٹنز جیرلڈ نائب صدر انتظامیہ تھا گزشتہ مارچ میں اس کی جگہ خالی ہوئی تھی مگر بلرڈ نے ابھی تک اس کا کوئی جانشین نہیں مقرر کیا کمپنی میں پانچ نائب صدر ہیں - ہر ایک کو برابر اختیارات حاصل ہیں - ذرا سوچئے تو اس کمپنی کا کیا حال ہو گا"

سٹیگل کا زہر خند غائب ہو گیا " مگر مسٹر بلرڈ تو موجود ہیں ممکن ہے یہ کافی ہو"

پروس پلچر نے اس کی کوئی پروا نہیں کی کہ جیولیس سٹیگل اسے اپنی تفریح کے لئے تختہ مشق بنا رہا ہے " فرض کیجئے ایوری بلرڈ کو کچھ ہو جائے"

"اس کی عمر ایسی زیادہ تو نہیں ہے"

"وہ ۱۹ ستمبر کو پینسٹھ سال کا ہو جائے گا" پلچر نے بڑی برجستگی سے جواب دیا - اسے یقین تھا کہ وہ اپنی اس قدر صحیح معلومات سے بوڑھے سٹیگل کو مرعوب کر لے گا -

سٹیگل نے اپنے شانے سکوڑتے ہوئے جواب دیا "پینسٹھ سال کی عمر میں آدمی جوان ہوتا ہے - میں نے تو اس عمر میں اپنی اصل زندگی کا آغاز کیا تھا - آپ جانتے ہیں پلچر صاحب اس وقت میری عمر کیا ہے ؟ آئندہ سالگرہ پر اکہتر برس"

پروس پلچر نے اس کے دل کی بات سمجھ لی اور بڑی نیازمندی سے بولا "نہیں ! مسٹر سٹیگل - کسے یقین آئے گا ؟"

"اکہتر سال۔" بوڑھے سٹیگل نے اپنے الفاظ دہراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگی تھیں مگر اس نے اپنے دل کی بات زبان تک نہیں آنے دی۔ اس نے اپنی کمپنی کے نئے صدر کو بحث میں ایک بار پھر پچھاڑ دیا تھا۔ وہ پلچر کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا تھا مگر وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے خیالات اس پر ظاہر ہوں جاسے پلچر کی ضرورت تھی۔ کئی سال سے کاروبار اتنا الجھ گیا تھا کہ اس کا کام پلچر کے بغیر نہیں چل سکتا تھا۔ زمانہ اتنا بدل گیا تھا کہ صرف یہ جاننا کافی نہیں تھا کہ سٹور کس طرح چلائے جاتے ہیں اور فرنیچر کی خرید و فروخت کیسے ہونی چاہیئے۔ صرف پچھلے سال پلچر نے ٹیکس کی مد میں دو لاکھ ڈالر بچا لئے تھے۔"

کھڑکی کے نیچے سڑک پر ایک موٹر سائرن بجاتی ہوئی آ کر رک گئی۔ پلچر گھوم کر نیچے دیکھنے لگا۔ وہ سٹیگل کی جانب سے نظریں ہٹانے کے موقع سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ ٹریڈوے کارپوریشن کا ڈائرکٹر بننے کے لئے اس نے بڑی ہوشیاری سے کام لیا تھا مگر اس کی چال کامیاب نہیں ہوسکی۔ اس ناکامی پر وہ بے حد آزردہ تھا۔ اوڈلیبہ کارپوریشن کی صدارت کو وہ ترقی کا محض ایک زینہ سمجھتا تھا۔ اگر وہ ٹریڈوے کے بورڈ میں پہنچ جاتا تو یہ پیش گوئی ناممکن تھی کہ وہ کہاں جا کر ٹھہرے گا۔ ایوری بلرڈ کو شیشے میں اتارنا بوڑھے سٹیگل کو قابو میں کرنے سے زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔

ایمبو لنس ٹھہر گئی تھی۔ تماشائیوں کا ہجوم ذرا دیر کے لئے چھٹنا اس کے بعد ہسپتال کے سفید کپڑوں میں ملبوس ملازموں کو دوبارہ اپنے نرغے میں لے لیتا۔ پلچر نے اس کے نظارے سے محض اس لئے غیر معمولی دلچسپی لینا شروع کر دی تھی کہ وہ سٹیگل کی بڑبڑاہٹ کو بلند ہونے سے روک سکے۔ ہسپتال کے

ایک آدمی سے ہاتھوں کا اشارہ پا کر ڈرائیور ایک سٹریچر باہر نکالنے لگا۔ مجمع کو پیچھے ہٹاتے کے لئے وہ سٹریچر کو اِدھر اُدھر ہلانے لگا۔ پھر اسے سیدھا کر کے رکھ دیا اور جھک کر اس پر ایک لاش رکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

پلچر نے کچھ کہنا چاہا مگر اس کی آواز حلق ہی میں پھنس کر رہ گئی۔ ہسپتال کا عملہ جس شخص کو سٹریچر پر رکھنے میں مصروف تھا وہ ایوری بلرڈ تھا۔ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں تھی۔

اب سٹیگل بھی اس کے برابر آ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ جھک کر کھڑکی سے جھانکنے لگا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ——"

"یہ ایوری بلرڈ ہے"، پلچر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

جیولیس سٹیگل کے لبوں سے ایک دبی ہوئی چیخ نکل گئی۔

سٹریچر پر کمبل پڑا ہوا تھا۔ صرف چہرہ نظر آ رہا تھا۔ پلچر اور آگے جھک گیا۔ اس نے اپنے قدم فرش پر جما دئیے اس کی آنکھیں نیم وا تھیں۔ "وہ مر گیا"

جیولیس سٹیگل یوں ہی کافی سن رسیدہ تھا۔ اس وقت وہ اور بھی بوڑھا نظر آ رہا تھا۔ اس کے ہوش و حواس بجا نہ تھے اور وہ ٹکٹکی باندھے ہوئے نیچے دیکھ رہا تھا صرف ایک منٹ قبل ہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اسے کچھ ہو گیا تو؟

پلچر کمرے کے اندر بھاگا اس نے جھپٹ کر ٹیلیفون اٹھا لیا "میں پلچر بول رہا ہوں۔ میں کیسویل اینڈ کمپنی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے ریسیور میں چیخ کر کہا۔ اس کے بعد اسے اچانک خیال آیا کہ اسے احتیاط سے کام لینا چاہیئے ...... جارج کیسویل خواہ مخواہ بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرے گا....

وہ ٹریڈ وے کارپوریشن کا ڈائرکٹر بھی ہے۔

"ذرا ٹھہرنا" اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا "نہیں مجھے سلیڈ اور فنچ چاہیئے میں مسٹر ونگیٹ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

اس نے ماؤتھ پیس اپنے ہاتھ سے بند کرتے ہوئے کہا" اس ڈوبتی کشتی سے جو کچھ ممکن ہو بچالینا چاہیئے"

سٹیگل کے شانے ڈھلک گئے تھے۔ چونکہ روشنی اس کی پشت کی طرف سے آرہی تھی اس لئے اس کا چہرہ سیاہ نظر آرہا تھا۔ سائرن کی آواز دور ہوتی جارہی تھی۔ بالآخر وہ سڑک کے شور و غل میں بالکل گم ہوگئی۔

ٹیلیفون کا سلسلہ مل گیا تھا" ونگیٹ؟ میں بروس ہیلپر بول رہا ہوں۔ دیکھو جلدی کرو" اس نے اپنی کلائی کی گھڑی پر اچٹتی سی نظر ڈالی" بازار حصص بند ہونے میں صرف اکیس منٹ باقی ہیں۔ ٹریڈ وے کے عام حصص اونے پونے بیچنا شروع کردو۔ بازار بند ہونے تک جتنے حصص نکل سکیں نکال دو۔ کیا؟ میں نے کہا تو کہ جتنے حصص ممکن ہوں نکال دو۔ میں اپنے دفتر میں ملوں گا۔ وہیں فون کرنا"

کمرے کے سکوت میں زور سے رسیور رکھنے کی آواز گونجی۔ سٹیگل اسے گھور رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی اور وہ بار بار اپنے ہونٹ تر کرتا تھا۔

"تم ـــــ تمہارا خیال ہے کہ ـــــ؟"

صبح وال سٹریٹ میں جب ایوری بلرڈ کی موت کی خبر پہنچے گی تو اس

کی کارپوریشن کے حصص کے دام دس فی صد گر جائیں گے۔ اس نے اپنی گھڑی دوبارہ دیکھی "لعنت ہے۔ صرف بیس منٹ باقی ہیں۔ اگر ہم چند سو حصص سے چھٹکارا حاصل کرلیں تو یہ بھی ہماری بہت بڑی خوش قسمتی ہوگی؟"

سٹیگل نے اس کی جانب دیکھا۔ اس کا منہ کھلا ہوا اور آنکھیں پھٹی پھٹی سی تھیں "بعض تدبیریں ایسی ہوتی ہیں کہ ان سے روپیہ کمانا اچھا نہیں ہوتا۔"

بلیچر مسکرا رہا تھا مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے ہونٹ کانپ رہے ہیں۔" جیولیس! اگر آپ پسند کریں تو یہ سودا میں صرف اپنے حساب میں رکھنے کے لئے بھی تیار ہوں۔"

سٹیگل کمرے سے باہر چلا گیا۔ بلیچر اپنی انگلیوں سے میز پر زور زور سے باجا بجا رہا تھا۔ اس نے جس تیزی سے اور فیصلہ کن انداز میں یہ تمام کارروائی کی تھی اس پر وہ خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا۔ اس کی زندگی میں بارہا ایسے لمحات آئے تھے جب اس نے موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا تھا۔ احتیاط اور خوف اس کے لئے زنجیر پا بن جاتے تھے "بے چارا بڈھا جیولیس! وہ بھی کیا کرے عمر کے تقاضے سے مجبور ہے" اتنے معمولی سے ہیجان پر اسے غسل خانے جانے کی حاجت پیش آ گئی تھی۔

دو بجکر چوالیس منٹ بعد دوپہر

ٹریڈوے کارپوریشن کی نیویارک کی شاخ کا مینجر الکس اولڈھم بہت سہما اور گھبرایا ہوا تھا۔ جب مسٹر بلرڈ شہر میں موجود ہوتے تھے تو اس کا یہی حال ہوتا تھا۔ ممکن ہے وہ اچانک دفتر آجائیں اور وہ اس قابل نہ ہو کہ....

کون جانے کب کیا واقعہ پیش آجائے؟ وہ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا تھا کہ اپنی کرسی پر بیٹھا پہلو بدلتا رہے، اس کے روئیں روئیں سے پسینہ چھوٹتا رہے، دفتر کی نگرانی کرتا رہے تاکہ کوئی شخص شور و غل نہ کرے۔ اسے یقین تھا کہ وہ ایک لمحے کے لئے بھی غافل ہو گیا اور کوئی نامناسب بات ہو گئی تو عین اسی وقت مسٹر بلرڈ آندھی مینہ کی طرح گرجتے برستے ہوئے دفتر میں آدھمکیں گے ......

وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں، پورے شوروم میں اگر صرف ایک میز یا کرسی، اچھی طرح صاف نہ ہو تو خدا کی قسم وہ سیدھے وہیں پہنچ جائیں گے!

اولڈھم نے میز پر سے چاندی کی صراحی اٹھا کر گلاس میں پانی انڈیلا۔ پانی نیم گرم اور خاک آلود معلوم ہوتا تھا۔ اس کے گلے میں پھندا سا پڑ گیا۔ اس نے گلاس ہی میں کلی کر دی۔ ایسا معلوم ہوا کہ اسے ابکائی آجائے گی۔

"مسٹر اولڈھم! مجھے --- جناب میں معذرت چاہتی ہوں۔"

یہ اس کی سکرٹری میری ووسکیمپ تھی جو دروازہ کھولنے کے بعد بوکھلائی ہوئی الٹے پاؤں واپس جانے کا ارادہ کر رہی تھی۔

"نہیں۔ نہیں۔ اندر آجاؤ" اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا "مس ووسکیمپ کیا آپ مہربانی کر کے اتنا یاد رکھیں گی کہ میرے لئے روز صبح تازہ پانی رکھ دیا جائے"

"مگر آپ تو اسے چھوتے بھی نہیں — میں — بہت اچھا جناب مجھے افسوس ہے مسٹر اولڈھم"

"آخر بات کیا ہے؟"

"مسٹر فلینری نے فون کیا ہے اور معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ساڑھے

چار بجے مسٹر سکاٹ کو ساتھ لے کر آ جائیں یا نہیں۔ وہ مینیجروں کی خرابی کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ بہت مصروف ہوں تو ـــــ"

اولڈھم کے ہوش و حواس بجا نہ تھے۔ وہ بڑی مشکل سے صرف اتنا کہہ سکا "میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مسٹر ہلرڈ نیویارک آئے ہوئے ہیں اور کسی وقت بھی یہاں آ سکتے ہیں"

"مسٹر ہلرڈ۔ وہ تین بجکر پانچ منٹ کی گاڑی سے بلبرگ واپس نہیں جا رہے ہیں؟"

"تین بج کر پانچ منٹ پر"

"جی ہاں۔ ہم نے ان کے لئے پل مین کی نشست مخصوص کرا کے ٹکٹ ان کے ہوٹل بھیج دیا تھا۔ انھوں نے دوپہر کے کھانے سے فوراً پہلے فون کیا تھا"

"تم نے مجھ سے بتایا کیوں نہیں" اس نے دفعتاً غصہ سے آگ بھبوکا ہو کر کہا۔

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ ـــــ مجھے افسوس ہے مسٹر اولڈھم"۔

"اچھی بات ہے۔ اچھی بات ہے" اب اس کا پارہ اترتا جا رہا تھا۔ اس نے غصہ کو اور زیادہ دبانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "تمہارا کوئی قصور نہیں ہے مس ووسیکیمپ ـــــ بات یہ ہے کہ ـــــ ہاں ـــــ آج کا دن بھی خیاست کا دن ہے"

"میں مسٹر فلینری سے کہے دیتی ہوں کہ کل تک انتظار کرنا ہی بہتر ہے۔ انہوں نے خود ہی کہا تھا کہ آج آپ مصروف ہوں تو کل سہی"

اولڈھم نے شکر گزاری کے ساتھ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا "ہاں تو پھر کل ہی پر رکھو"

وہ دروازہ بند ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ مس وو سکیمپ چلی گئی تو اس نے اپنا چہرہ ہتھیلیوں سے ڈھانپ لیا۔ جیسے وہ کسی مہیب خطرے سے دوچار ہو" خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے ...... میں نے کبھی حالات کو اپنے اعصاب پر اس طرح سوار نہیں ہونے دیا تھا .... ممکن ہے میرے قویٰ جواب دینے لگے ہوں۔ مگر نہیں۔ مجھے آپے سے باہر نہیں ہونا چاہیئے ..... اگر بڈھے بلرڈ کو کبھی اس کا خیال بھی آ گیا کہ اب مجھ میں پہلا سا دم خم نہیں رہا .... اگر اسے شک بھی ہو گیا ....

"حرام زادہ" اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا اسکے بعد یہی الفاظ دوبارہ کہے۔ ان الفاظ سے اس کی بھیچی ہوئی ہتھیلی میں گرم ہوا کے چھوٹے چھوٹے جھونکے لگے .... انتظار انسان کے لئے عذاب جان بن جاتا ہے ...... کوئی شخص کیسے ناسور کی پرورش کر کے کیسے خوش ہو سکتا ہے ..... انتظار کی یہ لعنت ..... کبھی کسی بات کا یقین ہی نہ ہو؟

دو بج کر اکیاون منٹ بعد دوپہر

این فینک نے زنانہ غسل خانے کا دروازہ صرف اتنا کھولا کہ وہ اچھی طرح دیکھ سکے کہ اندر کوئی ہے تو نہیں۔ غسل خانہ خالی دیکھ کر وہ اندر چلی گئی۔ کاغذ کا ایک تولیہ جھپٹ کر نوچ لیا اور تین لمبے لمبے ڈگ بھر کر ایک بیت الخلا میں گھس گئی۔

اس کے حلق میں کانٹے پڑے ہوئے تھے۔ اس نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا ایک بھیگا ہوا کثافت آلود مردانہ بٹوا باہر نکالا اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے بھیگے ہوئے چمڑے کو پھیلایا۔ اسے سبز رنگ کے نوٹوں کی ایک گڈی نظر آئی۔ اس کے دل میں ایک ہیجان بپا تھا اور اس کے ہونٹ لرز رہے تھے۔ اس نے تمام نوٹ مٹھی میں بھینچ لئے پھر انہیں اپنے بلاوز کے گریبان میں ٹھونس لیا۔ ٹھنڈے نوٹ اس کے گرم گرم سینے پر لگے تو اس نے بے اختیار ایک پھریری سی لی۔

وہ ہانپ رہی تھی۔ پھر وہ کموڈ پر بیٹھ گئی اور چوروں کی طرح چھوٹے سے بیت الخلاء کا جائزہ لینے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ بٹوے کو کیا کرے۔ اس میں چھوٹے چھوٹے کارڈ بھرے ہوئے تھے جو بھیگ کر ایک دوسرے سے چپک گئے تھے۔ اس نے ایک ایک کارڈ کو علیحدہ کرنا شروع کر دیا۔ وہ ٹائپ میں لکھی ہوئی عبارت اور بھیگے ہوئے دھندے حروف پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ان میں ہر طرح کے کارڈ تھے، کلب کی رکنیت کے کارڈ، بیمے کے شناختی کارڈ، نقد ادائیگی کے بغیر ہوٹل میں رہائش کے کارڈ .... الوری بلرڈ ..... الوری بلرڈ ..... بلبرگ، پینسلوینیا، .... الوری بلرڈ، صدر، ٹریڈوے کارپوریشن۔

اس نے دبی زبان سے کہا "مجھ سے زیادہ اس رقم کی کسی کو ضرورت نہیں"

پھر وہ کھڑی ہو گئی۔ اس نے ایک ایک کر کے تمام کارڈ چاک کر ڈالے۔ کموڈ کے پانی میں رنگ برنگے کاغذ کے ٹکڑے تیر رہے تھے۔ جب اس نے فلش کی زنجیر کھینچی تو وہ ناچتے ہوئے اندر چلے گئے۔

بٹوے کو پھینک دینا بڑی بے شرمی ہو گی۔ اس پر کسی زرد دھات کے

حروف کاٹ کر چپکائے گئے ہیں ممکن ہے یہ خالص سونے کے ہوں۔ ممکن ہے خشک ہونے کے بعد یہ دوبارہ استعمال کے قابل بن جائے اور ایسا ہو جائے کہ کسی کو دے دیا جائے۔ مگر ایڈی کو نہیں۔ اب وہ ایڈی کو کوئی چیز نہیں دے گی .... وہ تو صرف زبانی جمع خرچ کا قائل ہے۔ وہ ایک لڑکی کو فکر سے گھلا دینے میں بھی کوئی عیب نہیں سمجھتا۔ وہ ہر روز وعدہ کرتا ہے کہ ڈاکٹر سے مشورے کے لئے اسے روپے دے گا۔ مگر وہ روپے نہیں لایا۔ اب اس کے پاس خود روپے ہیں۔ ایڈی جہنم میں جائے۔

اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور وہ بید کی طرح تھر تھر کانپنے لگی۔ بٹوہ اسے محض اتفاق سے مل گیا تھا۔ یہ موقع اس کے ہاتھ سے بس نکلنے ہی والا تھا۔ صرف ذرا سی کسر رہ گئی تھی۔ بالکل ذرا سی۔ پورے ہفتے میں یہ پہلا موقع تھا کہ وہ چاکلیٹ خریدنے گئی تھی۔ اگر وہ عین اسی وقت نہ گئی ہوتی تو اسے چین ڈیل بلڈنگ کے سامنے سڑک کے کنارے گندے پانی میں بٹوا پڑا ہوا نہ ملتا۔ بس ایک واقعے نے اسے کسی ان دیکھی طاقت کا قریب قریب قائل کر دیا تھا۔

غسل خانے میں کوئی آ رہا تھا۔

ابن فینک نے فلش کی زنجیر دوبارہ کھینچ لی اس کی آواز نے اسے خاموشی کی دہشت سے بچا لیا تھا۔

اس نے اپنے دل میں کہا "میں بٹوے کی چوری کب کر رہی ہوں، جب مجھے روپیہ مل جائے گا تو میں اسے واپس کر دوں گی۔ اس کے مالک

کا نام نہیں بھول سکتی۔ ایوری بلرڈ۔ اس نے سنہری حروف کو غور سے دیکھا...... اِن کی مدد سے وہ نام یاد رکھ سکے گی۔ اے۔بی۔ یعنی ایوری بلرڈ ؛

مل برگ ۔ پنسلوینیا

دو بج کر ۵۴ منٹ بعد دوپہر

ایوری ہلرڈ نے چیپن ڈیل بلڈنگ نیویارک سے جو تار بھیجا تھا وہ ملبرگ، پنسلوینیا کے ویسٹرن یونین کے دفتر میں دو بجکر ۵۴ منٹ پر پہنچا۔ زرد کاغذ کی پٹی پر جیسے ہی ٹریڈ وے ٹاور لکھا ہوا نظر آیا میری ہیبر نے فوراً اپنی گھومنے والی کرسی کی بورڈ (KEY BOARD) کی جانب کرلی تاکہ وہ ٹیلی پرنٹر ہی کے ذریعہ یہ پیغام ٹریڈ وے ٹاور بھیج دے۔ اپنی کرسی گھماتے وقت اس نے کھڑکی سے باہر اچٹتی سی نظر ڈالی۔ ٹاور کی فلک بوس چوٹی صاف نظر آرہی تھی۔ دھندلے نیلے آسمان میں اس کا سفید رنگ نظروں کو خیرہ کررہا تھا۔

ٹریڈ وے ٹاور پر میری ہیبر کی سرسری سی نظر کا پیغام روانہ کرنے سے براہِ راست کوئی تعلق نہ تھا۔ ملبرگ کے قریب قریب تمام باشندوں کی طرح وہ دن میں سینکڑوں بار ایسا کرتی تھی۔ شہر کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں سے ٹاور نظر نہ آتا ہو۔ وہاں کے ہر مرد اور عورت کے لئے یہ ناممکن

تھا کہ وہ اس کی طرف وقتاً فوقتاً دیکھتا نہ رہے۔ بعض اوقات وہ اِدھر دیکھتے مگر انھیں کچھ نظر نہ آتا۔ بالکل اسی طرح جیسے کسی ارادے کے بغیر کوئی ملاح آسمان کی جانب یا کسی دفتر کا ملازم گھڑی کی طرف دیکھنے کا عادی ہوتا ہے۔ مگر کبھی کبھی لوگ شعوری طور پر بھی ٹکٹکی باندھ کر اس کی پُر جلال بلندی کا نظارہ کرتے تھے۔ علی الصباح دفتر جانے والے لوگ یہ دیکھ کر ششدر رہ جاتے تھے کہ اگرچہ وہ ابھی صبح کے دھندلکے میں سردی سے ٹھٹھر رہے ہیں مگر سورج کی گرم گرم شعاعوں سے ٹاور کی چوٹی دمکنے لگی ہے۔ شام کو سورج تمام شہر میں چھپ جاتا مگر بعض اوقات وہ دیکھتے کہ ٹاور کے بالائی حصے شعلہ رنگ روشنی کی تب وتاب سے منوّر ہیں۔ جب الیگھنی کے دروں سے آکر بادلوں کے پرے کے پرے پوری وادی کو کہر کی چادر میں لپیٹ لیتے تو کبھی کبھی ٹاور کی چوٹی نظروں سے نہاں ہو جاتی۔ ایسے مواقع پر ملبرگ کے شہری بار بار اُوپر کی جانب دیکھتے اور اضطراب کے عالم میں ان کی نظریں دہیں جم کر رہ جاتیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کے ذہن ان کی قوت متخیلہ کا ساتھ دینے سے انکار کر رہے ہیں اور جیسے کوئی ضروری چیز ان سے ناجائز طور پر چھین لی گئی ہو۔

ٹریڈوے ٹاور اگر مین ہٹن کے جزیرے پر بنایا جاتا تو اس کی حیثیت جنگل میں ایک معمولی درخت کی ہوتی اور اس میں کوئی عجیب یا انوکھی بات نظر نہ آتی مگر ملبرگ میں یہ ایک عجوبے کی حیثیت رکھتا ہے۔

جس شہر کی کوئی عمارت چھ منزل سے زیادہ بلند نہ ہو۔ وہاں چوبیس منزلہ ٹاور کو یقیناً ایک خاص مقام حاصل ہوگا۔ اس کی بلندی کی طرح اس کا سفید رنگ بھی کچھ کم جاذبِ نظر نہیں ہے۔ شہر بھر میں بکھرے ہوئے چھوٹے چھوٹے مکان بہت جلد سیاہ اور بدنما ہو جاتے ہیں مگر معلوم نہیں کیوں ٹاور اسی طرح صاف وشفاف رہتا ہے۔ جیسے اس کی سفیدی قائم رکھنے میں کسی آسمانی قوت کا ہاتھ ہو۔

ملبرگ کے صرف چند شہری ٹریڈ وے ٹاور کی خوبصورتی اور دیدہ زیبی کے قائل نہیں ہیں۔ انہی میں ڈبلیو ہیرنگٹن ڈاڈ بھی شامل ہیں۔ اگرچہ ٹاور بیس سال قبل تعمیر کیا گیا تھا۔ مگر مسٹر ڈاڈ اس کے ڈیزائن پر بدستور شد و مد کے ساتھ اعتراضات کرتے ہیں۔ وہ اب بھی اسے فنِ تعمیر کا ایک مہمل نمونہ کہتے ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ ٹاور کو شادی کے اطالوی کیک کے طرز پر بنایا گیا ہے۔ اور جس نام نہاد ماہر تعمیر نے اس کا ڈیزائن تیار کیا ہے اسے دراصل کیک پیسٹری بنانے کا کام کرنا چاہیئے تھا۔ مسٹر ڈاڈ کے ان تلخ و ترش تبصروں کو کھٹے انگور کے مصداق کہا جاتا ہے۔ اس ٹاور کی تعمیر کے وقت ان کا شمار ملبرگ کے ممتاز ماہرینِ تعمیر میں ہوتا تھا۔ انھیں اپنے پیشے میں کافی وقار بھی حاصل تھا۔ وہ ماہرینِ تعمیرات کے امریکی ادارے کی ریاستی شاخ کے نائب صدر بھی رہ چکے تھے۔ اس کے باوجود بڈھے اورن ٹریڈ وے نے انھیں بالکل نظر انداز کر کے ٹاور کا نقشہ نیویارک کی ایک فرم سے تیار کرایا تھا۔ اس نے ڈبلیو ہیرنگٹن کی لاج رکھنے کے لیئے انھیں "مشیر تعمیرات" تک مقرر نہیں کیا تھا۔

مسٹر ڈاڈ کی نکتہ چینی کے متعلق اس جوابی الزام سے قطع نظر ان کی جلی کٹی باتوں کے لئے کچھ جواز بھی موجود تھا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ٹریڈ وے ٹاور واقعی شادی کے ایک بہت بڑے کیک سے مشابہ تھا۔ اس کی بارہ منزلوں کو کیک کے نچلے حصے سے تشبیہ دی جاسکتی تھی جس پر سفید شکر کی تہ جمی ہوئی ہو اور اس کے گرد چاروں سڑکیں کچھ اس طرح اس کا حصہ معلوم ہوتی تھیں جیسے وہ اس سلپچے کے سرے ہوں جس میں اسے پکایا گیا ہو۔

نچلی بارہ منزلوں پر عمارت کا ٹاور بنایا گیا تھا جو بتدریج تنگ ہوتا چلا گیا تھا۔ اس کی بلندی کے ساتھ ہی اس کی تزئین و آرائش بھی بڑھتی جاتی تھی سولھویں اور بیسویں منزلوں کے گرد سفید چمکدار مٹی سے پھولوں کے ہار بنائے گئے تھے جس کے متعلق مسٹر ڈاڈ یہ کہنے کے عادی تھے کہ ایسے نقش ونگار گاتھ قوم کے لوگ بارہویں اور سولھویں صدی کے درمیان بڑے دن کے کیک پر بنایا کرتے تھے۔ اس نقش ونگار کو ایک بہت بڑے نقاش کی چابک دستی کا شاہکار کہا جاتا تھا۔ مگر اس کی خوبیوں سے کبھی کبھی کوئی بلند پرواز کبوتر ہی محفوظ ہو سکتا تھا کیونکہ زمین پر کھڑے ہو کر اسے دیکھنا بالکل ناممکن تھا۔

ٹاور کا سب سے اوپر کا حصہ نیزے کی انی کی طرح نوکدار تھا۔ اس نے آخری منزل میں اس طرح چار چاند لگا دیئے تھے کہ زمین سے کھڑے ہو کر دیکھنے پر وہ باقی عمارت سے بالکل جدا معلوم ہوتا تھا۔ یہ واقعی تھا بھی ایسا ہی۔ اور ٹریڈوے نے اسے بنوایا بھی کچھ اسی طرح تھا۔ اس کا نقشہ اس نے خود تیار

کیا تھا اور ماہرین تعمیرات نے اسے بالکل اسی طرح قبول کر لیا تھا۔ تیئیسویں منزل پر اس نے اپنے نائب صدر کے دفتر رکھے تھے۔ چوبیسویں منزل تنہا اس کے لئے مخصوص تھی اس منزل پر تین کمرے تھے جو اس سامان سے تیار کئے گئے تھے جو سولھویں صدی کے ایک جاگیردار کے محل میں استعمال کیا گیا تھا۔ یہ محل اس نے انگلستان میں خریدا تھا۔ اس کے بلوط کے آرائشی تختے عجائب گھر کے عملے نے بڑی احتیاط سے ایک ایک کر کے نکالے تھے اور ان پر نمبر ڈال دئے تھے تاکہ انھیں اسی ترتیب سے دوبارہ نصب کیا جا سکے۔ ٹاور کی چوبیسویں منزل کا ڈیزائن صرف اس ضرورت کو پیش نظر رکھ کر تیار کیا گیا تھا کہ اس میں اس محل کے تین کمرے اصل کے مطابق دوبارہ تعمیر کئے جا سکیں۔ برطانوی امرا کا ایک خاندان جس کمرے کو نو پشتوں تک کتب خانے کے لئے استعمال کرتا رہا تھا اس میں اب اورن ٹریڈوے کا دفتر تھا۔ اس سے متصل کمرہ ماضی میں مطالعے کے لئے مخصوص تھا۔ اس میں برطانیہ کے تین وزرائے اعظم اپنے رفقا اور عمائدین حکومت سے صلاح مشورے کیا کرتے تھے اب یہ اورن ٹریڈوے کی سکرٹری کا دفتر تھا۔ زمانۂ قدیم کے ہال میں اب ڈائرکٹروں کے اجلاس ہوا کرتے تھے۔ اورن ٹریڈوے وہی میز اور کرسی استعمال کرتا تھا جسے انگلستان کے کم سے کم چھ لارڈ اپنے دفتر میں رکھ چکے تھے۔ ٹاور کی چوبیسویں منزل پر کوئی اور دفتر نہیں تھا۔ اورن ٹریڈوے چاہتا تھا کہ جب تک وہ خود نہ بلائے اس گوشۂ تنہائی میں کسی اور کی رسائی نہ ہونے پائے۔

اس دفتر میں منتقل ہونے کے آٹھ مہینے بعد اورن ٹریڈوے اس

دنیا سے چل بسا۔ جنوری کی ایک رات کو چوبیسویں منزل کی خاص کیے خاص آپریٹر لوئگی کیسونی نے ایک آواز سنی۔ اسے یقین تھا کہ کسی نے پستول چلایا ہے۔ کچھ دیر کوشش کرنے کے بعد اس میں اتنی جرات پیدا ہو گئی کہ وہ مسٹر ٹریڈ وے کے اس حکم کی خلاف ورزی کر سکے کہ نہ تو کبھی ان کے دفتر کا دروازہ کھولا جائے نہ کبھی ان کے کام میں کوئی خلل ڈالے۔ جب وہ ان کے کمرے میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ مسٹر ٹریڈ وے ابدی نیند سو چکے ہیں۔

اس واقع کی تفتیش کرنے والے افسر نے اتنک شوئی کے لئے یہ رپورٹ دے دی تھی کہ اورن ٹریڈ وے کی موت پستول صاف کرتے ہوئے اس کے اتفاق سے چل جانے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ مگر اس طرح کسی کو فریب نہیں دیا جا سکا۔ ہر شخص کو خودکشی کا شبہ تھا۔ ایک مہینے کے بعد شک یقین میں تبدیل ہو گیا۔ اتنے دنوں میں یہ بھی صاف ظاہر ہو گیا کہ خودکشی کی وجہ کیا تھی۔ اورن ٹریڈ وے دیوالیہ ہو گیا تھا۔ اس نے ٹاور کی تعمیر کے لئے اپنی تمام دولت پانی کی طرح بہا دی تھی اور ٹریڈ وے فرنیچر کمپنی کو تباہی کے دروازے تک پہنچا دیا تھا۔ مالی اعتبار سے یہ ایک فاش غلطی تھی۔ ٹاور کی تعمیر ایک ایسے انسان کے جنون کا نتیجہ تھی جسے اپنی تمام شکستہ پائی کے باوجود آگے بڑھنے کا خبط تھا۔ اپنے خاندان کا نام روشن کرنے کا سودا اس کے سر میں آخر دم تک سمایا رہا اور اسی لئے وہ اپنی جان پر بھی کھیل گیا۔ اس کے آباؤ اجداد میں بڑی جلیل القدر

بستیاں گزری تھیں جنھوں نے ولیم پلین ہی کے زمانے سے پنسلونیا پر اپنا گہرا نقش چھوڑا تھا مگر بدقسمتی سے اورن ٹریڈ وے کی رگوں تک پہنچنے سے قبل خون کی وہ گرم رفتاری ختم ہو چکی تھی۔ وہ اس سلسلہ نسب کا آخری فرد تھا اور کمپنی کی صدارت کے لئے اس کے خاندان میں کوئی آدمی باقی نہیں رہ گیا تھا۔

ٹریڈ وے فرنیچر کمپنی کی بربادی کے امکانات پر مل برگ کے باشندوں نے یہ سوچ کر صبر کر لیا تھا کہ شہر کی صنعتوں میں آہستہ آہستہ جو انتشار ناگزیر ہو گیا ہے اس کی جانب یہ ایک اور قدم ہے۔ یہ سلسلہ عرصہ دراز سے جاری تھا۔ مل برگ کی عظمت اور عروج کے سب سے زریں دور کو اتنا وقت گزر چکا تھا کہ اب شہر میں کوئی ایسا شخص زندہ نہیں رہا تھا جسے وہ زمانہ بخوبی یاد ہو۔ کچھ لوگ ایسے ضرور تھے جو بعض واقعات بیان کر سکتے تھے مگر ان کی داستان گوئی بھی بعض قصے کہانیوں کی مرہونِ منت تھی۔ ان کی معلومات کا منبع پبلک لائبریری کے چند تنگ و تاریک عقبی کمرے تھے جن میں مل برگ ہسٹاریکل سوسائٹی کا صدر دفتر قائم تھا۔

شہر کے اکثر لوگوں کو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ اس کا نام مل برگ اس لئے نہیں پڑا تھا کہ ایک زمانے میں دریائے سکے ہانا کے کنارے دور تک مل قائم تھے بلکہ اسے لیورپول کے جان ملز کے نام سے نسبت تھی جس نے دریا کے کنارے ایک بستی بسائی تھی جو بعد میں ملبرگ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ ۱۷۴۷ء یا ۱۷۴۸ء میں ــــــ صحیح تاریخ کی تصدیق اتنی ہی ناممکن

ہے خلینی کہ وہ غیر اہم ہے ۔ جان ملز نے برطانوی تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ دریا میں کشتی پر سفر کیا۔ یہ تاجران کمپنیوں سے لوہا خریدنے آئے تھے جو انہی دنوں دریا کے کنارے پہاڑیوں پر قائم کی گئی تھیں۔ زیادہ تر علاقے میں دریا کے کنارے چٹان کی ایک دیوار سی کھڑی تھی۔ ہموار زمین بہت کم تھی۔ مگر ملز اور اس کے ہم سفروں نے ایک ایسی جگہ تلاش کرلی جہاں زمانہ قدیم میں دریا کے کٹاؤ سے ہموار نشیبی زمین کا ایک نیم دائرہ سا بن گیا تھا۔ یہ لوگ وہیں ٹھہر گئے اور ایک گودام کی تعمیر شروع کردی تاکہ اس میں لوہا جمع کرکے کشتیوں سے بالٹی مور اور وہاں سے جہازوں پر انگلستان بھیجا جاسکے۔

تاریخی شواہد اگرچہ تھوڑے ہی سے ملتے ہیں مگر ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جان ملز اپنے انگریز آقاؤں کی تجارت کو ترقی دینے کے بجائے اپنے ذاتی کاروبار کو فروغ دینے کے جذبے سے سرشار تھا۔ ایک سال بعد اس نے خود تجارت شروع کردی اور بھٹیوں کے مالکوں کو بڑی مقدار میں لکڑی کا کوئلہ مہیا کرنے لگا جو بھٹیاں چلانے کے لئے ضروری تھا۔ جو شخص کوئلے کے لئے لکڑی کاٹتا ہو۔ اس کے لئے عمارتی لکڑی کا کاروبار شروع کرنا بڑا آسان ہوتا ہے۔ چنانچہ ۱۷۵۲ء میں جان ملز نے آرہ کشی کا ایک کارخانہ قائم کردیا۔ یہ کارخانہ اتنا بڑا تھا کہ نو آبادیوں کے تین سب سے بڑے کارخانوں میں شمار کیا جانے لگا۔

جنگل سے جو عمارتی لکڑی کاٹی جاتی تھی اس کی زیادہ تر مقدار خشکی کے راستے فلاڈلفیا بھیج دی جاتی تھی اس کی باربرداری کے لئے گاڑیوں کی ضرورت تھی اس لئے جان ملز نے گاڑیاں بنانے کا کاروبار بھی شروع کردیا۔ گاڑیوں

کے لئے لکڑی اسے آرہ کشی کے اپنے ہی کارخانوں سے مل جاتی تھی اور لوہے کے حصے قریب کی بھٹیوں میں تیار کئے جاتے۔ وہ ایک بھٹی کے نصف سے زیادہ حصے کا پہلے ہی مالک بن چکا تھا اور ایک دوسری بھٹی کی ملکیت میں اس کا حصہ تھا۔

امریکہ کے مغربی حصوں میں آباد کاری کا سلسلہ پوری سرگرمی سے شروع ہو چکا تھا اور ملز کے کارخانے میں بنی ہوئی بینڈ گاڑیوں کی شہرت مشرقی ساحل کے تمام شراب خانوں میں پھیل گئی تھی جہاں جمع ہو کر لوگ سب کے ہاتھ کے پار جانے کے منصوبے تیار کیا کرتے تھے۔ وہ ملز کے کارخانے میں آکر بینڈ گاڑیاں خرید اکرتے تھے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ملز ان کے ہاتھ دوسری چیزیں بھی فروخت کردیا کرتا تھا۔ مختلف اقسام کا سامان رکھنے کے لئے اس نے دریا کے کنارے پتھر کے بڑے بڑے گودام بنوالئے تھے۔ مگر ملز تاجر کے بجائے بنیادی طور پر کارخانے دار تھا۔ اس نے جلد ہی سن کا کپڑا، زین، مٹی کے برتن اور چمڑہ کمانے کے کارخانے قائم کردیئے اور ہر قسم کے سامان کی دوکانیں کھول دیں۔ وہ بینڈ گاڑیاں بنایا کرتا تھا اس لئے فطری طور پر زرعی آلات بھی تیار کرنے لگا اور ملز کی گاڑیوں کی طرح اس کے ہل بھی بہت مشہور ہو گئے۔

۱۷۶۱ء میں ایک شخص ڈبلیو۔ کرٹین نے اپنے عزیزوں اور دوستوں کو جو فلاڈلفیا میں رہتے تھے اور مغرب کی جانب نقل سکونت کے لئے تیار تھے حسب ذیل خط بھیجا تھا۔

محترم حضرات!

میں آپ کو یہ اطلاع دینے کے لئے خط لکھ رہا ہوں کہ آپ کو جلد سے جلد یہاں پہنچ جانا چاہیئے۔ اس سفر کے لئے آپ کو خواہ مخواہ بہت زیادہ

سامان ساتھ نہیں لانا چاہیئے کیونکہ مغرب کی جانب سفر کے لئے ہمیں جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ مسٹر جان ملز سے بڑی آسانی کے ساتھ خرید ی جاسکتی ہیں ان کی دکانیں دیکھ کر آپ محو حیرت رہ جائیں گے۔ یہ دوکانیں اتنی بڑی ہیں کہ شاید آپ کو سن کر یقین نہ آئے ان کے کارخانے میں لوہاروں کے ہتھوڑا چلانے کی آواز اتنی مسلسل اور بلند آہنگ ہوتی ہے کہ رات کو بھی یہ گمان ہوتا ہے کہ کوئی بہت بڑی جنگ لڑی جارہی ہے۔

ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ ہماری دونوں بند گاڑیاں اسی مہینے کی نویں تاریخ کو مل جائیں گی مگر یہاں کی دونوں سرائیں ان لوگوں سے بھری ہوتی ہیں جو گاڑیوں کے انتظار میں ہم سے بھی پہلے یہاں آگئے ہیں۔ اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ گاڑیاں مقررہ تاریخ تک نہیں مل سکیں گی۔ اس خیال سے کہ ہم یہاں سے جلد از جلد روانہ ہو جائیں ہم نے مسٹر ملز سے کہا ہے کہ وہ ہماری ضرورت کی دوسری اشیاء بھی تیار کرا دیں۔ براہ کرم ان کی فہرست دیکھ کر خریداری کی منظوری دے دیجیئے۔ یہاں جو کلہاڑیاں اور درانتیاں تیار ہوتی ہیں ان کا ڈیزائن بہت عمدہ ہے۔ یکسر آہن بستہ ہیں اور انھیں بڑی چابک دستی سے تیار کیا گیا ہے۔

ایک معاملہ ایسا ہے جس کے بارے میں آپ لوگوں کے مشورے کے بغیر میں خود کچھ کرنے سے معذور ہوں۔ یہ معاملہ گھوڑوں کا ہے۔ اپنے فارم میں جو شہر کے مقابلہ میں زیادہ بلندی پر واقع ہے مسٹر ملز نے بڑی عمدہ نسل کے گھوڑے پالے ہیں۔ انھیں کنسٹوگا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان کی چند جوڑیاں اب بھی مل سکتی ہیں مگر مجھے اندیشہ ہے کہ دوسرے لوگ جلد ہی باقی ماندہ گھوڑے

بھی خرید لیں گے اور آپ سے یہاں جلد پہنچنے کی درخواست کا ایک سبب یہ بھی ہے۔

اس کا ذکر میری سے نہ کیجئے گا۔ میں نے مسٹر ملز کے شراب کشید کرنے کے کارخانے میں چھ قرابے بھی تیار کرا لئے ہیں۔ اتنی عمدہ شراب اور کہیں نہیں مل سکتی اور یہ بھی میں آپ کو صرف اس لئے لکھ رہا ہوں کہ آپ یہاں پہنچنے میں عجلت سے کام لیں۔

۱۸۶۷ء ہی میں ــــــ یعنی جس سال کرٹین نے یہ خط لکھا تھا ــــ اس شہر کا باقاعدہ نقشہ تیار کیا گیا اور اس کا نیا نام ملبرگ رکھا گیا۔ اس سے قبل وہاں کی ہر چیز جان ملز کی ذاتی ملکیت تھی۔ اس میں پتھر کے دو سو مکان بھی شامل تھے جو اس نے اپنے ملازموں کے لئے بنوائے تھے۔ ملبرگ میں انگلستان کے آہن گروں اور گاڑی کے پہیئے بنانے والوں کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔ انہیں انگلستان سے بلانے کا انتظام بھی ملز ہی نے کیا تھا۔ اس نے مکانوں اور زمین کے قطعات کی فروخت کا انتظام اس ہوشیاری سے کیا تھا کہ اس کے تمام ہم وطن شہر کے شمالی نصف میں آباد ہو جائیں جنوبی نصف میں جہاں دریا کے کنارے ملیں اور دکانیں تھیں جرمن اور سوستانی لوہار آباد ہو گئے تھے۔ مشرقی اور مغربی حصوں کی دو شاہراہوں کا نام برطانیہ اور جرمنی کے اس وقت کے بادشاہوں کے نام پر جارج اور فریڈرک رکھا گیا تھا۔

جارج سٹریٹ اور دریا کے شمال کی ہر چیز کو ملبرگ میں افضلیت حاصل تھی۔ رفتہ رفتہ معاشرے میں کسی شخص یا چیز کے مقام کا اندازہ دریا سے اس کے

فاصلے سے لگایا جانے لگا۔ جان ملز کی عنایات سے جو لوگ اپنی حویلیاں نارتھ فرنٹ سٹریٹ پر تعمیر کرانے میں کامیاب ہو گئے وہ شمالی علاقے کے خاندان کے نام سے پکارے جانے لگے اور انھیں معاشرے میں بلند ترین مقام حاصل ہو گیا

فریڈرک سٹریٹ کے جنوب میں ولندیزی مزدوروں کے مکان تھے جو بھورے پتھر کے بجائے سرخ رنگ کی اینٹوں سے تعمیر کئے گئے تھے۔ یہ مکان زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر بے ترتیبی کے ساتھ بنائے گئے تھے۔ ان میں سے اکثر مکان فلاڈلفیا اور بالٹی مور کی طرح ایک ہی قطار میں اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے

جان ملز شہر کے ہجوم اور شور و غل سے دور رہتا تھا اس کا باغ جس کا رقبہ تین ہزار ایکڑ سے بھی زیادہ تھا۔ مل برگ کے گرد نیم دائرے کی شکل میں پھیلا ہوا تھا جس کے وسط میں اس نے اپنا عظیم الشان محل کلفٹ ہاؤس تعمیر کرایا تھا جہاں سے اس کی پوری قلمرو صاف نظر آتی تھی اس کی تعمیر ۱۷۶۰ء کے موسم بہار میں شروع کی گئی تھی مگر ایک روایت کے مطابق جس کی تصدیق اس مکان سے اب بھی ہوتی ہے اس کے اندر لکڑی کے نقش و نگار مکمل کرنے میں نو سال لگ گئے تھے جان ملز نو آبادیوں کے سب سے دولت مند افراد میں شمار کیا جاتا تھا۔ وہ بڑی شان و شوکت سے رہتا تھا اور اس کے ایک ہم عصر کے بیان کے مطابق ۱۷۸۴ء میں اس کی وفات پر دو سو سے زیادہ گھریلو ملازم اور مزدور اس کے جنازے کے ساتھ پیدل گئے تھے۔

جان ملز کے سب سے بڑے لڑکے جیمس ملز نے اپنے باپ کی روایات کو زندہ رکھا اور کارخانوں کو توسیع دیتا رہا معلوم نہیں یہ اس کی دانشمندی

تھی یا خوش قسمتی کہ اس نے عمارتی لکڑی کے کاروبار کو سب سے زیادہ ترقی دی اور ملبرگ کی اقتصادی تاریخ کو نقطۂ عروج پر پہنچانے کا راستہ ہموار کیا۔

۱۸۱۲ء کی جنگ کے بعد برطانیہ نے امریکہ کے بازاروں کو لوہے کے سامان اور زرعی آلات سے بھر دیا۔ ان کی قیمت اتنی کم تھی کہ ملبرگ کے کارخانے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اس نقصان کی تلافی عمارتی لکڑی کے کاروبار نے کر دی۔ ملبرگ کے آس پاس کے علاقوں کے درخت تو عرصہ ہوا کاٹ ڈالے گئے تھے اور ان کی لکڑی کو جلا کر کوئلہ بنا لیا گیا تھا۔ اب سسکے ہانا کی بالائی وادیوں سے صنوبر کی سفید لکڑی کے بڑے بڑے بیڑے وہاں تیرتے ہوئے آتے اور آرہ کشی کے کارخانوں میں انھیں کاٹا اور تراشا جاتا تھا۔ اس طرح یہ شہر فلاڈلفیا اور پورے جنوب مشرقی پنسلوینیا کو لکڑی مہیا کرنے کا مرکز بن گیا۔ یہ غیر معمولی سرگرمی، گہما گہمی، خوشحالی اور توانائی کا دور تھا جس میں لوگوں نے خوب روپیہ کمایا۔ ملبرگ میں کاروبار کی گرم بازاری اگرچہ ہمیشہ رہی تھی مگر افراط اور فراوانی کا ایسا دور اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ ان دنوں جنوبی حصے کے شراب خانوں کے سامنے ملاحوں کی چھ چھ قطاریں کھڑی ہو کر خم پر خم لنڈھایا کرتی تھیں اور شمالی شاہراہ پر رہنے والے شہریوں کے مکانوں کی حفاظت کے لئے رضاکار فوج متعین کرنا پڑی تھی تاکہ انھیں رنگ رلیاں منانے والے ملاحوں کی بدمستیوں سے کوئی نقصان نہ پہنچ سکے کیونکہ ساحل پر آکر وہ دل کھول کر داد عیش دینا چاہتے تھے۔ ایسے لوگوں کی تعداد مسلسل بڑھتی جاتی تھی جن کی حفاظت کے انتظامات ضروری سمجھے جاتے تھے۔ بہت سے لوگ

جو پہلے پائی پائی کو ترستے تھے دیکھتے ہی دیکھتے دولت میں کھیلنے لگے تھے۔ ان کے امیر بننے کی رفتار اتنی تیز تھی کہ شمالی علاقے کے خاندانوں کی امتیازی شان بھی ختم ہونے لگی تھی۔

لکڑی کے کاروبار کی گرم بازاری ۱۸۶۰ء کے لگ بھگ تک باقی رہی جس کے بعد بالائی وادی کے شہروں میں بھی آرہ کشی کے کارخانے قائم کئے جانے لگے اور ملبرگ کا بہت سا کاروبار ولیمس پورٹ، لاک ہیون اور رینو وو کی طرف کھنچ کر جانے لگا۔ ہوا کا رخ بدل چکا تھا۔ لوہے اور فولاد کی صنعتیں مغربی علاقے میں قائم ہونے لگیں اور زرعی آلات کی صنعت نے بھی انہی بڑے کارخانے داروں کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیا۔ ہل بنانے کے لئے جان ملز نے جو کارخانہ قائم کیا تھا اسے کوئی پوچھتا تک نہ تھا۔ چمڑا کمانے کا کارخانہ بند ہو گیا تھا اور اینٹوں کے بھٹے ویران نظر آنے لگے تھے۔

امریکی خانہ جنگی نے شہر کی روبہ انحطاط معیشت کو ایک بار پھر سنبھالا دیا لیکن جنگ ختم ہونے کے بعد جب تعمیر نو کا دور شروع ہوا تو ملبرگ کی حالت دوبارہ گرنے لگی۔ ۱۸۷۳ء کے پُرآشوب دور کے بعد وہاں صرف تین قدرے اہم بڑی صنعتیں باقی رہ گئی تھیں۔ گاڑیاں تیار کرنے کا کارخانہ اگرچہ اب بھی موجود تھا مگر جان ملز کے خاندان کے کسی فرد کو اس سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔ لوہے کی ڈھلائی کے کارخانے کے مالکانہ حقوق کراٹز کے خاندان نے حاصل کر لئے تھے اور جان ملز نے

گاڑیوں کی چھتوں کے لئے سن کا کپڑا تیار کرنے کا جو کارخانہ قائم کیا تھا اس میں الیونڈٹ انگلش کاٹن مل کے نام سے ایک نیا کارخانہ کام کرنے لگا تھا۔

ٹریڈوے فرنیچر کمپنی ان دنوں ملبرگ کی اہم صنعتوں میں شمار کی جاتی تھی اس کے متعلق اشتہارات میں دعویٰ کیا جاتا تھا کہ وہ ۱۷۸۹ء میں قائم کی گئی تھی۔ مگر یہ دعویٰ محض ایک تاریخی یادگار کی حیثیت سے درست کہا جا سکتا تھا۔ جان ملز کے عالی شان محل کے آتش دانوں پر نقش و نگار بنانے کے لئے ۱۷۸۹ء میں ایک بڑھئی جوشیا ٹریڈوے انگلستان سے امریکہ آیا تھا اور یہیں کا ہو کر رہ گیا۔ ۱۷۸۹ء میں اس نے جارج اور فریڈرک کے درمیان کرام ویل سٹریٹ کے عقب میں انگریزی طرز کی بہترین میزیں، کرسیاں اور صندوق بنانے کی ایک دکان کھول لی۔ موجودہ ٹریڈوے ٹاور اسی جگہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جوشیا کے بعد اس کا لڑکا جارج دکان میں بیٹھنے لگا۔ انیسویں صدی کے اوائل تک ملبرگ میں فرنیچر کی متعدد دکانیں تھیں جنہیں صرف ایک ایک آدمی چلاتا تھا۔ یہ دکانیں انہی لوگوں کے بیٹوں اور پوتوں کی تھیں جنہیں جان ملز نے گاڑیوں کے کارخانے میں کام کرنے کے لئے انگلستان سے بلایا تھا اور وہ سب لکڑی کا سامان تیار کیا کرتے تھے۔

۱۷۸۹ء کے بعد ٹریڈوے کے خاندان کے متعدد افراد لکڑی کا سامان تیار کرتے تھے اور بلدیہ کے رجسٹروں میں ان کے نام کاریگروں کی حیثیت سے درج تھے۔ "فیکٹری کے مالک" کے الفاظ پہلی بار ۱۸۲۷ء میں آلیور ٹریڈوے کے لئے استعمال کئے گئے تھے۔

۱۸۷۳ء کی کساد بازاری سے فائدہ اٹھا کر آلیور ٹریڈوے نے کسی طرح پتھر کا بنا ہوا ایک گودام خرید لیا۔ جسے ایک صدی قبل جان ملز نے بنوایا تھا۔ اس نے آرہ کشی کے ایک کارخانے سے ایک پرانی مشین خرید کر اس میں نصب کر دی اور لکڑی کے چند ماہر کاریگر ملازم رکھ لئے جن کا ان دنوں کوئی پرسان حال نہ تھا اور جو ایک وقت کی روٹی کے عوض بھی کام کرنے کے لئے تیار ہو جایا کرتے تھے۔ یہ کمپنی پھلتی پھولتی رہی اور ۱۹۱۰ء میں جب یہ اورن ٹریڈوے کے ہاتھ میں پہنچی تو لیبرگ کا سب سے بڑا صنعتی کارخانہ بن چکی تھی۔ یہ امتیاز اس نے صرف اپنی ترقی ہی سے نہیں اپنے حریفوں کی نااہلی کی بدولت بھی حاصل کیا تھا۔ ۱۹۰۷ء کی کساد بازاری میں گاڑیاں بنانے کا کارخانہ بھی بند ہو گیا۔ کچھ دن بعد سوتی مل کے مالک اپنی مشینیں نکال کر نارتھ کیرولینا لے گئے۔ شہر میں صرف لوہے کی ڈھلائی کا پرانا کارخانہ باقی رہ گیا تھا جو کراٹز سٹیل کمپنی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ مگر یہ کمپنی بھی صرف چند دن کی مہمان تھی۔ پٹسبرگ کے فولاد کے کارخانوں سے مقابلہ کرنے کی کوشش میں جارج کراٹز نے اجرتیں بہت کم رکھی تھیں اور اپنے یہاں مزدوروں کی یونین قائم کرنے کی اسی ہٹ دھرمی سے مخالفت کی تھی جس کا مظاہرہ اس نے اپنی کمپنی فولاد کے ایک بڑے کارخانہ دار کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کے سلسلہ میں کیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کارخانے میں ہڑتال شروع ہو گئی جو بہت دنوں تک چلتی رہی۔ کبھی کبھی فریقین ایک دوسرے سے دست و گریباں بھی ہو جاتے تھے ایک دن

بعض مزدور کام پر جانے کے لئے تیار ہو گئے مگر ان کے دوسرے ساتھی ان کی راہ میں حائل تھے۔ ان کا جھگڑا اتنا بڑھا کہ ایک آدمی جان سے مارا گیا۔ اسے دیکھ کر بڈھا جان کرائز اپنے دفتر کی چھت پر چڑھ گیا اور اس نے مزدوروں کے مجمع سے چیخ کر کہا "تم لوگ آج ہی کام پر واپس نہ آئے تو کارخانہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جائے گا۔" اس اعلان پر مزدوروں نے اس کا مذاق اڑایا اور آوازے کسے۔ مگر کرائز بھی اپنی ہٹ کا پکا تھا۔ کارخانہ دوبارہ کھلنے کی پھر کبھی نوبت نہیں آئی۔ اس کی مشینیں اونے پونے بیچ دی گئیں صحن میں بڑی بڑی جھاڑیاں اُگ آئیں اور عمارت کا مہیب ڈھانچہ آہستہ آہستہ پیوندِ زمین ہو گیا۔

اورل ٹریڈوے کو اپنے باپ آلیور سے ٹریڈوے فرنیچر کمپنی ورثے میں ملی تھی۔ یہ ایک مضبوط اور مستحکم ادارہ تھا۔ سنہ ۱۹۱۰ء کے وہٹیکر انڈکس میں اسے ملک میں فرنیچر کا اٹھارہواں سب سے بڑا کارخانہ قرار دیا گیا تھا۔ اگر منافع کو معیار بنایا جاتا تو اس کا درجہ اور بھی بلند ہوتا۔ آلیور ٹریڈوے کو شاید کوئی ایسا گُر آتا تھا کہ وہ لکڑی سے بھی سونا بنا لیا کرتا تھا۔ فرنیچر کے کارخانے سے بہت کم لوگوں نے دولت کمائی ہے۔ آلیور ٹریڈوے بھی انہی چند افراد میں شامل تھا۔ اس کی کامیابی کا ایک بہت بڑا سبب یہ تھا کہ اس میں نت نئی مشینیں ایجاد کرنے کا مادہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ کمپنی کے قیام کے بعد ابتدائی پچیس سال میں فرانسیسی اور ترکی طرز کے فرنیچر بہت مقبول تھے جن پر ضرورت

سے زیادہ آرائشی کام کیا جاتا تھا۔ آلیور ٹریڈوے نے یکے بعد دیگرے بہت سی ایسی مشینیں ایجاد کیں جن کے استعمال سے باریک نقش ونگار بنانے، خرادنے اور بیل بوٹے کندہ کرنے کے اخراجات بہت کم ہوگئے۔ لوگوں نے جب بالآخر ضرورت سے زیادہ نقش ونگار والا فرنیچر ناپسند کرنا شروع کردیا اور بالکل سیدھا سادا فرنیچر مقبول ہونے لگا تو آلیور ٹریڈوے نے اس کی تیاری کے لئے مشینوں کا استعمال اس قدر وسیع پیمانے پر شروع کردیا کہ تمام کارخانے اس سے پیچھے رہ گئے۔ مشینوں کے استعمال کی وجہ سے اس کی لاگت اتنی کم ہوگئی کہ بہت سی دوسری فیکٹریوں نے بھی اس سے فرنیچر خریدنا شروع کردیا۔ ٹریڈوے ان سے اگرچہ کافی منافع وصول کرتا تھا مگر اس کے بعد بھی اس کی قیمت فروخت دوسرے کارخانوں کی اصل لاگت سے کم ہوتی تھی۔ اس دور کے دوسرے صنعت کاروں کی طرح آلیور ٹریڈوے کی تمام توجہ کا مرکز اس کی فیکٹری تھی۔ وہ اپنے دفتر میں شاید ہی کبھی بیٹھتا تھا۔ اس کا زیادہ تر وقت کارخانے ہی میں گزرتا تھا اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وہ اپنا لمبا کوٹ اور چمڑے کے دستانے اتار کر کسی نئی مشین کی تیاری میں ہاتھ بٹانا شروع کردیتا تھا۔ جو لوگ اسے اچھی طرح جانتے تھے انھیں یہ بھی معلوم تھا کہ وہ محض اس بھرم کو قائم رکھنے کے لئے دستانے پہنا کرتا تھا کہ ایک کارخانے کے مالک کو اپنا ہاتھ زنگ وروغن سے آلودہ نہیں کرنا چاہیئے۔ جب آلیور ٹریڈوے دستانے پہن لیتا تو کسی کو یہ نظر نہ آسکتا تھا کہ اس کے ہاتھوں پر ایسے داغ ہیں جو کبھی صاف نہیں ہوسکتے۔

اورن ٹرینڈوے کو اپنے باپ سے اس کی دولت اور کمپنی کی ملکیت کے سوا اور کچھ ورثے میں نہیں ملا تھا۔ باپ اور بیٹے میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ مل برگ کے لوگ اس کی توجیہہ یوں کرتے تھے۔ کہ اورن اپنی ماں پر تھا مگر یہ بات وہ کسی نکتہ چینی کی نیت سے نہیں کہتے تھے۔ کیونکہ اورن کی ماں ایلووڈ خاندان سے تعلق رکھتی تھی جو شمالی علاقے کے سب سے پرانے اور ممتاز گھرانوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اس کی ماں کی خواہش تھی کہ اورن اپنی ننہالی روایات کے مطابق وکالت کرے اور ترقی کرتے کرتے اعلیٰ سرکاری عہدوں تک پہنچ جائے۔ مگر ہارورڈ میں تعلیم کے دوران ہی میں یہ واضح ہو گیا تھا کہ قدرت نے اگر نوجوان اورن کو کوئی جوہر ودیعت کیا ہے تو وہ وکالت کے مقابلہ میں فنونِ لطیفہ کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس نے اپنا زیادہ تر وقت یورپ میں گزارا۔ بعض اوقات ایسی خبریں بھی اڑتی تھیں جن میں اس کا نام مشہور فنکاروں اور مصنفوں کے نام کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ اس کی وجہ سے وہ اپنے وطن میں اچھا خاصا نامور ہو گیا تھا۔ بعد میں فنونِ لطیفہ سے اس کی شیفتگی ختم ہو گئی اور وہ دوسرے ملکوں کے امرا اور روسا کے ساتھ یار باشی اور خوش وقتی میں مصروف ہو گیا۔ ملبرگ کی تاریخ میں یہ وہ پہلا شخص تھا جو انگلستان کے کسی ڈیوک کا خاص مہمان رہ چکا تھا۔ اپنے باپ کی موت کے بعد وہ فوراً ملبرگ نہیں پہنچ سکا تھا کیونکہ شاہی خاندان کے ایک فرد نے اس سے درخواست کی تھی کہ وہ شاہ جارج پنجم کے جشنِ تاجپوشی تک انگلستان

ہی میں قیام کرے۔

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اب ادرن ٹریڈ وے ملبرگ واپس ہی نہیں آئے گا۔ بہت سے لوگوں نے پیش گوئی کی تھی کہ وہ ٹریڈ وے فرنیچر کمپنی کے انتظام اور نگرانی میں سرگرمی سے حصّہ نہیں لے گا اور ان سے بھی زیادہ افراد ایسے تھے جن کا خیال تھا کہ اس نے کمپنی کا انتظام کرنے کی کوشش کی تو اس کا انجام صرف تباہی ہوگا۔ مگر صرف چند سال میں اس نے جو کچھ کر دکھایا اس نے نکتہ چینیوں کو سربگریباں کر دیا۔ ادرن ٹریڈ وے نے کمپنی کی صدارت ہی نہیں سنبھالی۔ اس نے اپنے کام کی ابتدا بھی بہت اچھی کی۔ انگلستان میں وہ ولیم مارس کی "تحریک فنون وحرفت" کا زوال خود آنکھوں سے دیکھ چکا تھا اور اس نے محسوس کر لیا تھا کہ عوام کا مذاق اب تبدیل ہونے ہی والا ہے۔ اس نے اندازہ لگایا کہ اب نوآبادیاتی علاقوں کے فرنیچر کا انداز زیادہ پسند کیا جائے گا چنانچہ اس نے اپنے باپ کے دیرینہ رفقا کے مشورے کے برعکس سیدھا سادا فرنیچر تیار کرنے پر اصرار کیا۔ اسے حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی۔ دوسرے سال اس نے ایک بار پھر شاندار کامیابی حاصل کی۔ اس نے فرنیچر تیار کرنے کے لئے نئی لکڑی استعمال کرنا شروع کی خاص طور پر اخروٹ کی سیاہ لکڑی کا فرنیچر بہت مقبول ہوا حالانکہ ۱۸۸۰ء اور ۱۸۹۰ء کے درمیان قرون وسطیٰ اور گاتھ قوم کے فیشن متروک ہونے کے بعد امریکہ میں فرنیچر کے کسی کارخانے میں یہ لکڑی استعمال

نہیں کی گئی تھی۔

فنونِ لطیفہ کی طرح کاروبار سے بھی اودن ٹریڈ وے کی دلچسپی محض عارضی تھی۔ چند سال بعد کاروبار سے اس کی دلچسپی ختم ہو گئی۔ اِس کا ماموں ایک ملک میں امریکہ کا سفیر تھا۔ ۱۹۱۵ء میں اس کی کوششوں سے اودن ایک سرکاری کمیشن کا رکن نامزد کر دیا گیا۔ اس کے بعد تین سال تک ملبرگ میں اس کے قیام کی مدت روز بروز کم ہوتی چلی گئی۔ کمپنی غفلت کی شکار ہو گئی اور اس کا کوئی پرسانِ حال نہیں رہا۔ اس کے باوجود منافع کافی حاصل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۹۲۱ء کی کساد بازاری آ گئی۔ کہا جاتا ہے کہ صرف اسی ایک سال میں کمپنی کو ڈھائی لاکھ ڈالر کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ اودن ٹریڈ وے ان حالات کو دیکھ کر اپنے کام پر واپس آ گیا۔ اسوقت تک آدھی فیکٹری بند ہو چکی تھی۔ نصف سے زیادہ ملازم کوئی کام نہ ہونے کی وجہ سے بیکار ہو گئے تھے۔ اودن نے ان غیر معمولی حالات کا مقابلہ کرنے کے سلسلہ میں اپنے جوہر خوب دکھائے۔ اس نے اپنے سیاسی مراسم سے فائدہ اٹھا کر سرکاری عمارتوں کے لئے فرنیچر کے ٹھیکے حاصل کر لئے۔ کمپنی کے مستقبل کے لئے اس سے بھی زیادہ اہم واقعہ ایک نوجوان سیلز مین ایوری بلرڈ کا تقرر تھا۔ جس نے فرنیچر تیار کرنے کے ایک پرانے ادارے سیلنگ فرنیچر کمپنی میں اپنی ملازمت ترک کر دی تھی اور ٹریڈ وے کارپوریشن میں شرکت کے ساتھ وہ بہت سے ہوٹلوں کے ایک سلسلہ کے لئے تمام فرنیچر مہیا کرنے کا آرڈر بھی ساتھ لایا تھا۔

فرنیچر کے کارخانے کے تمام ملازم کام پر واپس آ گئے مگر اس
کے ساتھ ہی اورن ٹریڈ وے نے اپنی دلچسپیوں کے لئے کسی نئی جولانگاہ
کی تلاش شروع کر دی۔ اپنا یہ مقصد اس نے یوں حاصل کیا کہ وہ ایک
کمیٹی کا عمومی صدر مقرر کر دیا گیا جو ملبرگ کی ۱۷۵ ویں سال گرہ منانے
کے لئے قائم کی گئی تھی ظاہر ہے کہ اس تقریب میں ہیرو کی حیثیت صرف
جان ملز کو حاصل ہو سکتی تھی۔ اورن ٹریڈ وے نے سوچا کہ ملز کے
پرانے مکان کلف ہاؤس کو دوبارہ کیوں نہ تعمیر کرایا جائے۔ یہ عمارت
پچاس سال سے خالی پڑی تھی، اس کی حالت بے حد خستہ و خراب
ہو گئی تھی اور بڑی بڑی جھاڑیوں نے اسے چھپا لیا تھا۔ یادگار کمیٹی
اتنا چندہ نہیں جمع کر سکتی تھی کہ وہ کلف ہاؤس کی نئے سرے سے
تعمیر کرا سکے چنانچہ خود اورن نے ہمت سے کام لیا، تمام جائداد
خرید لی اور اس کی مرمت اور نئی تعمیر پر دو لاکھ ڈالر کے قریب خرچ
کئے اور خود کلف ہاؤس میں رہنے لگا۔ اس نے صرف جان ملز کے
مکان میں سکونت پر اکتفا نہیں کی اس کی طرح زندگی گزارنے کے لئے
پانی کی طرح روپیہ بہانا بھی شروع کر دیا۔ ۱۹۲۰ء کے بعد آٹھ دس
سال تک کاروبار دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا رہا۔ ٹریڈ وے فرنیچر
کمپنی پر سونا برس رہا تھا۔ اس کے باوجود اورن ٹریڈ وے کی شاہ خرچی
کی رفتار منافع کمانے کی رفتار سے زیادہ تیز نکلی۔ اس کی عمر کا آفتاب
لب بام پہنچ رہا تھا۔
امارت کے طمطراق اور نام و نمود

کے پرفریب خیالات نے اس کا دماغ بالکل مفلوج کر دیا تھا۔ انہی دنوں اس نے ٹریڈ وے ٹاور تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے خلاف کوئی دلیل اسے اپنے فیصلے سے باز نہیں رکھ سکی بالکل اسی طرح جیسے کوئی دلیل اس انگلی کو نہیں روک سکتی تھی جس نے پستول کی لبلبی دبا کر اس کی زندگی ختم کر دی تھی۔

اور ان ٹریڈ وے کی موت کے بعد ایوری بلرڈ بڑی خاموشی کے ساتھ ٹاور کی تیئسویں منزل سے چوبیسویں منزل میں چلا گیا تھا۔ وہ ٹریڈ وے فرنیچر کمپنی کا صدر بھی چن لیا گیا مگر اس کے انتخاب کو کوئی اہم واقعہ قرار نہیں دیا گیا۔ ملبرگ ٹائمز کی رائے میں یہ خبر اتنی غیر اہم تھی کہ اسے یا ریک ٹائپ میں ایک کالمی سرخی کے ساتھ شائع کرنا کافی تھا۔ ہر شخص یہی محسوس کرتا تھا کہ کمپنی کی حالت اتنی گر چکی ہے کہ اب اس میں نئی زندگی پیدا کرنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اس لئے کسی نئے صدر کے انتخاب کا مقصد اس کے سوا کیا ہو سکتا تھا کہ کوئی ایسا آدمی مل جائے جو کمپنی کو دیوالیہ قرار دینے کی درخواست پر دستخط کر سکے۔

ہر شخص کو یقین تھا کہ فرنیچر کمپنی ایک بے جان جسد بن چکی ہے اس لئے ملبرگ کے شہریوں نے یہ محسوس ہی نہیں کیا اس میں دوبارہ نئی زندگی دوڑ گئی ہے۔ اس معجزے کا اعتراف انھوں نے بہت دیر میں کیا۔ ۱۹۳۵ء کے موسم خزاں میں ایک دن انھوں نے اچانک ملبرگ ٹائمز میں شاہ سرخی کے ساتھ یہ حیرت انگیز خبر پڑھی کہ ایوری بلرڈ نے فرنیچر کی سات کمپنیوں کو پرانی کمپنی میں شامل کر کے ٹریڈ وے کارپوریشن کے نام سے ایک نیا ادارہ قائم کر دیا ہے

اس کے مقامی کارخانے میں توسیع کی جائے گی۔ اور چار سو نئے ملازم بھرتی کئے جائیں گے۔ دوسرے دن ملبرگ کے تمام بھوکے بے روزگار ملازمت حاصل کرنے کے لئے ٹریڈوے کارپوریشن کے دفتر پر ٹوٹ پڑے اور انھیں قابو میں رکھنے کے لئے شہر کی تمام پولیس کو اس کے روزمرہ کے فرائض سے ہٹا کر ٹریڈوے کے کارخانے میں بھیجنا پڑا۔

اس کے بعد کئی مہینے تک وقتاً فوقتاً نئی خبریں شائع ہوتی رہیں۔ واٹر سٹریٹ میں ٹریڈوے فیکٹری کے لئے ایک نئی عمارت کی تعمیر شروع کی گئی۔ یہ خبر اس لئے بہت اہم تھی کہ پچیس تیس سال سے ملبرگ میں کسی صنعتی ادارے کے لئے کوئی نئی عمارت تعمیر نہیں کی گئی تھی۔ نیو یارک کے سٹاک ایکسچینج میں ٹریڈوے کی کفالتوں کے کاروبار کی اجازت دے دی گئی تھی۔ ملبرگ ٹائمز نے اپنے صفحہ اول پر ایک تصویر شائع کی تھی جس میں دکھایا گیا تھا کہ ٹریڈوے ٹاور سے "کرائے کے لئے خالی ہے" کی تختی ہٹائی جا رہی ہے۔ اخبارات کو تصویریں مہیا کرنے کی ایک ایجنسی نے یہ تصویر ملک بھر کے روزناموں کو روانہ کی۔ فرنیچر کے کاروبار سے تعلق رکھنے والے ایک رسالے نے ایک کارٹون شائع کیا جس میں دکھایا گیا تھا کہ ایوری بلرڈ سینٹ جان کی زرہ پہنے ہوئے "جرات" کی تلوار سے "کساد بازاری" کے اژدہے کو ہلاک کر رہا ہے۔

اسی دوران میں ایوری بلرڈ کو ملبرگ کو میئر بھی منتخب کر لیا گیا۔ فیڈرل کلب نے اپنا یہ قاعدہ بدل دیا کہ اس میں صرف عالی نسب افراد شریک ہو سکتے ہیں تاکہ اسے یہ شرمندگی نہ اٹھانی پڑے کہ ایوری بلرڈ اس کا ممبر نہیں

بن سکتا۔ یہ کلب جان ملز نے ۱۸۷۱ء میں قائم کیا تھا۔ اور اب بھی پرانے فیڈرل ٹیوڈن میں موجود تھا۔ جہاں لافائتے اور اعلان آزادی پر دستخط کرنے والے چار افراد کی ضیافت کی گئی تھی۔ ایوری بلرڈ کلب میں شاذ و نادر ہی جاتا تھا مگر کھانے کے کمرے میں اس کے لئے ہمیشہ ایک میز مخصوص رہتی تھی۔ اگر کبھی وہ دوپہر کا کھانا کلب میں کھانے کے لئے آجاتا تو ملبرگ کا بڑے سے بڑا آدمی حتیٰ کہ سیکنڈ نیشنل بنک کا صدر بھی اپنی بیوی کے سامنے یہ ڈینگ مارے بغیر نہ رہ سکتا کہ آج میں نے ایوری بلرڈ کی میز کے قریب بیٹھ کر کھانا کھایا ہے۔ نوجوان جوڑے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ملبرگ کی تاریک گلیوں میں چہل قدمی کرتے کرتے اچانک رک جاتے اور بڑے حیرت و استعجاب سے بلند ٹاور کی طرف دیکھتے۔ روشنی کی باریک لکیریں کھڑکیوں سے چھن چھن کر تاریک فضا میں پھیلتی نظر آتیں اور وہ بے ساختہ کہہ اٹھتے "جانِ من! بڈھا بلرڈ وہاں اس وقت ضرور موجود ہوگا۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنے گھر جاتا ہی نہیں۔ کبھی کبھی تو وہ لگاتار کئی راتوں تک کام کرتا رہتا ہے۔ تم کو معلوم ہے؟ ابھی کل کی بات ہے میں نے اسے کار پر جاتے ہوئے دیکھا تھا خدا کی قسم میں اس سے اتنا قریب تھا کہ چاہتا تو ہاتھ بڑھا کر اسے چھو لیتا۔"

۱۹۳۸ء میں جب فلورنس بلرڈ نے اپنے شوہر سے طلاق لے لی تو ہر شخص اسی کو برا بھلا کہنے لگا۔ کسی بھلے مانس کو ایک ایسی عورت سے ہمدردی کی توفیق نہیں ہوئی جسے اس کے شوہر نے بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔ فلورنس بلرڈ کی صرف ایک سہیلی ایسی تھی۔ جو اسے احمق نہیں سمجھتی تھی۔ باقی تمام

سہیلیوں کا یہی خیال تھا کہ ایک عورت کی اس سے بڑی خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے کہ وہ الیوری بلرڈ ایسی عظیم ہستی کی شریک حیات بن جائے۔ اس میں یہ سمجھنے کے لئے عقل ہونی چاہیئے تھی کہ وہ عام بیویوں کی طرح زندگی نہیں گزار سکتی۔ اسے ایسی ازدواجی زندگی کی توقع ہی نہیں کرنی چاہیئے تھی جو کسی معمولی آدمی مثلاً سیکے ہاتا نیشنل بنک کے صدر چرچل ڈیپارٹمنٹ سٹور کے مالک یا سنٹ مارٹن چرچ کے بڑے پادری کے دامن سے وابستہ ہو کر گزاری جاتی ہے۔

وقت گزرتا گیا مگر بلرڈ کے بارے میں ان چند افراد کی پیش گوئیاں درست ثابت نہ ہو سکیں جو سرگوشی کے انداز میں بڑی رازداری اور وثوق کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ بلرڈ کا زوال بھی اس کے عروج کی طرح آناً فاناً ہو گا ٹریڈ وے کارپوریشن مسلسل ترقی کرتی رہی۔ دوسری جنگ عظیم ختم ہونے کے بعد جب فرنیچر کی مانگ بڑی تیزی سے بڑھنے لگی تو اس نے ایک نیا اور بہت بڑا کارخانہ قائم کیا۔ ۱۹۴۹ء میں ٹریڈ وے کارپوریشن نے پانچ کروڑ ڈالر سے زیادہ کا مال فروخت کیا۔ اور ۱۹۵۰ء میں بکری اس سے بھی زیادہ ہو گئی۔ دوسری بڑی بڑی کارپوریشنوں مثلاً جنرل موٹرز یا یونائیٹڈ سٹیٹس سٹیل کے مقابلہ میں ٹریڈ وے کارپوریشن بہت چھوٹا سا ادارہ تھا۔ مگر فرنیچر کے کارخانوں میں وسعت کے اعتبار سے اس کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ اسے ملبرگ کی اقتصادی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل تھی۔ ملبرگ کے ہر تین گھرانوں میں سے ایک کا ذریعہ معاش ٹریڈ وے کارپوریشن سے وابستہ تھا۔ اس کے بہت سے ملازم چار چار پانچ پانچ پشتوں سے اس میں کام کرتے آئے

تھے میری ہیر اور بعض دوسرے گھرانوں کی تین نسلیں اس کمپنی کا نمک کھا چکی تھیں۔ اس کے دادا اس کے باپ اور اس کے دو بھائی اسی میں ملازم تھے اس لئے جب اس نے ویسٹرن یونین (ٹیلی گراف کمپنی) میں ملازمت کی تو ان کو بڑا صدمہ ہوا۔۔۔۔۔۔۔ ان کے خیال میں کہیں اور ملازمت کرنا وفاداری کے منافی تھا۔ اپنے فیصلے کو جائز ثابت کرنے کے لئے میری کے پاس اس کے سوا کوئی دلیل نہیں تھی کہ خاندان میں کسی کو کوئی دوسرا کام بھی کرنا چاہیئے۔ اس سے کوئی خاص فرق بھی نہیں پڑ سکتا۔ ویسٹرن یونین بڑی اچھی کمپنی تھی۔ اس کے علاوہ وہ جتنے تار روانہ کرتی تھی قریب قریب وہ ٹریڈ وے ہی کے ہوتے تھے۔ یہ بڑی اچھی ملازمت تھی۔ اس کی وجہ سے وہ دانائے راز بن گئی تھی۔ اسے بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوتی رہتی تھیں جو اس کا باپ بھی نہیں جانتا تھا۔ حالانکہ وہ اپنے کارخانے کے ایک شعبے میں رات کی شفٹ کا فورمین تھا۔

بلرڈ ۔۔۔ اس نے تار کے آخر میں یہ نام انگلیوں کی ایک معمولی سی جنبش سے لکھ دیا۔ اس کی انگلیاں یہ نام معلوم نہیں کتنی بار ٹائپ کر چکی تھیں۔ جب اس نے ویسٹرن یونین میں ملازمت کی تھی تو شروع شروع میں بلرڈ کا نام ٹائپ کرتے ہوئے حروف ایک دوسرے سے الجھ جاتے تھے ......

یہ نام ان الفاظ میں شامل تھا جنھیں وہ ہمیشہ غلط ٹائپ کیا کرتی تھی مگر اب اسے کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی گذشتہ پانچ سال میں بلرڈ کا نام لاکھوں بار تو ضرور ٹائپ کیا ہوگا ...... اور کینتھ اس سے بہت جلد شادی پر اصرار نہ کرتا تو پانچ ہی سال میں یہ نام لاکھوں بار اور بھی ٹائپ کرنا ہوتا۔

ٹریڈ وے ٹاور

تین بج کر چھ منٹ بعد دوپہر

لونگی کیسونی لفٹ کے اندر سے نکلا اور پتلون کی ایک چھوٹی سی جیب سے جو کمر سے قریب تھی اس نے بڑی احتیاط سے ایک گھڑی نکالی اور اس کے وقت کا موازنہ ایک بہت بڑے گھڑیال سے کیا جو سنگ سیاہ سے بنے ہوئے برآمدے کی چھت سے لٹکا ہوا تھا۔ وہ دن میں کئی بار ایسا کرتا تھا۔ لونگی کو وقت سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی یہ محض اپنی گھڑی پر فخر کا اظہار تھا جو ٹریڈ وے میں اس کی ملازمت کی پچیسویں سالگرہ پر مسٹر بلرڈ نے اسے بنفس نفیس تحفے میں دی تھی۔

لونگی محسوس کرتا تھا کہ زندگی نے اس کا دامن انواع واقسام کی نعمتوں سے بھر دیا تھا حالانکہ وہ ان سب کا اہل نہیں تھا۔ اسی لئے وہ اپنے آپ کو بہت زیادہ خوش قسمت سمجھتا تھا اور ہمیشہ بہت مسرور اور مطمئن رہتا تھا۔

لونگی کی مسرت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اپنی ذہنی صلاحیتوں کے متعلق اس کی رائے بہت اچھی نہیں تھی۔ وہ کافی ذہین ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کچھ غبی ہی سمجھتا تھا۔ چونکہ وہ اپنے کو اس قابل ہی نہیں سمجھتا تھا کہ اپنی شعوری کوشش سے کوئی معقول فیصلہ کر سکے اس لئے وہ

اپنا وقت خواہ مخواہ کی پریشان کن قیاس آرائیوں میں بھی ضائع نہیں کرتا تھا۔ اس طرح بھی اسے غیر معمولی اطمینان قلب حاصل ہو گیا تھا۔

ٹاور کی تیئیسویں اور چوبیسویں منزلوں کی خاص لفٹ کی آپریٹری کا فرض لونگی اپنے لئے قدرت کی ایک دین سے کم نہیں سمجھتا تھا اسی لئے وہ عبادت کے بعد دعا میں ہمیشہ اس پر خدا کا خاص طور پر شکر ادا کرتا تھا۔ اس کے خیال میں یہ اعزاز اس کے استحقاق سے بہت زیادہ تھا۔ رحمت ایزدی نے اس پر غیر معمولی الطاف وعنایات کی بارش کی تھی۔ اس کی شانِ کریمی کے بغیر لونگی کیسونی جیسا بندۂ ناچیز بھلا مسٹر ایوری بلرڈ کا سب سے قابل اعتماد دوست کیسے بن سکتا تھا حالانکہ اس دنیا میں آنکھیں کھولنے کے بعد اسے اپنی زندگی سے اس کے سوا کیا توقع ہو سکتی تھی کہ ایک معمولی کسان کی طرح زیتون کے باغوں میں مزدوری کر کے اپنے دن گزار دے۔ یہ درست بھی تھا اور اس کی صداقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا تھا۔ خود مسٹر بلرڈ نے گیارہ سال قبل کہا تھا لونگی کبھی کبھی مجھے یہ شک ہوتا ہے کہ اس کمبخت کمپنی میں تمہارے سوا میرا کوئی سچا دوست نہیں ہے۔" یہ الفاظ اس کے ذہن میں پتھر کی لکیر بن گئے تھے۔

لونگی جانتا تھا کہ مسٹر بلرڈ سے اس کے ذاتی قرب کا ہر شخص کو احساس تھا۔ تیئیسویں اور چوبیسویں منزلوں کے درمیان آتے جاتے وقت سینکڑوں بار اس کا ثبوت مل گیا تھا۔ یہاں تک کہ تیئیسویں منزل سے کمپنی کے نائب صدر بھی مسٹر بلرڈ کی خدمت میں حاضری کے لئے جاتے وقت اس سے پوچھا کرتے تھے " لونگی۔ بڑے میاں آج کس عالم میں ہیں؟" اس

استفسار کا جواب وہ ہمیشہ بڑی احتیاط کے ساتھ دیتا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اس کی زبان سے غیر ارادی طور پر بھی اگر کوئی ایسی بات نکل گئی جو مسٹر بلرڈ سے اس کی وفاداری کے تقاضوں کے منافی ہوئی تو اس کے نتائج کتنے سنگین ہو سکتے ہیں۔

اس ملازمت پر بے پایاں مسرت کے باوجود لونگی کو یہ احساس ہمیشہ ستاتا رہتا تھا کہ مسٹر بلرڈ اگر کبھی ملبرگ سے باہر ہوتے تو اس کی مسرتوں کا دائرہ محدود ہو جاتا تھا۔ مسٹر بلرڈ کو شہر سے گئے ہوئے دو دن ہو چکے تھے۔ وہ بدھ کو نیویارک گئے تھے۔ آج دن بھر میں وہ صرف سات بار چوبیسویں منزل پر گیا تھا...... پہلے وہ مس مارٹن کو صبح اُوپر لے گیا... پھر وہ دوپہر کو نیچے آکر دوبارہ اُوپر گئیں... اور چار بار اسے ڈاک لے کر وہاں جانا پڑا تھا۔

لفٹ کے کنٹرول بورڈ پر خلاف توقع زرد روشنی جھلملانے لگی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ڈاک کے کمرے سے اسے خاص طور پر طلب کیا گیا تھا۔

لونگی نے بٹن دبایا اور لفٹ سب سے نچلی منزل پر پہنچ گئی جو زمین کی سطح سے بھی نیچی تھی۔ جیسے ہی اس دروازہ کھولا اسے دبلی پتلی ایمیلی گیسٹنگس کی صورت نظر آئی۔ وہ بڑی بے تابی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کے لبوں پر ہمیشہ ایک بے جان خندۂ استہزا کھیلتا رہتا تھا۔ اس نے ٹریڈ دے میں لونگی سے بھی زیادہ وقت گزارا تھا

تمام خطوط اور تار اسی کے پاس آتے تھے اور اسی کی نگرانی میں تقسیم کئے جاتے تھے۔ اس کا عہدِ شباب رخصت ہو چکا تھا مگر وہ اب تک ناکتخدا تھی۔ وہ محرومی کی مجسم تصویر تھی اسے دیکھ کر ایسا معلوم تھا کہ کسی کارٹون کو ضرورت سے زیادہ مضحکہ خیز بنا دیا گیا ہو۔ سن وسال نے اس کے ذہن کو ایک ایسا پودا بنا دیا تھا جو شور زمین پر اُگنے کے بعد اپنی بقا کے لئے خود ہی زمین میں تیزابیت پیدا کرتا رہتا ہو۔

"یہ مس مارٹن کا تار ہے۔ اسے پہنچانے میں دن بھر نہ لگا دینا۔ مسٹر ہلرڈ نے بھیجا ہے"

ڈنگی کی آنکھوں سے جھانکنے والی سدا بہار مسکراہٹ میں نہ تو شدت پیدا ہوئی نہ کمی۔ اس نے مدت ہوئی یہ سبق سیکھ لیا تھا کہ خوش و خرم رہنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ناخوشگوار باتوں کو نظرانداز کر دیا جائے۔

اس نے دیکھا کہ ایملی حسب دستور اپنی بدطینتی کا ثبوت دے رہی ہے اور وہ لفٹ کے دروازے سے اتنی دور کھڑی ہے کہ وہ لفٹ سے باہر آنے کے لئے مجبور ہے۔ مگر کسی آزردگی کے اظہار کے بغیر وہ ایک قدم آگے بڑھ گیا "مسٹر ہلرڈ آج رات واپس آ رہے ہیں؟"

ایملی نے ہانپتے ہوئے زور سے سانس لی جیسے اس سوال سے اس کی کوئی رگ دکھ گئی ہو" اپنے کام سے کام رکھو۔ تار ہمیشہ بہت خفیہ ہوتے ہیں۔"

لونگی نے اپنے لبوں پر اس وقت تک ہنسی نہیں آنے دی۔ جب تک لفٹ کے دروازے سے اس کا چہرہ نہیں چھپ گیا۔

"عورتیں بھی کتنی عجیب ہوتی ہیں..... ان سے کوئی بات پوچھی جائے اور اس کا جواب نفی میں ہو تو وہ فوراً نہیں کہہ دیتی ہیں...... لیکن جواب اثبات میں ہو تو وہ اپنے ہونٹ سی لیتی ہیں..... مسٹر بلرڈ یقیناً آج رات واپس آرہے ہیں"

اس نے لفٹ کا بٹن دبا دیا تھا اور وہ تیزی کے ساتھ چوبیسویں منزل کی طرف اڑتا چلا جا رہا تھا۔ ہوا کی نرم سرسراہٹ کے سوا لفٹ سے کوئی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ اب پندرہویں اور سولھویں منزل کے درمیان گھڑگھڑاہٹ کی ہلکی سی آواز بھی... بند ہو گئی تھی۔ اس نے اچھا ہی کیا تھا کہ لفٹ کو فوراً درست کرا لیا تھا۔ جارج نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہ آواز اتنی معمولی سی تھی کہ مسٹر بلرڈ اگر کوشش کریں تب بھی اسے محسوس نہ کر سکیں گے۔ مگر جارج میں یہ خرابی تھی کہ وہ مسٹر بلرڈ کو اچھی طرح جانتا ہی نہیں تھا۔ کم سے کم اتنا نہیں جتنا کہ لونگی انھیں سمجھتا تھا۔ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو مسٹر بلرڈ کی نظروں سے پوشیدہ رہ سکے۔ ایک بھی چیز ایسی نہیں ہے۔

لفٹ چوبیسویں منزل پر رک گئی اور دروازہ ایک کھٹاک کے ساتھ کھل گیا۔ لونگی لفٹ میں چابی لگا کر باہر نکل آیا۔ تارمس مارٹن کی میز تک بجلی کی پھسلنے والی تختی پر بھی بھیجا جا سکتا تھا مگر جب مسٹر بلرڈ

شہر میں نہیں ہوتے تھے تو وہ اس طرح ڈاک نہیں بھیجتا تھا۔ مس مارٹن کے پاس تک چل کر جانے اور تار خود ان کے ہاتھ میں دینا زیادہ خوشگوار معلوم ہوتا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ آس پاس کی چیزیں دیکھ دیکھ کر اس کی آنکھیں عجیب ٹھنڈک سی محسوس کر رہی تھیں۔ یہاں اتنے دن گزار دینے اور چوبیسویں منزل پر ہزاروں بار آنے کے باوجود اس کی حسن شناس طبیعت اس ماحول میں پہنچ کر ایسی بڑی فرحت محسوس کرتی تھی۔

اس کا بچپن اٹلی کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں گزرا تھا۔ اس کا باپ ایک پہاڑی کے دامن میں رہتا تھا۔ پہاڑی کی چوٹی پر ایک قلعہ تھا۔ جس کی مضبوط اور ٹھوس دیواریں دیکھ کر وہ سوچا کرتا تھا کہ قلعے کے اندر معلوم نہیں کتنی عجیب چیزیں ہوں گی بچپن کے ان خوابوں اور چوبیسویں منزل کی حقیقتوں کے درمیان ایک ایسا ربط تھا جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا تھا۔ اور اس امر کے باوجود باقی تھا کہ قلعہ اٹلی میں تھا اور چوبیسویں منزل بوڑھے اوون ٹریڈ وے نے سولھویں صدی کی ایک حویلی کے اجزا سے دوبارہ تعمیر کرائی تھی

ٹریڈ وے ٹاور کی تعمیر کے بعد ابتدائی چند مہینوں میں لوئگی نے مسٹر ٹریڈ وے کو ان کمروں کی تاریخ بیان کرتے ہوئے سنا تھا جس میں قدم قدم پر بادشاہوں، ان کی ملکاؤں، نوابوں اور امیرزادیوں کی داستانیں ہوتی تھیں۔ لیکن اس نے یکبارگی اتنی باتیں سن لی تھیں کہ انھیں یاد رکھنا مشکل تھا اور قبل اس کے کہ انھیں دوبارہ بیان کیا جاتا داستان گو مر چکا تھا۔ لوئگی ہی نے اوون ٹریڈ وے کو اپنے دفتر کے فرش پر مردہ پایا تھا۔ اس کا

خون قالین کے نقش ونگار میں جذب ہو چکا تھا، اس کا فرش پر پھیلا ہُوا
ہاتھ دودھ کی طرح سفید تھا اور میز پر جلتے ہوئے نیلے رنگ کے بلب
کی روشنی میں اس کا پستول چمک رہا تھا۔ اس مہیب واقعہ کے تصور ہی سے
اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ ایک عجیب بات تھی کہ اس کے
باوجود جو بیسویں منزل میں پہنچ کر اس کے ذہن میں یہ واقعہ ہمیشہ نہیں اُبھرتا
تھا۔ اس کے بعد جلد ہی اس کے حافظے میں اس حادثے کی جگہ اس صبح کی مسلسل
یاد نے لے لی جب اس نے مسٹر بلرڈ کو اپنا دفتر تینتیسویں سے چوبیسویں منزل
پر لے جانے میں مدد دی تھی ہوٹل کے قلعے میں ایک ڈیوک رہتا تھا اور بوڑھے بلرڈ میں
بہت سی ایسی باتیں تھیں کہ اسے دیکھ کر اسے بے ساختہ ڈیوک یاد آجاتا تھا۔
لوئگی کو یاد تھا کہ جب ڈیوک اپنی بگھی پر سوار ہو کر کسی جگہ سے گزرتا تو
تمام بچے احتراماً چپ چاپ کھڑے ہو جاتے تھے۔ اس لئے نہیں کہ کسی
نے انھیں خاموش رہنے کا حکم دیا تھا۔ بلکہ اس لئے کہ ڈیوک کو دیکھ کر ہر
شخص کے دل میں خود بخود یہ احساس پیدا ہو جاتا تھا کہ وہ گاؤں کے
تمام دوسرے لوگوں سے برتر ہے، خدا نے اس پر تمام نعمتوں کی بارش کی ہے۔
اس کے پاس کیا نہیں ہے۔ چمک دار گاڑی اور سیاہ گھوڑے، شاہراہیں
دکانیں اور مکان، پہاڑ سے پرے لہلہاتے ہوئے کھیت حتیٰ کہ سڑک پر
جو کنکر پتھر بھی پڑے ہیں۔ وہ بھی اس کی ملکیت ہیں۔ لوئگی کو اب بھی یاد ہے
کہ جب وہ بہت کم سن تھا تو اس کا باپ ایک دن صرف اس لئے بے حد
پریشان اور خوف زدہ تھا کہ جھونپڑی کے قریب زیتون کے ایک درخت

کی شاخ غلطی سے ٹوٹ گئی تھی ۔ اس کی ماں نے کہا تھا کہ اسے خواہ مخواہ مضطرب ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ڈیوک کو یہ کیا معلوم کہ کسی درخت کی ٹہنی ٹوٹ گئی ہے ۔ مگر اس کا باپ خوب جانتا تھا ۔ کہ دنیا کی کوئی چیز ڈیوک کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی ۔

اگر اس کے راستے میں بعض اخلاقی بندشیں حائل نہ ہوتیں جنھیں وہ بہت ضروری بھی سمجھتا تھا تو لوئگی نے جس طرح اپنے طفلانہ تصورات کی مدد سے مسٹر بلرڈ کو ڈیوک بنا دیا تھا اسی طرح وہ مس مارٹن کو بھی کسی کوشش کے بغیر ڈیوک کی بیوی بنا سکتا تھا ۔ ڈچیس کی تصویر اب بھی اس کی چشم تصور کے سامنے موجود تھی ۔ مس مارٹن اس سے کچھ مشابہت بھی رکھتی تھی ، اس کی چال ڈھال میں وہی تمکنت تھی ، اس کے فکر و شعور میں وہی مستعدی تھی ، ڈچیس کی طرح اسے بھی ہر لمحہ مسٹر بلرڈ کی ضرورتوں کا خیال رہتا تھا ، اسے یاد تھا کہ ایک بار کسی تقریب کے موقع پر ڈیوک نے چوک کی تیز دھوپ میں تقریر کی تھی تو ڈچیس نے خدام کو حکم دیا تھا "شراب لاؤ" اور جب شراب آ گئی تو ڈیوک نے ایک ہی سانس میں پورا گلاس خالی کر دیا تھا ۔ لوئگی ان کے قریب کھڑا انھیں ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہا تھا ۔ اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ ڈچیس نے یہ کیسے معلوم کر لیا کہ ڈیوک کو شراب کی ضرورت ہے ۔ جلسہ عام میں ان کے پہنچنے کے وقت ہی سے اس کی نظریں برابر ان کے لبوں پر لگی ہوئی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا ۔ کہ ڈیوک نے اگرچہ ڈچیس سے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا اس کے باوجود

اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ڈیوک پیاسا ہے۔ اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ وہ دونوں گفتگو کے کسی پُراسرار طریقے سے واقف تھے۔ یہاں اس نے دیکھا تھا کہ مسٹر برڈ اور مس مارٹن بھی خاموش رہ کر ایک دوسرے سے باتیں کر سکتے تھے۔ مس مارٹن بھی کوئی ایسا طریقہ جانتی تھی کہ وہ مسٹر برڈ کی لب کشائی کے بغیر ہی معلوم کر لیتی تھی کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ اس نے کئی بار اس کا خود مشاہدہ کیا تھا۔

لونگی اس موازنے کو اور زیادہ آگے بڑھانے کی جرأت نہیں کرتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ڈچیس تو ڈیوک کی بیوی تھی مگر مس مارٹن مسٹر برڈ کی صرف سکرٹری تھیں۔ ڈیوک اور ڈچیس کے درمیان محبت کا رشتہ بھی تھا جس کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کے شریکِ حیات بن گئے تھے۔ اس لئے وہ اپنی زبان ہلائے بغیر بھی آپس میں باتیں کر سکتے تھے۔ مگر مسٹر برڈ اور مس مارٹن ایک دوسرے کے دل کی بات کیسے سمجھ لیتے ہیں؟ اس نے یہ معلوم کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اس سوال کا جواب دریافت کرنے کے لئے غیر معمولی فکری صلاحیتوں کی ضرورت ہو گی اور وہ جانتا تھا کہ وہ ان سے محروم ہے۔ بہرصورت اس کے لئے یہ کوئی اہم بات نہیں تھی۔ اس نے بہت سی عورتیں دیکھی تھیں مگر مس مارٹن کا جواب نہ تھا۔ وہ خوبصورت، ذہین اور رحمدل تھی۔ چوبیسویں منزل پر آ کر اسے کچھ اس لئے بھی مسرت ہوتی تھی کہ مس مارٹن کے مخصوص اندازِ تخاطب سے لطف اندوز ہونے کا ایک اور موقعہ مل جائے گا۔ وہ دروازے پر کھڑا ہو کر اس کا نام لے

کر اسے پکار تلندہ بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ اپنی نظریں اٹھاتی اور چونک کر کہنے لگی۔

"آؤ۔ لوئگی، آجاؤ"

"تار ہے مس مارٹن"

لفافہ لے کر وہ اسے کھولنے لگی۔ لوئگی اسی جگہ کھڑا رہا اس نے دیکھا کہ تار پڑھ کر مس مارٹن کے چہرے پر ایک رنگ سا دوڑ گیا ہے۔ لوئگی نے اس کی نظروں ہی سے اندازہ لگا لیا کہ وہ دل ہی دل میں یہ فیصلہ کرنے میں مصروف ہے کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔ اس نے تار پر وقت کی مہر دوبارہ دیکھی۔

"مسٹر بلرڈ شام کو آ رہے ہیں۔ شاید پانچ بج کر چار منٹ کی گاڑی سے"

"تو کیا میں ایڈی سے کہہ دوں کہ وہ کار لے کر چلا جائے؟"

"کہہ دو گے تم؟"

"ضرور مس میری۔ میں خود کہہ دوں گا"

"اور ہاں۔ دیکھو لوئگی۔ مہربانی کر کے ایڈی سے یہ بھی کہہ دینا کہ وہ دھوپ میں کار کھڑی کر کے ان کا انتظار نہ کرے۔ وہ تنور کی طرح تپنے لگتی ہے۔ مسٹر بلرڈ نیو یارک میں دو دن تک بڑے مصروف رہے ہوں گے اور کافی تھک گئے ہوں گے"

لوئگی نے اپنے سر کو آہستہ سے جنبش دی۔ "مسٹر بلرڈ گاڑی پر آ رہے ہیں؟"

"وہاں انھوں نے چھ بجے شام کو مجلس عاملہ کا جلسہ طلب کیا ہے"

"پھر تو میں میریا سے کہہ دوں گا۔ کہ وہ رات کے کھلنے پر میرا انتظار نہ کرے"

تمہارے ٹھہرنے کی کیا ضرورت ہے۔ رات کا چوکیدار تو موجود ہی ہوگا جلسے کے بعد وہ ہمیں نیچے پہنچا دے گا"

"نہیں میں ٹھہر ہی جاؤں گا" اس نے فوراً جواب دیا

"انتظار کرنا بھی کیا مشکل ہے۔ مسٹر بلرڈ کے لئے نہیں"

یہ سن کر مس مارٹن کی آنکھیں اچانک چمک اٹھیں۔ وہ اس کے چہرے کو اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے اس کا دل ٹٹولنا چاہتی ہو۔ گویا اسے شک تھا کہ ان الفاظ میں کوئی خاص معنی پنہاں ہیں۔ لونگی اس کی نظریں دیکھ کر گھبرا گیا۔ کہیں اس نے کوئی نازیبا بات تو نہیں کہہ دی تھی۔ اچانک اس نے محسوس کیا کہ جو اضطراب اس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ وہی مس مارٹن کو بھی ستا رہا تھا۔ اسے ایک لمحہ بھی نہیں گزرنے پایا تھا کہ مس مارٹن قہقہے لگانے لگی۔

"بڑی کٹھن ہے ہماری زندگی بھی۔ ہے نا لونگی" مگر یہ الفاظ کھوکھلے اور معنی سے عاری تھے۔ یہ ایسے قہقہوں پر تیر رہے تھے جو پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ یہ محض ایک سطحی بات تھی۔ پھر اچانک وہ دوسری طرف مڑ گئی اور ٹیلیفون اٹھانے کے لئے بڑھی۔

لفٹ کی جانب واپس جاتے ہوئے لونگی اسی ادھیڑ بن میں مبتلا رہا

کہ وہ اس معمے کو حل کرنے کی کوشش کرے یا نہیں کہ اس وقت یہ سب کیا ہوا تھا۔ مس مارٹن نے اسے اتنی عجیب نظروں سے کیوں دیکھا تھا اور پھر وہ اچانک قہقہے کیوں لگانے لگی؟۔ مگر اس کی کوئی وجہ سمجھ میں آنے سے پہلے ہی اسے پہلی منزل تک پہنچنے کی روشنی نظر آ گئی جو کسی روشن ستارے کی طرح جگمگا رہی تھی۔

اپنی جگہ پر واپس پہنچتے پہنچتے اس کے ذہن میں مس مارٹن کے فرحت بخش قہقہوں کے سوا کچھ باقی نہیں رہا تھا۔ اس کی بیوی اس طرح نہیں ہنستی تھی۔ یہ کتنی افسوسناک بات تھی۔ مگر کسی کو یہ توقع ہی نہیں رکھنی چاہیئے کہ اسے دنیا کی ہر نعمت مل جائے گی۔ وہ پہلے ہی کیا کم خوش قسمت تھا۔ ایسے بھی آدمی ہیں جو .... ایسے بھی جو بڑے ذہین ہیں اور کالج میں تعلیم حاصل کر چکے ہیں ...... مگر بیوی سے محروم ہیں۔

تین بجکر گیارہ منٹ بعد دوپہر

اریکا مارٹن کشمکش و پیچ میں مبتلا تھی۔ وہ پریشانی کے عالم میں ٹیلیفون پر انگلیوں کے سرے سے باجا سا بجا رہی تھی۔ اس کے سامنے پھر وہی عقدہ تھا۔ وہی پریشان کن سوال کہ کس کے ساتھ ترجیحی سلوک کرے؟ کارپوریشن میں پانچ نائب صدر تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ مجلس عاملہ کے چھ بجے کے اجلاس کے لئے وہ سب سے پہلے کسے فون کرے۔ یہ مسئلہ بھی انہی چھوٹی چھوٹی باتوں میں شامل تھا جو بظاہر بڑی حقیر معلوم ہوتی تھیں مگر درحقیقت انھیں نظرانداز

نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اگر مسٹر آلڈرسن کو معلوم ہو گیا کہ اس نے انھیں فون
کرنے سے قبل مسٹر گریم کو اطلاع دے دی تھی تو وہ بات کا بتنگڑ بنا دیں
گے۔ مسٹر ڈڈلے، مسٹر شا۔ حتیٰ کہ مسٹر والنگ کو بھی پہلے اطلاع دینے
سے کام نہیں بنے گا۔ وہ سب نائب صدر ہیں۔ ان سب کا درجہ برابر ہے
اور وہ سب عدم یقین کی ایک ہی تلوار کی دھار پر اپنا توازن قائم رکھنے
کی کوشش میں مصروف ہیں اس میں ان کا کوئی قصور نہ تھا، نہ انھیں مورد
الزام قرار دیا جا سکتا ہے۔ ایوری ہلرڈ ان میں سے کسی ایک کو نائب صدر
انتظامیہ مقرر کر کے یہ تصفیہ کئی ہفتے پہلے ہی ختم کر سکتا تھا۔

اریکا مارٹن اضطراب کے عالم میں اپنی انگلیوں کے سرے سے باجا
سا بجاتی رہی۔ یہ اس کی ذہنی پریشانی کا غیر ارادی اظہار تھا۔ اگر اسے
احساس ہو جاتا کہ وہ کیا کر رہی ہے تو اس کی انگلیاں فوراً رک جاتیں ایک
عرصے سے اس نے اپنے آپ کو اتنا قابو میں کر لیا تھا کہ وہ اپنے جذبات کا
اظہار نہیں ہونے دیتی تھی خصوصاً جہاں ایوری بلرڈ بھی درمیان میں آجائے
کیونکہ اس کی جذباتی زندگی کا شاید ہی کوئی ایسا پہلو ہو جو ایوری بلرڈ سے
وابستہ نہ ہو۔ وہ تقریباً سولہ برس سے اس کی پرائیویٹ سیکرٹری کے فرائض
انجام دیتی آ رہی تھی۔

اریکا مارٹن جب اٹھارہ سال کی تھی تو اسے حسین دوشیزہ نہیں کہا
جا سکتا تھا۔ مگر زندگی کی اڑتیس منزلیں طے کرنے کے بعد وہ ایک خوبرو
عورت بن گئی تھی۔ جوانی میں وہ دراز قامت تھی اس کی ہڈیاں چوڑی چکلی

تھیں، وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی لحیم شحیم تھی اور زمانے کے عام معیار کیمطابق
اس میں دل آویز نسائیت کا کوئی شائبہ موجود نہیں تھا۔ لیکن ادھیڑ عمر کو پہنچنے کے
بعد اس کی تلافی —— اگرچہ یہ بھی ناکافی اور بعد از وقت تھی — یوں ہو گئی تھی کہ
لوگ اسے پسندیدگی اور استحسان کی نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔ مرد اسے خراج
تحسین پیش کرنے کے لئے کہا کرتے تھے کہ اس کو مردوں کا دماغ ملا ہے۔ عورتیں
— بالخصوص اس کی ہم عمر عورتیں —— اس میں ایک طاقتور، خوددار اور قابل
عورت کی جھلک دیکھتی تھیں وہ سوچتی تھیں کہ وہ خود بھی اسی کی طرح بن سکتی
تھیں بشرطیکہ وہ خانہ داری کا، بچے پیدا کرنے اور شوہر کی سخن سازیوں اور کردار
کی خامیوں کی وجہ سے بے دست و پا ہو کر نہ رہ جاتیں۔

کسی نے یہ سوچنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی مگر حقیقت یہی تھی کہ ایریکا
مارٹن کی زندگی ان عورتوں سے بہت زیادہ مختلف تھی جو عرصہ ہوا شادی
کے بندھنوں میں جکڑی جا چکی تھیں۔ ایوری بلرڈ سے اس کے تعلقات اگرچہ بالکل
غیر رومانی تھے اور اس کی تلافی کے لئے انھوں نے معمولی سی بھی جذباتیت کا
مظاہرہ نہیں ہونے دیا تھا۔ اس کے باوجود ان کے باہمی تعلقات ایک ذہین
و مددگار بیوی اور ایک حاوی، تحکم پسند اور تیز و طباع شوہر کے روابط سے
زیادہ مختلف نہیں تھے۔ ان دونوں کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جانے
کے بعد کسی بیوی سے جو سلوک بالعموم کیا جاتا ہے۔ ایریکا مارٹن کے ساتھ اس
سے کچھ بہتر ہی برتاؤ کیا جاتا تھا۔ مگر یہ حسن سلوک اس لئے بے معنی ہو کر رہ گیا
تھا کہ ان کی زندگی میں ایسا کوئی لمحہ کبھی نہیں آتا تھا جب ان میں سے

کوئی اگر اپنی حد سے تجاوز کر جاتا۔ تو وہ پیار اور محبت کی باتوں سے ایک دوسرے کو منا لیتے۔

جہاں تک شوہر کی سخن سازیوں اور کمزوریوں کا تعلق ہے بہت کم بیویاں ایسی ہوں گی جنھیں اس کا تجربہ ایریکا مارٹن سے زیادہ ہوا ہو گا۔ ایریکا کی زندگی میں ایسے بہت سے لمحات آئے جب اس کے ضبط کا پیمانہ چھلک اٹھا۔ بعض اوقات وہ ایوری ہلرڈ پر سخت جھنجھلاتی۔ اس سلسلہ میں سب سے حماقت آمیز بات یہ ہوتی کہ بدمزگی کا سبب قریب قریب ہمیشہ کوئی انتہائی معمولی سی بات ہوتی۔ شاید ہی کوئی ایسا دن گزرتا جب ایوری ہلرڈ کو کسی بہت اہم معاملے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کرنا ہوتا۔ مگر جیسے ہی وہ کوئی اہم معاملہ پیش کرتی ہلرڈ دو ٹوک فیصلہ کر دیتا۔ ہلرڈ سے وہ اس سے زیادہ تعاون کا مطالبہ نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے بعد اچانک کوئی چھوٹی سی فیصلہ طلب بات پیش آتی لیکن معلوم نہیں کیوں وہ دیر تک کسی فیصلے پر نہ پہنچ سکتا۔ جیسے وہ جان بوجھ کر ایریکا کو پریشان کر رہا ہو۔ مسٹر فٹز جیرلڈ کی موت کے بعد وہ ہر مہینے کوئی نہ کوئی موقع تلاش کر کے اسے یاد دلا دیتی کہ نائب صدر انتظامیہ جلد مقرر ہو جانا چاہیئے۔ ایک بار تو وہ اس سے صاف صاف پوچھ بھی بیٹھی کہ وہ نائب صدر انتظامیہ کب مقرر کرے گا۔ اس کے باوجود اس نے کچھ نہ کیا۔ اب وہ اس سے زیادہ آگے نہیں بڑھ سکتی تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ اس کی مصروفیتوں کی ڈائری میں ہر دوشنبے کو سب سے اوپر یہ نہیں لکھ سکتی تھی "ایک نائب صدر انتظامیہ مقرر کرنا ہے"۔ ہاں وہ اشارے کے لئے اتنا ضرور لکھ دیا کرتی تھی۔

" بال کٹوانا ہے۔" اس مسئلہ کا ایک تشویشناک پہلو یہ بھی تھا کہ ایوری نے کبھی یہ محسوس کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ کہ اس کی غفلت کی وجہ سے ایریکا کے لئے کتنا بڑا درد سر پیدا ہو گیا ہے۔ نائب صدر کو بلانے کا فرض صرف مارٹن پر عائد ہوتا تھا۔ مگر بلرڈ نے کبھی یہ سوچا تک نہ تھا کہ اس فرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں مس مارٹن کو کتنی پریشانی ہوتی ہے۔

اس نے نظریں نیچی کر لیں۔ تار اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا اور اسے یاد دلا رہا تھا۔ کہ وقت تیزی سے گزرتا جا رہا ہے آج جمعہ ہے اور کسی نائب صدر کو یہ نہیں معلوم تھا کہ مسٹر بلرڈ نیویارک سے واپس آ رہے ہیں۔ ممکن ہے کوئی نائب صدر ہفتے اور اتوار کی چھٹیاں ایک ساتھ منانے کے لئے اپنے دفتر سے پہلے ہی چلا جائے۔ اس لئے ان کو فوراً اطلاع دینا ضروری ہے۔۔۔۔۔۔ ان سب کو۔۔۔۔۔۔ مجلس انتظامیہ کے اجلاس میں اگر کوئی نائب صدر موجود نہ ہو تو بلرڈ غصے سے لال بھبھوکا ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔ پچھلی بار صرف اسی وجہ سے اس کا بلڈ پریشر دو درجے بڑھ گیا تھا۔

وہ تیزی سے اٹھی اور اپنے دفتر کے دروازے سے نکل کر بلوط کی لکڑی سے بنے ہوئے پیچدار زینے سے ——— جو قرون وسطی کی یادگار تھا ——— اترنے لگی جو تیئسویں اور چوبیسویں منزلوں کو ملاتا تھا۔ آخری سیڑھی نے اس کا یہ مسئلہ حل کر دیا کہ اسے کس نائب صدر کے پاس پہلے جانا چاہیئے اس کے بالکل سامنے ایک دروازہ پر یہ حروف لکھے ہوئے تھے ———

" فریڈرک ڈبلیو۔ آلڈرسن۔ نائب صدر اور خزانچی ——— "

اگر وہ اس دروازے کو سب سے پہلے کھول لے تو شاید اسے کوئی خاص اہمیت نہ دی جائے۔

فریڈرک آلڈرسن اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا جسم تنا ہوا اور سر اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ اس کے تمتمائے ہوئے گداز چہرے پر اس کا سر ایک بلند گنبد سے مشابہ معلوم ہوتا تھا۔ اس کا ایک بال بھی اپنی جگہ سے ہٹا ہوا نہیں تھا۔ وہ اس طرح بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے اس کا وجود دفتر میں بڑے سلیقے سے رکھی ہوئی دوسری اشیاء کا حصّہ ہو۔ مس مارٹن کے خیر مقدم کے لئے مسکرانے میں بھی اس نے بڑی احتیاط سے کام لیا۔

"آیئے مس مارٹن"

"ابھی ابھی مسٹر بلرڈ کے پاس سے اطلاع آئی ہے کہ وہ نیویارک سے روانہ ہو چکے ہیں۔ انھوں نے چھ بجے مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کیا ہے۔"

اس کے چہرے سے اچانک مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ لیکن صرف ایک لمحے کے لئے۔ وہ اتنی تیزی سے دوبارہ واپس آ گئی کہ مس مارٹن کو اس تغیر کا احساس بھی نہیں ہو سکا۔

"میرے خیال میں آپ کو کوئی زحمت نہیں ہو گی مسٹر آلڈرسن۔"

"نہیں"۔ اس نے صرف ایک لفظ سے یہ ظاہر کر دیا تھا کہ اس کی ذاتی زندگی کا کوئی کام مسٹر بلرڈ کے حکم کی تعمیل پر فائق نہیں ہو سکتا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ انھیں کسی بہت اہم معاملے میں بات کرنی ہے ورنہ وہ ہر ایک کو ٹھہرنے کی ہدایت نہ کرتے"

" ہر ایک کو ؟ " مسٹر آلڈرسن نے بڑے نپے تُلے لہجے میں سوال کیا

" پوری مجلس عاملہ کو "

" اچھا یہ بات ہے ۔ شکریہ مس مارٹن "

جب وہ دروازے پر پہنچی تو اس کی آواز دوبارہ سن کر رک گئی

" میرے خیال میں اس کا اندازہ تو آپ بھی نہیں لگا سکتیں کہ اجلاس کتنی دیر تک جاری رہے گا "

" جی نہیں ۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نہیں جانتی "

" جانے دیجئے ۔ کوئی بات نہیں ۔ بس ذرا مجھے اپنی بیوی کے ساتھ سات بجے ایک جگہ کھانے پر جانا ہے ۔ اگر چند منٹ کی تاخیر بھی ہوگئی تو ہمارے میزبان برا نہیں مانیں گے "

مس مارٹن نے دروازہ بند کرتے وقت دیکھا کہ وہ اپنی میز سے پنسل اور پیڈ اٹھا رہا ہے ۔ مسٹر آلڈرسن کی زندگی میں آج تک کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا جس کی اس نے باقاعدہ یادداشت نہ رکھی ہو ۔ وہ ہمیشہ ایک خزانچی کی طرح قلم کو دبا کر گٹھے ہوئے حروف لکھتا تھا ۔ اس کی تحریر دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تانبے کی تختی پر حروف کندہ کردئے گئے ہوں ۔

اریکا مارٹن برآمدے سے نکلتے وقت یہ سوچ رہی تھی کہ کیا مسٹر لیرڈ نے کبھی اندازہ لگایا ہے کہ فریڈرک الڈرسن ان کا کتنا وفادار ہے ان کے لئے اس نے اپنے آپ کو بالکل تج دیا ہے ...... اگر وہ اسے اپنا نائب صدر انتظامیہ بنالیں تو کتنا اچھا ہو ...... کوئی وجہ نہیں

کہ وہ ایسا نہ کریں ...... تمام دلائل ان کے حق میں ہیں۔ مسٹر آلڈرسن سب سے زیادہ معمر نائب صدر ہیں۔ ان کو نائب صدر انتظامیہ مقرر کرنے کے راستہ میں کوئی ضابطہ بھی حائل نہیں ہو سکتا۔ اور پھر وہ اکسٹھ سال کے ہو گئے ہیں۔ چار سال کے بعد بہر صورت اس عہدے سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

وہ اس دروازے کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئی جو نئے نائب صدر انتظامیہ کے نام کی تختی کے لئے اب تک چشم براہ تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے جیس گریم کے کمرے کا دروازہ کھولا جو نائب صدر کی حیثیت سے فرنیچر کی تیاری کا انچارج تھا۔ وہ اپنے دفتر میں موجود نہیں تھا مگر فضا اس کے پائپ کے تمباکو کے دھوئیں سے بوجھل تھی۔ ایریکا مارٹن آگے بڑھ کر اس کی سکرٹری کے چھوٹے سے چوکور کمرے میں چلی گئی "رتھ روتھ۔ کیا حال ہے۔ مسٹر گریم کہاں ہیں؟"

روتھ الکنسن نے چاکلیٹ کی ٹکیہ کو نگلنے کے لئے اپنے حلق کا پورا زور صرف کر دیا تاکہ ہزاروں دوسری خوش ذائقہ مٹھائیوں کی طرح وہ بھی اس معدے میں پہنچ کر اسے گول مٹول بنانے میں معاون ہو۔ "خدا کی قسم سچ کہتی ہوں مس مارٹن وہ صرف چند منٹ قبل باہر گئے ہیں۔"

"تمہیں انھیں تلاش کرنا پڑے گا روتھ۔ مسٹر بلرڈ نے چھ بجے مجلس عاملہ کا جلسہ طلب کیا ہے۔"

"چھ بجے۔ خدا کی قسم میں یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ ان سے بات ہو سکے گی یا نہیں۔ وہ اپنے گھر میری لینڈ گئے ہیں۔"

"انھیں یہاں سے گئے ہوئے کتنی دیر ہوئی؟"

"مشکل سے دس منٹ"

"کیا وہ پہلے گھر جائیں گے؟ اگر تم انھیں فوراً فون کر دو تو ممکن ہے وہ مل ہی جائیں"

"ضرور، صرف — خدا کی قسم، میں معذرت چاہتی ہوں مس مارٹن، مسٹر گریم قریب قریب ہر رات فیکٹری جاتے ہیں اور آج تو جمعہ ہے۔

"اگر وہ فون پر نہ مل سکیں تو مجھے فوراً اطلاع دینا"

"مس مارٹن نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی باتوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔ روتھ کو ذرا بھی موقع مل جائے تو وہ بات سے بات نکالتی چلی جاتی ہے اور کسی طرح رکنے کا نام نہیں لیتی۔ پھر اس کی باتیں بھی بالکل بے تکی ہوتی ہیں مسٹر گریم اسے اتنے سال سے معلوم نہیں کیسے برداشت کر رہے ہیں۔ اس کا سبب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس پر ترس کھاتے ہوں۔

...... یہ مسٹر گریم کی طبیعت کے عین مطابق ہے...... ان کی واحد کمزوری...... وہ چاہتے ہیں کہ ان کی مشینیں بالکل بے عیب ہوں لیکن اپنے ماتحتوں کو درگزر کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں.... یہ ایک عیب ہے...... لیکن جیسا کہ انھوں نے ایک بار خود بھی کہا تھا انسان کو اپنا دامن کسی عیب سے آلودہ کرنا ہی پڑے تو اس سے بھی بدتر عیب ہو سکتے ہیں۔ الوری مسٹر گریم کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ جب وہ کہتے ہیں

کہ "بوڑھے جیسں کو بلا لاؤ" تو ان کے لہجے میں محبت کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔ باقی دوسرے نائب صدر ہمیشہ اپنے خاندانی نام سے پکارے جاتے ہیں۔ مثلاً آلڈرسن کو بلاتا ہو تو وہ ہمیشہ یہی کہتے ہیں "مسٹر آلڈرسن سے کہو کہ وہ ایک منٹ کے لئے آجائیں"۔

یہ دونوں نام ایک ساتھ یاد آتے ہی اس کے ذہن میں ایک اور سوال ابھرا۔ کیا الوری اسی وجہ سے تاخیر کر رہے ہیں؟ شاید وہ مسٹر گریم کو نائب صدر انتظامیہ بنانا چاہتے ہیں مگر وہ کوئی ایسی تدبیر سوچ رہے ہیں کہ مسٹر آلڈرسن کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے ...... نہیں میں نے غلط سمجھا ...... الوری کسی ایسی بات سے پہلو تہی نہیں کرتے جس کا سامنا کرنا ضروری ہو۔ کسی کی مروت ان کے کسی فیصلے کے راستے میں کبھی حائل نہیں ہوتی ...... ان میں اتنی ہمت ہے کہ وہ ان سب کو نظر انداز کر سکتے ہیں ...... وہ کسی ایسے عذر کا سہارا بھی نہیں لے سکتے در اصل انھیں کوئی معذوری تھی بھی نہیں ...... وہ صرف ہٹ دھرمی سے کام لے رہے ہیں!

"جے والٹر ڈڈلے۔ نائب صدر برائے فروخت" اور "ڈان والنگ نائب صدر برائے ڈیزائن اور اصلاح و ترقی" کے دفتروں کے درمیان ایک دروازہ تھا۔ ڈڈلے کا دفتر خالی تھا مگر دروازے کے پیچھے سے اس کی آواز آرہی تھی وہ دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔ دونوں صدر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے سامنے ایک لمبی سی میز پر فرنیچر کے ڈیزائن کے

بہت سے خاکے پھیلے ہوئے تھے۔

والٹ ڈڈلے اسے دیکھتے ہی اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ تبسم سے شاداب تھا۔ اس کی شخصیت بڑی دلنشین تھی۔ بھاری بھر کم جسم، چوڑے چکلے شانے، قبل از وقت سفید بال، گہرا سنولایا ہوا رنگ۔ وہ لوگوں کو بہت جلد اپنا گرویدہ بنا لینے کے فن میں طاق تھا "میری اچھی ایریکا۔ خوب آئیں، بس تمہاری ہی ضرورت تھی۔ ایک غیر جانبدار منصف کی جو ایک ہی نظر میں اندازہ لگا سکے کہ ان میں سے کس ڈیزائن کے فرنیچر جلد فروخت ہو جائیں گے۔ ہم دونوں یہ فیصلہ کرنے سے قاصر ہیں کہ مجھے ان میں سے کون کون سے نمونے آج رات شکاگو لے جانے چاہئیں"

ایریکا ہمیشہ بہت لئے دئے رہتی تھی۔ مگر یہ سن کر وہ بے ساختہ مسکرا دی۔ وہ جانتی تھی کہ والٹ ڈڈلے کوئی کام ایک خاص قسم کی اداکاری کے بغیر نہیں کرتا۔ مثلاً کوئی دوسرا نائب صدر اسے شاید ہی "میری اچھی ایریکا" کہہ سکتا تھا۔ اس کے باوجود ہمیشہ کی طرح آج پھر اس نے تبسم کا خراج زبردستی وصول کر لیا تھا۔

مس مارٹن نے اپنے تبسم کو لہجے کی نرمی میں تحلیل کرتے ہوئے کہا "آپ شاید مجھ سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مسٹر بلرڈ کون سے ڈیزائن پسند کریں گے۔"

ڈڈلے نے اپنا خوبصورت سر قہقہے کے ساتھ پیچھے جھٹکتے ہوئے کہا "ڈال، میں نے تم سے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ وہ چہرے سے دلوں کا حال

معلوم کر لیتی ہے۔"

ڈان والنگ نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا دی مگر اس کے لہجے میں پریشانی کی بھی ایک ہلکی سی جھلک موجود تھی۔

"میرا خیال ہے کہ ہم مس مارٹن کو خواہ مخواہ پریشان کر رہے ہیں یہ کیا جانیں کہ مسٹر بلرڈ کے دل میں کیا ہے۔"

مس مارٹن نے ہنستے ہوئے جواب دیا "اگر میں مسٹر بلرڈ کے دل کا حال معلوم کر سکتی تو اس وقت تک خود نائب صدر بن گئی ہوتی"

ڈڈلے نے زور سے قہقہہ لگایا۔ "یہ تو قابلیت کا کوئی معیار نہیں ہے ایسا ہوتا تو آج کوئی بھی نائب صدر نہ ہوتا"

اس نے محسوس کیا کہ گفتگو کا رخ تیزی سے مسٹر بلرڈ کی ذات پر تبصرے کی حد میں داخل ہونے لگا ہے۔ اس سے وہ ہمیشہ دور ہی رہتی تھی۔ اس نے جلسے کی اطلاع دے کر یہ سلسلہ بند کر دیا۔

یہ پہلا موقع تھا کہ والٹ ڈڈلے ایک لمحے کے لئے گھبرا گیا۔ اس کے لبوں کا تبسم غائب ہو گیا۔ "مگر میں تو سات بجے شام کے طیارے سے شکاگو جا رہا ہوں۔ فرنیچر کا مارکیٹ دو شنبے کو کھلے گا۔ باضابطہ فروخت شروع کرنے سے قبل ہم نے کل مختلف شہروں کی شاخوں اور ڈاک سے آرڈر بھیجنے والوں کے لئے مال کی نمائش کا انتظام کیا ہے۔" اس کے آخری الفاظ کا لہجہ بے جان سا ہو گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے جو کچھ کہا تھا۔ اسے سن کر اس کو خود بھی اپنا عذر معقول نہیں معلوم ہوا۔

"مگر میں کسی بعد کے طیارے سے بھی جا سکتا ہوں" اس کے لبوں پر تبسم کی شادابی واپس آگئی تھی۔ "میری کرسی ٹھیک رکھنا۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

والنگ کا چہرہ مس مارٹن کے بالکل سامنے تھا۔ اس پر بل پڑے ہوئے تھے۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں جلسے میں کیسے پہنچوں۔ مس مارٹن! ہم اپنی ڈھلائی کی نئی مشین کو آزمائشی طور پر چلانے کی تمام تیاریاں بالکل مکمل کرلی ہیں۔ پانچ بجے کی شفٹ شروع ہوتے ہی اسے چلا دیا جائیگا"

"بہتر ہے کہ آج اسے ملتوی کردو" ڈڈلے نے بزرگ کی طرح اسے نصیحت کی۔

والنگ نے اس کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے کہا "ہم اسے ملتوی نہیں کر سکتے۔ کارخانے والوں نے تمام تیاریاں مکمل کرلی ہیں تجربہ وقت پر شروع ہونا چاہیئے۔ ورنہ اسے بالکل ترک کرنا پڑے گا۔ آج کے لئے ہم پورے ایک مہینے سے تیاریاں کر رہے تھے۔ اگر تجربہ آج ملتوی کردیا گیا تو ایک مہینے تک دوبارہ تیاریوں کی ضرورت ہوگی۔

"کیا آپ کے بغیر یہ کام نہیں ہوسکتا؟" ایریکا مارٹن نے دریافت کیا۔ اس نے یہ سوال کچھ اس طرح کیا جیسے وہ اس سے کہنا چاہتی ہو کہ اسے ہر قیمت پر اجلاس میں شریک ہونا چاہیئے۔ ڈان والنگ نیا نیا نائب صدر بنا تھا۔۔۔ ۲۳ ویں منزل میں آئے ہوئے اسے دو سال بھی نہیں ہوئے تھے۔۔۔ اسے اب بھی بہت سی باتیں سکھانے کی ضرورت تھی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے ہوگا۔ تجربے کے ساتھ ساتھ بعض فیصلے بھی کرنا ہوں گے" والنگ بولا۔ اس کے بعد وہ خود ہی کہنے لگا "میرا خیال ہے کہ موجودہ حالات میں تجربہ ملتوی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔"

ایریکا نے سوچا کہ اب وہ کچھ کچھ راستے پر لگتا جا رہا ہے مگر اسے اب بھی بہت کچھ سیکھنا ہے ۔۔۔۔ اس نے ابھی تک اپنے جذبات کو دوسروں سے پنہاں رکھنا نہیں سیکھا۔

"میاں ہمت کیوں ہارتے ہو" ڈڈلے نے زبردستی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ ایک اچھے اداکار کی طرح وہ اپنے ساتھی کی خامی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ممکن ہے اجلاس چٹکی بجاتے ہی میں ختم ہو جائے اور تم وقت پر نیکرٹی پہنچ جاؤ۔"

ایریکا مارٹن والنگ کی حمایت پر مائل تھی۔ اس کو احساس تھا کہ یہ تجربہ کتنا اہم تھا۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اس کے لئے کتنا ابتدائی تخمینہ منظور کیا گیا تھا۔ اگر ڈھلائی کا نیا طریقہ کامیاب ہو گیا تو ممکن ہے کہ وہ کئی سال کا سب سے اہم کارنامہ ثابت ہو۔ اگر ایوری بلر موجود ہوتے تو یقیناً والنگ سے یہی کہتے کہ وہ جلسے کی پروا کئے بغیر تجربے میں مصروف رہے۔ اس کے باوجود وہ اس کی تائید کی جرأت نہیں کر سکتی تھی یہی وہ اذیت ناک مجبوری تھی جو اس کی پوری زندگی کے لئے زنجیر پا

بنی ہوئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ کسی خاص صورت حال پر الوری بلرڈ کا ردِ عمل کیا ہوگا۔ بلرڈ کا اس سے بہتر مزاج داں کوئی نہ تھا اس کے باوجود وہ اس کے تاثرات کا پہلے سے اندازہ لگانے کی جسارت نہیں کرسکتی تھی۔ وہ صرف اس کے الفاظ دہرا سکتی تھی۔ اس کے احکام دوسروں تک پہنچا سکتی تھی اس کی ہدایات کو ہو بہو نقل کرسکتی تھی اور بس۔ اس سے آگے وہ قدم نہیں بڑھا سکتی تھی۔

دروازے سے نکل کر ایریکا مارٹن نے کسی سہارے کی تلاش شروع کردی۔ اس سے قبل بھی اس نے کئی بار عقل وفہم کا سہارا تلاش کیا تھا تاکہ وہ اپنی پراگندہ خیالی سے نجات حاصل کرسکے اور اس ناخوشگوار صورت حال پر قابو پاسکے جس میں وہ اپنے آپ کو اکثر گھرا ہوا پاتی تھی الوری بلرڈ اور اس کے نائب صدر چکی کہ دو پاٹ تھے اور اپنے کو ہمیشہ ان کے درمیان پاتی تھی۔ وہ دوسروں کو جو احکام پہنچایا کرتی تھی۔ ان کے اجرا میں خود اس کا کوئی ہاتھ نہیں ہوتا تھا۔ اس کے باوجود ان احکام کی وجہ سے لوگوں میں ناپسندیدگی اور برہمی کے جو احساسات پیدا ہوتے تھے ان کا ہدف مجبوراً اسی کو بننا پڑتا تھا۔ چھ بجے شام کو مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ ایک آمر کا من مانا حکم تھا جو دوسرے لوگوں کی فرصت یا آسانی کا لحاظ کئے بغیر جاری کیا گیا تھا۔ یہ اپنی جگہ درست سہی مگر آخر اس کا کیا قصور تھا۔ لوگوں کو اس سے کیوں نفرت تھی؟ وہ اس سے واقعی نفرت کرتے تھے۔ وہ سب۔ والنگ تنہا ایک ایسا شخص تھا جس نے اس کے اظہار کی جرأت کی تھی۔ مگر اس کا سبب بھی صرف یہ تھا کہ وہ ابھی

بنایا آیا تھا اور اس کو اپنے تجربے سے یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ نائب صدر کے فرائض ادا کرنے کے لئے کوئی نقاب بہت ضروری ہے۔ باقی تمام لوگوں کے پاس کوئی نہ کوئی نقاب تھی۔ ٹیڈلے کے پاس قہقہے کی۔ آلڈرسن کے پاس بے حسی کی۔ گریم کے پاس دھوئیں کی جو اس کے پائپ سے بل کھاتا ہوا نکلتا رہتا تھا۔ شا کے پاس......

اس کا نام ذہن میں آتے ہی اس کے ایک چکر کا سا لگا اور وہ برآمدے کے آخری کمرے کی جانب بڑھی جس پر "لورن۔پی۔ شا، نائب صدر اور محاسب" لکھا ہوا تھا۔ اس کے کمرے میں کوئی کانفرنس ہو رہی تھی۔ اس لئے وہ الٹے پاؤں واپس آنے لگی۔ اس نے سوچا کہ وہ جلسے کی اطلاع شا کی سکرٹری کو دے کر چلی جائے۔ مگر وہ ایک قدم بھی نہیں چلنے پائی تھی کہ شا خود باہر نکل آیا۔

"خیریت تو ہے، مس مارٹن؟"

"معاف کیجئے میری وجہ سے آپ کے کام میں خلل پڑا۔"

"نہیں بالکل نہیں، مس مارٹن۔ یہ بھی کوئی بات ہے۔ یہ تو مختلف شعبوں کے نگرانوں کا ایک چھوٹا سا اجتماع ہے۔ ششماہی حساب فہمی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ آپ جانتی ہیں کہ اس میں کیا ہوتا ہے۔"

"مسٹر بلرڈ نیو یارک سے واپس آ رہے ہیں۔ انھوں نے چھ بجے شام کو مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کیا ہے۔"

لورن شا کی نقاب سب سے اچھی تھی۔ مس مارٹن کی نظریں اسی پر تھیں مگر اس کے چہرے کی رنگت میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی۔ نہ یہ کہتے وقت

اس کے لہجے میں کوئی اتار چڑھاؤ پیدا ہوا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نیو یارک میں کوئی خاص بات پیش آگئی ہے"

"کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے"۔ اس نے بے ساختہ جواب دیا۔ کیا اسے معلوم ہے کہ ایوری بلرڈ نیو یارک میں کیا کر رہے ہیں؟ ..... یا اس نے محض ایک شاطرانہ چال چلی ہے تاکہ وہ شا کو بتا دے کہ اجلاس کیوں طلب کیا گیا ہے۔ بہرصورت اسے کچھ اور نہیں کہنا تھا۔

"شکریہ مسٹر شا!"

"کوئی بات نہیں مس نارٹن۔ میں جلسے میں پہنچ جاؤں گا"

ایریکا نے محسوس کیا کہ شا کی آنکھیں اس کا تعاقب کر رہی ہیں اور اس نے دروازہ بند ہونے کی آواز اس وقت سنی جب وہ کونے میں مڑ کر زینے پر چڑھنے لگی۔

چھبیسویں منزل پر پہنچ کر اس کی سمجھ میں آیا کہ شا اسے اتنے غور سے کیوں دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کی تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ اسے سب سے بعد میں جلسے کی اطلاع دی گئی تھی۔ معلوم نہیں کیوں اس کے سر سے پیر تک دہشت کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ مگر اس نے خوف کے اس احساس کو بے پروائی سے نظر انداز کر دیا۔ ورن شا کچھ بھی سمجھے۔ اسے خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ محض ایک نائب صدر ہی تو ہے۔ تین گھنٹے کے اندر ایوری بلرڈ یہاں پہنچ جائیں گے۔

وہ اپنے دفتر سے گزر کر ایوری بلرڈ کے کمرے میں چلی گئی۔ کھڑکیوں سے

دھوپ آ رہی تھی۔ اس نے تمام پردے کھینچ دئے۔ دروازہ بند کر دیا اور تمام روشنیاں گل کر دیں، . . . .
صرف چھت پر دھندلے شیشے سے ڈھکی ہوئی روشنی باقی رہنے دی جو بلوط کے نذد شہتیروں کے درمیان آویزاں تھی۔ اب وہ بلرڈ کی میز کی طرف بڑھ رہی تھی جب وہ اس کی کرسی سے اتنی قریب پہنچ گئی کہ اس کی پشت کا لمس محسوس کر سکے۔ تو وہ رک گئی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے ہاتھ جھکنے لگے۔ بلوط کی سخت لکڑی سے گزر کر اس کی انگلیوں کے سرے گوشت کی طرح نرم اور لچکدار چمڑے کے گدے سے مس ہونے لگے۔ اس کی نظریں اپنے ہاتھ کی طرف نہیں تھیں۔ وہ ٹکٹکی باندھے سامنے دیکھ رہی تھی۔ مگر اس کے چہرے پہ اب بھی نقاب پڑی ہوئی تھی۔

---

(۳)

نیویارک سٹی

چار بج کر ۵۲ منٹ بعد دوپہر

بہت سے دوسرے سرکاری ملازموں کی طرح فرینک گراس بھی ان انسانی خامیوں کا بے رحم نقاد تھا جنھوں نے اس کے لئے معاش کا سامان بہم پہنچایا تھا۔ وہ اکثر یہ تجویز پیش کیا کرتا تھا کہ ایک قانون کے تحت اگر امریکہ میں ہر شخص کے لئے یہ لازمی قرار دے دیا جائے کہ وہ اپنا نام اور معاشرتی سلامتی کا نمبر

اپنے جسم کے کسی حصّے پر نقش کرالے تو اسے ملازم رکھنے کی ضرورت بڑی حد تک ختم ہو جائے گی۔ اس حقیقت کے باوجود وہ ان لوگوں کو خوب صلواتیں سنایا کرتا تھا جو اتنے بیوقوف ہوتے تھے کہ کسی عام گزرگاہ پر گر کر مر جاتے اور ایسی علامتیں بھی نہ چھوڑ جاتے جن کی مدد سے ان کی شناخت کی جاسکتی۔ فرینک گراس کو شناخت کی جن گتھیوں سے سابقہ پڑتا انھیں سلجھا کر بھی اسے کوئی خوشی نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ وہ اپنی محنت اور قوتِ اختراع ایک ایسے کام پر ضائع کر رہا ہے جس کی دراصل نوبت ہی نہیں آنی چاہیے۔

اس کے سامنے ایک فائل رکھی ہوئی تھی۔ اس کو اٹھا کر اس نے ایک گونہ کراہت کے ساتھ کھولا۔ اسے میک انٹالش کے الفاظ یاد آئے جس نے فائل دیتے وقت کہا تھا "اسے خاص معاملہ سمجھو فرینکی، معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اہم آدمی ہے۔" فرینک گراس کو اہم آدمیوں سے کوئی محبت نہ تھی۔ اگر وہ اس سے انتیس سال سینیئر نہ ہوتا..... اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے کوئی ایسا شخص نظرانداز نہیں کرسکتا جس کے چار بچے ہوں..... تو وہ میک انٹالش سے اس کے منہ پر صاف صاف کہہ دیتا کہ وہ اہم آدمی ہے تو میں کیا کروں۔ میک انٹالش بھی کتنا بڑا گدھا ہے۔ اگر کوئی معمولی آدمی اچانک کسی جگہ گر کر مر جائے تو اسے شناخت کرنے کی کوشش محض ایک روزمرہ کا کام ہے۔ مگر لاش کسی ایسے شخص کی نظر آئے جسے چند دو ٹروں کی حمایت حاصل

ہونے کا بھی امکان ہو تو میک انٹالش اسے ضرور "خاص معاملہ" بنا دیتا ہے...... خوب! پھر جب خاص معاملہ بنانے کا فیصلہ چار بج کر چالیس منٹ پر ہو تو لا محالہ اسے گھر جانے کے لئے گاڑی نہیں مل سکے گی۔

فرینک گراس نے اپنی عینک اتاری۔ چند بار اپنی پلکیں جھپکائیں اور باریک کاغذ پر لکھی ہوئی رپورٹ کا مطالعہ کرنے لگا جو لاش کے متعلق موصول ہوئی تھی۔ رپورٹ کے فارم کی خانہ پُریاں کی گئی تھیں۔ بٹوہ۔ کوئی نہیں۔ کاغذات۔ کوئی نہیں۔ لانڈری کے نشانات۔ کوئی نہیں...... لانڈری کے نشانات لازمی قرار دینے کے لئے بھی کوئی قانون ہونا چاہیئے۔ کہیں نام لکھا ہوا ہے۔ قمیص کی آستین پر اے۔ بی سوٹ سرخی مائل ہلکا عنابی رنگ...... درزی کا نام۔ ڈی لانڈر درزی پام بیچ۔ فلوریڈا...... خریدار کا کوئی نام یا لیبل نہیں۔ کوٹ لمبائی ۴۴ انچ پتلون کمر ۳۴ لمبائی ۳۵۔ ہیٹ ڈابس ۶ $\frac{۷}{۸}$ اے۔ بی کے حروف۔ جیب میں کیا تھا۔ مجموعی طور پر ایک ڈالر ۷۵ سنٹ کے چھوٹے سکے۔ کینشن (ڈھالیو) کا بس ٹوکن۔ کیمل سگرٹ ڈن ہل سگریٹ لائٹر جس پر اے۔ بی کندہ ہے۔

فرینک پیچ و تاب کھاتا ہوا رپورٹ لکھنے والے کی حماقت پر لعنت بھیج رہا تھا۔ وہ نتھنے پھلا کر زور سے بڑبڑایا "میں جانتا ہوں کہ اے۔ بی اس کے نام کے حروف ہیں۔ تم مجھے کتنی بار بتاؤ گے؟"

یہ سوچ کر شاید وہ اپنے اعمال کا خمیازہ بھگت رہا ہے اس نے ایک سرد آہ بھری، اپنی میز کی دراز کھول کر تار کے فارم نکالے اور پام بیچ (فلوریڈا) اور کینٹن (اوہایو) کی پولیس کے اعلیٰ افسروں کے نام ایک ایک تار لکھا۔ جب اسے کسی دوسرے شہر سے کوئی معلومات حاصل کرنا ہوتی تو وہ ہمیشہ اس جگہ کی پولیس کے سب سے بڑے افسر سے استفسار کرتا تھا۔ اگر وہ برا مانتے ہیں تو مانیں۔ وہ اپنے شہر کے لوگوں کو نیویارک سٹی کے لئے مصیبت بننے دیتے ہیں تو انھیں اس کی سزا بھی ملنی چاہیئے۔

تار لکھنے کے بعد وہ اپنی الماری تک گیا۔ اپنی ہیٹ نکالی اور گھر روانہ ہوگیا میک انٹالش نے اس سے کہا تھا کہ وہ اسے خاص معاملہ تصور کرے۔ ...... ٹھیک ہے یہ خاص ہی معاملہ ہے۔ اب میں اس سے زیادہ اور کیا کرسکتا ہوں۔

پانچ بج کر دو منٹ شام

جارج کیسویل راہ گیروں کے اس جم غفیر کو چیرتا پھاڑتا جو پانچ بجتے ہی اپنے اپنے گھروں کو چل پڑے تھے۔ بالآخر اس مقام پہنچنے میں کامیاب ہوگیا جہاں وہ جانا چاہتا تھا ٹریفک افسر نے اسے پہچان لیا! ہر چیں بہ جبیں ہوکر پولیس والوں کی طرح سلام کرتے ہوئے ایک کیڈلک کی طرف اشارہ کیا۔ جو ایسی جگہ کھڑی ہوئی تھی جہاں موٹریں کھڑی کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

نیل نیچ پچھلی نشست پر پہلے ہی بیٹھا ہوا تھا۔ کیسویل جیسے ہی کار میں داخل ہوا ڈرائیور اسے حرکت میں لے آیا۔ یہ دونوں دیرینہ دوست تھے۔ ان کے مراسم اتنے گہرے تھے کہ مسابقت اور ترب دونوں کا ان کے تعلقات پر کوئی ناخوشگوار اثر نہیں پڑا تھا۔ وہ حصص کی دو حریف کمپنیوں۔ کیسویل اینڈ کو اور سلیڈ اینڈ فنچ کے سربراہ تھے۔ وہ ایک دوسرے کے ہمسائے بھی تھے اور موسم گرما میں ایک ساتھ دفتر آتے جاتے تھے۔ ہر ایک باری باری اپنی کار استعمال کرتا تھا۔

"نیل مجھے افسوس ہے کہ تمہیں اتنی دیر تک میرا انتظار کرنا پڑا۔ کوئی خاص زحمت تو نہیں ہوئی" کیسویل نے کہا۔

"نہیں۔ اچھا ہی ہوا۔ میں نے کچھ بچا ہوا کام ختم کر لیا"

وہ خاموشی کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ اچانک راستہ بند ہونے کی وجہ سے کار کو رکنا پڑا۔

"سنا ہے تمہارا دوست آج نیویارک آیا تھا" فنچ نے کہا

"کون ہے وہ ؟"

"الیری بلرڈ۔ ونگیٹ نے اتفاق سے انھیں تمہارے دفتر سے نکلتے دیکھ لیا تھا"

"ارے ہاں۔ بلرڈ آئے تھے۔ دراصل ان کے آجانے ہی کی وجہ سے مجھے رکنا پڑا تھا۔ پھر میں ان کے فون کا انتظار کرتا رہا"

"انھیں کوئی نائب صدر انتظامیہ مل گیا یا نہیں؟"

اسی کے بارے میں وہ مجھے فون کرنے والے تھے۔ انھوں نے دوپہر کا کھانا بروس پلچر کے ساتھ کھایا تھا"

"بروس پلچر"

"تم جانتے ہو وہ کون ہے۔ نہیں جانتے؟"

"ضرور جانتا ہوں۔" ایک لمحے کی معنی خیز خاموشی کے بعد — "کیا تم نے یہ کہا تھا کہ وہ دوپہر کا کھانا ایوری بلرڈ کے ساتھ کھانے والا تھا"

"ہاں کہا تو تھا۔ کیوں؟"

"ٹریڈ وے پر کوئی افتاد تو نہیں پڑی جارج؟"

"افتاد۔ کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"دوپہر کے کھانے کے وقت ضرور کوئی بات ایسی ہوئی ہوگی۔ جس کی وجہ سے پلچر نے ٹریڈ وے کارپوریشن کے بارے میں انتہائی خراب رائے قائم کی ہے"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی بات کیا ہو سکتی ہے"

"تمہیں یقین ہے کہ کوئی بری خبر نہیں سنی جانے والی"

"بالکل یقین ہے"

"ہاں تمہیں تو معلوم ہونا چاہیے" فنچ نے کہا "تم تو اب بھی ٹریڈ وے کے بورڈ کے رکن ہو۔ ہو۔ نا؟"

"ہاں۔ ہاں۔ مگر اس کا کیا مطلب ہے کہ پلچر نے کوئی خراب رائے

قائم کی ہے"

"دیکھو اسے راز میں رکھنا"

"اطمینان رکھو۔ مگر مجھے کچھ بھی تو"

"ممکن ہے یہ محض اتفاق ہو۔ مگر اتفاقات بھی عام طور پر ایسے نہیں ہوتے بلر ڈکس وقت پلچر کے ساتھ کھانا کھانے والے تھے؟"

بارہ بجکر ۴۵ منٹ پر۔ چین ڈیل بلڈنگ میں جیولیس سٹیگل کے دفتر میں"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ کھانا ڈھائی بجے تک ختم ہو گیا ہو گا"

"میرا خیال تو یہی ہے۔ لیکن اس سے آخر تمہاری مراد کیا ہے؟"

فنچ نے پہلو بدل کر اپنا چہرہ جارج کیسویل کی جانب کر لیا "ڈھائی بجے کے بعد ہی بروس پلچر نے فون کر کے ہمیں ہدایت کی تھی کہ ٹریڈ وے کے تمام حصص اونے پونے فروخت کر دیئے جائیں۔ اس کے لئے اس نے ہمیں پوری آزادی دے دی تھی۔"

کیسویل نے یہ سنتے ہی بہت متوجہ ہو گیا "اچھا۔ اب معلوم ہوا کہ بازار میں اتنے بہت سے حصص اچانک کہاں سے آ گئے تھے"

"ہم نے لگ بھگ بیس منٹ میں دو ہزار حصص نکال دیئے"

"مجھے معلوم ہے۔ انہیں میں نے ہی خریدا تھا"

"تم نے تو لٹیا ہی ڈبو دی۔ خود اپنے حساب میں خریدے ہیں؟"

"اور نہیں تو کیا"

" تمہیں اس کمپنی پر بہت زیادہ اعتماد ہے ؟"

" مجھے ایوری ہلرڈ پر بہت زیادہ اعتماد ہے " کیسویل نے کہا۔

اس کے بعد اسے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھنے میں کچھ تامل ہوا۔ جیسے وہ فیصلہ کرنا چاہتا تھا کہ فنچ پر ایک اہم انکشاف کرنا کہاں تک مناسب ہوگا۔" میں کئی سال سے ٹریڈوے کے زیادہ سے زیادہ حصص حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہوں۔ مجھے جہاں سے بھی کوئی حصہ مل جاتا ہے خرید لیتا ہوں ۔ان حصص کی خرید و فروخت زیادہ نہیں ہوتی۔ تم تو خود جانتے ہو۔ اس لئے جب میں دفتر پہنچا اور یہ معلوم ہوا کہ میرے لئے دو ہزار حصص خرید لئے گئے ہیں۔ تو مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ سچ تو یہ ہے کہ جب میں نے دفتر والوں سے کہا تھا کہ انھیں جب بھی کوئی حصہ ملے خرید لیں تو مجھے ہرگز اتنے حصص ملنے کی امید نہیں تھی "

تم نے کب یہ ہدایت دی تھی جارج ــــ کہ جتنے حصص ملیں خرید لئے جائیں۔

کیسویل نے اپنا رُخ فنچ کی جانب کر لیا۔ اس کی آنکھیں نیم وا تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس سوال پر اسے حیرت ہوئی تھی " دوپہر کے لگ بھگ ہلرڈ سے ملاقات کے بعد "

" ہاں ! "

" تو پھر ہلیچر نے کھانے کے وقت ہلرڈ سے بڑی چالاکی کے ساتھ کوئی ایسا راز حاصل کر لیا ہوگا جو تم صبح کے وقت تک نہیں معلوم کر سکتے تھے "

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے ممکن ہے"

"پلیچر بے وقوف نہیں ہے۔ اس نے جو کچھ کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسے کہیں سے ضرور کوئی سن گن مل گئی ہوگی کہ واقعی کوئی ناخوشگوار صورت حال پیدا ہونے والی ہے"

"کوئی ناخوشگوار بات! ناممکن ہے۔ کمپنی کی حالت بہت عمدہ ہے"

فنچ نے نفی میں سر ہلایا۔ "بروس پلیچر نے کچی گولیاں نہیں کھیلی ہیں۔ وہ اتنے بہت سے حصص اس وقت تک ہرگز فروخت نہیں کرسکتا جب تک اسے پورا یقین نہ ہو کہ کوئی ایسی بات پیش آنے والی ہے جس کی وجہ سے قیمتیں لازمی طور پر گر جائیں گی۔

"لیکن ایسی بات کیا ہو سکتی ہے؟"

"یہ مجھ سے نہ پوچھو۔ تم ٹریڈوے کے معاملات کے ماہر ہو۔ میں تو ایک حقیقت بیان کر رہا تھا۔ سگار لوگے؟"

"نہیں شکریہ" کیسویل نے کہا۔ اسے سگار پینے کی فرصت ہی کہاں تھی "کیا بروس پلیچر سے تمہارا مستقل لین دین رہتا ہے؟"

فنچ نے اپنی نظریں دیا سلائی کے شعلے سے ہٹا لیں۔ گویا اسے حیرت تھی کہ اس سے ایسا سوال کیوں کیا گیا جو زیر بحث موضوع سے کوئی تعلق نہیں رکھتا تھا "کبھی کبھی۔ شاید پورے سال میں نصف درجن بار"

"یہی میرا بھی خیال ہے" جارج نے غیر معمولی سنجیدگی سے اپنے سر کو جنبش دی "ہمارے ساتھ اس کا بہت کافی لین دین ہے"

فنچ اس کا مطلب فوراً سمجھ گیا۔ "کیا تمہارا خیال ہے کہ اس نے یہ ہدایت ہمیں اس لئے دی تھی کہ تم یہ اندازہ نہ لگا سکو کہ حصص کون فروخت کر رہا ہے"

"یقیناً"

"اور یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ دوسرے درجے کے ایک دلال سے کاروبار کرتے کرتے تھک گیا ہو" فنچ نے طنزاً کہا۔

کیسویل مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا۔ "اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو یہ کہنا درست ہوگا کہ بلیچر نے اپنے ہاتھ پیر کاٹ لئے ہیں۔ دو ہزار حصص کو فروخت کرنے کے بعد نقصان پورا کرنے میں ناکوں پسینہ آجائے گا۔ حصص کی فروخت آج کل بہت کم ہوتی ہے اور زیادہ تر حصے ایسے لوگوں کے پاس ہیں جو انہیں اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے ہیں"

"خدا کرے ایسا ہی ہو جارج۔ یہ کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ تمہاری طرح کے ایک سرد و گرم چشیدہ کو ایک طفلِ مکتب کے ہاتھوں زک اٹھانا پڑے"

"یہ تشویش اپنے خریدار کے لئے اٹھا رکھو۔ نیل ——— بلیچر نے بیٹھے بٹھائے ایک درد سر مول لے لیا ہے۔

"کیا تم اب بھی اندازہ نہیں لگا سکے کہ کھانے کے وقت بلرڈ کی زبان سے کیا بات نکل گئی ہوگی؟ وہ بڑا چلتا پرزہ ہے۔ میں اسے خوب جانتا ہوں۔ اور تم بھی اس سے اچھی طرح واقف ہو"

"مگر وہ اتنا سیدھا بھی نہیں ہے کہ بلرڈ کو جھکمہ دے سکے"

"اسے ضرور کوئی بات معلوم ہو گئی ہو گی"

"میری بات مانو! کوئی ایسی بات تھی ہی نہیں جسے وہ معلوم کر سکتا" کیسویل نے تیز ہو کر جواب دیا۔ اس کے لہجے میں جھلاہٹ کی بھی آمیزش تھی میں نے آج ہی صبح الوری بلرڈ کے ساتھ دو گھنٹے گزارے ہیں۔ ہم نے شروع سے آخر تک تمام کاروبار کا جائزہ لیا۔ اگر کسی ناخوشگوار بات کا امکان ہوتا تو وہ مجھ سے صاف صاف کہہ دیتے"

"تمہیں ان پر اتنا اعتماد ہے مگر تم نے خود الوری بلرڈ کے جو واقعات بیان کئے ہیں ان سے میں نے یہی اندازہ لگایا ہے کہ وہ خود بھی بڑا چلتا پرزہ ہے"

کیسویل نے اختلاف کے لئے زور سے اپنا سر ہلایا" اگر میں نے تم سے کبھی کوئی ایسی بات کہی ہو جس سے الوری بلرڈ کے بارے میں یہ تاثر پیدا ہوا ہو تو یہ محض اتفاق ہے۔ اس میں میرے کسی ارادے کو دخل نہیں ہو سکتا۔ وہ بڑے سخت ہیں۔ ان میں ذرا بھی لچک نہیں ہے وہ اپنے حریف کی کوئی مروت نہیں کرتے مگر میں نے اپنی زندگی میں ان سے زیادہ دیانت دار انسان آج تک نہیں دیکھا۔ میرا خیال ہے ـــ نہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے آج تک جن لوگوں کے ساتھ کاروبار کیا ہے ان میں سے میں الوری بلرڈ کا سب سے زیادہ

احترام کرتا ہوں۔ اگر میں ان پر اعتماد کرنا چھوڑ دوں تو مجھے دنیا میں کسی پر اعتماد نہیں رہے گا۔"

"مجھے تو مدت سے اعتماد نہیں رہا" فنچ نے ہنسنے کی بھونڈی سی کوشش کرتے ہوئے کہا۔" یہ کوئی اتنی بڑی محرومی نہیں ہے جتنی تم سمجھتے ہو۔ اس سے یہ اندازہ لگانے میں مدد ملتی ہے کہ کون مجھ سے کتنا قریب یا دور ہے"

کیسویل یہ باتیں سن کر بھی نہیں مسکرایا۔ فنچ کی باتوں میں اسے کوئی مزاح نظر نہیں آیا۔

"بات کیا ہے چارج۔ تمہاری پریشانی ابھی تک دور نہیں ہوئی ؟" فنچ نے بالآخر خاموشی کا طلسم توڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں پریشان نہیں ہوں" کیسویل نے آہستہ سے کہا "میں صرف یہ سوچ رہا تھا کہ ایوری بلڈو نے مجھے دوپہر کے بعد آخر کیوں دوبارہ فون نہیں کیا"

پانچ بج کر بارہ منٹ شام

بروس بلیچر نے گرین بیک کلب کے بیرے کو ریڈنگ روم ہی میں مارٹینی (شراب) لانے کی ہدایت کی۔ یہ ہدایت کلب کے قواعد کے خلاف تھی مگر اس کے باپ اور دادا دونوں کلب کے رکن رہ چکے تھے اور اسے رکن بنانے کی تجویز اس کی ولادت ہی کے دن پیش کردی گئی تھی اس لیئے بلیچر کو یہ زعم تھا کہ کلب میں اسے بعض خاص مراعات اور

اختیارات حاصل ہیں۔

کلب کے سب سے پرانے خادم اینڈریو نے اس کے لیے کاک ٹیل تیار کی اور بروس پلیچر نے بھیگی ہوئی طشتری پر ایک ڈالر کا نوٹ انعام کے طور پر رکھ دیا۔ ویٹر نے نوٹ کو پونچھ کر خشک کیا اور اس حقیقت کو چھپانے کی کوئی کوشش نہیں کی کہ وہ اس کا جس قدر شکر گزار تھا اس سے زیادہ جھنجھلایا ہوا تھا۔

پلیچر تو اس کا ذرا بھی احساس نہیں ہوا کہ اینڈریو کی تیوریوں پر بل پڑے ہوئے تھے اور اگر وہ اسے محسوس کر بھی لیتا تو اس کے خیالات میں کوئی خلل نہ پڑتا۔ کلب کے تمام خدام ہمیشہ بڑے ترش رُو نظر آتے تھے ان کا یہ رویہ کلب کی آرائش کا اتنا ہی بڑا حصہ تھا جتنا کہ سنہرے فریموں میں لگی ہوئی ہیجان خیز تصویریں جو سٹاک کے بیکار سرٹیفکیٹوں سے ڈھکی ہوئی دیوار پر آویزاں تھیں۔

"تازہ ترین اخبارات کہاں ہیں؟ اینڈریو!" پلیچر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

بڈھے ویٹر نے خاموشی سے الماری کی طرف اشارہ کر دیا۔

"شام کے آخری ایڈیشن کہاں ہیں؟ اگر وہ اب تک یہاں نہیں پہنچے تو اس کی کوئی معقول وجہ ہونی چاہیئے۔"

اینڈریو اپنے پاؤں گھسیٹتا ہوا باہر چلا گیا۔

پلیچر نے کاک ٹیل کا گلاس اٹھا لیا۔ اس کے ہاتھوں کی لرزش

سے اس میں چھوٹی چھوٹی لہریں اُٹھ رہی تھیں۔ اس نے ایک ہی گھونٹ میں آدھا گلاس حلق سے اتار لیا۔ شاید اس کا خیال تھا کہ شراب اس کا اضطراب دُور کر دے گی۔

اس نے اپنے دل کو ڈھارس دینے کی کوشش کی۔ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ وال سٹریٹ کے اخبارات کے تازہ ترین ایڈیشن میں ایوری بلرڈ کے متعلق اگر کوئی خبر شائع نہیں ہوئی تو اس کی معقول وجہ بھی موجود ہے ...... اتنا وقت ہی کہاں تھا ...... ممکن ہے آخری ایڈیشن میں بھی کچھ نہ ہو۔ مگر اس سے کیا فرق پڑے گا۔ صبح کے اخباروں میں تو یہ خبر چھپ ہی جائے گی۔ نہیں، گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ دو ہزار حصص کے بارے میں بھی نہیں۔ ہاں ونگیٹ نے جب اسے فون پر اطلاع دی تھی کہ اس نے دو ہزار حصص فروخت کر دئیے ہیں تو اس کے دل کو دھکا سا ضرور لگا تھا ...... ان حصص کا کوئی خاص لین دین نہیں ہو رہا تھا ... بیس منٹ میں اتنے بہت سے حصص نکل جانے کی اسے کوئی اُمید نہیں تھی ...... پھر بھی اچھا ہی ہوا ...... بلکہ اچھے سے بھی زیادہ ...... بہت اچھا! جب ترپ کا پتہ ہاتھ میں ہو تو داؤ پر جتنی بھی زیادہ رقم ہو اتنا ہی فائدہ ہوتا ہے۔

ونگیٹ نے اس سے کہا تھا کہ وہ ٹریڈ وے کارپوریشن کے اتنے بہت سے حصص فروخت کر دینے میں اس لئے کامیاب

ہو گیا تھا کہ بازار میں یہ افواہ گرم ہے کہ بعض سٹہ بازوں کو یقین ہے کہ کارپوریشن کی پہلی ششماہی رپورٹ میں بہت زیادہ منافع دکھایا جائے گا۔

پلچراب شراب کی چسکیاں لے رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں کا رعشہ دور ہو گیا تھا۔ سٹہ باز کل صبح ٹائمز اور ہیرلڈ ٹریبون میں الوری بلرڈ کی موت کی خبر پڑھیں گے تو ان کی سٹی گم ہو جائے گی۔ ممکن ہے ٹائمز میں اس کی تصویر بھی شائع ہو۔ وہ مسکرا دیا۔ اسے یاد آگیا کہ کانگرس کی تحقیقات کے بعد لبرمان نے کہا تھا "اس ملک میں کسی صنعت کار کے لئے صرف یہ بے بہا دولت باقی رہ گئی ہے کہ اس کی موت پر نیویارک ٹائمز میں اسے خراج تحسین پیش کیا جائے"

بازار زر کے شاطر بیوپاریوں کو ان کے ناشتے کے ساتھ الوری بلرڈ کی موت کی خبر بھی پیش کی جائے گی۔ پھر تماشا آئے گا۔ بازار کھلنے سے پہلے ہی حصص فروخت کرنے کی ہدایتوں کا انبار لگ جائیگا ابتداء میں تو ان کی قیمت صرف ایک ڈیڑھ فی صد گرے گی مگر اصل کمی تو اس کے بعد شروع ہوگی۔ پہلے گھنٹے کے آخر تک ...

اس کا دماغ جیسے مختل ہوتا جارہا تھا۔ کل ہفتہ ہے ....
بازار بند رہے گا۔ وہ کھڑا ہو گیا۔ اسے انتظار تھا کہ اس کا دل تند زور سے دھڑکنا بند کر دے۔ وہ اپنے آپ کو سمجھا رہا تھا کہ اسے

اپنا توازن قائم، اپنا ذہن صاف اور جذبات کو قابو میں رکھنا چاہیئے۔ پوری طرح چاق و چوبند رہنا ضروری ہے۔ کیا کل کی چھٹی کا واقعہ کوئی اثر پڑے گا۔ نہیں یہ ناممکن ہے۔ ہفتے کو نہیں تو دو شنبے کو۔ بلکہ دوشنبہ تو زیادہ بہتر رہے گا۔ پورے دو دن تک افواہیں گرم رہیں گی اور قیاس آرائیاں ہوتی رہیں گی کہ ایوری ملورڈ کی موت سے ٹریڈوے کارپوریشن کو کتنا نقصان پہنچے گا۔

اس نے اور زیادہ دلیلوں کا سہارا لیا مگر ان میں سے کوئی دلیل اتنی قوی نہیں تھی۔ جس سے یہ پریشان کن احساس دور ہو سکتا کہ اس نے بہت بڑی ٹھوکر کھائی ہے کوئی حقیقت ضرور ایسی تھی جو اس نے نظر انداز کر دی تھی۔ وہ حقیقت بجائے خود زیادہ اہم نہیں تھی، دراصل اسے نظر انداز کرنے کو اہمیت حاصل تھی۔ آخر اس نے کیا بات نظر انداز کی تھی؟

بردس ہیلیفیکس نے کاک ٹیل کا آخری گھونٹ بھی حلق سے اتار لیا۔ جب اس نے گلاس میز پر رکھا تو اس کے لرزتے ہوئے ہاتھوں کی وجہ سے ایک کھنک سی پیدا ہوئی۔ اس سے اور کہاں لغزش ہوئی تھی؟

اس کے جز رس دماغ نے ایک ماہر آڈیٹر کی طرح تمام حقائق کا بڑی تیزی کے ساتھ دوبارہ جائزہ لینا شروع کر دیا۔ کہیں اس شخص کو پہچاننے میں غلطی تو نہیں ہوئی جو ایمبولنس پر لایا گیا تھا؟ نہیں اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ وہ ایوری ملورڈ ہی تھا۔ کیا وہ مر گیا ہے؟

ہاں۔ کیونکہ جو شخص ایمبولنس پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ ڈھانپ دیا گیا تھا۔ مگر ذرا ٹھہر جاؤ! کیا اس کا مطلب لازمی طور پر یہی ہے کہ وہ مر گیا تھا؟ یہ سوال اس کے ذہن میں مسلسل گونجتا رہا۔ اس کا جواب بہت ضروری تھا۔ یہ ایک بنیادی سوال تھا۔ اگر بلرڈ واقعی نہیں مرا تو پوری صورت حال ہی بدل جائے گی۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کمرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا ٹیلیفون پر نظر پڑتے ہی اس کے دل میں اچانک ایک نیا خیال پیدا ہوا۔ کیوں نہ ہسپتال سے دریافت کر لیا جائے۔ یہ اسے پہلے کیوں نہیں سوجھا تھا۔ روزویلٹ۔ اسے ہسپتال کا نام اچھی طرح یاد تھا جو ایمبولنس پر لکھا ہوا تھا۔ اس کا ہاتھ ٹیلیفون تک پہنچا ہی تھا کہ اس نے اسے تیزی سے ہٹا لیا۔ یہاں سے فون کرنے کے لئے کلب کے ایکسچینج سے نمبر مانگنا پڑے گا۔ بہتر ہے کہ پبلک کال آفس استعمال کیا جائے۔

اس کے دل میں اتنا ہیجان برپا تھا کہ وہ سرپٹ دوڑنا چاہتا تھا مگر اپنے اوپر جبر کر کے وہ بڑی احتیاط سے نپے تلے قدم رکھتا ہوا برآمدے میں چلا گیا۔ کلب کے تین ممبر اندر آ رہے تھے۔ ان سے بھی کچھ سرسری سی باتیں کرنا پڑیں۔ اس نے کوشش کر کے ایسا انداز اختیار کیا کہ اس کے احساسات پر پردہ پڑا رہے۔ پبلک کال آفس میں ڈائرکٹری کی ورق گردانی کے دوران میں اس کے باریک کاغذ پر اس کی بھیگی ہوئی انگلیوں کے نشان پڑ گئے تھے۔ نمبر تلاش کر کے

اس نے ہسپتال سے سلسلہ ملایا۔

"براہ کرم میرا فون کسی ایسے شخص سے ملا دیجیے جو ایک مریض کی خیریت بتا سکے۔"

"اس مریض کا کیا نام ہے جس کی آپ خیریت دریافت کرنا چاہتے ہیں جناب؟"

"ایوری بلرڈ، مسٹر ایوری بلرڈ"

ایک لمحے کے لئے انتظار فرمائیے۔ ابھی بتاتا ہوں"

وہ جواب کا منتظر تھا۔ اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس چھوٹے سے کمرے میں اب سانس لینے کے لئے بالکل ہوا باقی نہیں رہی۔

اس کا نام بی سے شروع ہوتا ہے نا! بی۔ جیس سے۔ یقیناً ہوتا ہے

"جی ہاں" اور اس نے ایوری بلرڈ کے پورے نام کے ہجے بیان کر دیئے۔

"مجھے افسوس ہے جناب اس نام کا یہاں کوئی مریض نہیں ہے"

"مگر اسے وہاں ہونا چاہیئے۔ میں نے خود دیکھا تھا — اسے آج ہی سہ پہر کے بعد ایمبولنس میں ہسپتال پہنچایا گیا تھا۔"

"پچھلے چوبیس گھنٹوں میں اس نام کا کوئی مریض یہاں داخل نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے وہ کسی دوسرے ہسپتال میں ہو۔"

"نہیں وہ روزولٹ ہسپتال ہی میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ —

اس نے کٹ سے ایک آواز سُنی اور ٹیلیفون کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

سوا پانچ بجے شام

"مِس فنک" ویٹنگ روم میں ڈیسک پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے پکارا "برآمدے میں چلی جائیے۔ دائیں ہاتھ پر دوسرا کمرہ ہے"

جب وہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر گئی تو ڈاکٹر ایک کارڈ دیکھ رہا تھا جسے ڈیسک پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے تیار کیا تھا۔

"میرا نام ڈاکٹر مارٹسن ہے۔ تشریف رکھئے"

این فنک کو کچھ تامل ہوا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ بیٹھ گئی تو ممکن ہے اتنی گھبرا جائے کہ اپنا طبی معائنہ ہی نہ کرا سکے۔

"مسز پال سیمسن میری سہیلی ہے"

"اچھا! بہت خوب!" ڈاکٹر نے خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ شاید اس نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ وہ اب بھی کھڑی ہوئی ہے" کیا شکایت ہے آپ کو مس فنک؟"

اس کے لئے یہی سب سے مشکل لمحہ تھا..... مگر اس نے اپنے حواس بحال رکھے اور ہمت کر کے یہ کہہ ہی دیا" میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میں..... میں ماں تو نہیں بننے والی؟"

وہ جواب کے انتظار میں اس کی طرف تکتی رہی۔ ڈائلا نے اس کے بارے میں بالکل ٹھیک کہا تھا۔ یہ بڑا عمدہ آدمی ہے۔ کسی بات پر حیرت کا اظہار نہیں کرتا۔ نہ یہ ظاہر ہونے دیتا ہے کہ کسی بات کا

اس پر کیا اثر ہوا ہے۔ یہ سوچ کر اس میں باقی بات کہنے کی بھی ہمت پیدا ہو گئی "میں جانتی ہوں کہ اگر میرا شک درست ہے تو اس سلسلہ میں کچھ کرنے کے لئے مجھے کسی اور کے پاس جانا ہو گا۔ مگر دائیلا نے کہا تھا کہ جب تک اچھی طرح یقین نہ ہو جائے کچھ کرنے سے نقصان پہنچ جائے گا۔ میں آپ سے کوئی ایسا کام کرنے کو نہیں کہتی جو مناسب نہ ہو نہیں ہرگز نہیں۔ میں صرف یقین کر لینا چاہتی ہوں"

"نہیں۔ آپ کا شک درست نہیں ہے" اس نے نرمی اور یقین کے ساتھ کہا "میرا خیال تو یہی ہے کہ کوئی بات نہیں"

اس کے لہجے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالکل ٹھیک کہتا تھا دائلا سچ کہتی تھی۔ ڈاکٹر مارسٹن واقعی بہت ہی اچھے آدمی ہیں۔ اس کا کوئی سوال نہیں کہ ان کی فیس کتنی ہے۔ اگر بالکل صحیح بات معلوم ہو جائے اور ایسا سلوک کیا جائے جو ایک شریف انسان سے ہونا چاہیئے تو یہ کیا چیز ہے۔ ہاتھ کا میل — اس کے پاس اپنی ضرورت کے لئے کافی روپے موجود ہیں۔ بٹوے میں پانچ سو چونتیس ڈالر تھے

پانچ بج کر اکیس منٹ

ٹیلی پرنٹر کی گھنٹی بجی۔ مشین میں جھنجھناہٹ شروع ہوئی اور وہ کالے کالے حروف ٹائپ کرنے لگی — درزی ڈی اینڈر درزی نے کاروبار ختم کر دیا ہے۔ ریکارڈ دستیاب نہیں ہو سکا۔ نام و نشان معلوم نہیں ہوا۔ یام بیچ پولیس۔

پانچ بج کر ستائیس منٹ شام

بروس بلیچر کی حالت بالکل غیر ہو گئی تھی۔ دہشت کی وجہ سے اس کا دل ڈوبا جا رہا تھا۔ وہ اس سے پہلے بھی بہت سے جانگداز لمحات سے گزر چکا تھا۔ مگر اس کی حالت کبھی اتنی زبوں نہیں ہوئی تھی۔ اس کا دماغ اس منزل سے گزر چکا تھا جہاں سراسیمگی بھی نشاط انگیز ہوتی ہے۔ اب یہ ایک جبر بن گئی تھی جس نے اس کے دماغ کو مفلوج کر دیا تھا اور وہ کوئی مربوط بات سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔

روز ولٹ ہسپتال سے بات کرنے کے بعد اسے یقین ہو گیا کہ اس نے ایک فاش غلطی کی ہے۔ اس نے جس شخص کو ایمبولنس میں لے جاتے ہوئے دیکھا تھا وہ ایوری بلرڈ نہیں ہو سکتا۔ اس کے دہشت زدہ ذہن میں ایک جال سا ابھرنے لگا تھا جس میں وہ پھنستا چلا جا رہا تھا۔ اس کے دو ہزار حصص ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ ٹریڈوے کے حصص کی بڑی مانگ تھی۔ اس کا یہ کیا کم ثبوت تھا کہ انہیں فروخت کرنے کی ہدایت کو ایک نعمت خداداد سمجھا گیا تھا۔ اگر دوشنبے کی صبح کو وہ خسارے کا اندازہ لگانے کی کوشش کرے ...... دو ہزار ڈالر ...... چار ہزار ڈالر ...... آٹھ ہزار ڈالر ـــــ سولہ ہزار ڈالر۔ تباہی کا خطرہ برق رفتاری سے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

اس کے پاس بینک میں چار ہزار ڈالر بھی تو نہیں تھے۔ کسے اس پر یقین آئے گا۔ مگر یہ ایک حقیقت تھی۔ طلاق کے تصفیہ کے سلسلہ

میں اسے پچاس ہزار ڈالر نقد ادا کرنا پڑے تھے۔ یہ بھی اس نے وسٹ چسٹر کا مکان رہن رکھ کر حاصل کیا تھا۔ اب تو اسے پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملے گی۔ اگر ایک حصّہ کی قیمت میں چند ڈالر کا بھی اضافہ ہو گیا تو وہ دیوالیہ ہو جائے گا۔ وہ اس قابل نہیں رہے گا۔ کہ واجب الادا رقم بے باق کر سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی شہرت اور کاروبار دونوں ختم ہو جائیں گے۔

اس منجدھار سے نکلنے کی صرف ایک صورت نظر آتی تھی ـــــ......

دوشنبے کو بازار زر کھلنے سے پہلے ہی وہ ٹریڈ وے کے دو ہزار حصص دوبارہ حاصل کرلے...... مگر کہاں سے...... کہاں سے..... کہاں سے؟ یہ سوال ہتھوڑے کی طرح بار بار اس کے ذہن پر لگ رہا تھا بالآخر اس کی یادداشت کے سخت حصار کی ایک اینٹ اپنی جگہ سے کھسک گئی...... شا...... لورن۔ پی۔ شا ــ ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ شا آج کل ٹریڈ وے کارپوریشن کا محاسب ہے۔ وہ اتنے حصص دلانے کی کوئی تدبیر بتا سکتا ہے۔ اور پھر شا تو بالکل میری مٹھی میں ہے۔ وہ مجھ سے انکار کی کسی طرح جرأت نہیں کر سکتا۔ خاص طور پر جب اسے یاد دلادیا جائے کہ اس نے الائنس کمپنی کے سرکاری ٹھیکے کے سلسلے میں کیا کیا تھا نہیں خدا کی پناہ نہیں میرا دماغ تو نہیں خراب گیا؟ مجھے شا کے بارے جو کچھ معلوم ہے اس سے زیادہ شا خود میرے متعلق جانتا ہے۔ شا میری مٹھی میں نہیں ہے۔ میں خود اس کی مٹھی میں ہوں۔

تاریکی چھٹ رہی تھی۔ وہ دوبارہ غور و فکر کے قابل ہو گیا تھا۔

ہاں۔ اسے یہی کرنا چاہیئے ۔۔۔۔ سوچنا چاہیئے! وہ اپنی جان بس اسی طرح بچا سکتا ہے ۔۔۔۔ اس سے قبل بھی اس نے اپنے آپ کو ہمیشہ اسی طرح منجدھار سے نکالا تھا۔ اپنے دماغ سے۔ ثنا کا نام اس کے دماغ کی بھول بھلیاں پر ایک سائے کی طرح اب بھی منڈلا رہا تھا۔ اس کے حافظہ کی حصار کی ایک اور اینٹ کھسک گئی ثنا کے ساتھ رات کا کھانا کھانے کے بعد میڈلین ایوینو میں اس کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی تھی۔ ثنا نے کہا تھا کہ وہ کمپنی کے سب سے زیادہ حصص کی مالک ہے اور ٹریڈ وے کی جائداد اسی کو ورثے میں ملی ہے۔ کیا نام ہے اس عورت کا؟ ٹریڈ وے؟ نہیں نہیں وہ شادی شدہ ہے ۔۔۔۔ ملبرگ ہی میں رہتی ہے ۔۔۔۔ جولیا؟ ہاں۔ ہاں یہی نام ہے۔ بالکل یہی ۔۔۔۔ جولیا ۔۔۔۔ جولیا؟ اچانک پورا نام اس کے ذہن میں بجلی کی طرح کوند گیا۔ جولیا ٹریڈ وے پرنس!

بروس پلچر دوبارہ لائبریری سے نکلا اور پبلک کال آفس میں چلا گیا۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ حصص دوبارہ حاصل کرنے کی کوئی سبیل ضرور نکال لے گا۔ اس کا دماغ از سر نو کام کرنے لگا تھا۔ یہی سب سے اہم بات تھی ۔۔۔۔ وہ اس سے پہلے بھی بہت سی دشواریوں پر عبور حاصل کر چکا تھا۔ اب وہ پھر ایسا ہی کر سکتا تھا۔ اب ہر چیز ٹھیک ہو گئی تھی وہ دوبارہ اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لانے کے قابل ہو گیا تھا۔ اس

کی چال سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے اپنے اُوپر پورا قابو تھا وہ آہستہ آہستہ، مضبوط اور نپے تلے قدم رکھتا ہوا جا رہا تھا۔ برآمدے میں اس کے قریب سے اینڈریو گزرا جو اپنے ہاتھ پر اخبارات کے آخری ایڈیشن پھیلائے ہوئے تھا۔ "شکریہ اینڈریو" اس نے خندہ پیشانی سے کہا۔ ہاں اب وہ بالکل ٹھیک ہو گیا تھا۔ پبلک کال آفس کے اندر پہنچ کر وہ پھر ٹھہر گیا۔ تاکہ اسے پورا یقین ہو جائے کہ اس کے دماغ پر سے غبار بالکل چھٹ گیا ہے۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا۔ کہ اس میں غور و فکر کی صلاحیت عود کر آئی ہے۔ جولیا ٹریڈ وے پرنس سے اس کی ملاقات کو کئی ہفتے گزر چکے تھے مگر اس نے جیسے ہی اس کا نام یاد کرنا چاہا وہ نوک زبان پر آ گیا۔ نہیں۔ اب اس کے دماغ میں کوئی نقص نہیں ہے اور وہ بڑی عمدگی سے کام کر رہا ہے۔

اس نے آپریٹر سے سلسلہ ملایا اور کہا "میں ملبرگ پنسلوینیا میں مسز جولیا ٹریڈ وے پرنس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہاں مجھے ذاتی طور پر انہی سے بات کرنا ہے"

پانچ بج کر چالیس منٹ شام

"آپ کو یقین ہے کہ تین مہینے ہو گئے ہیں؟" ڈاکٹر مارسٹن نے سوال کیا۔

"جی ہاں تین مہینے ہفتے کی رات کو پورے ہو گئے" این فنک نے جواب دیا۔ "اس کے حلق میں کانٹے سے پڑ گئے تھے۔ اس کی آنکھیں ڈاکٹر سے چار ہو گئی تھیں اور اب اسے نظریں ہٹانے کی جرات نہ ہوتی تھی۔

"مگر آپ ماں نہیں بننے والی ہیں"

"کیا آپ کو یقین ہے؟"

"تین مہینے پورے ہونے کے بعد ہم بڑی آسانی سے اندازہ لگا لیتے ہیں۔ اگر واقعی تین مہینے گزر چکے ہیں۔ تو آپ کو بالکل پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔"

اس کے حلق میں خوشی کی ایک چیخ پیدا ہوئی مگر اس کے لبوں سے صرف ایک ایسے خوف زدہ جانور کی گھٹی گھٹی آواز سی نکل سکی جو کسی جال کے پھندوں سے آزاد کیا گیا ہو۔

اپنے اشک مسرت ضبط کرتے ہوئے اس نے اندھوں کی طرح اپنا بٹوا ٹٹولا۔

ڈاکٹر نے اس کے پاس سے ہٹتے ہوئے نرمی کے ساتھ کہا۔ "آپ باہر اسی خاتون کو فیس ادا کر دیجئے گا۔" تمام کوشش کے باوجود اس کی آنکھوں سے چند آنسو ڈھلک ہی گئے۔ مگر خیریت ہوئی کہ ڈاکٹر اس کے پاس سے ہٹ گیا تھا اور اس کی نظریں اس کے آنسوؤں پر نہیں پڑیں۔

"دس ڈالر" ڈسک پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے کہا۔

این فنک نے اپنا بٹوا کھولا اور اپنے ہاتھ کی آڑ کر کے نوٹوں کی گڈی کے درمیان سے ایک ایسا نوٹ تلاش کیا۔ جو زیادہ بھیگا ہوا نہیں تھا۔ اس نے نوٹ میز پر پھینک دیا اور دروازے کی طرف بڑھی۔

"اپنا اخبار تو لے لیجئے" لڑکی نے اسے پکار کر کہا۔

وہ مڑی اور تیزی سے واپس آکر بنچ سے اپنا اخبار اٹھالیا۔ یہ شام کا آخری ایڈیشن تھا۔ جسے اس نے ایک گھنٹہ قبل خریدا تھا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اتنی دیر میں اس کی نصف زندگی گزر گئی تھی۔

---

(۴)

ملبرگ پنسلوینیا

پانچ بج کر چوالیس منٹ

ڈان والنگ جب ٹریڈ وے ٹاور کے سنگ سیاہ ستے نے
ہوئے برآمدے میں داخل ہوا اور گھڑیال پر نظر ڈالی تو اسے
معلوم ہوا کہ پائک سٹریٹ کی فیکٹری سے واپس آنے میں عجلت کر کے
اس نے پندرہ منٹ ضائع کر دیے ہیں۔ وہ دس منٹ اور ٹھہر
سکتا تھا اور اتنی دیر میں نئی مشین پہ کام کا کم سے کم پہلا تجربہ تو
دیکھ ہی سکتا تھا۔ مگر اس میں یہ جوا کھیلنے کی ہمت نہیں تھی کہ
واپسی میں بھی ساؤتھ فرنٹ سٹریٹ پر آمد و رفت اتنی ہی کم ہو گی
جتنی جاتے وقت تھی۔ اسے اب بھی یاد تھا کہ ایک بار جب وہ
مجلس عاملہ کے اجلاس میں چھ منٹ تاخیر سے پہنچا تھا تو ایوری
بلرڈ نے اسے کتنی غضبناک نظروں سے دیکھا تھا۔ یہ دو سال سے
بھی زیادہ پرانا واقعہ تھا۔ اس سے فوراً ہی قبل اسے نائب صدر
بنایا گیا تھا اور ایوری بلرڈ کو خوش رکھنا اس کی زندگی کا واحد
مقصد تھا۔ اس واقعے کی یاد اس کے دل میں اب بھی تازہ تھی۔
ڈان والنگ کو یقین تھا کہ ڈھلائی کی نئی مشین کو پہلا کر

دیکھنے کا کام اجلاس میں اس کی شرکت سے زیادہ ضروری تھا۔
اس کے بعد باوجود اسے وہاں ٹھہرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ ایوری
بلرڈ کے حکم سے سرتابی ناممکن ہے۔ ہاں اجلاس سے قبل آکر بلرڈ
سے بات کرنے کا موقع مل جائے تو وہ اس کی غیر حاضری کو ضرور
معاف کردے گا مگر اس کا کوئی امکان ہی نہیں تھا۔ ڈائرکٹروں کے
کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ جلسہ شروع کردے گا اور اپنی کرسی
کی طرف جانے کے دوران ہی میں باتیں کرنے لگے گا۔ اس کی گفتگو میں
دخل دینے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ نہ اس سے معذرت کرنے کا
کوئی موقع ملے گا۔ مگر بعد میں اس کا علم ہونے پر بلرڈ اس کی سرزنش
کرتے ہوئے کہے گا " لعنت ہے! تم نے مجھ سے کہا کیوں نہیں؟"
بھلا وہ اس سے یہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ " آپ نے مجھے بات کرنے کا
موقع ہی نہیں دیا " بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ایوری بلرڈ سے
کہنے کی نہیں ہوتیں۔۔ بہت سی باتیں ۔۔۔۔۔ ہمیشہ بہت سی باتیں۔
گزشتہ دو سال کے اندر ایوری بلرڈ کتنا بدل گیا ہے۔

ڈان والنگ خود اپنے نفس کو ٹٹولنے کا بہت زیادہ عادی نہیں
تھا۔ ایسا ہوتا تو ممکن ہے وہ خود محسوس کرلیتا کہ جن باتوں کو وہ
ایوری بلرڈ میں تبدیلیوں سے تعبیر کرتا ہے وہ دراصل خود اس
کے اپنے نقطۂ نظر اور انداز فکر میں تبدیلی کی غماز تھیں۔ ان دو برسوں
میں ایوری بلرڈ کو بہت قریب سے دیکھنے کے بعد اس نے محسوس کیا

تھا کہ بلرڈ کے متعلق اس کا یہ خیال کتنا غلط تھا کہ وہ ایک بے عیب اور مثالی انسان ہے۔ ڈان والنگ دل ہی دل میں اپنے اس احساس سے لڑتا رہا تھا۔ وہ اب بھی اس باریک اور آگے پیچھے ہٹتی ہوئی لکیر سے آگے قدم بڑھاتے ہوئے ڈرتا تھا جو بلرڈ نے اس کی وفاداری کی حد متعین کر لی تھی۔ اس لکیر تک پہنچنے کے لئے اس نے طویل مسافت طے کی تھی اور عمر بھر ریاض کیا تھا۔ یہ سفر اس نے ایک اونچی نیچی سڑک پر طے کیا تھا جس میں کبھی فلک بوس چٹانیں آتیں اور اس کا دماغ آسمان پر پہنچ جاتا اور کبھی اسے گہری وادیوں سے گزرنا پڑتا اور اس کی تمام خوش فہمیاں ختم ہو جائیں۔ چٹانیں آتیں تو وہ دیوتا بن جاتا اور وادیوں سے گزرتا تو اس کی وقعت ایک حقیر پتھر سے زیادہ نہ رہ جاتی۔

اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو ایک یتیم خانے میں پایا۔ وہاں وہ ابتداہی سے ایسے والدین کا خواب دیکھا کرتا تھا جو اسے آکر وہاں سے لے جائیں گے۔ ایک دن وہ اسے لینے کے لئے پہنچ ہی گئے۔ ماں اور باپ دونوں۔ انھوں نے اسے زندگی میں پہلی بار ایک بلند چوٹی پر پہنچایا۔ مگر جس طرح وہ اچانک اسے لینے کے لئے پہنچ گئے تھے اسی طرح وہ ایک گہری گھاٹی میں گر گیا اور گرتا ہی چلا گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کی ماں ایسی نہیں تھی جس کی آغوش

محبت کے لئے اس کا دل روتا رہتا تھا۔ وہ ایک عجیب و غریب عورت تھی جو بالعموم رونے دھونے میں مصروف رہتی تھی۔ اسے اصرار تھا کہ اسے اب تک جس نام سے پکارا جاتا تھا وہ اس کا اصل نام نہیں تھا۔ بلکہ وہ میکڈانلڈ والنگ ووتھم تھا۔ اسی طرح جس شخص کو وہ ابا جان کہہ کر پکارنا چاہتا تھا وہ بھی اس کے خوابوں کے باپ سے بالکل مختلف تھا۔ اس میں نہ محبت کی گرم جوشی تھی نہ شفقت کی بے ساختگی۔ اس کی آنکھیں ہمیشہ تھکی تھکی نظر آتی تھیں۔ اس کے منہ سے سگار اور شراب کی تیز بو نکلا کرتی تھی۔ اگر کبھی وہ شام کے وقت گھر میں موجود ہوتا تو اس کا چہرہ ہمیشہ اخبار سے چھپا ہوا ہوتا جس کے پیچھے سے وہ کبھی کبھی نظریں اُٹھا کر اپنی بیوی کو دیکھ لیا کرتا تھا۔

چار سال بعد — جب وہ گیارہ برس کا ہو گیا۔ تو ایک بڑی مہیب رات آئی جس کے بارے میں اسے صرف اتنا یاد رہ گیا تھا کہ اسے غسل خانے کا سفید ٹب خون سے سرخ نظر آیا تھا۔ اسے ریل ہل کے ایک اقامتی سکول میں داخل کر دیا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس کی رضاعی ماں نے خودکشی کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کے بعد اسے ان والدین کی صورت دوبارہ نظر نہیں آئی۔ دوسرے روز اسے مسٹر اینڈریوز کے حضور میں پیش کیا گیا۔

ریل ہل کے اقامتی سکول کے ہیڈ ماسٹر مسٹر اینڈ ریلیز نے اسے بتایا کہ اب اسے میکڈ انلڈ والنگ دوئم کے نام سے پکارنے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر اینڈ ریلوز نے اس کے ثبوت میں اسے بتایا کہ میرا اپنا نام بارتھلمیو میڈ اینڈ ریلیوز مگر اب میرا نام صرف بارٹ اینڈریلوز رہ گیا ہے۔ اسی طرح وہ بھی اپنا نام میک دالنگ یا ڈان والنگ، جو بھی پسند کرے، رکھ سکتا ہے۔ اس نے ڈان والنگ پسند کیا کیونکہ اس کی رضاعی ماں اپنے شوہر کو میک کہا کرتی تھی۔

یہ اس طویل سفر کا پہلا قدم تھا جس پر مسٹر اینڈ ریلوز نے کم عمر ڈان والنگ کو چلایا تھا۔ بارٹ اینڈ ریلوز نے اسے ایک نئی دنیا میں پہنچا دیا تھا۔ یہ کتابوں اور فنون، فکر و علم اور ذوق تدریس کی دنیا تھی۔ اینڈ ریوز اس کے لئے ایک نمونہ اور مسلمہ رہنما بن گیا تھا۔ وہ ایک ایسا سانچہ تھا جس میں وہ خود ڈھل جانا چاہتا تھا۔ لیکن ایک دن اس کی تمام خوش فہمیاں ختم ہوگئیں بارٹ اینڈ ریلوز نے اسے اپنے دفتر بلا کر کہا "تمہارے رضاعی باپ نے تمہارے اخراجات ادا نہیں کئے۔ یہ بڑی افسوسناک بات ہے مگر میں مجبور ہوں تمہیں سکول چھوڑنا پڑے گا" ڈان والنگ کو پہلی بار معلوم ہوا کہ دوستی بھی قیمت کے بغیر نہیں مل سکتی۔ اس کے بعد اس نے مسٹر اینڈ ریلوز کی کبھی صورت نہیں دیکھی۔

ریل ہل میں ڈان کو پانچ ڈالر اور ریل کا ٹکٹ دے کر یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ پٹس برگ جا کر یتیموں کی عدالت میں مسٹر میک الہینی سے ملاقات کرے مگر وہ عدالت

میں نہیں گیا۔ وہ راستہ بھٹک گیا اور ڈائمنڈ سٹریٹ گھومتا پھرتا روزگار کے ایک دفتر کے سامنے پہنچ گیا جہاں چند آدمی ملازمت کی اُمید میں کھڑے گپ ہانک رہے تھے۔ وہ راستہ پوچھنے کے لئے ٹھہر گیا۔ اتنے میں ایک شخص نے دروازہ کھولا اور پکار کر کہا "شیبلی ہل پر ایک عمارت کی تعمیر کے لئے بیس مزدوروں کی ضرورت ہے۔ جو لوگ تیار ہوں اپنے ہاتھ اٹھالیں" وہ صرف سترہ سال کا تھا مگر اتنا تنومند تھا کہ اپنی عمر سے زیادہ لگتا تھا اس لئے اُسے بھی منتخب کرلیا گیا اس کے پاس صرف پانچ ڈالر تھے۔ اس سے اس نے ایک کمرے کا پیشگی کرایہ ادا کردیا۔ پہلی تنخواہ ملنے تک اس کے پاس کھانے کے دام نہیں تھے۔ اسے بھوک ستا رہی تھی۔ جہاں وہ کام کرتا تھا اس کے قریب ہی ایک چائے خانہ تھا۔ وہاں جاکر اس نے قرض حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس طرح اس کی ملاقات مائک کو ویلز سے ہوگئی۔ کو ویلز کو کسی ایسے آدمی کی ضرورت تھی جو رات کو برتن دھو دیا کرے۔ ڈان نے اس کام پر آمادگی ظاہر کردی۔ دن میں وہ آٹھ گھنٹے تک ٹھیلے پر سامان ڈھویا کرتا تھا اور رات کو آٹھ ہی گھنٹے تک برتن دھونے میں مصروف رہتا۔ موسم خزاں میں مائک نے ترقی دے کر اسے کاؤنٹر کلرک بنا دیا۔ وہ اس سے کہا کرتا تھا کہ ہائی سکول واپس جاکر اپنی تعلیم کیوں نہیں مکمل کر لیتے۔ چائے خانے کے رات کے گاہکوں میں زیادہ تعداد کارنیگی ٹیکنیکل سکول کے طالب علموں کی ہوتی تھی۔ ان کی آپس کی باتیں سن کر ڈان والنگ نے ایک نیا خواب دیکھنا شروع کردیا۔ وہ بھی سکول

میں داخلہ لے کر فنِ تعمیر کی تعلیم حاصل کرے گا۔

ٹیکنیکل سکول میں اسے بڑی مایوسی ہوئی۔ ڈان نے اس کے متعلق معلوم نہیں کیا کیا سوچ رکھا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے غیر معمولی ذہنی صلاحیتوں کی ضرورت ہو گی۔ مگر حقیقت اس کے برعکس نظر آئی۔ وہاں تو کچھ بھی نہ تھا۔ کام کی رفتار انتہائی سست محنت کی کوئی ضرورت نہیں۔ طلبہ کو ایسی کتابیں پڑھانے پر کئی کئی ہفتے صرف کر دیئے جاتے تھے۔ جنھیں وہ صرف ایک رات میں پڑھ اور سمجھ سکتا تھا۔ تعلیم کے دوران میں جن مسائل کو حل کرنا سکھایا جاتا تھا وہ بالکل ابتدائی ہوتے اور عملی فنِ تعمیر سے کوئی تعلق نہ ہوتا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ سکول سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے باوجود اس نے تعلیم نہیں ترک کی۔ وہ بدشوقی کی تہمت سے ڈرتا تھا۔ اس کے علاوہ مانک نے یہ شیخی بگھارنا شروع کر دی تھی کہ اس کا ملازم اور پروردہ ٹیکنیکل سکول میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ماہر تعمیرات بن جائے گا۔

موسم بہار میں جب ڈان سال دوم میں پہنچا تو مانک نے اپنے چائے خانے کی از سر نو ترتیب اور آرائش کا فیصلہ کیا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ ڈان کو ایک ایسی جگہ کا نقشہ تیار کرنے کا موقعہ ملا جو واقعی تعمیر کی جانے والی تھی۔ ڈان نے اسکا نقشہ تیار کیا۔ اور اس کے مطابق نئے چائے خانے کی ایک خیالی تصویر بنا کر اس کے سامنے رکھ دی۔ مانک نے اسے بہت پسند کیا اور اس سے کہا کہ وہی

سامان کی نگرانی بھی کرے۔ ڈان دن میں دو بار دریا پار کر کے بڑھئی کی دکان پر جاتا۔ اس کا کام بظاہر پردے کی چوبی دیواروں اور کاؤنٹر کی تیاری کی نگرانی کرنا تھا لیکن در اصل وہ اس جذبے سے سرشار رہتا تھا کہ اپنے بنائے ہوئے خاکوں کو لکڑی کی مختلف شکلوں میں تبدیل ہوتا ہوا دیکھ سکے۔ یہ ایک نشاط آور اور قوت بخش تجربہ تھا۔ اس سے قبل اس کے جذبات میں کسی واقعے نے اتنا ہیجان برپا نہیں کیا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ دکانوں کے اندرونی حصّوں کے ڈیزائن تیار کرنے ہی میں مہارت حاصل کرے گا۔ اتفاق سے یہ فیصلہ کرنے کے بعد ایک ہی ہفتے کے اندر اس کی ملاقات کارل ایرک کاسل سے ہو گئی۔ اس نے حال ہی میں ٹیسبرگ کے سب سے بڑے ڈیپارٹمنٹ سٹور کے اندرونی حصّے کا ڈیزائن تیار کیا تھا اور ایک اخبار کے بہت بڑے اشتہار کے دعوے کے مطابق کارل اس انقلاب کا مسلمہ رہنما تھا جو داخلی ڈیزائننگ کے میدان میں رونما ہو رہا تھا۔

سٹور کی شاندار رسمِ افتتاح میں شرکت کے لئے کارل ایرک کاسل خود ٹیسبرگ آیا۔ شیسنلی ہال میں اس کے اعزاز میں پُرتکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر ہال حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سُرخ داڑھی والے اس عظیم ماہرِ تعمیرات نے ٹیکنیکل سکول کے طلبہ سے خطاب کیا جس کے بعد اس زور سے تالیاں بجائی گئیں کہ لوگوں کے کانوں کے پردے پھٹ گئے۔ اس تقریب کے صدر نے کاسل کا شکریہ ادا کرتے ہوئے

اعلان کیا کہ ہر سال جدید فرنیچر کے ڈیزائن کا ایک مقابلہ منعقد ہوا کرے گا۔ اور جو طالب اس میں اول آئے گا اسے نیو یارک جاکر کارل ایرک کاسل کے سٹوڈیو میں کام کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

آگے چل کر ڈان والنگ اس مقابلے میں اوّل آیا۔ مانگ کو ویلز سے رخصت ہوکر وہ ۱۹۳۱ء کے موسم بہار میں نیو یارک پہنچا۔ اگرچہ اس نے سن رکھا تھا کہ ملک میں ایک ایسی مصیبت آرہی ہے جسے لوگ کساد بازاری کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مگر کارل ایرک کاسل کی یہ بات کسی طرح اس کے حلق سے نہیں اتر سکی کہ "عام کاروبار اتنا خراب ہوگیا ہے کہ میں تمہیں دس ڈالر فی ہفتہ سے زیادہ ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ ہاں یہ رعایت ضرور کرسکتا ہوں کہ اپنے "سٹوڈیو" کے عقب میں گودام کے اندر سونے کی اجازت دے دوں۔" مسٹر کاسل نے اس سے یہ بھی کہا تھا "ان تمام تکالیف کے باوجود یہ کیا کم ہے کہ تمہیں میرے ساتھ کام کرنے کا موقع میسر آگیا ہے اور یہ اتنی بڑی نعمت ہے جس کی قیمت کا اندازہ روپے پیسے سے نہیں لگایا جاسکتا۔ بالخصوص اس حقیقت کے پیش نظر کہ اب میں فن کے ایک بالکل نئے میدان میں اولین رہنما بنتا جارہا ہوں۔ میں محض عمارتوں کے اندرونی حصوں کے ڈیزائن تیار نہیں کرتا بلکہ "عملی صنعت میں نئی وضع کے موجد کی حیثیت اختیار کرتا جارہا ہوں جو "چوبے دان سے ریلوے انجن تک" ہر چیز میں اپنی جمال شناسی کی مدد سے ایسی خوبیاں پیدا کرسکتا ہے کہ وہ ہاتھوں ہاتھ بک جائے"۔ کارل ایرک کاسل نے

ڈان والنگ سے بھی کہا کہ تم اگر محنت کرو تو بظاہر کوئی وجہ نہیں کہ اس نئے میدان میں تم بھی کوئی "اہم گوشہ" نہ حاصل کر لو۔

ڈان کئی مہینے تک یہ اندازہ نہیں لگا سکا کہ یہ "کچھ دن" کتنی جلد ختم ہو سکتے ہیں یا اس نئے میدان میں اس کا "گوشہ" کتنا اہم ہوگا۔ اس نے ڈان کو مسلسل "چھوٹے چھوٹے لیکن دلچسپ" مسائل کے حل میں مصروف رکھا اور جیسے ہی وہ اپنے خاکے مکمل کر لیتا کارل ایرک کاسل انھیں صرف یہ کہہ کر اٹھا لے جاتا "پہلی کوشش کو دیکھتے ہوئے اچھا ہے" کئی مہینے بعد ایک تجارتی رسالے کی ورق گردانی کرتے ہوئے اس نے بجلی کے ایک نئے چولھے کا اشتہار دیکھا: یہ ہو بہو اس کے ایک خاکے کے مطابق بنایا گیا تھا جسے اس نے کاسل کے بیان کے مطابق "چھوٹے چھوٹے لیکن دلچسپ مسائل" حل کرنے کی غرض سے تیار کیا تھا۔ اس چولھے کے متعلق ایک پورا مضمون شائع کیا گیا تھا جس میں کارخانے دار نے اعلان کیا تھا کہ ہم نے "اس بہترین چولھے کا مکمل ڈیزائن تیار کرانے کے لئے کارل ایرک کاسل کو پانچ ہزار ڈالر فیس ادا کی ہے اور ہمارا خیال ہے کہ کاروباری نقطۂ نظر سے صرف ڈیزائن کی تیاری پر اتنی بڑی رقم خرچ کرنا دانش مندی کے عین مطابق ہے"

ڈان غصہ سے لال پیلا ہو رہا تھا۔ اس نے فوراً اپنا سامان باندھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں کاسل وہاں پہنچ گیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اس پر ڈان سال بھر تک اپنے آپ کو لعنت ملامت کرتا رہا۔ کارل ایرک

کاسل کی چکنی چپڑی باتوں سے متاثر ہو کر وہ ٹھہرنے پر آمادہ ہو گیا۔ جب وہ اس فیصلے کے متعلق سوچتا تو اپنے دل کو یقین دلانے کی کوشش کرتا کہ وہ اپنی کسی ذاتی کمزوری کی وجہ سے سپر ڈالنے پر مجبور نہیں ہوا تھا اور اس کے فیصلے کا سبب یہ تو ہرگز نہیں تھا کہ کاسل نے اسے سو ڈالر انعام دئے تھے اور اس کی تنخواہ بڑھا کر پچیس ڈالر فی ہفتہ کر دی تھی۔ روپے پیسے کی اسے بھلا کیا پروا تھی۔ اس نے بالآخر اپنے دل کو یہ سمجھ کر تسلی دے لی کہ اس نے جو کچھ کیا تھا درست تھا کیونکہ کارل ایرک کاسل نے بڑی دیانت داری سے اقبال کر لیا تھا کہ اس نے صرف ایک ڈھونگ رچا رکھا تھا اور جن کارناموں نے اس کی شہرت کو چار چاند لگائے تھے وہ بھی انہی ہونہار نوجوانوں کے جوہر کا طفیل تھے جو ڈان سے قبل اس کے سٹوڈیو میں کام سیکھنے رہے تھے۔

ڈان پر اس انکشاف کا اس وجہ سے اور بھی اثر پڑا تھا کہ کارل ایرک کاسل نے اچانک "دیا تا" کا لب و لہجہ ترک کر دیا تھا جس کے متعلق ڈان کو کبھی یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ محض اس کی اداکاری ہے۔ اگر کارل ایرک کاسل اپنی لال داڑھی اُتار پھینک دیتا تب بھی شاید اسے زیادہ حیرت نہ ہوتی" سنو بھیا وقت آ گیا ہے کہ تم زندگی کے حقائق کے بارے میں بھی کچھ سبق سیکھ لو" کارل ایرک کاسل نے اپنا لب و لہجہ ہی نہیں اپنے طرز تخاطب کا بانکپن بھی ـــــ جس

کی اس نے اپنی شخصیت پر نقاب ڈال رکھی تھی ۔ ترک کرتے ہوئے کہا "تم بڑے طباع نوجوان ہو۔ تم میں قوت متخیلہ بھی ہے ۔ تم زود رس ہو ۔ تم میں قوتِ عمل ہے ۔ تم گھس بیٹھ بھی جانتے ہو۔ تم میں حوصلہ ہے۔ آخر ان تمام صفات سے تمہیں کیا حاصل ہوگا؟ بتاؤں تمہیں ؟ کچھ نہیں۔ بالکل کچھ نہیں۔ جب تک تم زندگی کے حقائق سے بھی آشنا نہ ہو جاؤ، تم کچھ نہیں حاصل کر سکتے۔ اسی کا میں تمہیں سبق دینا چاہتا ہوں۔ تم میرے ساتھ رہو۔ میں تمہیں سم سم کی کنجی دے دوں گا۔ تمہارا خیال ہے کہ زر و جواہر کے تمام خزینے سنگلاخ پہاڑوں کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ نہیں سونے کے سب سے بڑے ذخیرے یہاں کے بڑے بڑے کارخانے داروں کی موٹی کھوپڑی میں بند ہیں۔ خود اپنے سے سوال کرو۔ ان کے پاس یہ دولت کہاں سے آئی ہے؟ یہ کامرانیاں انھوں نے کیسے حاصل کیں؟ سیدھی اور صاف بات ہے۔ انھوں نے ایسی باتیں معلوم کرلی ہیں۔ جنھیں دیکھ کر لوگ ان کی مصنوعات پر اندھا دھند ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ہے نا ٹھیک؟ وہ عام لوگوں کا خون چوستے ہیں۔ میں نے ایسا گر معلوم کرلیا ہے کہ میں بھی ان کا تھوڑا سا خون چوس لوں۔ اس میں آخر کیا برائی ہے؟ جیسے کو تیسا، ہے نا یہی بات؟ کیا میں ان سے جو فیس وصول کرتا ہوں اس کے مطابق ان کا کام کرتا ہوں؟ یقیناً ـــــ بالکل اسی طرح جیسے وہ بیس سنٹ کا خوشبودار

تیل ایک خوبصورت شیشی میں بھر کے دو ڈالر میں فروخت کر دیتے ہیں کیا دنیا اسے حقارت سے مسترد کر دیتی ہے۔ نہیں وہ مطمئن ہو جاتی ہے۔ وہ تو اسے پسند کرتی ہے۔ خون چوسنے والے تمام لوگ یہ طریق کار پسند کرتے ہیں۔ انھیں اسی طرح خوشی حاصل ہوتی ہے۔ میاں اس دنیا میں کامیابی کا یہی راز ہے۔ یہ عالی رتبہ لوگ بھی عام افراد سے مختلف نہیں ہوتے۔ وہ بھی ایسی ہی باتیں پسند کرتے ہیں۔ ان میں صرف ایک خصوصیت ہوتی ہے۔ وہ عالی مرتبہ ہوتے ہیں اور خود انھیں بھی اس کا احساس ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے آس پاس کی ہر چیز بڑی ہونی چاہیئے۔ بڑوں کی ہر چیز بڑی ہوتی ہے۔ اگر انھیں خون چوسنا ہوتا ہے تو ان کی تشنگی چند قطروں سے دور نہیں ہوتی۔"

"تم سی۔ اینڈ ڈبلیو ہاؤس ویز کے صدر مسٹر اے۔ ڈبلیو ولسن کو جانتے ہو۔ وہ بہت بڑے آدمی ہیں۔ ہر حیثیت سے بڑے آدمی ہیں۔ ہر حیثیت سے بڑے، فرض کیا تم ان کے پاس جاتے ہو مگر تم میں کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے اس لئے وہ تم سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اس لئے تم انھیں خط لکھتے ہو کہ وہ تمہیں کوئی بڑی ملازمت دے دیں۔ مثلاً پینتیس ڈالر فی ہفتہ کی ملازمت اور تم ان کے لئے دو ہفتے میں رس نکالنے کی ایک نئی مشین تیار کر دو گے۔ جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ وہ خط پھاڑ کر پھینک دیں گے۔ کیوں؟ تم نے ان کی توہین کی ہے۔ تمہاری تجویز کے مطابق ایک

نئے ڈیزائن کی قیمت صرف ستر ڈالر ہو گی۔ تمہیں وہ کبھی معاف نہیں کریں گے۔ کیونکہ تم نے ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے جو معمولی آدمیوں سے کیا جاتا ہے۔ یہ طریق کار درست نہیں ہے۔ تمہارے طرز عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اتنے ہوشیار آدمی ہیں کہ غیر معمولی طور پر زیادہ نفع کمانا چاہتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے تم ان کا احترام بھی کرتے ہو۔ یہ بھی درست نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم ایسی ہی غلطیاں کرو گے۔ اب فرض کرو کہ میں ان کے پاس جاتا ہوں میں کوئی غلطی نہیں کرتا۔ میں ان سے ایسا سلوک نہیں کرتا کہ ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ میں انھیں ہوشیار آدمی سمجھتا ہوں۔ میں انھیں یہ بھی محسوس نہیں کرنے دیتا کہ میرے دل میں ان کے لئے احترام ہے۔ میں ان کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہوں جو کسی خون پینے والے آدمی سے کرنا چاہیئے۔ یہی ان کی بھی دلی خواہش ہوتی ہے۔ میرے پاس حنائی داڑھی ہے۔ میرا لب و لہجہ مصنوعی ہے میں ان کے سامنے ایک مشہور آدمی بن کر جاتا ہوں۔ یہ بھی محض ایک مصنوعی چیز ہے۔ میں اپنے مشورے کی بہت بڑی فیس کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اس کے باوجود میں ان کی توہین کا مرتکب نہیں ہوتا۔ میں انھیں موقع دیتا ہوں کہ وہ اور زیادہ خون چوسنے کے قابل بن جائیں۔ اس طرح ان کی توہین نہیں ہوتی۔ میں انہیں موقع دیتا ہوں کہ وہ بہت زیادہ خون چوسنے کی صلاحیت پیدا کرلیں۔ یہی انکی دلی خواہش ہے۔ وہ اسے پسند کرتے ہیں۔ اور اسکی قیمت ادا کرنے کیلئے بآسانی رضامند ہو جاتے ہیں۔

کارل ایرک کاسل کے ان تمام انکشافات کا مقصد یہ تھا کہ وہ ڈان وانگ کو بھی تصنع سے کام لینے پر آمادہ کرے اور وہ اس پر آمادہ بھی ہوگیا۔ مگر اس کی حیثیت ایک ایسے شخص کی تھی جو عنفوان شباب میں کسی برائی سے دل بہلاتا ہو۔ مگر بنیادی طور پر اس کا حال ایک ایسے طالب علم کا تھا جو کسی مقصد یا مصلحت کی معقولیت پر شک یا شبے کے بغیر ان حدود سے تجاوز کر جاتا ہے جو اسے علم کے ایک نئے میدان سے دور رکھتی ہیں۔

ڈان وانگ نے اگلے دس مہینوں میں بہت کچھ سیکھ لیا کیونکہ کاسل اسے اپنے مستقل یا متوقع خریداروں سے زیادہ ربط ضبط رکھنے کے مواقع دینے لگا تھا۔ اس نے جو کچھ سیکھا تھا اس میں سے بعض چیزیں کارل ایرک کاسل کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق تھیں اور بعض ان کے برعکس۔ اسے بعض کارپوریشنوں کے ایسے سربراہوں سے ملاقات کا بھی موقع ملا جن کے متعلق کاسل کا کہنا تھا کہ ان میں ایسی خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں جو سٹوڈیو کے لئے کافی نفع بخش ثابت ہو سکتی ہیں۔ مگر ان کے متعلق ڈان کے احساسات کاسل سے بالکل مختلف تھے۔ انھیں دیکھ کر ڈان دنیا کے عیش و عشرت سے نفرت کرنے کے بجائے خود ان لوگوں پر ترس کھاتا تھا۔ ان میں سے اکثر لوگ ایسے تھے جو اعلیٰ عہدوں پر مامور تھے۔ مگر وہ لئے دئے رہنے کے بجائے ایک انجان خوف سے

سہمے رہتے تھے۔ ان کے دلوں پر شدید مایوسی طاری ہوتی تھی اس لئے ہر وقت یہی کوشش کرتے رہتے کہ اپنی بدیہی خامیوں کی تلافی کے لئے اپنی دولت سے ذاتی جوہر اور فہم و بصیرت خرید لیں۔ کارل ایرک کاسل ان کے ہاتھ ڈیزائنوں کے علاوہ ایک اور جنس بھی فروخت کرتا تھا یعنی انھیں ان کے خوف سے نجات دلا دیتا تھا۔ یہ نجات اگرچہ عارضی ہوتی تھی مگر نہ ہونے سے پھر بھی بہتر تھی۔ اگر اس کے حصول میں ناکامی ہوتی تب بھی انھیں یہ تسکین تو مل ہی جاتی کہ انھوں نے قسمت آزمائی کر لی ہے۔ ڈان نے اپنے تجربے سے محسوس کیا تھا کہ "آزمائش کا اچھا موقع" کاروبار کی دنیا میں طرۂ امتیاز کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسے ایسے صنعتی اداروں کے سربراہوں کو قریب سے دیکھنے کا بہت کم موقع ملا تھا جنھیں وہ انتہائی قدر کی نگاہوں سے دیکھا کرتا تھا۔ یہ لوگ ابتدائی سلسلہ خیالی کی منزل سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ وہ اتنے زمانہ شناس تھے کہ کارل ایرک کاسل کی عجیب و غریب چکنی باتوں کے جال میں نہیں پھنستے تھے۔ انہی لوگوں میں ایوری بلرڈ بھی شامل تھا۔ کارل ایرک کاسل نے ایک کمپنی سے طے کیا تھا کہ وہ شکاگو کی ایک نمائش میں پیش کرنے کے لئے ایک نئے طرز کا مکان تیار کرے گا۔ اور اس کے لئے وہ بالکل جدید وضع کا فرنیچر بھی خود ہی بنوائے گا۔ یہ کام ڈان ڈالنگ کو بالکل تنہا کرنا پڑا۔ کاسل نے اس سے

وعدہ تو کرلیا تھا کہ وہ اسے مددگار مہیا کرے گا اور تعمیر و آرائش کے ہر شعبے میں بے روزگار نقشہ نویسوں کی فراوانی تھی مگر وہ کوئی نہ کوئی بہانہ کرکے اسے مددگار مہیا کرنے کا وعدہ ٹالتا رہا۔ ڈان مسلسل کئی ہفتے تک دن رات کام کرتا رہا۔ جب مکان کا ڈھانچہ اور اس کے لئے فرنیچر تیار ہوگیا اور کام کے آخری مراحل کی تکمیل کے لئے وہ نسکاگو گیا تو ایسا معلوم تھا کہ انگاروں کی طرح سرخ آنکھوں سے وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہو۔ نمائش کے افتتاح سے کچھ قبل تو وہ تھک کر اس قدر چور ہوگیا تھا کہ بے ہوش ہوکر گر پڑا۔

رات کو کسی وقت اس کی آنکھ کھلی۔ جب اسے کچھ ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ کارل ایرک کاسل کسی شخص کو مکان اور اس کے فرنیچر کی خصوصیات سمجھا کر اسے اپنے نام میں پھنسانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ڈان نے اس کی آواز سنی اور فرنیچر کی لکڑی کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی گئی کہ وہ پوری طرح ہوشیار ہوگیا۔ خریدار کا اعتراض سن کر اسے یہ خوشی بھی ہوئی کہ تنقید کا ہدف کارل ایرک کاسل کو بنایا گیا تھا۔ اس کے تیز الفاظ نے کاسل کے قصر پندار کو متزلزل کر دیا تھا۔ بالآخر آوازیں بند ہوگئیں اور کسی نے ان الفاظ سے جیسے اس کے دل میں ایک خنجر سا اتار دیا "کاسل۔ اس فرنیچر کا اصل ڈیزائن کس نے تیار کیا ہے؟"

وانگ اس کے بعد کئی برس تک سوچتا رہا کہ کاسل کے متعلق اس

کے دل میں جو تلخی اور برہمی ہے اس کی ذمہ داری خود کاسل پر عاید ہوتی ہے مگر یہ یاد کر کے اس کا سارا غصہ کافور ہو جاتا کہ اس رنگیلے سپار نے اس رات یہ کہہ کر ماضی کے تمام داغ دھو دیے تھے کہ یہ مکان اور اس میں جو کچھ نظر آرہا ہے اس کا ڈیزائن ایک نہایت ہونہار اور قابل نوجوان ڈان والنگ نے تیار کیا ہے۔

"میں اس سے ملنا چاہتا ہوں" اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

ڈان نے محسوس کیا کہ وہ اپنی زندگی میں کبھی اتنا بیدار نہیں ہوا تھا۔ اسے اپنے میلے کچیلے ہاتھوں کا ہوش نہ تھا، اپنے ملگجے کپڑوں کا ہوش نہ تھا۔ کارل ایرک کاسل کا ہوش نہ تھا۔ اس حکم کی تعمیل کے سوا کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔ وہ ایوری بلرڈ سے ملاقات کے لیے دروازے سے باہر نکل آیا۔

کارل ایرک کاسل کسی طرح وہاں سے دبے پاؤں ہٹ گیا۔ اور وہ دونوں اکیلے رہ گئے۔ وہ باتیں کرتے ہوئے جھیل کے کنارے نکل گئے۔ بلرڈ مسلسل باتیں کر رہا تھا اور سوالات کرتا اور بڑی نرمی سے اس کے حالات دریافت کرتا رہا۔ اس وقت اس کی آواز میں تلوار کی کاٹ نہیں تھی مگر اس کی ولولہ انگیزی میں ذرا بھی کمی نہیں پیدا ہوئی تھی۔ یہ طاقت اور توانائی کی آواز تھی، اس میں راست بازی اور مقصدیت کا آہنگ تھا، ایک ایسے نڈر تصور کی جھنکار تھی جو آسمان کی طرف اسی فسوں گری کے ساتھ بلند ہوتی ہے جس طرح

ابھرتے ہوئے سورج کی روشنی سے مشیگن جھیل کے اُوپر آسمان جگمگا اٹھتا ہے اور پانی میں بھی آگ سی لگ جاتی ہے۔

ڈان نے جب اس سے کہا کہ وہ الوری بلرڈ کے ساتھ کام کرنے جا رہا ہے تو کارل ایرک کاسل کو بالکل حیرت نہیں ہوئی۔ اس نے صرف اتنا کہا" میں جانتا تھا۔ خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔ وہ بہت بڑا آدمی ہے"

فرنیچر بنانے کی کئی کمپنیوں کو ملا کر ٹریڈ وے کارپوریشن کے قیام سے قبل دو سال تک ڈان والنگ نے الوری بلرڈ کے رفیق خاص کی حیثیت سے کام کیا۔ وہ زندگی بھر کسی ایسے کام کی جستجو کرتا رہا تھا جس کی تکمیل کے لئے اسے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لانا پڑے۔ اب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ اپنے کام میں زیادہ سے زیادہ تندہی اور عرق ریزی کا مظاہرہ کرتا مگر الوری بلرڈ فکر اور عمل دونوں حیثیتوں سے اس پر فوقیت رکھتا تھا۔ وہ ہر معاملے میں اس سے آگے ہی رہتا۔ بوڑھے بلرڈ کی حیرت انگیز ہمہ دانی اس کے لئے ہمیشہ مہمیز کا کام کرتی۔ وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتا۔ کسی ایسے ڈیزائن پر سرسری سے نظر ڈالتا جسے تیار کرنے میں ڈان کئی دن سے مصروف ہوتا اور فوراً کسی ایسی خامی پر انگلی رکھ دیتا جسے دیکھتے ہی ڈان یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا کہ یہ نقص تو ایسا ہے جسے دیکھ کر اسے خود ہی دور کر دینا چاہیئے تھا۔ اس سے بھی زیادہ جھنجھلاہٹ ڈان کو اس وقت ہوتی جب الوری بلرڈ اس سے

پنسل چھین کر چشم زدن میں کسی ایسے ڈیزائن کا خاکہ تیار کر دیتا جس میں ڈان کئی دن تک سر کھپانے کے بعد بھی کوئی اصلاح نہیں کر سکا تھا۔

ایوری بلرڈ کام کے معاملے میں بے انتہا سخت تھا۔ ایک بار اس نے میز کے پائے میں پیتل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لگانے کے لئے ڈان کو چھبیس مختلف ڈیزائنوں کے خاکے تیار کرنے پر مجبور کیا تھا۔ جب خاکہ تیار ہو گیا اور اس کا پہلا نمونہ ڈھالا تو ایوری بلرڈ نے اسے دیکھتے ہی چوبیسویں منزل سے نیچے پھینک دیا۔ اس کے بعد نمونہ تیار کرنے کا کام بالکل نئے سرے سے شروع کیا گیا۔ ڈان نے تسلیم کیا کہ بالآخر جو ڈیزائن تیار کیا گیا۔ وہ واقعی اتنا عمدہ تھا کہ اس پر جتنا وقت اور سرمایہ خرچ کیا گیا تھا اس کی پوری قیمت وصول ہو گئی تھی۔ نیا نمونہ قریب قریب بالکل بے داغ تھا۔

کئی کمپنیوں کے انضمام سے کارپوریشن کا قیام اس خواب کی پہلی اہم تعبیر تھی جو بلرڈ نے مشیگن جھیل کے کنارے دیکھا تھا۔ انضمام کے بعد بلرڈ نے ڈان والنگ کو ٹیسبرگ بھیج دیا تاکہ وہ کو گلن میٹل فرنیچر کمپنی میں کام کر سکے۔ اس کی روانگی سے قبل بلرڈ نے کہا تھا "ہم فرنیچر کی تیاری کے لئے دھاتوں سے بعض ایسے کام لے سکتے ہیں جن کا اب تک کسی کو خیال بھی نہیں آیا۔ تم وہاں جاکر یہی کام کرو۔ اپنے راستے میں کسی چیز کو حائل نہ ہونے دینا۔ بعض اوقات بوڑھا کو گلن تم سے کہے گا کہ اس تجویز پر عمل درآمد ناممکن ہے۔ ہم اس کا پہلے بھی تجربہ کر چکے

ہیں۔ تمہیں ان لوگوں سے اتنا بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تم جہنم میں جاؤ۔ انھیں نظر انداز کر دینا ہی کافی ہے۔ کو گلن کسی شمار و قطار میں نہیں ہے۔ اسے صرف نمائش کے لئے باقی رکھنا ہے ایک سال کے بعد وہ نہیں رہے گا۔ ہاں دیکھو سپرنٹنڈنٹ کے ساتھ مل کر کام کرنا۔ اس کا نام جیمس گریم ہے۔ میں اسے اچھی طرح نہیں جانتا مگر دیکھنے میں بہت معقول آدمی معلوم ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھی ہماری ہی طرح ہے۔ مگر گریم پر تکیہ نہ کرنا۔ تکیہ تو کسی پر نہ کرنا۔ نیکٹری خود جایا کرنا۔ دھاتوں کا استعمال خود سیکھنا۔ یہ معلوم کرنا کہ ان مشینوں سے کیا کام لے سکتے ہو اور کیا نہیں۔ اگر تم کوئی ایسا کام کرنا چاہو جو کسی مشین سے نہ ہو سکتا ہو تو کوئی ایسی مشین بنوا لینا جس سے وہ کام لیا جا سکے کاروبار خود چلانے کی کوشش کرو۔ لوگوں سے ملتے جلتے رہو، خود بازار جاؤ، یہ معلوم کرو کہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔ اس وقت بھی جب انھیں اچھی طرح معلوم نہ ہو کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد ان کی مطلوبہ چیز مہیا کرو۔ اور دالنگ میری یہ آخری بات بھی سن لو اپنی ٹانگیں توڑ کر خود خاکے تیار کرنے نہ بیٹھ جانا۔ اپنے تصورات کو کاغذ پر منتقل کرنے کے لئے کسی نقشہ نویس کی خدمات حاصل کر لینا۔ اگر نئے خیالات تمہارے ذہن میں زیادہ ہوں تو دو، تین، چار یا پانچ جتنے بھی آدمیوں کی ضرورت ہو ملازم رکھ لینا۔ نقشہ نویس پر کم خرچ ہوتا ہے۔ سب سے اہم چیز خیالات ہیں۔"

ڈان والنگ کے دل میں صرف ایک نادر موقع سے فائدہ اٹھانے کا جذبہ موجزن نہیں تھا۔ وہ ایلوری بلرڈ کی مسلسل نگرانی سے بھی بچنا چاہتا تھا اور اس کی یہ آرزو بھی پوری ہو گئی تھی۔ مگر پہلا ہفتہ ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ اس کا دوسرا مقصد بے معنی ہو کر رہ گیا۔ اسے ایلوری بلرڈ کی ضرورت تھی اور اس ضرورت کے احساس نے اسکی ایک خامی پر سے پردہ اٹھا دیا تھا۔ اس نے تہیہ کیا کہ اس خامی کو دور کر دے گا۔ اس کوشش میں اس نے اپنے آپ کو غیر شعوری طور پر ایلوری بلرڈ کے رنگ میں رنگنا شروع کر دیا۔ مگر اس کی وجہ سے ایک نئی مصیبت پیدا ہو گئی۔ جبری انضمام کی وجہ سے فیکٹری کے کارکنوں میں فطری طور پر غم و غصے کے احساسات پیدا ہو گئے تھے۔ اور ان کے حوصلے کچھ زیادہ بلند نہ تھے۔ ڈان والنگ نے بلرڈ کی نقالی کر کے حالات کو بد سے بدتر بنا دیا۔ اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے جیس گریم کے مکان کے عقبی کمرے میں ایک مشاورتی جلسہ بلایا گیا۔ جس میں آدھی رات تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ بالآخر گریم نے اس سے کہا "کسی نہ کسی کے لئے یہ ضروری ہو گا۔ کہ وہ تمہیں کھری کھری سنائے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ناخوشگوار فرض مجھی کو ادا کرنا پڑے گا۔ میں ایلوری بلرڈ کو زیادہ نہیں جانتا کیونکہ ان سے میری ملاقات صرف دو بار ہوئی ہے۔ اور وہ بھی تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے۔ مگر میں اس کارخانے والوں کو ضرور جانتا ہوں۔ ان کے حلق سے یہ

بات کبھی نہیں اُتر سکتی کہ ایوری بلرڈ نے تمہیں یہاں اپنا منشی بنا کر بھیجا ہے۔ میں اپنی جانب سے بھی یہی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ طرزِ عمل مجھے بھی پسند نہیں ہے۔"

ابتدا میں تو ڈان اس پر جُز بز ہوتا رہا مگر گریم نے یہ بات بظاہر اتنی نرمی اور معقولیت سے کہی تھی کہ اس نے بادل ناخواستہ اسے ایک جائز سرزنش سمجھ کر قبول کر لیا۔ اس کے احساسات ایک ایسے "بچے" سے ملتے جلتے تھے جس کی گوشمالی کی گئی ہو۔ یہ کوئی خوشگوار تاثر نہیں تھا۔ بہرصورت اس نے تہیہ کر لیا کہ اب وہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہیں دے گا کہ وہ ایوری بلرڈ کا منشی ہے۔ رفتہ رفتہ وہ جیمس گریم کا عزیز دوست بن گیا۔ اگرچہ گریم اس کا خاص طور پر خیال رکھتا تھا کہ کسی معاملے میں اس کے ذاتی احساسات یا میلانات واضح نہ ہونے پائیں۔

ایوری بلرڈ سے اس کی ملاقاتیں بہت کم اور طویل مدت کے بعد ہوا کرتی تھیں۔ ڈان جتنی کم چاہتا تھا، اس سے بھی کم۔ ایک بار جب وہ ملبرگ گیا تو اس نے یہ بات کہہ بھی دی اور بلرڈ نے خندۂ استہزا کے ساتھ جواب دیا تھا۔ "کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ میں اس سے زیادہ تمہاری ستائش نہیں کر سکتا کہ تمہیں تنہا چھوڑ دوں۔ اگر مجھے تمہارا کام پسند نہ آیا تو تمہیں اس کی اطلاع جلد مل جائے گی۔ تمہاری توقع سے بھی زیادہ جلد۔ اور ہاں - ہم نے تمہاری تنخواہ

بڑھا کر دس ہزار ڈالر کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

یہ سُن کر اُس نے کہا تھا "مسٹر بلرڈ میرے خیال میں ایک بیوی کا خرچ برداشت کرنے کے لیے اتنا کافی ہے"

"مگر وہ ہے کون؟"

وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہو گیا۔ اس نے اپنے آپ سے دوبارہ وہی سوال کیا جو گزشتہ دو ہفتوں میں کئی بار کر چکا تھا۔ اس نے بلرڈ سے ایسی باتیں کرنے کی کبھی جسارت نہیں کی تھی۔ مگر اس وقت ہمت کر کے کہہ ہی دیا "اس کا نام میری کو ویلز ہے۔ جب میں پڑھتا تھا تو میرے سکول کے قریب اس کے باپ کا ایک چھوٹا سا چائے خانہ تھا۔ اب وہ مر چکا ہے۔ میری نے ابھی تک گھر کی چار دیواری سے قدم باہر نہیں نکالا وہ شادی کے وقت پہلی بار شیمپین چکھے گی۔"

اپوڈی بلرڈ نے اس سے دریافت کیا تھا کہ وہ کتنی تیز و طرار ہے یہ کوئی مہمل سوال نہ تھا۔

"جی۔ وہ" ڈان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس کا جواب کیا دے۔ بہت سوچ سمجھ کر اس نے کہا "وہ پٹسبرگ یونیورسٹی کی پی۔ ایچ۔ ڈی ہے۔ اب وہ ایک ماہر معاشیات کی نائب ہو گئی ہے۔ وہ —"

"بہت اچھا ہے" بلرڈ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے جواب دیا تمہیں ایک تیز اور ہوشیار بیوی کی ضرورت ہو گی ایسی بیوی نہ ہو

تو بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ مگر شیمپین ۔ اس پر تو بہت زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ ہوتا ہے نا؟ اس لئے بہتر ہے کہ تمہاری تنخواہ دس کے بجائے بارہ ہزار کر دی جائے اچھا اب تم روانہ ہو جاؤ۔ اور قبل اس کے کہ آلڈرسن کو یہ اطلاع ملے کہ میں نے اس کے بلنش قیمت دو ہزار ڈالر اور ضائع کر دئے ہیں تمہیں پٹسبرگ پہنچ جانا چاہیئے۔

ایک سال بعد جیس بلبرگ واپس آگیا جہاں اسے فرنیچر کی بنیادی کے شعبے کا نگراں اور کارپوریشن کا نائب صدر مقرر کر دیا گیا تھا اور کوننگن کمپنی کے جنرل مینیجر کا عہدہ ڈان کے سپرد کیا گیا۔ اس کے بعد اسلحہ بندی کے پروگرام پر عمل درآمد شروع ہو گیا اور پٹسبرگ کے کارخانے سے ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں کے فاضل پرزے تیار کرنے کا کام لیا جانے لگا اس دوران میں چار سال ایسے گزرے جب میری اکثر یہ کہا کرتی تھی کہ اپنے شوہر سے میری ملاقات اتنی کم ہوتی ہے ۔کہ شادی نہ کرنا ہی بہتر ہوتا۔ اس سے نہ ڈان کو اتفاق تھا نہ ایوری بلرڈ کو۔ بلرڈ نے اس سے کئی بار کہا تھا "معلوم نہیں تمہیں بھی اس کا احساس ہے یا نہیں ۔ مگر ڈان اس لڑکی سے تمہیں بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے ۔ اب تم میں پختگی پیدا ہوتی جا رہی ہے"

ڈان اکثر سوچا کرتا تھا کہ پختگی سے ایوری بلرڈ کی کیا مراد ہے لیکن جنگ کے بعد ایک ہی سال کے اندر وہ اس کا مفہوم سمجھ گیا۔ اسے بلبرگ بلاک ڈیزائن اور اصلاح و ترقی کے شعبے کا سربراہ بنا دیا گیا۔

ریڈوے کارپوریشن کو کمپنیوں پر مشتمل تھی اور شعبہ ان سب کے لئے نئے ڈیزائن تیار کرنے اور ان کے فروغ و اصلاح سے متعلق تمام کاموں کا ذمہ وار تھا۔

ڈان والنگ کو توقع تھی کہ بلیرگ میں اس کی مراجعت بڑی فاتحانہ ہوگی مگر اس کی یہ اُمید پوری نہیں ہو سکی۔ اسے اپنے آپ کو بالکل نئے حالات میں ڈھالنا پڑا۔ اور یہ بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔ ٹپسبرگ کے کارخانے کے منیجر کی حیثیت سے اسے سب سے بلند رتبہ حاصل تھا اور قریب قریب سپیدو سیاہ کا مالک تھا۔ بلیرگ میں وہ انتظامی عملے کا محض ایک جونیئر رکن تھا۔ اس کے گرد بڑی احتیاط سے چھوٹے چھوٹے دائرے کھینچ دئے گئے تھے۔ جن کے ذریعہ اختیارات ایک درجن کے قریب دوسرے شعبوں کے سربراہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ نائب صدر مقرر ہونے کے بعد بھی وہ ڈائرکٹروں کی میز پر سب سے آخر میں بالکل سرے پر بیٹھا کرتا تھا۔ ڈیزائن تیار کرنے کے کام پر دوبارہ واپس آتے وقت اسے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ اس توقع پر اس کے ہاتھ پاؤں خوشی سے پھول گئے تھے کہ تو فیکٹریوں میں جتنا بھی فرنیچر تیار ہوگا ان سب کے ڈیزائن کی نگرانی مرکزی دفتر ہی سے کی جائے گی۔ مگر گریم اور ڈڈلے نے اس کی اکثر مساعی کو ناکام بنادیا۔ گریم کا کہنا تھا کہ چونکہ تمام کارخانوں میں مانگ اس سے بہت زیادہ ہے جتنا مال وہ تیار کر سکتے ہیں اس لئے نئی وضع کے فرنیچر تیار کرنے پر روپیہ صرف کرنا محض فضول

خرچی ہے۔ ڈڈلے نے بھی اس سے اتفاق کرتے ہوئے کہا تھا "مجھے فروخت کے شعبے میں مزید مال نہیں چاہئیے" یہی وجہ تھی کہ کارخانے کی مصنوعات کا معیار بلند کرنے میں مسلسل دشواریاں پیش آرہی تھیں۔ کارخانے میں کوئی علیحدہ تجربہ گاہ نہیں تھی اور تمام آزمائشی کام فیکٹریوں ہی میں کئے جاتے تھے۔ شا تو یہاں تک کہا کرتا تھا کہ فرنیچر تیار کرنے کے نئے طریقے دریافت کرنا اتنا ہی ضروری ہے تو کیوں نہ اس کے لئے چند دن تک کارخانے میں کام بند کر دیا جائے۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ پیداوار کم اور لاگت زیادہ ہو جائے گی۔ شا کی اس رائے سے دوسرے لوگوں نے بھی اتفاق کیا۔

چند مہینے قبل تک ڈان کے دل میں کسی دوسرے نائب صدر کے بارے میں کوئی شدید بدگمانی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ سب سے بڑی چیز ایوری بلرڈ کا رویہ تھا اور صدر نے ہمیشہ اس کی پشت پناہی کی تھی۔ اس نے حکم دیا تھا کہ ہر سیزن میں چند نئے ڈیزائنوں کے فرنیچر ضرور تیار کئے جائیں، ڈھلائی کا طریقہ بہتر بنانے کی کوششیں جاری رکھی جائیں اور فرنیچر میں چمک دمک پیدا کرنے کی نئی تدبیریں سوچی جاتی رہیں۔ مگر کچھ دنوں سے والنگ یہ محسوس کرنے لگا تھا کہ بلرڈ بھی اس کی حمایت میں کچھ تامل کرنے لگا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مال کا معیار بہتر بنانے کے سلسلہ میں صدر کے غیر معمولی جوش و خروش اور جذبہ پیہم میں روز بروز کمی پیدا

ہوتی جارہی ہے۔

پچھلے مہینے ڈان والنگ کو ایوری بلرڈ نے اپنے پاس صرف دوبارہ بلایا تھا اور اس نے ایک بار بھی محسوس نہیں کیا تھا کہ صدر سے ملاقات کے بعد اس میں ایک نئی توانائی اور ایک نیا ذوق عمل پیدا ہو گیا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل بلرڈ سے مل کر اس میں ہمیشہ کام کرنے کی ایک نئی لگن پیدا ہو جایا کرتی تھی۔ اس سے آخری ملاقات تو بڑی ہی دل شکن تھی۔ وہ اسے فرنیچر میں چمک دمک پیدا کرنے کے نئے طریقے دکھانے گیا تھا اور اس کے دونوں ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے نمونے تھے تاکہ بلرڈ خود یہ اندازہ لگا سکے کہ نئے تجربے کہاں تک کامیاب ہو سکے ہیں۔ ایوری بلرڈ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ اس نے تمام وقت شا کی ایک یادداشت پر گفتگو میں گزار دیا جس میں سفارش کی گئی تھی کہ سال کے باقی مہینوں میں فرنیچر کی وضع اور معیار بہتر بنانے کی تمام کوششیں ایسے کاموں تک محدود رکھی جائیں جن سے فوری منافع کی امید ہو۔ آخر میں ڈان والنگ کو بھی کچھ کامیابی ہو گئی تھی اور بلرڈ رضامند ہو گیا تھا کہ ڈھلائی کا نیا طریقہ دریافت کرنے کا کام جاری رکھا جائے مگر وہ صدر کے کمرے سے یہ کرب انگیز احساس لے کر اٹھا تھا کہ ایوری بلرڈ کی تمام پسندیدہ خصوصیتیں محاسب کی اس مہم کی وجہ سے ختم ہوتی جارہی ہیں کہ منافع کی ایک ایک پائی بچانے کی کوشش کی جائے اور

انھیں ایسے کاموں پر خرچ نہ کیا جائے جن میں فوری فائدے کی اُمید نہ ہو۔ ایوری بلرڈ نے کاروبار میں کبھی اس اصول پر عمل نہیں کیا تھا۔ اس نے ٹریڈ وے کارپوریشن کی اس نہج پر تعمیر نہیں کی تھی۔

لفٹ پر جاتے ہوئے ڈان والنگ کو ایوری بلرڈ سے زیادہ شاید تاؤ آرہا تھا۔ اسے اپنی مرضی کے خلاف فیکٹری سے آنا پڑا تھا۔ مگر اس کی مایوسی اب غصہ میں تبدیل ہوگئی تھی۔ جب وہ تیئیسویں منزل پر پہنچا تو اس نے یہ غصہ ایک اور شخص پر اتار دیا۔

"مسٹر والنگ چھ نیچے مجلس عاملہ کا اجلاس ہو رہا ہے" لوگی نے اس طرح کہا جیسے وہ کوئی اہم انکشاف کررہا ہو۔

"مجھے معلوم ہے لوگی۔ شکریہ"

پانچ بج کر تین منٹ شام

لورن۔ پی۔ شا بار بار اپنی گھڑی دیکھ رہا تھا۔ وہاں کوئی اور موجود ہوتا تو وہ فوراً سمجھ جاتا کہ وہ حد سے زیادہ مضطرب ہے۔ مگر شا اپنے دفتر میں تنہا تھا اور اسے اپنی تنہائی کا احساس بری طرح ستارہا تھا۔ دیوار کی دوسری طرف سے جو دبی دبی آوازیں آرہی تھیں ان سے ظاہر ہوتا تھا کہ باقی تمام نائب صدر آلڈرسن کے کمرے میں جمع ہوگئے ہیں۔ ان کا معمول تھا کہ وہ مجلس عاملہ کے اجلاس سے قبل وہاں بیٹھ کر ایک دوسرے کو یہ بتایا کرتے تھے کہ اب ایوری بلرڈ کیا قدم اٹھانے والے ہیں۔

شا کو معلوم تھا کہ مسٹر بلرڈ کے بارے میں کبھی کوئی پیشگوئی نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے یہ سوچنا تضیع اوقات کے سوا کچھ نہ تھا کہ اب ان کا کیا ارادہ ہے۔ اس کے باوجود اسے اپنے آپ پر بڑی مشکل سے اتنا قابو ہوتا تھا کہ وہ اپنے رفقا کے ساتھ بیٹھ کر قیاس آرائیوں سے گریز کرے۔ فٹز جیرلڈ کی موت کے بعد اس نے آجتک کبھی اس کی کوشش نہیں کی تھی۔ یہ دراصل جذبات پر عقل کی فتح کا ثبوت تھا۔ انتظامیہ کے کسی عہدیدار کے منصب کی اہمیت کا اندازہ بالعموم یہ دیکھ کر لگایا جاتا ہے کہ وہ خود دوسرے لوگوں کے دفتر میں کتنا جاتا ہے اگر کوئی شخص اپنے کسی رفیق کو اپنے پاس چل کر آنے پر مجبور نہ کر سکے بلکہ ضرورت کے وقت وہ خود اس کے پاس چلا جائے تو یہ ثابت ہوگا کہ جو شخص اٹھ کر گیا ہے اس نے اپنے دوسرے ساتھی کی برتری تسلیم کرلی ہے۔

لورن۔ پی۔ شا نے اپنے حریفوں کو زیر کرنے کے لئے جو منصوبے تیار کئے تھے اس کے مطابق اس طرح کے ہر میلان پر قابو پانا ایک چھوٹا سا معرکہ سر کرنے کے مترادف تھا۔ اس کی ہر ایسی کامیابی اسے نائب صدر انتظامیہ سے ایک قدم زیادہ قریب کردیتی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اس عہدے کے لئے اس کا انتخاب ناگزیر تھا۔ بلرڈ شاید اس کے لئے کسی اور کو پسند بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے لئے جو صلاحیتیں ضروری ہوتی ہیں ان سے باقی لوگوں کو دور کا بھی

واسطہ نہیں تھا۔ اس کے باوجود وہ چاہتا تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اسے منتخب کرلیا جائے کیونکہ اس پر انتظار کی ایک ایک ساعت پہاڑ ہو رہی تھی۔

لورن شا کے دماغ کی گہرائیوں میں —— اتنی گہرائیوں میں کہ اس کا احساس خود اسے بھی نہیں ہو سکتا تھا —— یہ خوف جاگزیں تھا کہ وہ آلڈرسن کے دفتر کا دروازہ کھولے گا تو دوسرے لوگ کس ردعمل کا اظہار کریں گے۔ تمام نظریں اسی پر ہوں گی۔ اور وہ اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گا کہ ان کے سلام میں کوئی گرم جوشی نہیں ہے۔ نہ وہ دعوت دیں گے کہ وہ بھی ان کی گفتگو میں برابر کا شریک بن جائے۔

اس مقام تک اس کا لاشعور بھی نہیں پہنچتا تھا کیونکہ اس میں تحفظ نفس کا جذبہ بہت شدید تھا اس نے اپنے دماغ کی تمام کھڑکیاں بند کردی تھیں تاکہ اسے یہ اعتراف نہ کرنا پڑے کہ دوسرے لوگ اسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے۔ ہائی سکول میں جب وہ سال دوم میں تھا تو اس نے طلبا کی انجمن کے خزانچی کے عہدے کے لئے مقابلہ کیا تھا مگر اسے شکست ہوئی۔ اس کے بعد اس نے تہیہ کرلیا تھا کہ وہ ایسی جگہوں سے دور ہی دور رہے گا۔ جہاں سطحیت پسندوں اور احمقوں کی مہمل رائے کی وجہ سے اس کی تذلیل ہو سکتی ہو۔

لورن شا کو جیسے کسی عجیب وغریب طاقت نے دفتر ہی میں

بیٹھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس طاقت کے خلاف اس کی ذاتی خصوصیوں
کی تمام قوت ۔۔۔ جو زندگی بھر اس پر غالب رہی ۔ صف آرا تھی۔
اس میں تجسس کا ذوق بدرجہ اتم موجود تھا۔ یوں تو ہر انسان
کو نئی باتیں معلوم کرنے کا شوق ہوتا ہے مگر لورن شا میں اس
شوق نے ایک کمزوری کی شکل اختیار کر لی تھی۔ جب اسے اندازہ
ہوتا کہ کسی شخص کو کوئی بات معلوم ہے مگر وہ خود اس سے بے خبر
ہے ۔۔۔ خاص طور پر جب اس بات کا خوف اس کے مستقبل پر
بھی اثر پڑ سکتا ہے ۔۔۔ تو اس کی کھوج لگانے کی اس میں اتنی
شدید دھن ہوتی کہ بعض اوقات یہ معلوم ہوتا کہ اس کے ضبط
کا پیمانہ چھلک اٹھے گا۔ جب وہ ہائی سکول میں تھا تو کئی بار
امتحان کے نتیجے کے اعلان سے قبل انتظار کی شدت کی وجہ سے
وہ بیمار پڑ جاتا حالانکہ اسے یہ بھی یقین ہوتا کہ وہ بہت اچھے نمبروں
سے پاس ہو جائے گا۔

اس ڈیڑھ گھنٹے کے اندر بھی لورن شا شدید روحانی کرب میں
مبتلا رہا۔ کیونکہ اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ ایوری بلرڈ نے مجلس عاملہ
کا اجلاس کیوں طلب کیا ہے۔ شدت اضطراب سے اس کی ہتھیلیاں
دوبارہ بھیگ گئیں۔ اس کی میز کی نچلی دراز میں لکڑی کا ایک منقش
صندوقچہ ہوتا تھا جس میں ہمیشہ رومال بھرے رہتے تھے۔ اس نے
دراز کھول کر ایک اور رومال نکالا۔ یہ اس دن کا دسواں نیا رومال تھا۔

یہ ایک ایسی فضول خرچی تھی جسے وہ اپنے سوٹ کی طرح ضروری سمجھتا تھا۔ اس کے تمام سوٹ نیویارک کا ایک مشہور درزی سیا کرتا تھا جو "فارچون میگزین" کی ایک اطلاع کے مطابق ملک کے صرف ممتاز ترین صنعت کاروں کی "سرپرستی" کرتا تھا۔

رومال اٹھاتے وقت اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ مگر اس نے بڑی آہستگی سے دراز بند کی تاکہ وہ برابر کے کمرے کی ہر آواز سنتا رہے۔ کمرے سے جو آوازیں آرہی تھیں انھیں سمجھنا تو ناممکن تھا مگر والٹ ڈوڈلے کی بھرائی ہوئی آواز اور اس کے جواب میں جیمس گریم کے قہقہوں کی کھنک صاف پہچانی جارہی تھی۔

شا نے اظہار ناگواری کے لئے اپنے ہونٹ سکوڑ لئے۔ ڈوڈلے نے شاید پھر بڑے بھونڈے پن کے ساتھ کوئی قصہ بیان کیا ہے۔۔۔ ٹریڈوے کارپوریشن کے نائب صدر کے بجائے وہ اب بھی ایک پھیری والے تاجر کی ذہنیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔۔۔ چھچھورا اور احمق! جیمس گریم میں تو کچھ شعور بھی ہے اور وہ اپنا منہ زیادہ تر بند رکھتا ہے ــــ مگر ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کی وجہ سے اسے کوئی پریشانی لاحق ہو۔۔۔۔۔۔ وہ دونوں اس کے مقابلے میں صفر ہیں۔۔ ۔۔۔۔۔۔ یہی معاملہ سٹھیائے ہوئے آلڈرسن کا بھی ہے۔

شا کے دماغ کی تیز سوئی ایک بار پھر ریکارڈ پر ایک ہی جگہ رک کر مسلسل چند الفاظ دہرا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ لورن پی شا،

نائب صدر انتظامیہ۔ فٹز جیرلڈ کی موت کے بعد ہزاروں بار یہی ہوا تھا۔ اس کے سوا کوئی دوسری آواز سنائی ہی نہ دیتی تھی۔ کوئی دوسری آواز آ بھی نہیں سکتی تھی۔ یہ ایک سیدھا سا سوال تھا جسے اگر ایک درجن بار بھی حل کیا جائے تو وہی جواب آتا ہے۔ مگر اس گھسے ہوئے ریکارڈ میں اسی جگہ سے وہی ناگزیر سوال اور وہی ناگزیر اندیشہ بھی پیدا ہو رہا تھا .... بلرڈ آخر اتنی تاخیر کیوں کر رہا ہے۔

اس سوال کے ساتھ ہی ہر بار اس کے ذہن میں خفگی کی ایک لہر سی اٹھتی تھی۔ اس وقت تک اس کے دماغ میں غصے کا ایک طوفان امنڈنے لگا تھا۔ اس کے دل میں الوری بلرڈ سے نفرت کا ایک آتش فشاں پک رہا تھا۔ ویسی ہی نفرت جیسی ایک مظلوم کو ظالم سے ہوتی ہے۔ نفرت اس لئے بھی کہ وہ ایک سوچے سمجھے ہوئے منصوبے کے تحت کئی مہینے سے اسے انتظار میں مبتلا کر کے خواہ مخواہ اذیت دے رہا تھا۔ اس نے نفرت انگیز رازداری سے کام لیا تھا۔ وہ نیویارک چلا گیا تھا اور اشارتاً بھی نہیں بتایا تھا کہ وہاں کیوں جا رہا ہے۔ اب اس نے مجلس عاملہ کا جلسہ طلب کیا تھا اور اس کا مقصد بھی کسی کو نہیں معلوم تھا۔

کسی کو نہیں! شا کا جسم اکڑ گیا۔ اس کے دل میں طرح طرح کے اندیشے بھرے ہوئے تھے۔ کیا ان لوگوں کو معلوم ہے جو دوسرے کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ کیا گریم کو معلوم ہے؟ ...... آلڈرسن کو؟ ڈڈلے

یا والنگ کو ؟ والنگ کو ؟ نہیں۔ اس نے والنگ کی تو آواز بھی نہیں
سنی تھی۔ وہ کمرے میں نہیں معلوم ہوتا۔ کیا آج ہی رات والنگ فیکٹری
میں ڈھلائی کا نیا تجربہ نہیں کرنے والا ؟ ہاں آج ہی تو۔ ہاں آج ہی
تو جمعہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں والنگ
شریک نہیں ہوگا۔ ہرگز نہیں .... بالرڈ اپنے نئے کھٹنے منظور
نظر سے کبھی اصرار نہیں کرے گا کہ وہ تکلیف اُٹھائے!

شا کو فوراً ایک نئی بات سوجھ گئی۔ یہ اس کے لئے ایک نادر
موقع تھا۔ اس نے بجٹ کے متعلق ایک خاص رپورٹ دو ہفتے سے
روک رکھی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ والنگ نے صرف چھ مہینے میں
اپنے تجربوں پر منظور شدہ رقم سے چھ ہزار دو سو چون ڈالر اٹھارہ سنٹ
زیادہ خرچ کر ڈالے تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس نے چھ ہزار ڈالر
کی ایک خاص رقم بھی مانگی تھی کیونکہ وہ ایک پرانی مشین درست
کرکے پاٹنگ سٹریٹ میں نصب کرانا چاہتا تھا۔ شا نے اپنی رپورٹ
صدر کے دفتر نہیں بھیجی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ الویری بالرڈ اس کے
اعتراضات کو حقارت سے ٹھکرا دے گا۔ مگر مجلس عاملہ کے اجلاس
میں رپورٹ پڑھ کر سنانے کا دوسرا ہی اثر ہوگا۔ اجلاس کی روئداد میں
ایک بار شامل ہو جانے کے بعد اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکے گا۔
.... اور آج رات والنگ وہاں موجود نہیں ہوگا اس لئے وہ
بھیگی بلی بن کر اپنی جان بچانے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ وقت

آگیا ہے کہ کوئی شخص اس کی دکھتی رگ پر انگلی رکھ دے ......
وہ ایوری بلرڈ کو بہت کافی قریب دے چکا ہے۔ مگر یہ تو سبھی کرتے ہیں ...... آلڈرسن گریم اور ڈوڈلے بھی ...... وہ نظریں بچا کر صدر کے دفتر میں پہنچ جاتے ہیں اور خوب گھل مل کر باتیں کرتے ہیں۔
...... مگر ڈالنگ تو بہت ہی بُرا ہے۔ ان سب سے بُرا۔

دیوار کی دوسری طرف سے کرسیاں گھسیٹنے کی آوازیں آئیں اور شانے اپنی گھڑی پر پھر نظر ڈالی۔ پانچ بج کر چھپن منٹ ...... صرف چار منٹ باقی ہیں ...... تمام لوگ جلسے میں شرکت کے لئے جا رہے ہیں ...... مگر وہ اب بھی ایک منٹ اور انتظار کر اسکتا ہے۔ جس کے بعد یہ بات یقینی ہو جائے گی کہ جب وہ ڈائرکٹروں کے کمرے میں داخل ہو گا تو تمام لوگ وہاں پہنچ چکے ہوں گے۔ فٹز جیرلڈ کی موت کے بعد لورن شا جلسے میں پہنچنے کے وقت کا خاص طور پر خیال رکھتا تھا تاکہ جب وہ کمرے میں داخل ہو تو تمام لوگ نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے پر مجبور ہو جائیں۔ اور ان کو یہ ماننے پر مجبور کر دے کہ دراصل وہی نائب صدر انتظامیہ ہے اگرچہ انتخاب کی رسمی کارروائی کچھ التوا میں پڑ گئی ہے۔

اب جو اس نے دوبارہ گھڑی دیکھی تو اس نے محسوس کیا کہ وہ ایک لمحے کی بھی تاخیر کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس نے جلدی سے ایک نیا رومال نکالا، بجٹ کے متعلق خاص رپورٹ ہاتھ میں لی اور دروازے سے نکل کر زینے پر چڑھنے لگا۔ اس نے اپنے چہرے پر مصنوعی ہنسی طاری

کرلی جو ایک طرفہ ذوقِ تجسس کی غماز ہوتی ہے اور "بزنس ویک میگزین کے سرورق پر صنعتی رہنماؤں کی تصویروں میں بالعموم نظر آتی ہے۔

لورن شا جب چوبیسویں منزل پر پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کے دو اندازے غلط تھے۔ دوسرے نائب صدر اس وقت ڈائرکٹروں کے کمروں کے دروازے کے سامنے ایک نیم دائرے میں کھڑے ہوئے تھے اور مس مارٹن ان کے وسط میں تھی .... اور ڈملن والنگ بھی موجود تھا۔ ان کی پشت زینے کی طرف تھی۔ اس نے بجٹ کی رپورٹ تہہ کرکے بڑی احتیاط سے جیب میں رکھ لی۔ اسے پیش کرنے کے لئے مناسب وقت کا خیال رکھنا ضروری تھا ...... اور یہ موزوں وقت نہیں تھا۔

جب وہ زینے سے نکل کر ان کی جانب چلنے لگا تو اس نے ایریکا کو یہ کہتے ہوئے سُنا ...... "مگر مجھے یقین ہے کہ وہ چھ بج کر تیرہ منٹ کی گاڑی سے یہاں ضرور پہنچ جائیں گے۔ ان دونوں گاڑیوں کی روانگی کے وقت میں اتنا کم فرق ہے کہ وہ بڑی آسانی سے پہلی کو چھوڑ کر دوسری گاڑی سے آسکتے ہیں۔ دراصل انھوں نے یہ لکھا ہی نہیں تھا کہ وہ پانچ بج کر چوّن منٹ کی گاڑی سے یہاں پہنچیں گے۔ چونکہ انھوں نے جلسہ چھ بجے طلب کیا تھا اس لئے میں نے یہی نتیجہ نکالا کہ وہ پہلی گاڑی آجائیں گے۔"

شا نے اپنے قدم آگے بڑھائے۔ اس کی نظر میں ایریکا مارٹن

پڑتھیں۔ اس نے اپنی آنکھیں کسی اور سے چار نہیں ہونے دیں "یعنی مسٹر بلرڈ اب تک یہاں نہیں پہنچے؟"

"جی نہیں۔ ایڈی نے سٹیشن سے فون کیا ہے۔ اب وہ چھ بج کر تیرہ منٹ کی گاڑی کا انتظار کر رہا ہے"

اب شا نے اپنے چاروں رفقا کے چہروں پر نظر ڈالی۔ اس نے فوراً ہی یہ محسوس کر لیا کہ ان کی جھنجھلاہٹ کی وجہ سے اسے جوابی اقدام کرنے کا موقع ہاتھ آگیا ہے۔ اس نے کچھ اس طرح مسکرانے کی کوشش کی جیسے وہ ان پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرنا چاہتا ہو کہ مزید نصف گھنٹے کے انتظار سے انھیں پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ اس نے بڑی خاموشی سے ایک قدم آگے بڑھایا۔ پھر کچھ اس انداز سے گویا کہ ایک میزبان اپنے مہمان کے لئے راستہ صاف کر رہا ہے، دھکا دے کر دروازہ کھول دیا، "حضرات! آپ لوگ آرام سے تشریف کیوں نہیں رکھتے"

اس کے دل میں مسرت کی ایک لہر سی دوڑ گئی کیونکہ تمام لوگ دروازے سے ہوتے ہوئے کمرے کے اندر چلے گئے۔ کسی نے اندر جانے سے گریز نہیں کیا...... کسی نے اس کی حیثیت پر اعتراض نہیں کیا..... کسی نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔

لورن شا بہت سوچ سمجھ کر عین اس وقت دروازے کی جانب مڑا جب ایریکا مارٹن اپنے دفتر میں داخل ہونے ہی والی تھی۔۔

"ذرا سنئے تو مس مارٹن۔"

"جی فرمائیے"

وہ اپنی جگہ ٹھہر گیا تاکہ مس مارٹن ایک قدم آگے بڑھا کر اس کی جانب آنے پر مجبور ہو جائے۔ "مجھے ابھی ابھی خیال آیا کہ ممکن ہے کہ مسٹر بلرڈ اجلاس میں کسی رپورٹ کی ضرورت محسوس کریں۔ آپ کی رائے میں ایسی کیا چیز ہو سکتی ہے جو میں ان کے لئے تیار رکھوں؟"

"مجھے افسوس ہے مسٹر شا۔ میں آپ کو یہ نہیں بتا سکتی کہ یہ اجلاس کیوں طلب کیا گیا ہے۔ میں خود نہیں جانتی"

اس نے مس مارٹن کو مڑ کر اپنے دفتر میں جاتے ہوئے دیکھا تو اس کے دل میں شدید غصہ پیدا ہوا۔ مگر اس نے اپنے لبوں پر دوبارہ مسکراہٹ پیدا کرنے کی کوشش شروع کر دی کیونکہ ڈائرکٹروں کے کمرے میں جانے کے لئے خندہ پیشانی ضروری تھی۔

گریم اور والنگ کمرے کے آخری سرے پر کھڑے ہوئے تھے اور ان کی پشت اس کی جانب تھی۔ بڑی میز کا چکر کاٹ کر وہ ان کے قریب سے گزرا تاکہ تھوڑی سی ان کی باتیں بھی سن لے۔ وہ فرنیچر کے کسی کیمیاوی رنگ کی باتیں کر رہے تھے اور انہیں بھی یہ علم نہیں تھا کہ اجلاس کیوں طلب کیا گیا ہے۔

وہ فریڈ الڈرسن کی طرف بڑھتا چلا گیا جس نے اپنی جیب سے ایک ڈائری نکال لی تھی۔ وہ ڈڈلے کی باتیں بھی سنتا جاتا تھا اور اس میں کچھ لکھتا بھی جا رہا تھا۔ قبل اس کے کہ وہ ان کے اتنا قریب

پہنچتا کہ ان کی گفتگو سن سکتا آلڈرسن نے نوٹ بک بند کر کے اپنی واسکٹ کی جیب میں اُڑس لی تھی - ڈڈے باتیں کرتا کرتا خاموش ہو گیا - اس سکوت میں اتنا طنز چھپا ہوا تھا کہ اُسے توڑ دینا ضروری ہے۔

شا نے آلڈرسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نیویارک میں حالات نے کوئی اچانک پلٹا کھایا ہے - ہماری توقع سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ"

آلڈرسن نے اسے بے معنی نظروں سے دیکھا "میں ـــ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخران تمام باتوں کا مطلب کیا ہے ؟"

"تمہیں نہیں معلوم ؟" شا نے اپنے لہجے میں تحیر پیدا کرتے ہوئے کہا - مگر اس نے فوراً ہی بڑی چالاکی کے ساتھ پریشانی اور معذرت خواہی کا انداز پیدا کر لیا "معاف کرنا فریڈ - میں نے دراصل یہ سمجھا تھا کہ بڑے میاں نے اس کے بارے میں تم سے ضرور بات کر لی ہوگی"

اس نے اپنی نظریں آلڈرسن پر اتنی دیر تک گاڑے رکھیں کہ اسے یقین ہو جائے کہ تیر نشانے پر بالکل ٹھیک بیٹھا ہے - کمرے کی خاموشی کہہ رہی تھی کہ یہ وار باقی لوگوں کے لئے بھی کاری ثابت ہوا تھا - جب اس نے مڑ کر میز کے نیچے سے کرسی کھینچنا چاہی تو اس نے دیکھا کہ ان کے چہرے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ان کا تاثر واقعی وہی تھا جو وہ پیدا کرنا چاہتا تھا - وہ سب مات کھا

گئے تھے۔ ہر ایک چاروں شانے چت ہوگیا تھا۔ اور انھیں اس کا احساس بھی تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس پر وہ خوش نہیں تھا مگر اسے کیا غم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔

اس کی ہتھیلیاں دوبارہ بھینچ گئی تھیں۔ اس نے اپنا رومال نکالا اور ایک ہی جھٹکے سے اس کی تہیں کھول دیں جیسے کوئی پرچم لہرا دیا گیا ہو۔

پانچ بج کر ۵۹ منٹ شام

ایریکا مارٹن کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ اس نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری جانب کی آواز سنتے ہی اس میں ایک بے زاری سی پیدا ہوئی، مگر اس نے یہ احتیاط ملحوظ رکھی کہ اس کے لہجے سے یہ ظاہر نہ ہونے پائے کہ اسکے دل میں کیا ہے۔ "مجھے افسوس ہے مسٹر پرنس مسٹر بلرڈ ابھی واپس نہیں پہنچے" اس نے ٹیلیفون بند نہیں کیا وہ اس آواز کو بڑی بے دلی سے سن رہی تھی۔ جو ایک بے فکر مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح اس کے کانوں میں گونج رہی تھی "جی ہاں مسٹر پرنس۔ میں ان سے کہہ دوں گی کہ جس قدر جلد ممکن ہو وہ آپ کو فون کرلیں"

ایریکا مارٹن نے لمبی سانس لی اور پھر ہوا کو آہستگی کے ساتھ ایک رفتار سے نکل جانے دیا۔ جیسے وہ ضبطِ نفس کی مشق کر رہی ہو۔

ٹیلیفون بند کر دینے کے بعد بھی ایریکا مارٹن کے کانوں میں وہی بھنبھناہٹ گونجتی رہی۔ اسے وہ وقت یاد آگیا جب جولیا ٹریڈ بلرڈ کو فون کر کے اپنے پاس بلایا کرتی تھی اور ایلوری خواہ جتنا بھی

مصروف ہوتا تمام کام چھوڑ کر اس سے ملنے چلا جایا کرتا تھا۔ اس کا فون ہمیشہ کافی شام کو آیا کرتا تھا اور اس کے پاس چلے جانے کے بعد وہ دوسرے ہی دن دفتر آتا تھا۔ مگر کئی سال سے یہ سلسلہ بند تھا۔ جولیا ٹریڈوے نے ڈوائٹ پرنس سے شادی کر لی تھی۔ اس کے بعد بات چیت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر بظاہر ایسا نہیں ہوا تھا .... اب یہ دوبارہ شروع کیا جا رہا تھا۔

ایریکا مارٹن کی انگلیوں کے دباؤ کی وجہ سے پنسل کا سکہ ٹوٹ گیا تھا، اس کا پیغام یاد رکھنے کے لئے اسے نوٹ کرنا چنداں ضروری نہ تھا۔ وہ یاد رکھے گی ..... بھولنا ناممکن ہے .... لیکن اس نے بلرڈ کی یادداشت کی کاپی میں لکھ دیا کہ وہ جولیا کو فون کرے تو چڑیل جولیا کا نام اپنی زبان سے نہیں لینا پڑے گا۔

چھ بجے شام

ٹریڈوے ٹاور کے گھڑیال نے گجر کے بعد گمک دار آواز میں چھ بجائے۔ آواز اتنی تیز تھی کہ ڈائرکٹروں کے کمرے کی دیواریں تک تھرتھرا اٹھیں۔ ٹاور کے معماروں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ عمارت کے بلند ترین حصہ میں گجر کی آواز سے اتنی زیادہ بازگشت پیدا ہو گی کہ وہ ۲۳ ویں اور ۲۴ ویں منزل کے لوگوں کے لئے ناقابلِ برداشت ہو جائے گی۔ اور ان ٹریڈوے نے تو اسے محض اس

لئے برداشت کر لیا تھا کہ گجر خود اس کی ہدایت پر لگایا گیا تھا مگر بلرڈ نے صدر بننے کے بعد جو کام سب سے پہلے کئے تھے ان میں یہ حکم بھی شامل تھا کہ جب وہ ۲۴ ویں منزل میں موجود ہو تو گجر نہ بجایا جائے۔ بلبرگ کے لوگ جب گجر کی آواز سنتے تھے تو انھیں معلوم ہو جاتا تھا کہ بلرڈ اس وقت ٹاور میں موجود نہیں ہے۔

فریڈرک آلڈرسن نے جب گجر کی آواز سنی تو اس نے اپنی کرسی کا ہتھا زور سے پکڑ لیا۔ آواز اتنی تیز تھی کہ جیسے یہ اس کی رگ رگ میں گونج اٹھی ہو۔ اور وہ اس طرح کانپ رہا تھا گویا کہ اس پر مرگی کا دورہ پڑا ہے اور اس کا جسم اس کے قابو میں نہ رہا ہو۔ جب اس نے اپنی کرسی کی پشت کا سہارا لینے کی کوشش کی تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ اور زیادہ کانپنے لگا ہے۔

گھنٹے کی آواز ختم ہونے کے بعد ہر طرف موت کی سی خاموشی چھا گئی۔ یہ سکوت اور بھی جانگداز تھا۔ آلڈرسن اپنی کرسی پر بے چینی سے پہلو بدلنے لگا اور چرمی گدے کی چرمر سے اتنی آواز بلند ہوئی کہ دوسرے نائب صدر اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔ انھوں نے یہ سمجھا کہ شاید وہ کچھ کہنے جا رہا ہے اس لئے ارادہ کے برعکس اسے لب کشائی کرنا پڑی۔

"مجھے امید ہے کہ اجلاس زیادہ طول نہیں کھینچے گا۔ مجھے اپنی بیوی کے ساتھ رات کے کھانے پر جانا ہے"

"مجھے بھی۔ فریڈ" والٹ ڈوڈلے نے ایک بے معنی سا قہقہہ لگایا۔

مجھے ہوائی جہاز پر سفر کرنا ہے اور سات بجے تک ہوائی اڈے پر پہنچ جانا ہے۔"

"شکاگو جا رہے ہو؟"

"ہاں کل تمام سٹورز اور ڈاک سے آرڈر بھیجنے والوں کے لئے مال کی پیشگی نمائش کا انتظام کیا گیا ہے۔ دوشنبے سے ہم پھر باقاعدہ کاروبار کی اسی چکی میں پسنے لگیں گے۔"

ڈڈلے کا لہجہ دلجوئی کا مقتضی تھا اور قبل اس کے کہ آلڈرسن اس سے اظہار ہمدردی کرتا اس نے دیکھا کہ لورن شامیتر کے دوسرے سرے پر اپنی کرسی سے آگے کی طرف جھک رہا ہے۔

شا نے سرسری طور پر کہا "اگر تمہیں اتنی ہی زحمت ہو گی تو میرا خیال ہے کہ تمہیں اس اجلاس کے لئے ٹھہرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے"

آلڈرسن دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ وہ اس کی چال سمجھ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ شا کے لئے اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اسے وہاں سے ہٹا دے تاکہ جب بلرڈ آ جائے تو شا کو اس کی پشت میں ایک اور خنجر پیوست کرنے کا موقع مل جائے۔ ہاں شا کا یہی داؤ ہے ...... یہی چال وہ ٹنز جیرلڈ کی موت کے بعد برابر چلتا آیا ہے۔

"فریڈ۔ بہتر ہے کہ تم یہیں ٹھہرو۔" جیس گریم نے جو میز پر اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا سرگوشی کے انداز میں کہا۔ اس نے اپنی آواز

کو پھیلنے سے روکنے کے لئے اپنا ہاتھ منہ کے قریب لگا لیا تھا جس سے وہ بظاہر اپنے پائپ کا تمباکو درست کر رہا تھا۔

یہ سرگوشی محض ایک مشورہ نہیں تھی۔ یہ اس کی اخلاقی پشت پناہی بھی تھی اور آلڈرسن نے اس کے رویہ پر پسندیدگی کا اظہار بھی کیا۔ شا نے جیس کو بیوقوف بنانے کی کوشش نہیں کی تھی ایک لمحے کے لئے بھی نہیں۔ کیا شا دوسروں کو بے وقوف بنا رہا ہے؟ نہیں۔ ۔ ۔ ۔ یہ اتنی کھلی ہوئی بات تھی کہ کوئی شخص اسے محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ۔ ۔ ۔ وہ سب جانتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان سب پر شا کے دانت ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایوری بلرڈ کے سوا ہر ایک پر۔

آلڈرسن نے میز کے چاروں طرف نظر دوڑائی اسے ایک واقعہ یاد آگیا جو شا کی بدطینتی کی سب سے بڑی مثال تھی۔ اور جس کی خلش وہ آج بھی اپنے دل میں محسوس کر رہا تھا۔ میز کے گرد آٹھ کرسیاں تھیں۔ تین تین لمبائی کی جانب اور ایک ایک دونوں سروں پر۔ ایوری بلرڈ ہمیشہ مغربی سرے پر بیٹھا کرتا تھا اور فٹز جیرلڈ اپنی موت سے قبل مشرقی سرے پر۔ آلڈرسن چونکہ سب سے سینیر نائب صدر تھا اس لئے وہ بجا طور پر مسٹر بلرڈ کے دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا۔ جیس گریم کی نشست صدر کے بائیں طرف تھی۔ فٹز جیرلڈ کی موت کے بعد پہلے ہی ہفتے میں شا نے اپنی چال پر عمل شروع کر دیا۔ اس کا آغاز اس نے یوں کیا کہ مجلس عاملہ کا وقت کسی طرح گیارہ بجے سے نو بجے

کرا دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سورج کی روشنی عین مسٹر بلرڈ کی آنکھوں پر پڑنے لگی۔ یہ منصوبہ شا نے اپنے مکار ذہن میں بہت سوچ سمجھ کر تیار کیا تھا۔ دھوپ کی وجہ سے بلرڈ نے اپنی نشست میز کے دوسرے سرے پر تبدیل کر لی۔ اس طرح شا کی نشست صدر کے دائیں جانب ہو گئی اور سینیئر نائب صدر فریڈرک آلڈرسن اچانک میز کے آخری سرے پر پہنچ گیا۔ اس وقت اس کے دل میں غصہ کی ایک آگ بھڑکی تھی جو اتنی مہیب تھی کہ اس کے شعلے شاید کبھی سرد نہ ہو سکتے۔ شا نے اسے زندگی کی سب سے بڑی نعمت اور الوری بلرڈ کے دائیں جانب بیٹھنے کی سعادت سے محروم کر دیا تھا۔

فریڈرک آلڈرسن نے اکسٹھ سال کی عمر میں یہ محسوس کر لیا تھا کہ وہ کامیابی کے عروج پر پہنچ گیا ہے۔ وہ اس سے زیادہ بلندی پر نہیں پہنچ سکتا۔ اب یہ صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ وہ کبھی ٹریڈوے کارپوریشن کا صدر نہیں بن سکے گا۔ اس کی عمر الوری بلرڈ سے پانچ سال زیادہ ہے اور وہ اس سے پہلے ہی ریٹائر ہو جائے گا۔ اس احساس نے اس کے دل میں بہت زیادہ ملال پیدا نہیں کیا تھا۔ وہ اپنی اس حیثیت پر مطمئن تھا کہ وہ صدر کا دستِ راست ہے۔ اس کے لئے یہی کافی تھا۔ اسے جو کچھ حاصل تھا وہ اسی پر قانع ہو گیا تھا۔ مگر اس طمانیت قلب کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ اس وقت

تک جتنی اہمیت حاصل کر چکا تھا۔ اس میں کوئی کمی پیدا نہ ہو۔

فریڈرک نے اپنے دل کو یہ کہہ کر سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ کہ ممکن ہے ورن شا معذور ہو۔ حالانکہ وہ اس کے باوجود قابل معافی نہ تھا۔ اور اسے معذور سمجھنے کے لئے اس کے حق میں صرف یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ شا کو یہ معلوم نہیں ہے کہ آلڈس نے آج سے بہت پہلے ۱۹۲۱ء میں ایوری بلرڈ کے لئے جو کچھ کیا تھا اس کے بغیر ٹریڈوے کارپوریشن کا وجود ہی نہ ہوتا۔ اسی سے ہر چیز کی ابتدا ہوئی تھی۔۔ یہ ابتداء نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

یہ بے خبری صرف شا تک محدود نہ تھی۔۔ ۔۔۔ کمپنی میں بہت سے دوسرے کم عمر افراد کو بھی اس کا کوئی علم نہ تھا۔۔۔۔۔ اور جو عمر رسیدہ لوگ اس سے واقف ہیں۔ وہ بعض اوقات پرانی باتیں بھول جاتے ہیں۔ گزشتہ چند سال میں بعض ایسے لمحات بھی آئے تھے جب اسے شک ہوا تھا کہ خود بلرڈ بھی یہ باتیں بھول گیا تھا۔۔۔ مگر حقیقت یہ نہیں تھی۔ ایوری بلرڈ ایک عظیم انسان ہے۔ عظیم انسان کبھی کوئی بات بھولتے نہیں۔ بعض اوقات وہ بہت مصروف یا کسی معاملے میں بہت زیادہ الجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسلئے کبھی کبھی ان کو کچھ باتیں یاد نہیں آتیں مگر وہ باتیں بھی انھیں بالآخر یاد آ ہی جاتی ہیں۔ اسی لئے

تو وہ عظیم بن جاتے ہیں۔

فریڈرک آلڈرسن کو ہر بات ذرا ذرا یاد تھی۔ یہ عجیب اتفاق تھا کہ اس سے قبل اس کا حافظہ کبھی اتنا حاضر نہیں ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وقت نے ان بھولے بسرے دنوں کی یاد دھندلی کرنے کے بجائے اس کے حافظے کو اور بھی تازہ کر دیا تھا۔ ان دنوں جو کچھ ہوا تھا وہ سب اسے اچھی طرح یاد تھا۔ اس نے جو کچھ سنا تھا اس کا ایک ایک لفظ اس کے کانوں میں گونج رہا تھا اور اس نے جو کچھ دیکھا تھا اس کا نقشہ اس کی آنکھوں میں پھر رہا تھا جیسے یہ کل ہی کی بات ہو۔ اس کی نظروں کے سامنے وہی ایوری بلرڈ تھا جو ایک دن صبح سویرے بوڑھے مسٹر بیلنگر کے دفتر سے باہر نکلتا ہوا دیکھا گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی پرانی تصویر کو دیکھ رہا ہو۔ جو بڑی احتیاط کے ساتھ محفوظ کر لی گئی تھی۔

آلڈرسن نے اپنا سر پیچھے کی طرف جھٹکا۔ جیسے کسی ان دیکھے مطرب نے کوئی ساز چھیڑ دیا تھا۔ اس کے دل نے اس داستان کو ایک بار پھر دہرانا شروع کر دیا۔ جو اس کے حافظے میں آئینے کی طرح روشن تھی یہ داستان وہ دل ہی دل میں اکثر دہرایا کرتا تھا۔ تم نے شاید پرانی بیلنگر فرنیچر کمپنی کا نام تک نہ سنا ہوگا۔ مگر ایک زمانے میں جب وہ عروج پر تھی تو اس کا دور دور شہرہ تھا۔ تم اور ایوری بلرڈ اس میں ایک ساتھ کام کرتے تھے۔ میں منیم تھا ان دنوں اکاؤنٹنٹ کو یہی نام سے پکارا

جاتا تھا اور الوری بلرڈ ایک نوجوان سیلز مین تھا جو جنگ ختم ہونے کے بعد ۱۹۱۸ء میں ہماری کمپنی میں ملازم ہو گیا تھا۔ جناب میں نے شروع ہی سے اندازہ کر لیا تھا۔ کہ الوری بلرڈ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا اس لئے ہم دونوں ایک دوسرے سے کافی قریب آ گئے تھے۔

اس کی بہت سی باتیں ایسی تھیں جن میں آج بھی کوئی فرق نہیں آیا مثلاً وہ کبھی اعداد و شمار میں سر کھپانے کا قائل نہیں تھا اس لئے اس کے تخمینے میں ہی تیار کیا کرتا تھا۔ آج کل کے نوجوان کیا جانیں کہ تخمینہ کیسے کہتے ہیں۔ اب تو وہ آنکھ بند کر کے نرخنامے کے مطابق مال فروخت کر دیتے ہیں مگر بیلنگر کے یہاں ہر چیز کی قیمت کا تخمینہ لگانا ضروری ہوتا تھا۔ ایک ایک پائی کا تخمینہ۔ اسی کی صحت میں کامیابی یا ناکامی کا راز مضمر ہوتا تھا۔ خاص طور پر بڑے بڑے اداروں کے آرڈر کی تعمیل کے سلسلہ میں تو تخمینہ بہت اہمیت رکھتا تھا اور بیلنگر زیادہ تر ایسے ہی اداروں سے کاروبار پسند کرتا تھا۔ وہ ہوٹلوں، اسکولوں اور ہسپتالوں وغیرہ کو فرنیچر مہیا کرتا تھا۔

کبھی کبھی میں الوری بلرڈ کا کوئی بہت بڑا تخمینہ تیار کرنے کے لئے رات رات بھر کام میں مصروف رہتا تھا۔ ان دنوں بھی وہ آج کل سے بہت زیادہ مختلف نہیں تھا۔ اس کے ذہن میں نئے نئے خیالات کی آمد کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا تھا۔ میں جیسے ہی کسی خاص نقطۂ نظر کے مطابق تخمینہ تیار کر لیتا اسے اچانک کوئی بہتر خیال سوجھ جاتا اور

مجھے تمام کام دوبارہ نئے سرے سے شروع کرنا پڑتا۔ مگر اس کی
کسے پروا تھی۔ خاص طور پر جب ایوری بلرڈ کے ساتھ کام کرنا ہو۔
کیونکہ وہ اپنے ساتھی کو ہمیشہ ایک نئی لگن سے سرشار رکھتا تھا اس
کا ساتھی مسلسل یہی محسوس کرتا کہ ہم کسی نئی منزل سے روشناس
ہو رہے ہیں۔ میری باتیں سمجھ رہے ہو نا؟۔

یہ ۱۹۲۰ء کی بات ہے۔ یہ غیر معمولی گرم بازاری کے دن تھے۔
قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور ہر شخص فرنیچر پر ٹوٹا پڑ رہا تھا۔
ایسا ہی چند سال قبل بھی ہوا تھا۔ تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی تھی اور
بڈھا بیلنگر ٹھیکے لینے کے بجائے فرنیچر کی دکانوں کے ہاتھ اپنا مال فروخت
کر رہا تھا۔ دیکھو نا اُن دنوں فرنیچر کی کمی تھی اور منافع کی شرح کچھ زیادہ
رکھی جا سکتی تھی۔ پھر ایک بہت بڑا موقع میسر آ گیا۔ سات نئے ہوٹلوں
کے لئے تمام فرنیچر مہیا کرنے کی بولی دینے کا موقع۔ ایوری بلرڈ نے
اس کے لئے کام شروع کر دیا۔ اور کام سے میری مراد واقعی کام ہے۔
دن اور رات کام، ایک دو دن نہیں ہفتے بھر مسلسل اٹھارہ سے
بیس گھنٹے تک کام ـــــ بہت سے فرنیچر کے ڈیزائن اس نے
خاص طور پر خود تیار کئے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ ایوری بلرڈ ڈیزائن بھی
تیار کرتا تھا۔ تم کیا جانو؟ یہ ایک ایسی بات ہے جو بہت سے
لوگوں کو نہیں معلوم۔ اسے وہ لوگ کیا جانیں جو اس سے میری طرح
قریب نہیں رہے۔ جب کوئی کام آ پڑے اور کوئی باہمت انسان

اس کی تکمیل کا تہیہ کرلے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ اسے انجام نہ دے سکے۔ بہر صورت بلرڈ نے اپنی بولی کے ساتھ پیش کرنے کے لئے بہت سے نئے ڈیزائن تیار کئے جو واقعی بہت عمدہ تھے۔ وہ صرف دیکھنے میں اچھے نہیں تھے۔ تم شاید سمجھ سکتے ہو کہ وہ فیکٹری والوں کے نقطۂ نظر سے بھی بہت اچھے تھے۔ ایسا مال جس کے لئے فیکٹری میں کام شروع کیا اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا سکتا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ بہت سے لوگ مسٹر بلرڈ کی صلاحیتوں کا اعتراف نہیں کرتے فرنیچر تیار کرنے میں مہارت کی صلاحیتوں کا۔

اس کے بعد جناب یہ ہوا کہ ہم نے ہر چیز بالکل درست کر لی اور مسٹر بلرڈ ہوٹل والوں سے ملاقات کے لئے نیویارک چلے گئے۔ وہ منگل کو گئے اور جمعرات کو واپس آئے۔ مجھے یہ سب اتنی اچھی طرح یاد ہے جیسے یہ کل ہی کی بات ہو جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے میں انھیں دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ آرڈر انہی کو ملا ہے۔ انھیں جو بھی دیکھتا یہی اندازہ لگا لیتا انھیں پانچ لاکھ ڈالر کا فرنیچر مہیا کرنا تھا۔ آج بھی یہ آرڈر بہت بڑا سمجھا جائے گا۔ ٹریڈ وے کارپوریشن کی طرح بہت بڑے کارخانوں میں بھی۔ شاید تمہیں یاد ہو گا کہ بلنگر کا کارخانہ بہت چھوٹا سا تھا۔ میرے خیال میں تم یہ اندازہ بھی لگا سکتے ہو کہ اتنا بڑا آرڈر حاصل کر لینے کے بعد ایوری بلرڈ کی طرح کے ایک نوجوان کے قلبی احساسات کیا ہو سکتے ہیں۔ میرے اپنے بھی احساسات وہی تھے جو شخص ان کے ساتھ اتنا قریب رہ کر کام کرتا

ہو وہ لازمی طور پر اسی طرح محسوس کرتا۔

دوسرے دن صبح مسٹر بیلنگر جیسے ہی اپنے دفتر پہنچے ایوری بلرڈ بھی ان سے ملنے چلے گئے اور دس منٹ بعد باہر آئے۔ میں نے زندگی میں پہلی بار دیکھا کہ وہ بالکل پاگل ہو رہے تھے۔ ممکن ہے تم بھی دعویٰ کرو کہ میں نے انھیں جنوں میں مبتلا دیکھا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اتنے غضبناک کبھی نہیں ہوئے۔ ایک لمحے کے لئے تو ان پر سکتہ سا طاری ہو گیا اور وہ بالکل چپ چاپ بیٹھے رہے۔ جیسے وہ کسی سے اس ملاقات کی روداد بیان ہی نہیں کریں گے۔ مگر میں بیٹھا انتظار کرتا رہا کیونکہ میں جانتا تھا کہ فوراً نہیں تو کچھ دیر بعد وہ مجھے سب کچھ ضرور بتا دیں گے۔ میں ان سے ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی بہت قریب تھا۔

بالآخر اصل بات سامنے آہی گئی۔ بوڑھا بیلنگر اپنے ارادے سے پھر گیا تھا اور آرڈر قبول کرنے کے لئے کسی طرح تیار نہ ہوتا تھا۔ اس وقت بلرڈ نے جو کچھ کہا اسے میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ انھوں نے کہا "فریڈ جہاں تک میرا تعلق ہے یہ میری برداشت سے باہر ہے۔ جس کمپنی کا صدر اتنا بزدل ہو اس کا مستقبل ہی کیا ہو سکتا ہے۔ بڈھے بیلنگر کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا آرڈر ملا ہے مگر اسے دیکھ کر اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے ہیں"

یہ تو بالکل فطری بات تھی کہ میں بلرڈ سے پوچھتا "اب کیا ارادہ ہے؟"

انھوں نے جواب دیا "فریڈ۔ بیلنگر نے کہا ہے کہ مجھے اس آرڈر کی

ضرورت نہیں ہے ۔ تم جو چاہو کرو ۔ میں کسی ایسی فیکٹری کی تلاش میں ہوں جس کا مالک ، اتنا باشعور ہو کہ اس آرڈر کی اہمیت کو سمجھ سکے ۔ کاروبار مندا پڑتا جا رہا ہے ۔ اور مال کا نکاس کم ہوتا جا رہا ہے ۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو جلد ہی میرے دن آنے والے ہیں ۔ بدترین کساد بازاری کے وقت موجودہ قیمتوں پر پانچ لاکھ ڈالر کا آرڈر آئندہ چل کر ایک نعمت بن جائے گا ۔" اس کے بعد انھوں نے مجھ سے مشورہ مانگا ۔ فریڈ تمہارا کیا خیال ہے ؟ میں یہ آرڈر لے کر کہاں جاؤں ؟"

میں نے ان سے وہیں اور اسی وقت کہہ دیا ۔ کہ ملبرگ جا کر اورن ٹریڈ وے سے بات کرو ۔ اس طرح شروع ہوا یہ سلسلہ کہاں جناب ! یہی تھا ان تمام باتوں کا نقطۂ آغاز ۔

چند مہینے بعد مجھے الوری بلرڈ کا ایک خط ملا جس میں انھوں نے مجھے اپنا سیلز مینجر بنا دیا ۔ ۔ ۔ " اگر کبھی تمہیں ملازمت کی ضرورت ہو تو تم میرے پاس آ سکتے ہو ۔" میں نے خط پورا پڑھا بھی نہیں تھا کہ میں نے اور ایڈتھ نے سامان باندھنا شروع کر دیا ۔ تم جانتے ہو کہ ہمارے اور الوری بلرڈ کے درمیان ہمیشہ ایسے ہی تعلقات رہے ہیں ۔ انہیں مجھ سے کوئی کام کرانا ہوتا تھا تو ایک لفظ سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی ۔ ہاں ۔ ہاں مجھے اس سے انکار نہیں کہ ان میں بعض خصوصیتیں بھی ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ ان کے ساتھ بعض لوگوں کا گزارا بالکل ناممکن ہے مگر میرا معاملہ بالکل مختلف ہے ۔ ہم اور الوری بلرڈ

ایک دوسرے سے بے حد قریب رہے ہیں۔

تمہیں یاد ہو گا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یہ ۱۹۲۰ء کی بات ہے الوری بلرڈ نے بالکل درست کہا تھا۔ ۱۹۲۱ء کی کساد بازاری نے کاروبار کو بالکل تہس نہس کر دیا مگر پانچ لاکھ ڈالر کے صرف اسی آرڈر کے سہارے ٹریڈ ڈوے کارپوریشن کام کرتی رہی۔ اگر آرڈر نہ ملا ہوتا تو ——

خیالات کا یہ سلسلہ اچانک ٹوٹ گیا۔ والٹ ڈڈ لے اس کا ہاتھ تھپتھپا کر دروازے کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ ایریکا مارٹن سامنے کھڑی ہوئی تھی اور جب اس نے ادھر دیکھا تو مس مارٹن نے اسے اپنے ہاتھ کے اشارے سے باہر بلایا۔ چاروں آدمیوں کی نظریں اس کے ساتھ ہی دروازے تک گئیں۔ ان میں سب سے زیادہ تیز نظریں لورن پی شا کی تھیں جو آتشی شیشے کی تمام روشنی صرف اس پر ڈال رہی تھیں

"وہ مسز پرنس آپ سے فون پر بات کرنا چاہتی ہیں۔ مسٹر الڈرسن، پندرہ منٹ میں دوبار ان کا فون آ چکا ہے۔ پہلے تو وہ مسٹر بلرڈ سے بات کرنا چاہتی تھیں مگر اب وہ کہتی ہیں کہ آپ ہی کو بلا دیا جائے"

"مجھے بلایا ہے؟" اسے خوشی تھی کہ جولیا ٹریڈ وے پرنس نے بلرڈ کے بجائے کسی اور سے بات کرنے کے لئے اسی کو منتخب

کیا ہے۔ وہ اورن ٹریڈ وے کی لڑکی تھی۔ ٹریڈ وے کے خاندان میں اس کے سوا کوئی نہیں بچا تھا اور طرح طرح کی افواہوں کے باوجود اس نے ٹریڈ وے کے خاندان سے اپنا تعلق ترک نہیں کیا تھا، وہ اب بھی نارتھ فرنٹ سٹریٹ میں پتھر کی بلند دیوار کے پیچھے رہتی تھی۔

الڈرسن کو معلوم تھا کہ وہ ایوری بلرڈ کو اکثر ٹیلیفون کر کے کاروباری معاملات میں اس سے مشورہ کیا کرتی تھی۔ اگر اس نے کسی کام کے لئے کہا تو وہ اسے بلا تکلف کر دے گا اور مسٹر بلرڈ اس کی فوراً منظوری دے دیں گے۔ پچھلے ہی مہینے اس نے بلرڈ کی درخواست پر اس کی کسی زمین کو پٹہ پر دینے کا اقرار نامہ تیار کرنے پر پوری ایک شام صرف کر دی تھی۔

"فرمائیے مسز پرنس۔ میں فریڈرک آلڈرسن بول رہا ہوں"

"آپ کی زحمت کا شکریہ مسٹر الڈرسن۔ میں مسٹر بلرڈ سے بات کرنے کی کوشش کرتی رہی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیویارک سے واپس نہیں آئے"

"جی ہاں ابھی نہیں آئے۔ اُمید ہے کہ وہ آتے ہی ہوں گے مگر...."

"کوئی غیر معمولی بات پیش آگئی ہے۔ کم سے کم مجھے تو ایسا تجربہ کبھی نہیں ہوا اور میں اچھی خاصی الجھن میں مبتلا ہو گئی ہوں ممکن ہے آپ ہی کوئی مشورہ دے سکیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے"

"بڑی خوشی سے میں ضرور کوشش کروں گا۔ مسٹر پرنس"

"ممکن ہے کسی نہ کسی شکل میں اسے کوئی اہمیت حاصل ہو ــــ یہ ایک ایسی بات ہے جس کا علم مسٹر بلرڈ کو ضرور ہونا چاہیئے اور یقیناً آپ کو بھی۔ مگر جہاں تک میرا تعلق ہے میں حد سے زیادہ پریشان ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسے کوئی اہمیت بھی حاصل ہے یا نہیں۔

"اچھا"

"آپ مسٹر کیسویل کو تو ضرور جانتے ہوں گے۔"

"خوب جانتا ہوں"

"آج دوپہر کے بعد انھوں نے فون پر دریافت کیا تھا کہ میں نے ٹریڈوے کے کچھ حصص فروخت کئے ہیں یا نہیں۔ میں نے اس کا نفی میں جواب دے دیا۔ پھر اس کے بارے میں اور کچھ نہیں سوچا ــــ اور بہت ممکن ہے ان دونوں ٹیلیفونوں کے درمیان کوئی تعلق نہ ہو ــــ مگر ایک گھنٹے کے قریب ہوا نیویارک سے میرے پاس ایک اور فون آیا۔ یہ کسی مسٹر پلچر کا تھا۔ بروس پلچر۔ کیا آپ انھیں جانتے ہیں؟"

اس نے محسوس کیا کہ جیسے وہ اس کے بارے میں کچھ جانتا ہے مگر اس کے ذہن میں فوری طور پر کسی شخص کا واضح تصور نہیں ابھرا۔ "نام تو کچھ مانوس معلوم ہوتا ہے۔ میں ــــ"

" اس کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک بار مسٹر شا کے ساتھ مجھ سے مل چکا ہے۔ مگر مجھے تو یاد نہیں آتا کہ وہ کب ملا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اوڈلیبہ سٹورز سے ــــ یا ممکن ہے کوئی اور نام ہو ــــ وابستہ ہے"

" ہاں۔ ہاں۔ اب یاد آگیا" الڈرسن نے کسی توقف کے بغیر جواب دیا۔ اپنے حافظے کی کمزوری پر جھنجھلاتے ہوئے اس نے جواب دیا" مسٹر پلچر اوڈلیبہ سٹورز کے صدر ہیں اور ہمارے سب سے بڑے گاہکوں میں شمار کئے جاتے ہیں"

" اس کا مطلب ہے کہ وہ کوئی ایسا شخص ہے جسے ہماری کمپنی کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکتا ہے"

مسز پرنس کے لہجے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اس معاملے کو بہت اہم سمجھتی تھی جس کی وجہ سے الڈرسن کے فطری احتیاط میں اور زیادہ شدت پیدا ہو گئی" اس کا انحصار خود آپ پر ہے مسز پرنس۔ اگر آپ مجھے یہ بتا سکیں کہ اس نے آپ سے کیا کہا تھا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے کچھ بتانا پسند کریں"

" یقیناً۔ اسی لئے تو میں نے آپ کو فون کیا تھا۔ اس نے کہا ہے کہ اسے بعض ایسی باتیں معلوم ہوئی ہیں جو ٹریڈوے کارپوریشن کے لئے انتہائی ناسازگار ہیں اور" ــــ

" کیا بات ہے وہ؟"

"اس نے کہا تھا کہ اسے ——"

"جی ہاں میں نے سن لی آپ کی بات مسز پرنس۔ مگر اس نے کہا کیا تھا؟ — میں تصور ہی نہیں کر سکتا کہ ——"

"میں نے اس سے دریافت کیا تھا مگر اس نے جواب دیا کہ اسے یہ اطلاع ایک انتہائی خفیہ ذریعہ سے ملی ہے اور اُسے مجھے اس کے بارے میں کچھ بتانے کی اجازت نہیں ہے"

اس نے خاموش ہو کر دل ہی دل میں اس سوال پر بحث شروع کر دی کہ یہ انکشاف مصلحت کے منافی تو نہیں ہے کہ آئندہ ششماہی میں کتنا منافع دکھایا جائے گا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ الوری بلرڈ کی واضح منظوری کے بغیر مسز پرنس کو بھی اعداد وشمار بتانا مناسب نہیں ہے۔

"مسز پرنس۔ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو کسی ایسی افواہ سے ذرا بھی نہ پریشان ہوتا۔ جب آپ ششماہی رپورٹ پڑھیں گی تو اس میں منافع کی رقم دیکھ کر آپ کو یقیناً مسرت ہو گی۔ ہم نے موسم خزاں کے لئے ابھی ابھی اپنے تخمینے تیار کئے ہیں اور —— اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو چنداں پریشان نہ ہوتا"

"یہ سُن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی مسٹر آلڈرسن۔ در اصل میں اس آدمی کی وجہ سے گھبرا گئی تھی جسے بڑا اصرار تھا کہ میں اپنے کچھ حصص اس کے ہاتھ فروخت کر دوں"

"آپ اپنے حصص فروخت کر دیں؟"

"جی ہاں۔ یہی تو اس کا اصل مقصد تھا۔ اس نے کہا تھا کہ آئندہ چند ہفتوں میں ٹریڈ وے کے حصص کی قیمت لازمی طور پر گر جائے گی، لہٰذا اگر میں اپنے حصص اپنے ہی پاس رکھنا چاہوں تب بھی یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ میں انھیں اس وقت فروخت کرکے کچھ دن بعد دوبارہ خرید لوں اور اس طرح بہت سا منافع کما لوں۔"

"ہاں، میں ــــ ہاں مجھے اس میں کوئی معقول بات نظر نہیں آتی مسز پرنس۔"

"میں خوب سمجھتی ہوں۔ یہ تجویز مجھے بھی بہت عجیب معلوم ہوئی تھی۔ میں نے اس سے دریافت کیا تھا کہ اس نے مجھے کیوں فون کیا ہے تو میں اس سے صرف اتنا اگلوا سکی کہ اس کے پاس ایک ایسا ذریعہ موجود ہے۔ جس کی مدد سے وہ دو ہزار حصص فروخت کرا سکتا ہے لیکن اس شرط پر کہ میں حصص فروخت کر دینے کا فوراً فیصلہ کر لوں۔ ساڑھے چھ بجے سے قبل ــــ ہاں اس کے علاوہ بھی اس نے کچھ کہا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ یہ ایک بالکل نجی سودا ہوگا۔ باقاعدہ سٹاک ایکسچینج کے ذریعہ نہیں۔ کیونکہ اس طرح قیمت بہت زیادہ نہیں گرے گی۔ اس کے علاوہ بھی اس نے بہت کچھ کہا تھا۔ مگر وہ اتنی پیچیدہ اور قانونی باتیں تھیں کہ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آسکا۔ بہرصورت اس نے جو کچھ کہا تھا اس کا مفہوم یہی تھا۔"

فریڈرک آلڈرسن کا ذہن اگرچہ ابتداء میں بہت آہستہ آہستہ

حرکت کرتا تھا مگر اس وقت تک وہ حقائق اور مفروضات کی پُر پیچ وادیوں کے درمیان سے تیزی کے ساتھ گزرنے لگا تھا۔ ٹریڈ وے کارپوریشن سے طویل وابستگی کے دوران میں اس کا کام ہی یہ تھا کہ وہ کمپنیوں کی خرید و فروخت بڑے سلیقے سے جاری رکھے۔ یہ کام اس کے فرائض کا سب سے ولولہ انگیز حصہ تھا۔ "مسز پرنس میں یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ کیا واقعات پیش آسکتے ہیں مگر معلوم یہی ہوتا ہے کہ کوئی شخص ٹریڈ وے کے بہت سے حصے حاصل کرنے کے لئے آپ کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا ہے۔"

"کیا آپ کے خیال میں کوئی شخص حصص خریدنا چاہتا ہے؟"

"جی ہاں۔ ایسا نہ ہوتا تو وہ آپ کو فون پر یہ تجویز کیوں پیش کرتا کہ آپ حصے فروخت کر دیں"

"ہاں، اب میں سمجھی۔ کیا آپ کے خیال میں یہ اس کی کوئی چال تھی؟"

"صاف ظاہر ہے"

"اور آپ کی رائے میں مجھے حصے فروخت نہیں کرنے چاہئیں"

"جی نہیں۔ کم سے کم ٹریڈ وے کارپوریشن کے مستقبل پر کسی تشویش کی ضرورت نہیں ہے"

"شکریہ مسٹر آلڈرسن۔ میں آپ ہی کے مشورے پر عمل کروں گی۔ واقعی یہ بڑی عجیب بات ہے کہ یہ شخص مجھے اس طرح فون کرے"

"جی ہاں بے حد عجیب"

"اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو براہِ کرم یہ تمام باتیں مسٹر بلیرڈ کو بھی بتا دیجیے گا۔ ممکن ہے وہ اس واقعے کی تہ تک پہنچ جائیں اور کوئی اہم بات معلوم ہو جائے۔ یہ حقیقت بجائے خود بڑی اہم ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص اتنے بہت سے حصے خریدنا چاہتا ہے۔"

"ضرور۔ ان سے ملاقات ہوتے ہی میں ان سے تمام باتیں کہہ دوں گا۔ مسٹر پرنس مجھے یقین ہے کہ انھیں یہ سن کر بڑی خوشی ہو گی کہ آپ نے فون کر کے اس معاملے میں ہم سے مشورہ کیا ہے۔"

الڈرسن نے فون رکھ دیا۔ اسے خوشی تھی کہ وہ اس صورت حال سے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ عہدہ برآ ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسے یہ بھی پریشانی تھی کہ ایسی کسی صورت حال کی نظیر کہیں موجود نہیں تھی۔ کارپوریشن کے مالی امور سے اتنے سال تک وابستہ رہنے کے باوجود اس نے کسی ایسے واقعے کا ذکر تک نہیں سنا تھا۔ اچانک اس نے محسوس کیا کہ وہ تمام واقعات کی تہ تک پہنچ گیا ہے۔ ہو نہ ہو یہ لورن شا کی کارستانی ہے۔ مسٹر پرنس نے کہا تھا کہ پلچیر نے شا کا ذکر کیا تھا ...... اس کا ثبوت بھی موجود ہے ...... پلچیر شا کا دوست ہے ...... ٹریڈوے کارپوریشن میں آنے سے پہلے شا کسی کمپنی میں پلچیر کے ساتھ کام کر چکا ہے اس کا انکشاف خود شا نے کیا تھا جب مجلس عاملہ میں اوڈلیسہ کارپوریشن کو قیمتوں میں رعایت دینے کے سوال پر بحث کی گئی تھی۔

مگر شا کیوں ...... ؟ اس کے ذہن میں دوسرا جواب بھی بجلی
کی طرح کوند گیا۔ شا کے قبضہ میں صرف چھ سو بارہ حصص ہیں۔ یہ عدد اس
کے دماغ پر نقش تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے کمپنی کے دوسرے عہدیداروں
کے حصص کی تعداد اس کی نوک زبان پر تھی۔ اس کے اپنے پاس ایک
ہزار دو سو چھپن حصص تھے۔ بلرڈ کے بعد سب سے زیادہ حصص۔
اگر شا کسی طرح دو ہزار مزید حصص حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے
تو اس کے پاس مجموعی طور پر دو ہزار چھ سو بارہ حصص ہو جائیں گے۔
اس کے علاوہ کبھی کھلے بازار میں کچھ حصص فروخت ہوں تو وہ انھیں
بھی خرید سکتا ہے۔ بازار میں آج بڑی گہما گہمی ہے ...... کئی مہینے
کے بعد پہلی بار ٹریڈ وے کے اتنے بہت سے حصص فروخت کے
لئے پیش کئے گئے ہیں ...... اگر شا انھیں خرید رہا ہے تو ...

آلڈرسن نے اپنی سراسیمگی پر قابو پانے کی کوشش کی۔ وہ بلا وجہ
مشتعل ہو رہا تھا۔ پریشانی کی بات ہی کیا تھی۔ شا کے پاس مسز پرنس
کے دو ہزار حصص بہر صورت نہیں ہیں .... اور اب تو وہ اسے
ہرگز نہیں ملیں گے۔ مجرم کو عین ارتکاب جرم کے وقت پکڑ لیا گیا
ہے۔ اب اس کی چال کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک ایوری بلرڈ
کو اس واقعے کا علم نہ ہو جائے انتظار کرنا ہی بہتر ہے۔

صدر کے کمرے کا دروازہ قریب قریب بند تھا۔ اس نے جھری
سے جھانک کر دیکھا کہ مس ایریکا مارٹن کسی سے ٹیلیفون پر باتیں کر

رہی ہے جب تک اس نے بات ختم نہ کرلی وہ انتظار کرتا رہا جیسے ہی اس نے ٹیلیفون رکھا آلڈرسن نے مس مارٹن کا نام لے کر پکارا۔

وہ اُٹھ کر دروازے تک آگئی " فرمائیے مسٹر آلڈرسن"

" مسٹر بلرڈ کے آنے کی اطلاع مجھے فوراً ملنی چاہیئے جلسہ شروع ہونے سے قبل میں ان سے ایک منٹ کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے ابھی ابھی ایک بہت اہم اطلاع ملی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اسے فوراً سننا چاہیں گے وہ یہاں جیسے ہی پہنچیں مجھے فون کر دیجئے۔"

" بہت اچھا مسٹر آلڈرسن مگر مجھے اندیشہ ہے کہ ـــــ " وہ بولتے بولتے اچانک خاموش ہو گئی۔

" کوئی تشویش کی بات تو نہیں ہے مس مارٹن ؟"

" میں کچھ نہیں کہہ سکتی ـــــ میں ـــــ " وہ بات کرتے کرتے دوبارہ خاموش ہو گئی اور اس کے چہرے کو متجسس نظروں سے دیکھنے لگی گویا کہ وہ اس کا فیصلہ نہیں کر سکتی تھی کہ اپنے اندیشے کا اظہار کرے یا نہیں " جب آپ باتوں میں مصروف تھے مجھے سٹیشن سے ایڈی کا فون ملا تھا۔ مسٹر بلرڈ چھ تیرہ کی گاڑی سے بھی نہیں آئے۔"

" نہیں آئے ؟"

" جی نہیں۔ اب سات بج کر چالیس منٹ تک کوئی گاڑی نہیں آئے گی۔" وہ دوبارہ خاموش ہو کر سوچنے لگی کہ اس کا ایک

اور انکشاف کتنا اہم ہو گا وڈ میں جانتی ہوں کہ آپ لوگ یہ معلوم کرنا چاہیں گے کہ اب رات کے کھانے کے لئے جانے کا وقت مل سکے گا یا نہیں اس لئے میں نے نیویارک ٹیلی فون کر کے والڈروف اسٹوریا ہوٹل والوں سے پوچھا کہ مسٹر بلرڈ وہاں سے روانہ ہو گئے یا نہیں۔ میں نے سوچا کہ اس طرح آسانی سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ سات چالیس کی گاڑی سے بھی آئیں گے یا نہیں"

"اچھا"

"وہ اس سے روانہ نہیں ہوئے"

"پھر تو مس مارٹن ــ پھر تو وہ سات چالیس کی گاڑی سے بھی نہیں آسکتے ــــ یا آسکتے ہیں؟"

"مسٹر آلڈرسن۔ کہیں خدانخواستہ کوئی ایسی ویسی بات تو نہیں ہو گئی؟" مس مارٹن کی آواز میں غیر معمولی شدت تھی جس سے متاثر ہو کر آلڈرسن اسے فوراً نظریں اٹھا کر دیکھنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے ایریکا مارٹن کو اس سے پہلے کبھی ایسے لہجے میں باتیں کرتے نہیں سنا تھا۔ حالانکہ اس لہجے میں بجائے خود کوئی نئی بات نہیں تھی۔ اس کی بیوی اس کے بارے میں ہمیشہ اسی طرح اپنی تشویش کا اظہار کیا کرتی تھی۔ یہ آواز اس کے ذہن پر بری طرح مسلط معلوم ہوتی تھی اور شاید اسی احساس کی وجہ سے مس مارٹن کا لہجہ خود بخود بدل گیا اور اس نے جس انداز سے بات کی تھی اس میں اس کے ارادے کو کوئی

دخل نہیں تھا" مجھے یقین ہے کہ وہ بالکل خیریت سے ہیں۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔"

"لیکن انھوں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے تو تار کیوں نہیں دیا۔"

اب آلڈرسن نے محسوس کیا کہ وہ واقعی بہت پریشان تھی۔ جتنا اس نے خیال کیا تھا اس سے بہت زیادہ۔ "آپ مسٹر بلرڈ کو بہت اچھی طرح جانتی ہیں" اس نے اعتماد کے ساتھ کہا۔ ایک ایسا اعتماد جسے پیدا کرنے کے لئے اس نے بڑی کوشش کی تھی۔ "جب انھیں اپنی دلچسپی کی کوئی چیز نظر آجاتی ہے تو وہ دنیا کی باقی تمام چیزیں بھول جاتے ہیں"

"میرا خیال ہے کہ ضرور کوئی ایسی ہی بات ہوئی ہوگی" اس نے طوعاً و کرہاً الڈرسن سے اتفاق رائے کرتے ہوئے کہا "ہمیں کم سے کم اتنا تو معلوم ہے کہ وہ نیویارک ہی میں ہیں"

"بالکل درست ہے" الڈرسن نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بدل گیا تھا کیونکہ وہ ایک نیا موضوع چھیڑنا چاہتا تھا "کیوں نہ میں دوسرے لوگوں کو بھی بتا دوں۔ کیا رائے ہے آپ کی؟ اب اور زیادہ انتظار کرنے سے کیا فائدہ — اور مسٹر ڈڈلے کو تو ہوائی جہاز پکڑنا ہے۔"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ گم سم کھڑی کہیں دور نظریں جمائے ہوئے تھی۔

"مس رارٹن۔ مسٹر بلرڈ کل صبح جب دفتر پہنچیں تو مجھے فون کر

دیجیئے گا۔ میں جو معاملہ ــــ مگر کل تو سنیچر ہے نا؟ اس لئے بہتر ہے کہ جب آپ کو ان کی آمد کی اطلاع ملے تو مہربانی کر کے میرے مکان ہی پر فون کر دیجئے۔"

"بہت اچھا۔ ضرور" اس نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں یک بیک تیکھا پن پیدا ہو گیا تھا۔" میں ان سے کیا کہوں۔ آپ کس معاملے میں بات کرنا چاہتے ہیں ان سے؟"

الڈرسن نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا جس کے بعد اسے ایک ایسا طریقہ سوجھ گیا کہ وہ راز کو بھی پوشیدہ رکھے اور مس مارٹن کے دل میں یہ بدگمانی بھی پیدا نہ ہو کہ اس پر اعتماد نہیں کیا گیا" مسٹر بلرڈ سے کہہ دیجئے گا کہ اس معاملے کا تعلق اس اطلاع سے ہے کہ بعض لوگ کمپنی کے حصص اپنے قبضے میں کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"بہت اچھا مسٹر آلڈرسن"

اس نے مس مارٹن کی نظریں تیر کی طرح ٹیلیفون کی طرف جاتے ہوئے دیکھیں اور برآمدے سے گزرتے ہوئے اس کے دل کو یہی خیال ستاتا رہا کہ ممکن ہے مس مارٹن کو اس سے زیادہ معلوم ہو جتنا اس نے بتایا ہے۔ ممکن ہے مسز پرلس نے اس سے تمام واقعات بیان کر دئے ہوں ...... مگر اب یہ باتیں سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔ ضرورت تو صرف اس کی ہے کہ الوری بلرڈ سے تمام واقعات بیان کر دئے جائیں ...... بس، اسی کی ضرورت ہے صرف واقعات بیان

کرنے کی ضرورت۔ اس کے بعد لورن پی شا کا قصہ تمام ہو جائے گا۔
.... بالکل اسی طرح جیسے ۱۹۳۴ء میں عمارتی لکڑی کے دلالوں سے
نیلام میں کم قیمت قبول کرنے پر ایک اور شخص کا قصہ تمام ہو گیا تھا....
مسٹر بلرڈ نے اسے ٹھوکر مار کر نکال دیا تھا۔

فریڈرک الڈرسن مسکرا دیا۔ جیسے کسی کو بالآخر اس کے صبر کا پھل مل گیا ہو۔ اس کے ذہن میں خود الیوری بلرڈ کے ایک قول کی یاد تازہ ہو گئی "کاروبار میں ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ نہیں ہے جو واقعی دوغلے ہوں۔ فریڈ۔ لوگ جتنا سمجھتے ہیں اس سے ان کی تعداد کم ہے۔ اگر مٹھی بھر ایسے آدمی ہیں بھی، ان کے بارے میں کسی طرح پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہیں صرف اتنا کرنا چاہیئے کہ اپنی جگہ پر خاموشی سے بیٹھے مناسب وقت کا انتظار کرتے رہو۔ ان کی رسی کافی دراز کردو۔ وہ خود اپنے گلے میں پھندا ڈال لیں گے۔"

اس نے ڈائرکٹروں کے کمرے کا دروازہ کھولا اور کئی مہینے کے بعد پہلی بار اس نے لورن شا سے نظریں چرانے کی کوشش نہیں کی بلکہ جان بوجھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں "مجھے بتایا گیا ہے کہ مسٹر بلرڈ کو نیویارک میں مجبوراً ٹھہرنا پڑا ہے اس لئے ہمیں اپنا جلسہ ملتوی کرنا پڑے گا۔ اب مزید انتظار سے کوئی فائدہ نہیں"

شا نے اپنی آنکھیں آدھی بند کرلیں "کیا انھوں نے تم سے بات کی تھی؟ کیا یہ فون مسٹر بلرڈ ہی کا تھا؟"

الڈرسن نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا۔ وہ اس سوال کا مزہ لے رہا تھا۔ شا کے سوال کا جواب دیے بغیر اس نے اپنا رُخ بدل لیا اور دوسرے لوگوں سے کہنے لگا "کوئی صاحب کہیں جانا چاہیں تو میں انھیں پہنچا سکتا ہوں۔ میری کار موجود ہے"

تمام لوگ اپنی اپنی گھڑیاں دیکھنے لگے۔

"مجھے ہوائی اڈے پہنچنا ہے" ڈڈلے نے کہا "مگر اس کے لئے تمہیں خواہ مخواہ بڑا لمبا چکر کاٹنا پڑے گا"

"تمہیں میں پہنچا دوں گا۔ والٹ" الڈرسن کو جواب دینے کا موقع بھی نہ ملا تھا کہ شا بول اُٹھا "آؤ۔ میں تمہیں پہنچا دوں" اس نے ہاتھ سے اشارہ کر کے ڈڈلے کو یہ کہنے سے روک دیا کہ وہ ٹیکسی سے جا سکتا ہے "نہیں اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کیا ہو سکتی ہے۔ مجھے تم سے کچھ باتیں بھی کرنا ہیں"

وہ دونوں ایک ساتھ باہر چلے گئے۔ انھیں دیکھ کر الڈرسن کو یہ حیرت ہو رہی تھی کہ اس میں غصہ ضبط کرنے کی نئی صلاحیت کیسے پیدا ہو گئی۔

"کیا تم میرے ساتھ پاٹک سٹریٹ چل کر یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ نیا تجربہ کہاں تک کامیاب ہوا ہے؟" وانگ نے گریم سے سوال کیا۔

"اندھیرا ہونے سے پہلے میری لینڈ پہنچنے کے لئے مجھے واقعی ایسا ہی کرنا پڑے گا" گریم نے جواب دیا۔

فریڈرک الڈرسن بھی ان کے پیچھے پیچھے ہی برآمدے میں گیا اس نے

دیکھا کہ ایریکا مارٹن اپنی ہیٹ پہن رہی ہے" کیا میں آپ کا فون استعمال کر سکتا ہوں ؟"

اس نے اپنے گھر کا نمبر ملایا دوسری طرف سے فوراً اس کی بیوی کی آواز سنائی دی" میں اب روانہ ہو رہا ہوں" اس نے کہا۔

"فریڈ۔ خیریت تو ہے ؟" ایڈیتھ الڈرسن نے سوال کیا۔ اس کے لہجے سے تشویش ٹپک رہی تھی" تم نے ابھی ابھی فون کیا تھا تو تمہاری آواز اتنی تھکی ہوئی اور افسردہ تھی کہ مجھے اس وقت سے برابر یہی الجھن ہے کہ ___"

"نہیں۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ بالکل کوئی بات نہیں" اس نے کہا ان الفاظ میں بشاشت اور شگفتگی تھی۔ حالانکہ اس کے لہجے میں کوئی گرمی نہیں تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی مشین سے الفاظ نکل رہے ہوں۔

چھ بج کر اٹھارہ منٹ شام

جولیا ٹریڈوے پرلس نے اپنی ساٹن کی سلیپر کی ایڑی سمور کے سفید غالیچے پر گاڑ دی اور اپنے گھومنے والے سٹول پر بیٹھے ہی بیٹھے اپنا رُخ بدلنے لگی۔ اس نے اچانک دوسری ایڑی فرش پر گاڑ دی اور اس کی گردش رک کر رہ گئی۔ اب اس کا چہرہ کھڑکی کے سامنے تھا۔ ٹریڈوے ٹاور صاف نظر آرہا تھا حالانکہ وہ کافی فاصلے پر تھا۔

اس کے دل میں خواہ مخواہ یہ خیال پیدا ہوا کہ ممکن ہے مس مارٹن نے اسے غلط اطلاع دی ہو کہ ایوری بلرڈ ابھی نیو یارک سے واپس نہیں آیا۔ مگر اس نے فوراً ہی یہ شک اپنے دل سے نکال دیا۔ یہ کتیا کبھی اتنی جرأت

نہیں کر سکتی کہ ایسا سفید جھوٹ بولے ...... بشرطیکہ خود ایوری بلرڈ نے اس سے جھوٹ بولنے کو نہ کہا ہو ...... اس کے کہنے پر تو وہ سب کچھ کر سکتی ہے ...... اس کے کہنے پر تو وہ سب کچھ کر سکتی ہے ...... ممکن ہے اس نے ایسا ہی کیا ہو!

"بند کرو یہ باتیں" اس نے اپنے آپ کو بلند آواز سے یہ حکم دیا۔ یہ ترکیب اس نے اپنے خیالات کو ممنوعہ سرزمینوں میں بھٹکنے سے روکنے کے لئے وضع کی تھی۔ ایوری بلرڈ اور ایریکا مارٹن کے تعلقات کی نوعیت کیا ہو سکتی ہے۔ یہ سوال مکمل طور پر اس کے دائرہ خیال سے باہر تھا تنہا ایوری بلرڈ کے بارے میں کچھ سوچنا اگر دائرے کے باہر نہیں تو اس کی حد کے قریب ضرور تھا۔ مگر بلچر کے فون نے اس کا جواز پیدا کر دیا تھا اور اس نے وفور شوق کے عالم میں اس موقع سے فوراً فائدہ اٹھایا تھا۔ ایک مدت کے بعد اسے ایک معقول بہانا ملا تھا وہ اسے فون کر سکتی تھی۔

اسے جب یہ معلوم ہوا کہ بلرڈ بلبرگ میں موجود نہیں ہے تو اسے شدید مایوسی ہوئی اور اس نے بڑے ضبط سے کام لے کر مسٹر الڈرسن سے کہہ دیا تھا کہ وہ تمام باتیں بلرڈ سے کہہ دیں۔ مگر اس کے دل میں ایک موہوم سی اُمید اب بھی موجود تھی کہ شاید فون کا جواب خود بلرڈ ہی دے دے یہ امکان اتنا بعید از قیاس تھا کہ وہ اسے اپنے دل میں جگہ دینے کی جسارت کر سکتی تھی۔ مگر اسے معلوم تھا کہ بلرڈ اسے ہرگز فون نہیں کرے گا۔ اس سے پہلے بھی ایسے بہت سے مواقع آئے تھے کہ وہ اسے فون کر سکتا تھا مگر اس نے نہیں کیا تھا۔ کم سے کم وہ اتنا تو کہہ سکتا تھا" جولیا۔

تمہارا شکریہ" یہ بھی اس کے لئے بہت ہوتا۔ ماضی کے خوابوں کا ایک بے رنگ سا عکس ......

"بند کرو یہ باتیں"

"کیا بات ہے؟"

وہ اپنے شوہر کی غیر متوقع آواز پر چونک پڑی معلوم نہیں کب وہ اس کی خواب گاہ میں آگیا تھا۔

"کچھ نہیں اپنے آپ سے باتیں کر رہی تھی" اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ پھر اپنا سٹول گھما کر دوبارہ اپنا چہرہ سنگار میز کی طرف کر لیا۔

"مسٹر بلرڈ سے تمہاری بات ہوئی تھی؟"

اس کے شوہر کا چہرہ آئینے میں نظر آ رہا تھا۔ وہ ایک ناخواندہ مہمان کی طرح دروازے میں کھڑا تھا اور حسب معمول مجسم تپاک بنا ہوا تھا" نہیں مسٹر آلڈرسن سے بات ہوئی تھی۔"

"اچھا"

"اس کا مشورہ ہے کہ میں حصے فروخت نہ کروں۔

"میرے خیال میں یہی مناسب ہے"

"ہاں۔ میں کیوں فروخت کروں اپنے حصے"

"میری بھی یہی رائے ہے کہ فروخت نہیں کرنا چاہیئے"

اس نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا۔ اس کے بعد سوال کیا۔

"کیا تم نے نیویارک کے اس آدمی کو فون پر کوئی جواب دے دیا"
"نہیں" اس نے بالوں کا برش اٹھاتے ہوئے جواب دیا۔
آئینہ میں دروازہ بند ہوتا نظر آیا۔
"سنو۔ ڈوائٹ" وہ دروازے کی طرف گھوم گئی اور اس کی خوشامد کرتے ہوئے کہنے لگی "رات کے کھانے کے لئے ہم نے سٹابری منگوائی ہے اور میں نے نینا سے کہا ہے کہ میں تمہیں سے چٹنی بنوانے کی کوشش کروں گی"
اس کا چہرہ دمک اٹھا "ضرور۔ ضرور بناؤں گا"
"مگر اس کے لئے تمہیں پہلے ہی کہہ دینا چاہیئے تھا"
"نہیں اب بھی کافی وقت ہے۔ میں فوراً تیار کر دوں گا"
جب اس نے آئینہ کی جانب دوبارہ رُخ کیا تو اس کا عکس غائب ہو چکا تھا مگر اس کا تصور اس کے ذہن میں اب بھی موجود تھا۔ وہ خود ہی مسکرا دی۔ یہ ممنونیت کا اعتراف تھا۔ وہ اپنے شوہر کی ممنون تھی۔ انتہائی ممنون کہ اسے خوش کرنا اتنا آسان تھا۔
اڑتیس سال کی عمر میں بھی جولیا پرنس اپنی گم گشتہ کتاب زندگی کے بعض سادہ اوراق پر چند نقوش بنانے میں مصروف تھی۔ وہ سترہ ہی سال کی تھی کہ اس کے باپ نے خود کشی کر لی تھی۔ اس پر ایک کوہ الم ٹوٹ پڑا تھا مگر اس سے بھی زیادہ دل گداز واقعہ یہ تھا کہ اس کی ماں اکثر کہا کرتی تھی کہ ہماری تہی دستی اور ان ٹریڈوے کی موت سے بھی بڑا المیہ

ہے اس موقع پر جولیا نے اپنے پاسبانِ عقل کو اتنا چوکس رکھا تھا کہ وہ معقولیت کی دنیا سے راہ فرار اختیار کرنے کا کوئی موقع تلاش نہیں کر سکی۔

اپنی زندگی کے آئندہ سات سال اس نے امراضِ دماغی کے ایک شفاخانے میں گزارے۔ اس دوران میں اس کے ذہن پر ایک دھواں سا چھایا رہا اور یہ تمام وقت فراموش گاری کی بھول بھلیاں میں کچھ اس طرح کھو کر رہ گیا تھا کہ اس کے بارے میں اسے جو باتیں یاد بھی آتی تھیں ان پر وہ بھروسہ نہیں کر سکتی تھی۔ اسے کبھی یقین نہ آتا تھا کہ اسے جو باتیں یاد آ رہی ہیں وہ واقعی پیش بھی آئی تھیں یا نہیں۔ اس دوران میں ایک طویل مدت ایسی گزری تھی جب حقیقت اور واہمے میں کوئی تمیز ممکن نہ تھی۔ اسے یہ بھی اچھی طرح نہیں معلوم تھا کہ اس سے ملنے کے لئے الوری بلرڈ کب صحت گاہ میں آنے لگا تھا۔ کیونکہ اس پر ایک طویل دور ایسا بھی گزرا تھا جو سلسلۂ روز و شب سے آزاد معلوم ہوتا تھا۔ بلرڈ کبھی اس کی نظروں کے سامنے موجود ہو جاتا اور کبھی غائب۔ کبھی وہ محسوس کرتی کہ اس کے بستر کے قریب کرسی پر اس کا باپ بیٹھا ہوا ہے اور کبھی اسے بلرڈ کی صورت نظر آنے لگتی۔

اپنی جن یادوں پر وہ بھروسہ کر سکتی تھی وہ بھی اس دن سے پیچھے نہیں جا سکتی تھی جب اسے بالآخر پختہ یقین ہو گیا تھا کہ الوری بلرڈ اس کا باپ نہیں ہے۔ وہ جس ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑتا تھا۔

وہ غیر معمولی طور پر سخت تھا اور جب وہ اصرار کرتا کہ وہ دوبارہ اُٹھنے چلنے اور سوچنے کی کوشش کرے تو اس کے لہجے سے ایسا معلوم ہوتا کہ وہ کوئی اٹل حکم دے رہا ہے۔

صحت گاہ میں اپنے قیام کے آخری دنوں میں وہ بعض اوقات اپنے علاج کے اخراجات کی ادائیگی کی باتیں کیا کرتی تھی مگر اسے اتنا یاد نہیں تھا کہ وہ کب کی باتیں تھیں کیونکہ اس وقت تک اس کی صحت اتنی بحال نہیں ہو سکی تھی کہ اسے دن اور تاریخ کا احساس ہو سکتا۔ دراصل وہ جو کچھ کہتی تھی اس میں اس کے شعور کا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ ایک اور مریض کی باتیں سن کر اس نے طوطے کی طرح ایک ایک لفظ دہرا دیا تھا۔ مگر اس میں ہوش و حواس کی بحالی کے آثار دیکھ کر یلرڈ کو اتنی خوشی ہوئی تھی کہ اس نے بھی جولیا سے اس کی مالی حالت کے بارے میں باتیں شروع کر دی تھیں۔ جولیا کے دل میں یلرڈ کی اور زیادہ خوشنودی حاصل کرنے کی زبردست خواہش پیدا ہو گئی اور اس نے کسی طرح اپنے دماغ کو سوچنے سمجھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پرانی ٹریڈوے کمپنی ترقی کر کے ٹریڈوے کارپوریشن بن چکی تھی، اس کے باپ نے اپنے دیوالیہ بن کے ڈر سے خودکشی کی تھی اور ترکے میں جو حصص چھوڑے تھے ان کی کوئی قیمت نہ تھی۔ مگر ان میں سے بعض حصوں کے نرخ دوبارہ تیز ہونے لگے تھے اور ان کی کمائی مانگ تھی۔ یلرڈ نے اس سے کہا تھا کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ تم دوبارہ دولت مند بن جاؤ گی۔ وہ

کلف ہاؤس میں نہیں رہنا چاہتی تھی - یہ عمارت اتنی بڑی تھی کہ وہ اسے کلنے کھاتی تھی اور اس میں اپنی تنہائی کا احساس اس کے لئے سوہانِ روح بن گیا تھا - اسے بچپن ہی سے نارتھ فرنٹ سٹریٹ کے ذرے ذرے سے محبت تھی اور اس کے قیام کے لئے وہاں ضروری انتظامات کر دیئے گئے تھے - بلرڈ نے اس سے ہسپتال میں کہا تھا - کہ تم جب بھی اس قابل ہو جاؤ وہاں واپس جاسکتی ہو - اس کے کر ایک مہینے بعد وہ واپس جانے کے قابل ہو گئی تھی - وہ صحت گاہ سے تنہا اور کسی امداد کے بغیر اپنے گھر گئی تھی - اس کے جسم نے معجزانہ طور پر اذیت کے مستقل احساس سے نجات حاصل کر لی تھی اور بارش سے دھلے ہوئے آسمان کی طرح اس کا ذہن بالکل صاف ہو گیا تھا -

جولیا ٹریڈ وے نے جب دوبارہ معمول کے مطابق زندگی شروع کی تھی اس وقت اس کی عمر چوبیس سال تھی مگر کئی حیثیتوں سے وہ اب بھی سترہ سال کی تھی - اس کی عمر کے سات سال ایک کتاب کے سادہ اوراق سے مشابہ تھے فطرت نے اپنی اس سقا کی کی معمولی سی تلافی یوں کر دی تھی کہ اس دماغ میں اتنی پختگی پیدا کر دی تھی جو سترہ سال سے زیادہ عمر کے لوگوں میں پائی جاتی ہے بالکل اسی طرح جیسے کوئی شخص خرابے میں شراب رکھ کر بھول جائے اور وہ پڑی پڑی کہنہ ہوتی رہے - مگر اس عمر میں عام طور پر ذہن جتنا پختہ ہوجاتا ہے اتنی پختگی اس میں نہیں آئی تھی - اس کا ذہن اِن گوناگوں کیفیات

سے محرومِ رہا تھا جو بالعموم عنفوانِ شباب سے نسائیت کی منزل تک پہنچنے میں محسوس کی جاتی ہیں۔ اس لیئے اس کے ذہن میں ایسے امور کا ذخیرہ بہت کم تھا جن پر وہ غور و فکر کر سکتی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا دماغ الجھنوں سے پاک بھی تھا اور اس میں ایک نوخیز ذہن کی تاثر پذیری اور لچک پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا نتیجہ بحیثیت مجموعی یہ ہوا تھا کہ صحت گاہ سے واپس آنے کے بعد چند مہینوں تک وہ ایک ایسا بچہ بنی رہی جس کے دماغ میں قبل از وقت غیر معمولی پختگی پیدا ہو گئی ہو اور جس میں نئی باتیں سیکھنے کی حیرت انگیز صلاحیت ہو۔

اسے اپنے معاشرتی ماحول سے ہم آہنگ بننے میں دشواری پیش آئی کیونکہ اس کی شخصیت کی بنیادیں نہ تو گہری تھیں نہ وہ یادوں اور تجربوں کا سہارا لے سکتی تھی۔ اس کی ماں کا سایہ اس کے سر سے اسی وقت اُٹھ گیا تھا جب اس کے دھندلے ماضی پر ایک ایسا غبار چھایا ہوا تھا۔ جو شکل و ہیئت سے عاری تھا۔ اس کے بعد اس کا کوئی قریبی عزیز باقی نہیں رہا تھا۔ بچپن کی ہم جولیوں سے دوستی کے کمزور رشتے بھی ٹوٹ گئے تھے۔ صرف ایڈی بلرڈ باقی رہ گیا تھا۔

شفاخانہ سے واپسی کے بعد ایک سال تک وہ اپنے گھر اور اس کی چار دیواری سے کبھی کبھی صرف کسی مجلسی تقریب میں حصہ لینے کے لئے باہر نکلتی تھی اور وہ بھی اس وقت جب بلرڈ اصرار کرتا تھا۔ ان سرگرمیوں سے اسے بس اتنی مسرت ہوتی تھی کہ وہ اصرار کرتا تھا۔

اسے لوگوں سے گھلنے ملنے میں دقت پیش آتی تھی۔ کیونکہ وہ اس سے غیر معمولی تپاک کے ساتھ پیش آتے تھے اور اس کی خاص طور پر کوشش کرتے تھے کہ اس سے گفتگو کے وقت شفا خانے میں اس کے قیام کا کوئی ذکر نہ آنے پائے۔ اس کے دل میں یہی احساس ہلرڈ کی بیوی سے مل کر بھی پیدا ہوتا تھا اور ہلرڈ اسے اتنی اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اس نے جولیا کے احساسات کا آسانی سے اندازہ لگا لیا تھا۔ چند مہینوں کے بعد ہلرڈ نے اسے اپنے گھر بلانا چھوڑ دیا۔ اب وہ خود اس کے پاس وقتاً فوقتاً آجایا کرتا تھا۔

اس کا گھر اس کی ابتدائی مسرتوں کا بہت اہم جزو تھا۔ اس کے ذہن پر اس دن نے سب سے گہرا نقش چھوڑا تھا جب وہ صحت گاہ سے وہاں واپس پہنچی تھی۔ اس کے دل میں اگرچہ اپنے پرانے گھر کی خوشگوار یادیں جاگزیں تھی مگر وہ اس خیال سے لرزہ براندام تھی کہ وہاں پہنچ کر ماضی کی بعض خطرناک یادیں بھی نہ جاگ اٹھیں مگر خطرے کے اس احساس کے باوجود ہلرڈ کا یہ مطالبہ مسترد نہیں کرسکی کہ وہ پھاٹک سے پیدل چل کر اپنے گھر کے اندر جائے۔ اسے ماضی کی کسی یاد نے نہیں ستایا، یہ ایک معجزے سے کم نہ تھا۔ اسے یہ دریافت کرنے کی بھی جرات نہیں ہوئی تھی کہ اس کا مکان کتنا تبدیل ہوگیا ہے۔ یہ سوال اس کے لبوں تک بار بار آکر رہ گیا تھا کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ اس کے احساسات افشا نہ ہوجائیں اور ہلرڈ اس سے مایوس نہ ہوجائے۔ اسے کئی مہینے بعد

معلوم ہوسکا کہ اس نے مکان کو نئے سرے سے سجایا اور ساز و سامان
سے آراستہ کرایا ہے۔ جب وہ بالآخر اس موضوع پر بات کرنے کے
قابل ہو گئی تو بلرڈ نے اس کے شکریہ کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے کہا
"شکریہ کس بات کا جولیا؟ مکان کے لئے ہر چیز تمہارے ہی
روپے سے خریدی گئی ہے"

نینا اس کی خدمت کے لئے گھر میں پہلے ہی دن سے موجود تھی وہ
ایک عجیب و غریب عورت تھی جس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں سے یگانگت
اور ہمدردی ٹپکتی تھی۔ نینا ہی کا وجود اس کے دل میں یہ احساس پیدا
کرتا تھا کہ اسے آرام حاصل ہے اور وہ ہر طرح کے خطرات سے محفوظ ہے۔
وہ خلوص کی بھوکی تھی اور نینا مجسم اخلاص تھی۔ وہ بھی اسے بلرڈ ہی سے
ملی تھی۔ اسے کوئی اور تلاش نہیں کر سکتا تھا۔ کسی اور کو یہ معلوم بھی نہیں
ہوسکتا تھا کہ اسے نینا کی ضرورت ہے۔

اپنی صحت کے بعد ابتدائی دنوں میں وہ اپنے آپ کو بچہ ہی سمجھتی تھی اور
ایوری بلرڈ اس کے لئے ایک بزرگ کا درجہ رکھتا تھا۔ اس نے اپنی اس
پراگندہ خیالی پر قابو پالیا تھا جس کے تحت بلرڈ میں اسے اپنے باپ کی
جھلک نظر آتی تھی۔ لیکن اس کے بعد بھی کچھ دن تک اس کے دل میں قریب
قریب ایسے ہی جذبات پیدا ہوتے رہے۔ بعد میں جب بالآخر اس
میں یہ شعور پیدا ہو گیا کہ وہ ایک بالغ عورت ہے تو ان کے درمیان
سن و سال کی خلیج بھی جلد ہی پُر ہو گئی۔ یہاں تک کہ اس کے دل سے

احترام کا وہ احساس بالکل محو ہو گیا جو ایک بچہ میں ایک بزرگ کے لئے ہوتا ہے۔ اس مہر و اخلاص نے رفتہ رفتہ ایک مرد سے عورت کی محبت کی شکل اختیار کر لی اور اس کے جذبات میں اتنی شدت پیدا ہو گئی کہ اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ اپنا ذہنی توازن دوبارہ نہ کھو بیٹھے۔

اب وہ ماضی کا جائزہ لیتی اور پرانی باتیں یاد کرتی تو بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا کہ اس کی عقل سلیم جواب دے جائے گی۔ اس نے جو کچھ کیا تھا اس حد تک کوئی سودائی ہی جا سکتا تھا۔ اگر اس کے ہوش و حواس درست ہوتے تو وہ فوراً سمجھ جاتی کہ اس کے مکر و فریب سے متاثر ہو کر وہ اس کی جانب عارضی طور پر تو مائل ہو سکتا تھا مگر اسے اس کی مرضی کے خلاف اسیر دام نہیں کیا جا سکتا تھا۔ بلرڈ سے اس کی بیوی کی علیحدگی کے بعد جولیا کی مجنونانہ مساعی اپنی انتہا کو پہنچ گئیں اور بعض لمحات تو ایسے بھی آتے جب اس کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ وہ بلرڈ کو ہمیشہ کے لئے اپنا بنا لے گی مگر کئی سال بعد اسے ہوش آیا کہ اس نے جو کچھ کیا تھا اس کی وجہ سے بلرڈ اس سے کچھ اور زیادہ دور ہو گیا تھا۔

بلرڈ نے اس سے ملنا جلنا کم کر دیا تھا۔ اب وہ اس کے پاس صرف اس وقت جاتا جب کاروباری ضروریات کا تقاضا ہوتا۔ اس کے باوجود جولیا کے دل میں کچھ آس باقی تھی۔ ان محدود ملاقاتوں نے بھی اس کی آرزو کو زندہ رکھا تھا۔ اور اس کی تکمیل کے لئے وہ بے بنیاد حیلوں سے کام لے کر۔ . . . .

اپنے گھر بلاتی۔ بعد میں ان باتوں کو یاد کر کے اسے شرم آنے لگی۔ جب بلرڈ نے اسے اپنی کمپنی کا ڈائرکٹر بنا دیا تو وہ اتنی مایوس ہو چکی تھی کہ اس کے دل میں لامحالہ یہ خیال پیدا ہوا کہ بلرڈ نے یہ اقدام محض اس لئے کیا ہے کہ جولیا کے پاس اسے اپنے گھر بلانے کا کوئی بہانہ باقی نہ ہے۔ اس احساس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کبھی ڈائرکٹروں کے اجلاس میں شریک نہیں ہوئی۔

ایک بار الوری بلرڈ کی زبان سے بعض ایسی باتیں نکل گئی تھیں جن سے اس نے اندازہ لگا لیا کہ اگر اس نے اپنے حصص فروخت کر دئے تو ممکن ہے کمپنی کا انتظام اس سے چھین لینے کی کوشش کی جائے۔ اس کے بعد اسے اپنے پاس بلانے کا ایک نیا بہانہ ہاتھ آ گیا تھا۔ وہ اپنے حصص فروخت کرنے کی دھمکی دے دیا کرتی تھی۔ جب اس کی مایوسی اپنی انتہا کو پہنچ گئی تو اس چال کو وہ بار بار استعمال کرنے لگی۔ اپنی اس بے شرمی پر اسے اپنے آپ سے نفرت ہو گئی تھی مگر وہ اپنی خواہش پر قابو پانے میں کسی طرح کامیاب نہیں ہو سکی تھی۔

اس کے فون کا جواب ہمیشہ ایریکا مارٹن دیتی تھی اور اس کی آواز مسلسل یہ دلخراش احساس پیدا کرتی تھی کہ صبح سے شام تک وہی اس کے ساتھ رہتی ہے جس کے بعد یہ شک بھی آسانی سے پیدا ہو جاتا تھا کہ کیا معلوم وہ راتیں بھی اسی کے ساتھ گزارتی ہو۔

بالآخر جولیا ٹریڈوے نے اپنی شکست کو کامرانی میں تبدیل کر دیا۔ اس کا سہرا بھی دراصل بلرڈ ہی کے سر تھا۔ ایک رات اس نے ایک حیلہ

کرکے بارڈ کو اپنے پاس بلایا۔ یہ اتنی کھلی ہوئی چال تھی کہ اسے تسلیم کرنا پڑا کہ یہ ملاقات کا محض ایک بہانہ تھا۔ اس پر بلرڈ نے اس سے کہا "جولیا۔ یاد رکھو تم اپنی زندگی کے سات سال کھو چکی ہو۔ اگر تمہاری یہی روش رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں اپنی باقی زندگی سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔"

عقل سلیم سے کام لینے کا یہ مطالبہ اتنا شدید تھا کہ وہ اسے تسلیم کرنے پر مجبور تھی۔ بالکل اسی طرح جیسے اس کی کسی اور بات کو ٹھکرانا ممکن نہیں تھا۔ اس نے زندگی کا ایک نیا ورق الٹا۔ ڈوائٹ پرنس سے اس کی شادی اس کی حیات نو کا نقطۂ آغاز تھی۔ اسے ڈوائٹ سے محبت نہیں ہوئی تھی، نہ اسے کبھی شک ہوا تھا کہ ڈوائٹ اس کے دام عشق میں گرفتار ہو گیا ہے۔ ڈوائٹ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس میں کوئی بات ایسی نہیں تھی کہ اسے الوری بلرڈ یاد آ سکتا۔ اس میں نہ تو قوت تھی، نہ وہ حکومت کرنا چاہتا تھا نہ اس میں یہ صلاحیت تھی کہ دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کر دے۔ اس کے علاوہ جولیا کو اس کی ضرورت بھی تھی، اس کی دولت کی ضرورت —— تاکہ وہ با وقار زندگی گزار سکے اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہ سکے۔ اسے یہی ایک چیز ترکے میں ملی تھی اور ایسی ہی زندگی گزارنے کی اس میں صلاحیت تھی۔ ڈوائٹ نے اس شادی کی قیمت اپنی ہمدردی اور ترحم سے دی تھی۔ اسے پا کر جولیا کو توقع سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی تھی اور ان کے باہمی تعلقات کی نوعیت کو اگرچہ محبت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا تھا مگر جولیا کا خیال تھا کہ ان میں ایک ایسا رشتہ

قائم ہو گیا تھا جو شادی سے پیدا ہونے والی محبت سے بھی زیادہ پسندیدہ تھا۔
اس نے اپنے جذبات کو سختی سے قابو میں رکھا تھا ۔اور دل میں یلرڈ کا خیال تک نہیں آنے دیتی تھی ۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسے فراموش کر دینا زیادہ آسان ہوتا گیا تھا ۔ یہاں تک کہ آج جب بروس بلیچر نے اسے فون کرکے اپنے حصص فروخت کرنے کو کہا تھا تو اس کے دل میں ایک دھکا سا لگا کیونکہ اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ کس طرح یلرڈ کو اپنے پاس بلانے کے لئے حصص فروخت کرنے کی دھمکی دیا کرتی تھی ۔
اس نے اپنا سٹول دوبارہ گھمایا ۔ اس کی آنکھیں دوبارہ ٹاور پر تھیں ۔
اس نے اچھا ہی کیا تھا کہ آنڈرسن کو پیغام دے دیا تھا ۔ ممکن ہے اولڈ یلرڈ کو پرانی باتیں پھر یاد آ جائیں .... شاید نہ یاد آئیں ... لیکن ہو سکتا ہے کہ یاد ہی آ جائیں ۔

(۵)

نیویارک سٹی

چھ بج کر بائیس منٹ شام

بروس بلیچر دیر تک سوچتا رہا کہ وہ مارٹنی کا تیسرا گلاس پیئے یا نہیں۔ بالآخر اس نے فیصلہ کیا کہ اسے تیسرا گلاس نہیں پینا چاہیئے۔ شراب نے اس میں ایک طرح کی مصنوعی جرات پیدا کر دی تھی، مگر اب اس کی ضرورت نہیں تھی، اب اسے غور و فکر کی ضرورت تھی۔ مسز رینس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک گھنٹے کے اندر اسے جواب دے دے گی۔ ایک گھنٹے سے زائد گزر چکا تھا مگر اس کا فون نہیں آیا تھا۔

ہسپتال سے فون پر باتیں کرنے اور یہ معلوم ہونے کے بعد کہ ایلڈری بلرڈ وہاں نہیں ہے بروس بلیچر نے اخبارات کے آخری ایڈیشنوں میں، جو اس بیرے سے کہہ کر منگوائے تھے بلرڈ کے متعلق خبر تلاش کرنے میں اپنا وقت ضائع نہیں کیا تھا۔

اس وقت وہ کھویا کھویا ہوا تھا۔ کسی ارادے کے بغیر وہ اُٹھ کر

اس میز کی طرف چلا گیا جس پر اسٹیڈریو نے اخبارات ڈھیر کر دیئے تھے۔
اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ مسٹر پرنس کے فون کا ابھی پندرہ منٹ اور انتظار
کرے گا۔ اس کے ذہن پر صرف اس کے متوقع فیصلے کا خیال چھایا ہوا تھا۔
اگر اس کی نظریں اچانک اس عمارت کے نام پر نہ پڑ جائیں جس میں
اس کا دفتر تھا تو وہ اس چھوٹی سی خبر کو بھی ہرگز نہ پڑھتا جو صفحۂ
اوّل کے ایک کالم میں بالکل نیچے شایع کی گئی تھی۔

چپن ڈیل بلڈنگ کے سامنے ایک شخص مر کر گر پڑا

ابھی تک اس کی شناخت نہیں کی جا سکی۔

آج ڈھائی بجے بعد دوپہر چپن ڈیل بلڈنگ کے سامنے ایک شخص
ٹیکسی میں سوار ہوتے ہوئے مر کر گر پڑا۔ ابھی تک اس کی شناخت نہیں ہو
سکی جب اسے روز ولٹ ہسپتال پہنچایا گیا تو
ڈاکٹر نے بتایا کہ وہ مر چکا ہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ وہ بہت
اچھے کپڑوں میں ملبوس ہے، اس کا قد چھ فٹ تین انچ ہے،
وزن دو سو بیس پونڈ کے قریب، سیاہ بال، بھوری آنکھیں،
عمر پچپن اور ساٹھ سال کے درمیان۔ اس کے نام و نشان کے
بارے میں پولیس کو صرف اتنا معلوم ہے کہ اس کی بعض چیزوں پر
"اے۔ بی" کے حروف لکھے ہوئے ہیں۔
یہ خبر پڑھ کر بلیچر نے محسوس کیا کہ وہ چکر کھا کر گر پڑے گا۔ اس کے
دل میں خیالات کا ایک محشر بپا تھا۔ جیسے کسی نے اسے دہشت کے اندھے

غار سے نکال کر اچانک کسی روشن اور بلند چوٹی پر پھینک دیا ہو۔
اب اسے احساس ہوا کہ اس نے جو کچھ کیا تھا وہ کہاں تک حق بجانب
تھا۔ اس نے کہیں ٹھوکر نہیں کھائی تھی۔ وہ ایوری بلرڈ ہی تھا۔ ادیلرڈ
مر چکا تھا۔ یہ تو محض اتفاق تھا کہ لاش کی شناخت نہیں ہو سکی تھی
...... محض ایک حادثہ ...... اس میں اس کا کیا قصور تھا ...
اس کی پیش بندی وہ کیسے کر سکتا تھا۔

اب بروس بلچر مجسم خود اعتمادی بنا ہوا تھا اور کسی زود اثر
مقوی دوا کی طرح اس خبر کا اثر اس کے ذہن پر بڑی تیزی سے ہو
رہا تھا۔ اسے کبھی اپنی خود اعتمادی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا
چاہیئے تھا ..... اس نے صرف یہی غلطی کی تھی ...... اسے اپنے
اوپر اعتماد نہیں رہا تھا۔

اینڈریو معلوم نہیں کب لائبریری میں آگیا تھا۔ اور میز کی دوسری
جانب اس انتظار میں کھڑا تھا کہ کب وہ نظریں اٹھا کر اوپر دیکھتا ہے۔
"کہو اینڈریو کیا بات ہے ؟"
"ٹیلیفون جناب"

بروس بلچر نے کسی تامل کے بغیر کہا۔ "فون سننے کا میرے پاس
وقت نہیں ہے۔ اس خاتون سے کہہ دو کہ وہ کلب سے چلے گئے
"کوئی خاتون نہیں ہیں۔ مسٹر سٹینگل کا فون ہے۔"
"اچھا!" اس نے سوچا کہ بڈھے نے اب اس معاملے پر غور کر لیا

ہے اور دو ہزار حصص میں سے پچاس فی صد منافع ہتھیا نا چاہتا ہے۔ جہنم میں جائے وہ بھی۔ سٹیگل کو موقع ملا تھا مگر اس کے اوسان خطا ہو گئے تھے...... اوسان خطا ہونے کے بعد منافع کیسے ملتا ہے۔" جو بھی ہو اینڈریو۔ کہہ دو کہ وہ چلے گئے"

اس نے اینڈریو سے جھوٹ بولنے کو نہیں کہا تھا۔ بوڑھا میرا فون تک پہنچنے بھی نہیں پایا تھا کہ بردس بلیچر کلب سے باہر نکل کر لعدا نہ ہو چکا تھا۔

چلنے سے سوچنے میں مدد مل رہی تھی۔ اس کے قدموں کی چاپ اس کے خیالات کو چھان پھٹک رہی تھی اور ان کی شیرازہ بندی کر کے انہیں دوبارہ ٹھوس اور مربوط بنا رہی تھی۔ ایک گھنٹے تک خود اعتمادی سے محروم رہنے کی وجہ سے اس کے خیالات میں انتشار پیدا ہو گیا تھا۔ اب صرف ایک نئی الجھن باقی رہ گئی تھی...... ایوری بلرڈ کی لاش کی شناخت نہیں کی جا سکی تھی۔

اس کی شناخت نہیں کی جا سکی۔ یہ اچھی بات ہے یا خراب؟ ایک نازک ترازو کی ڈنڈی کی طرح جو توازن حاصل کرنے کے لئے مسلسل ابھرتی گرتی رہتی ہے اس کے خیالات میں بھی مدوجزر پیدا ہو رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ فائدے کا پلہ خفیف سا بھاری ہے۔ پولیس بالآخر اسے شناخت کرے گی مگر اس میں وقت لگے گا...... کئی گھنٹے...... ممکن ہے اس سے بھی زیادہ۔ اس طرح اسے کچھ اور کرنے

کا وقت مل جائے گا۔ اس کی موت کی اطلاع بڑی بیش قیمت ہے۔
اس کو استعمال کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں
جو یہ اطلاع پا کر کچھ نہ کچھ دے مرنے کے لئے بھی تیار ہو جائیں
گے...... خراج تشکر ہی کی شکل میں سہی...... بشرطیکہ انھیں
اس کی موت کی اطلاع پہلے ہی سے مل جائے...... ایسے لوگ
جن کا ٹریڈو کے حصص سے خاص طور پر مفاد وابستہ ہے کیسویل؟
...... نہیں، کیسویل نہیں...... اس میں بڑا خطرہ ہے۔ کیا
اس میں واقعی خطرہ ہے۔ کیسویل کے تعلقات بہت وسیع ہیں......
اور کیسویل ایک شریف آدمی بھی تو ہے۔ کسی شریف آدمی کو کوئی فائدہ
پہنچایا جائے تو وہ اسے فراموش نہیں کرتا۔ ترازو کی ڈنڈی دوبارہ
تلے اوپر ہونے لگی۔ ہاں یا نہیں؟ ہاں۔

سڑک کے کنارے ہی ایک سٹور تھا۔ وہ اس کے اندر چلا گیا ایک
کونے میں پبلک کال آفس تھا۔ ٹیلیفون میں سکہ ڈالتے وقت اس
کا دماغ ایک مشین کی طرح کام کر رہا تھا۔ وہ الفاظ انتخاب کرتا۔ انھیں
ترتیب دیتا تھا۔ پھر ان کی ترتیب دوبارہ بدل دیتا۔ ان کی نوک پلک
درست کرتا۔ یہ فیصلہ کرتا کہ وہ کہاں کہاں ٹھہرے گا اور کیا کیا ایک
ہی سانس میں کہہ جائے گا۔ وہ ٹیلیفون پر بہت زیادہ باتیں نہیں
کرے گا۔ صرف اتنا کہے گا کہ اس کا ذوق تجسس بیدار ہو جائے۔
ممکن ہے کیسویل اسے اپنے گھر آنے کی دعوت دے...... لیکن

ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ..... ممکن ہے کیسویل یہاں خود.....

نمبر ڈائل کرنے پر اسے معلوم ہوا کہ ٹیلیفون مصروف ہے اس نے ریسیور رکھ دیا اور سکہ ایک کھٹکے کے ساتھ باہر نکل آیا۔ اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس کا ہاتھ کانپ رہا ہے۔ اب وہ انتظار کرے گا اور گھر پہنچ کر فون کرے گا..... ہاں یہی بہتر ہو گا۔ ...... اسے سوچنے کا کچھ اور وقت مل جائے گا۔

چھ بج کر ۳۷ منٹ

اخبار کے آخری ایڈیشن میں این فنک کو روس بلچر ہی کی طرح محض اتفاق سے "چیپن ڈیل بلڈنگ کے سامنے ایک شخص کی موت" کی خبر نظر آ گئی تھی وہ بھی چیپن ڈیل بلڈنگ میں کام کرتی تھی اور خبر کی سرخی میں عمارت کے نام ہی نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ مگر اس خبر نے اس کے لئے اس وقت تک کوئی اہمیت اختیار نہیں کی جب تک وہ اس کی آخری سطر تک نہیں پہنچی اور اسے یہ نہیں معلوم ہو گیا کہ متوفی کے نام کے حروف " اے، بی " ہیں۔ اس وقت تک اس نے یہ نہیں سوچا تھا کہ اسے جو بٹوہ ملا ہے وہ گندے پانی کی نالی میں کیسے پہنچ گیا تھا۔ اب اسے معلوم ہوا کہ یہ بٹوہ اسی مردہ آدمی کا تھا اور چونکہ اس نے بٹوہ اٹھا کر اپنے پاس رکھ لیا اس لئے پولیس اسے شناخت کرنے سے معذور ہے۔

اس معاملے کا اخلاقی پہلو اسے پہلے ہی ستا رہا تھا۔ اب اس

ہیں مزید پیچیدگی پیدا ہوگئی تھی ڈاکٹر مارسٹن کے پاس جانے سے قبل وہ جس سنگین خطرے سے دو چار تھی اس کے پیش نظر وہ روپیہ خود رکھ لینے میں حق بجانب تھی۔ مگر اب صورت حال بالکل بدل چکی تھی۔ پچھلے ایک گھنٹے سے وہ ایک عجیب مخمصے میں مبتلا تھی۔ اسے معلوم ہوگیا تھا کہ وہ ماں نہیں بننے والی ہے اور اب تک اسے کوئی ایسی دلیل نہیں مل سکی تھی جس کی مدد سے وہ اپنے آپ کو قائل کر سکتی کہ اس روپے کو اپنے ہی پاس رکھنا ایک سنگین مجرمانہ حرکت نہیں ہے۔ اسے یاد تھا کہ ایک لڑکے کو جو اس کے باپ کی دکان کے قریب رہتا تھا دس ڈالر کا ایک نوٹ چرانے پر جیل بھیج دیا گیا تھا۔ اور پھر اس نے تو پانچ سو چونتیس ڈالر چرائے ہیں۔ اس کی محدود عقل یہ اندازہ لگانے سے قاصر تھی کہ اس نے کتنا سنگین جرم کیا ہے اور اسے کتنی سخت سزا دی جا سکتی ہے۔ اس کے دل میں اتنا ہول سما گیا تھا کہ وہ اس انکشاف پر ذرا بھی خوش نہیں ہو سکی کہ وہ ماں نہیں بننے والی ہے۔

ایک قیدی کی طرح جو ہر چیز کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ اس کے فرار میں کہاں تک معاون ہو سکتی ہے۔ ایلن فنک بھی اخبار پڑھنے کے بعد فرار کے راستے تلاش کرنے لگی۔ اپنی آرزوؤں کو استدلال کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ جس شخص کا بٹوا گم ہوگیا تھا وہ مر چکا ہے اس لئے روپیہ

رکھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس نتیجے پر پہنچنے میں اسے کچھ اس لئے
بھی مدد ملی کہ اسے اپنا چچا روڈی یاد آ گیا تھا جو مرتے وقت بعد اس کے
باپ کے لئے پانچ سو ڈالر "چھوڑ" گیا تھا۔ اگر چچا روڈی کی موت سے
پہلے ہی اس کا باپ اس کے پانچ سو ڈالر لے لیتا تو یہ چوری ہوتی۔ مگر
اس کی موت کے بعد اس میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ جس طرح اس کے باپ
کے لئے روپیہ "چھوڑا" گیا تھا اسی طرح اس شخص نے بھی جس کے نام کے
حروف "اے۔ بی" ہیں نالی میں اپنا بٹوا گرا کر اس کے لئے روپیہ "چھوڑ" دیا تھا۔

اس مسئلہ کے حل نے اس کے لئے ایک اور مسئلہ پیدا کر دیا۔ اسے اپنے
چچا روڈی سے والہانہ محبت تھی۔ اسے وہ وقت یاد آ گیا جب مرنے
کے بعد اسے تابوت میں لٹا دیا گیا تھا اور اس کے سرخی مائل چہرے سے
شفقت ٹپک رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے دل میں اس مہربان لیکن
اجنبی انسان کے لئے بھی والہانہ محبت کا جذبہ پیدا ہو گیا جو اس کے
لئے اتنی بڑی رقم چھوڑ گیا ہے۔ اس نے سوچا کہ کاش میں اس کے جنازے
میں شریک ہو سکتی لیکن اس خواہش کے بعد اس کے دل میں خیالات
کا ایک سلسلہ پیدا ہونے لگا جو اس احساس پر ختم ہوا کہ اس کی قبر پر
کوئی شخص پھول نہیں چڑھائے گا کیونکہ کسی کو یہ معلوم ہی نہ ہوگا کہ کس
کے لئے پھول بھیجے جائیں۔ کوئی اس کے جنازے میں بھی شریک نہیں
ہوگا کیونکہ کسی کو اتنا بھی علم نہ ہوگا۔ کہ یہ کس کا جنازہ ہے۔ چچا روڈی
کے جنازے میں جو لوگ شریک ہوئے تھے ان سب کو معلوم تھا کہ تابوت

میں روڈ دلف فنک کی لاش ہے۔

چند منٹ تک غور کرنے کے بعد اس کی سمجھ میں آگیا کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہے۔ حل بہت آسان تھا۔ وہ اخبار کو ٹیلیفون پر بتادے گی کہ جو شخص مردہ پایا گیا ہے اس کا نام الوری بلرڈ ہے اور وہ ٹریڈ وے کارپوریشن کا صدر تھا۔ اس نے چھوٹے چھوٹے جو کارڈ فلش میں بہادئے تھے ان پر یہی لکھا ہوا تھا۔ یہ اطلاع ملنے پر اخبار والے اس کا نام شائع کر دیں گے اور جنازے میں شرکت کے لئے بہت سے لوگ پہنچ جائیں گے۔

اس ارادے کو عمل کا جامہ پہنانا اتنا آسان نہیں ثابت ہوا جتنا کہ اس نے سمجھا تھا۔ ٹیلیفون تاریک برآمدے میں تھا جس کا بلب جل گیا تھا اور اسے اخبار کا ٹیلیفون نمبر تلاش کرنے کے لئے بار بار دیا سلائی جلانا پڑی تھی۔ نمبر مل جانے کے بعد اسے اخبار والوں کو یہ سمجھانے میں بھی کافی دشواری پیش آئی کہ وہ انھیں کیا بتانا چاہتی ہے مگر اس سے جس شخص نے سب سے آخر میں بات کی تھی وہ بڑا خلیق تھا۔ اس نے نام کے ہجے ٹھیک اسی طرح دہرادئے تھے جس طرح چھوٹے چھوٹے کارڈ پر لکھے ہوئے تھے جس کے بعد اس نے فون فوراً بند کر دیا تھا۔

یہ سب کچھ کر لینے کے بعد اس کے دل سے ایک بوجھ سا اتر گیا تھا۔ اور اب یہ بھی سوچ کر خوش ہو سکتی تھی کہ یہ کتنی اچھی بات ہے کہ وہ ماں نہیں بننے والی ہے۔

چھ بج کر ۴ منٹ شام

ٹریڈ وے کارپوریشن کی نیو یارک شاخ کے منیجر کی بیوی کی حیثیت سے میرین اولڈھم کو احساس تھا کہ اس پر بعض ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ اس نے ان ذمہ داریوں کو بڑی ہنسی خوشی قبول کر لیا تھا۔ مگر ان سے عہدہ برآ ہونا ہمیشہ بہت آسان نہیں ہوتا تھا۔ بعض اوقات وہ سوچتی تھی کہ الکس واقعی یہ محسوس بھی کرتا ہے یا نہیں کہ وہ کتنی مشکلوں میں مبتلا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کا یہ خیال بالکل درست تھا کہ وہ ایک ملازمہ رکھنے پر مجبور تھے۔ تاکہ وہ اپنے منصب کی لاج رکھنے کے لئے لوگوں کی اچھی طرح خاطر تواضع کر سکیں مگر میرین کے خیال میں اس کا شوہر شاید یہ محسوس نہیں کرتا تھا کہ اگر مقررہ وقت پر کھانا ختم کر کے ملازمہ کو چھٹی نہ دے دی جائے تو اس کا رکنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔

الکس نے اپنے گلاس میں برف کا ایک اور ٹکڑا ڈال لیا اور بوتل اٹھانے کے لئے دوبارہ ہاتھ بڑھایا۔

"الکس" اس نے نرمی سے سوال کیا "تم کھانا زیادہ دیر میں تو نہیں کھاؤ گے؟"

جب اس نے میرین کی طرف دیکھا تو اس کا چہرہ حد سے زیادہ تکان کی وجہ سے بالکل اترا ہوا تھا اور اس کے دل میں معاً یہ خیال آیا کہ میں یہ سوال نہ کرتی تبھی اچھا تھا "معاف کرنا۔ میں نے ہلڈا سے وعدہ کر لیا تھا کہ آج اسے جلد چھٹی دے دوں گی۔ آج جمعہ ہے اور اس کے کلب

میں جلسہ ہونے والا ہے"

"اچھی بات ہے۔ تم جیسا کہو" یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ فوراً بوتل سے ہٹا لیا۔

"نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا" اس نے ندامت سے کہا "کوئی بات نہیں۔ میں ہلڈا کو چھٹی دے دوں گی اور باقی کام خود کر لوں گی"

"نہیں میں نے کافی پی لی ہے۔ اور پھر میں اس میں کچھ ملاتا بھی نہیں"

"ہاں۔ کچھ ملاتے تو نہیں" وہ اس کے پہلو میں کھڑی ہو گئی اور اس کے ہاتھ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا "تمہیں اس کی ضرورت بھی ہے۔ جب بُرے دن آتے ہیں"

"ادھر تو بہت سے دن بُرے ہی آتے رہے ہے۔ بہت ہی بُرے"

"مگر میرین تم یہ تمام باتیں بھول سکتے ہو"

"ہاں" مگر یہ اس نے صرف زبان سے کہا تھا دل سے نہیں۔

"کھانا میز پر لگوا دو۔ میں ایک منٹ میں پہنچ جاؤں گا"

میرین نے اسے اٹھ کر برآمدے کی طرف جاتے ہوئے دیکھا اور وہ دل میں سوچنے لگی کہ وہ کتنا اچھا شوہر ہے۔ کاش وہ اس کے غم بانٹ کر اس کا بوجھ ہلکا کر سکتی۔ شادی کے بعد کچھ دن تک الکس سیلزمین کا کام کرتا رہا تھا اور اسے سینٹ لوئی سے باہر جانا پڑتا تھا۔ اس زمانے میں وہ اس کے غم روزگار میں برابر کی

شریک تھی۔ جب وہ دورہ کر کے واپس آتا تو اس سے رات گئے تک باتیں کرتا رہتا۔ وہ جہاں جہاں بھی جاتا اور جو کچھ کرتا اس کی پوری تفصیل بیان کرتا۔ اس کی باتیں کتنی ولولہ انگیز ہوتی تھیں۔ اور اسے بھی اس کے کام سے اتنی دلچسپی تھی کہ ٹریڈ وے کی فہرست میں فرنیچر کی جتنی اقسام درج تھیں ان کی تفصیل اسے سلسلہ وار زبانی یاد تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کمپنی میں الکس کا درجہ بلند ہوتا گیا اور اس کی کاروباری زندگی میں میرین کی دلچسپی کم ہوتی گئی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ وہ اسے شعوری طور پر اپنے کاروبار سے دور رکھنے کی کوشش کرتا تھا بلکہ روز بروز یہ زیادہ ضروری ہوتا جارہا تھا کہ وہ چند گھنٹے ایسے بھی نکال سکے جن میں وہ کاروباری زندگی کو بالکل بھول جائے۔

بعض اوقات میرین اولڈھم محسوس کرتی تھی کہ اس کا شوہر خاموش بیٹھ کر دل ہی دل میں کڑھنے کے بجائے اگر باتیں کر کے اپنے دل کا غبار نکال لے تو یہ قرار کی بہتر صورت ہوگی۔ مگر ایسے مواقع پر اسے چھیڑنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی اس کی نوبت بہت کم آتی تھی کہ وہ اس سے اپنے دفتر کے کسی واقعے کا ذکر کرتا تھا مگر اس صورت میں بھی وہ موضوع بدل کر اس کی توجہ اس معاملے سے ہٹانے سے ڈرتی تھی۔ کہیں ایسا نہ ہو اس کے دل میں یہ غلط فہمی پیدا ہو جائے کہ وہ اس کی باتوں میں دلچسپی نہیں لیتی۔ اور اگر وہ بہت زیادہ دلچسپی لیتی تو اس

کا انجام لازمی طور پر یہ ہوتا تھا کہ وہ اچانک اس کی بات کاٹ دیتا تھا اور اس کے رویہ سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ اس کے کاروباری مسائل کو اس کے فرار کے راستے میں حائل کر کے اسے اذیت پہنچائی ہے۔

الکس کا خیال ٹھیک ہے...... اب بُرے دن بار بار آنے لگے ہیں........ اب ایسی راتیں بہت زیادہ آتی ہیں جن میں وہ آج ہی کی طرح پریشان اور افسردہ گھر لوٹتا ہے..... مگر آج تو اس کی حالت اور بھی زبوں ہے...... جب مسٹر بلرڈ نیویارک میں ہوتے ہیں تو اس کا حال ہمیشہ اتنا ہی بُرا ہوتا ہے۔

وہ پلکیں جھپکتا ہوا کھانے کے کمرے میں داخل ہوا۔ جیسے اس کی آنکھوں میں کوئی چیز کھٹک رہی ہو۔

"مجھے اُمید ہے کہ تم آج کا شوربا پسند کرو گے" اس نے استفہامیہ انداز میں کہا۔

اس نے صرف سر ہلا دیا اور بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ وہ خاموشی سے اپنے پیالے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

وہ خاموشی کو توڑنا چاہتی تھی مگر وہ طول کھینچتی چلی گئی۔ بالآخر اس نے ایک ایسی بات سوچ لی جس کا کاروبار سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

"آج مارگی کا خط آیا ہے"

"ہاں؟"

"وہ اور جیف اگست کے پہلے ہفتے میں ہین جاتے ہوئے یہاں سے گزریں گے۔ وہ اپنی چھٹیاں وہاں گزاریں گے۔ کینی بنک پورٹ میں"

"اچھا۔"

"میں نے انہیں لکھا ہے کہ ان سے ملنے کو بہت جی چاہتا ہے۔ مگر شاید انہی دنوں ہم لوگ بھی چھٹی منانے کے لئے یہاں سے چلے جائیں گے"

اس نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔

"تم نے کچھ اور سوچا کہ تم کہاں جانا پسند کرو گے؟"

"کچھ زیادہ نہیں سوچا"

اس کا پیالہ آدھا بھی نہیں خالی ہوا تھا کہ اس نے پینا چھوڑ دیا۔ "کیا بات ہے۔ شوربے میں کوئی خرابی ہے؟"

"نہیں۔ بہت عمدہ ہے۔ بھوک نہیں ہے۔ اب بس۔ شاید یہ بہت گرم ہے"

ہلڈا کمرے کے اندر آ گئی۔ وہ دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ اس نے ان کے سامنے کباب اور سبزی کی پلیٹیں رکھ دیں۔ مسٹر بلرڈ جب نیویارک میں ہوتے تو وہ کباب ضرور پکواتی تھی مگر بہت سی دوسری باتوں کی طرح اس نے اپنے شوہر کی توجہ اس طرف مبذول نہیں کرائی تھی۔

الکس نے اچانک بولنا شروع کر دیا جیسے ان کے درمیان دیر سے گفتگو جاری ہو، مگر اس کی بیوی نے کچھ نہ سنا ہو "کمپنی کے کسی اور شخص کے ساتھ چھٹیاں گزارنا مجھے کبھی اچھا نہیں لگتا۔ مگر شا کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ ان کی بیوی کے بعض اعزا کے پاس کیپ کاڈ" میں بہت

عمدہ مکان ہے"

"تمہاری مراد لورن شا سے ہے؟"

الکس نے اس کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا جیسے وہ شکایت کر رہا ہو... کہ اس کی باتیں اب تک کیوں نہیں سنی گئیں

"کیا انھوں نے تمہیں وہاں آنے کی دعوت دی ہے؟"

"میں نے تم سے پہلے نہیں کہا تھا؟"

اس کے پاس یہ جواب دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ میرے خیال میں تم نے ایک بار ذکر تو کیا تھا۔

"ہاں میرا یہی خیال ہے۔ وہ پچھلے ہفتے یہاں آئے تھے تو انھوں نے کچھ ایسی ہی باتیں کی تھیں۔ کوئی قطعی بات نہیں تھی ——— انھوں نے دراصل دعوت نہیں دی۔ مگر میرا خیال ہے کہ دعوت دینے والے ہیں"

"کیا وہاں جا کر تمہیں خوشی ہوگی الکس؟"

"کیوں نہیں"

"تم وہاں جانے پر اس لئے رضامند نہیں ہوئے کہ تمہیں وہاں جانا چاہیئے، ہے نا۔ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ تمہارے نائب صدر انتظامیہ بننے والے ہیں"

وہ اس خیال سے لرز اٹھی کہ شاید اس نے ایک نامناسب بات کہہ دی ہے۔ ممکن ہے وہ اس پر برس پڑے یا دوبارہ ہونٹ سی کر بیٹھ جائے۔ مگر خوش قسمتی سے اس نے ایسا نہیں کیا "نہیں۔ میں صرف اس خیال سے ایسی کوئی بات نہیں کروں گا۔ دو دن کی زندگی ہے۔ اور پھر یہ بھی یقین نہیں ہے کہ

ہی نائب صدر انتظامیہ بنیں گے۔ یہ تو صرف میرا قیاس ہے اینڈرسن"
اس کا اضطراب دُور ہو گیا اور وہ مسکرا دی "تم انھیں پسند کرتے ہو۔ کرتے ہونا؟"
"ہاں۔ کچھ یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ ان میں کم سے کم اتنا تو ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کے خیالات کا کچھ لحاظ بھی کرتے ہیں۔ دوسروں کے خیالات بھی کچھ معنی رکھتے ہیں۔ بڈھے ہارڈ کی طرح نہیں"
میرین کی زبان پر اولڈ ہلرڈ کی آمد کے متعلق ایک سوال آیا مگر اس نے فوراً ہی یہ فیصلہ کیا کہ اسکے متعلق کچھ پوچھنا مناسب نہیں "تم کیا کہہ رہے تھے؟ شا کے عزیزوں کے پاس کس جگہ؟"
ٹیلیفون کی گھنٹی نے اس کا سوال ادھورا ہی رہنے دیا۔ وہ فوراً اپنی کرسی سے اٹھ کر ٹیلیفون سننے چلی گئی۔
"کیا اس گھر میں مسٹر الکس اولڈھم نام کے کوئی صاحب رہتے ہیں؟" کرخت آواز میں کسی شخص نے سوال کیا
"جی ہاں"
"ان کا ٹریڈوے کارپوریشن سے بھی کچھ تعلق ہے؟"
"جی ہاں۔ وہ مینجر ــــ"
"ہم پولیس کے دفتر سے بول رہے ہیں۔ ہم ان سے بات کرنا چاہتے ہیں کیا وہ گھر میں موجود ہیں؟"
الکس اسے دیکھ رہا تھا اور جب تک وہ ٹیلیفون تک پہنچا میرین کے

دل میں معلوم نہیں کتنے وحشت انگیز خیالات اُبھرے اور ڈوب گئے۔
اس نے آہستہ سے "پولیس" کہتے ہوئے رسیور اس کے حوالے کر دیا۔
وہ ایک قدم پیچھے ہٹ کر اپنے شوہر کے چہرے کا جائزہ لینے لگی۔ وہ اس کی مختصر اور نپے تلے جوابات سے معاملے کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔
"جی ہاں۔ جی ہاں، درست ہے — جی ہاں — جی ہاں — اچھا — جی ہاں۔ کیا!"
آخری لفظ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اچانک کوئی انتہائی حیرت انگیز واقعہ پیش آگیا ہو۔ اس کے چہرے کا رنگ بالکل فق ہو گیا تھا۔
"لیکن۔ ہے تو — جی ہاں — چیپن ڈیل بلڈنگ — جی ہاں۔ میں سمجھ گیا — جی ہاں — نہیں — جی ہاں — میں آجاؤں گا۔ کیا؟ — اچھا ٹھیک ہے — پانچ منٹ میں؟ بہت اچھا۔ میں تیار رہوں گا۔"
اس نے ٹیلیفون رکھ دیا۔ مگر اس کا ہاتھ ریسیور ہی پر تھا۔ جیسے اس کے سہارے کے بغیر وہ کھڑا نہیں رہ سکتا۔
"الکس۔ بات کیا ہے؟"
اس نے آہستہ سے اپنا سر گھمایا۔ کچھ کہنے سے پہلے اس نے پھر کچھ سوچا "الوری بلرڈ مر گئے۔"
"ارے نہیں"
"آج دوپہر کے بعد چیپن ڈیل بلڈنگ کے سامنے دفعتاً گر کر ختم ہو گئے۔ پولیس اس وقت سے مسلسل انہیں شناخت کرنے کی کوشش کر رہی ہے"

"کیا تمہیں وہاں جانا پڑے گا؟"

"ہاں پولیس کی گشتی موٹر مجھے لینے کے لئے پانچ منٹ میں یہاں پہنچ جائے گی"

"ممکن ہے وہ مسٹر بلرڈ نہ ہوں۔ کوئی اور ہو"

"نہیں۔ یہ بات بالکل صحیح معلوم ہوتی ہے۔ چین ڈبل بلڈ تک ——
دوپہر کا کھانا سٹیگل اور پلیچر کے ساتھ کھانے گئے تھے۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ ان کا حلیہ بھی بالکل ٹھیک بیان کیا گیا ہے۔ کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا"

"اچھا تم اپنا کھانا تو ختم کر لو" اس نے نرمی سے کہا "جب تک موٹر نہیں آتی تمہیں کچھ کرنا بھی نہیں ہے"

اس نے سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا "مجھے فوراً ملیرگ اطلاع دینی ہے" وہ ریسیور اٹھانے لگا لیکن فوراً ہی اسے دوبارہ رکھ دیا۔ "مگر میں کس خبیث کو فون کروں؟"

یہ ایک ایسا سوال تھا جس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر اس کے جذبات کی شدت کے باعث میرین کچھ کہنے پر مجبور ہو گئی
"میرے خیال میں تمہیں مسٹر شا کو فون کرنا چاہیئے کیونکہ وہی ——"

وہ کہنے والی تھی کہ وہی نائب صدر انتظامیہ بننے جاتے ہیں" مگر وہ بات کرتے کرتے رک گئی کیونکہ اسے خیال آگیا تھا کہ اب تمام صورتِ حال تبدیل ہو گئی ہے۔

"میرے خیال میں والٹ ڈڈلے مناسب رہیں گے" الکس نے دل ہی دل میں کہا" اسی نائب صدر کو میں ہمیشہ رپورٹ بھیجتا ہوں - مگر میں یہ بھول ہی گیا تھا کہ وہ اس وقت تک شکاگو روانہ ہو چکے ہوں گے ان سے فون پر آج ہی صبح تو بات ہوئی تھی اور انھوں نے کہا تھا کہ وہ سر شام طیارے سے روانہ ہو جائیں گے- آلڈرسن یا جیمس گریم؟ ان میں سے کون مناسب رہے گا؟"

میرین کو اس کے فیصلے کا علم اس وقت ہوا جب اس نے الکس کو یہ کہتے ہوئے سنا" آپریٹر- میں ملبرگ، پنسلوینیا کے ڈان والنگ سے بات کرنا چاہتا ہوں- ہاں مجھے انہی سے بات کرنا ہے- مسٹر ڈان والنگ"

اسے اپنے فیصلے کے بارے میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی- میرین خود ہی سمجھ گئی تھی کہ اس نے یہ فیصلہ کیوں کیا ہے- ایک دعوت میں جب اس کو یہ فیصلہ کرنا پڑا تھا کہ وہ کھانا سب سے پہلے کسے پیش کرے تو اس نے خود بھی یہی کیا تھا- اگر کسی ایسے شخص سے آغاز کیا جائے کہ اسے نہ تو اپنی طرف سے غیر ضروری انکسار سمجھا جائے نہ اس پر مہمان کی عزت افزائی کی پھبتی کسی جا سکے تو اس سے پہل کرنے پر کسی کو اعتراض نہیں ہوتا-

(۶)

ملبرگ، پنسلوینیا

چھ بج کر ۵۶ منٹ شام

میری لینڈ کا راستہ ساؤتھ واٹر سٹریٹ ہو کر بالکل سیدھا جاتا تھا مگر جیس گریم چکر کاٹ کر پائک سٹریٹ تک چلا گیا۔ اس نے اپنے آپ کو یہ سمجھا لیا تھا کہ اس طرف ٹریفک زیادہ نہیں ہو گی۔ یہ صرف ایک بے ضرر سی خود فریبی تھی اور ایک میل کا چکر اس نے محض یہ موقع تلاش کرنے کے لئے کاٹا تھا کہ وہ رج روڈ کی بلندی سے پائک سٹریٹ کی فیکٹری کو ایک نظر دیکھ سکے۔

حسن کسی چیز کا نظارہ کرنے والے کی نظروں میں پنہاں ہوتا ہے۔ جیس گریم کے لئے پائک سٹریٹ کی فیکٹری دنیا کی حسین ترین شے تھی۔ ہیروشیما پر اٹیم بم گرنے کی خبر سن کر الوری بلرڈ نے کہا تھا۔ "اب یہ معاملہ ختم ہی سمجھو جیس۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنا کام پھر شروع کر دیں۔ پائک سٹریٹ کے نشیب میں جو زمین بیکار پڑی ہے اسے حاصل کر لو اور اس میں فرنیچر کی بہترین فیکٹری قائم کر دو۔"

جیس گریم نے بعینہٖ یہی کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ نئی فیکٹری کی تعمیر میں کامیاب ثابت ہوا ہے۔ ملک بھر کے ماہرین تعمیرات اور انجنیئر آکر اسے دیکھتے اور تعریف کے ڈونگرے برساتے۔ وہ ان کی مدح سرائیوں کو بڑی احتیاط سے قبول کرتا تھا، اس کے چہرے پر انکسار کی نقاب بدستور پڑی رہتی تھی مگر ایک کنجوس کی طرح وہ تعریف کے ایک ایک لفظ کو سینت کر رکھتا تھا۔

وہ اس مدح وستائش پر دل ہی دل میں خوش تو ہوتا ہی تھا مگر اس کی مسرتوں کا راز ایک اور حقیقت میں مضمر تھا۔ اس نے فیکٹری کی منصوبہ بندی سے ڈان والنگ کو مکمل طور پر الگ رکھا تھا۔ ایوری بلرڈ سے تعمیر شروع کرنے کا حکم ملنے کے بعد جیس گریم کو یہ خوف کھائے جا رہا تھا کہ کہیں اس کے کام میں والنگ کو مداخلت کرنے کی اجازت نہ مل جائے کیونکہ اس نے فن تعمیرات کی باقاعدہ تربیت حاصل کی تھی۔ جیس گریم کے دل میں ایوری بلرڈ کے لئے عزت واحترام کا جذبہ کچھ اس لئے بھی شدید ہو گیا تھا کہ والنگ کو اس کے کام میں دخل انداز کا موقع نہیں دیا گیا تھا۔ اور اسے پیشیرگ میں اس وقت تک ٹھہرنا پڑا تھا جب تک فیکٹری کی تعمیر اس مرحلے پر نہیں پہنچ گئی تھی کہ اس میں کسی رد وبدل کی گنجائش باقی نہیں رہ جائے۔

موڑ پر پہنچ کر جیس گریم نے موٹر روک لی اور اپنی جگہ سے کھسک کر دوسرے دروازے کے قریب چلا گیا اور بلندی سے فیکٹری کو

دیکھنے لگا۔ اس کے صدر دروازے کے سامنے جہاں موٹریں کھڑی کی جاتی تھیں میدان قریب قریب خالی پڑا تھا۔ آخری سرے سے صرف چند موٹریں نظر آرہی تھیں۔ جو اس بات کا ثبوت تھا کہ والنگ ڈھلائی کی نئی مشین کا آج ہی تجربہ کرنے والا ہے۔

اس نے شام کے دھندلکے میں والنگ کی بیوک اچھی طرح پہچان لی۔ عین اسی وقت اس کی کار حرکت کرتی ہوئی نظر آئی۔ اس کے پیچھے پیچھے دو اور کاریں روانہ ہوئیں ایک اور کار پائک سٹریٹ کی جانب مڑی۔ صاف ظاہر تھا کہ تجربہ ناکام رہا تھا۔ نہیں ناکام نہیں ہوا ورنہ والنگ اس قدر جلد روانہ نہ ہوتا۔ جیس گریم نے زور سے سانس لی۔ اس کے پائپ کا تمباکو دہک اٹھا۔ اس نے گہرا کش لیا تھا۔ دھواں اس کے کلیجے میں اتر گیا، اندر تک، اس کے سینے کی تاریک ترین گہرائیوں تک۔ وہیں اس نے ہر خیال اور ہر یاد سے چھپا کر ایک جذبے کو دفن کر رکھا تھا۔ ڈان والنگ سے دیرینہ نفرت کا جذبہ۔

وہ جانتا تھا کہ اس کی نفرت بالکل جائز نہیں تھی۔ مگر اس احساس نے اس کے رویہ میں کسی طرح کی تبدیلی پیدا نہیں کی تھی۔ یہ احساس ایک ایسی ناپسندیدہ عادت سے مشابہ تھا۔ جس پر دل ہی دل میں شرم تو آتی ہے مگر اتنی قوتِ ارادی پیدا نہیں ہوتی کہ اسے ترک کیا جاسکے۔ یہ ایک ایسا ناسور تھا۔ جس کا زہر رگ و ریشے میں

سرایت کرتا جا رہا تھا اور اس کے زہریلے پن میں محض اس وجہ سے کمی نہیں ہو سکتی تھی کہ مرض کی تشخیص نہیں کی گئی۔

ڈان والنگ کے بارے میں اس رویہ کا سبب جیس گریم کی سمجھ میں اگر کچھ آتا تھا تو صرف یہ کہ جب والنگ اپنی ابتدائی ملازمت کے زمانے میں پیٹسبرگ گیا تھا تو اس نے اپنے آپ کو ایک دوسرا بلرڈ ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر گریم نے والنگ کو اس کی اجازت نہیں دی...... اس نے والنگ کو سختی سے ٹوکا تھا۔ اتنی سخت سرزنش اس نے آج تک کسی اور کی نہیں کی تھی...... مگر والنگ نے اسے برداشت کر لیا تھا بلکہ اس کا شکریہ بھی ادا کیا تھا۔ والنگ پہلا نو آموز نوجوان نہیں تھا جس نے اس طرح کی بات پر اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ والنگ نے اپنی غلطی کا اعتراف بہت جلد کر لیا تھا۔ یہ والنگ کی امتیازی شان تھی... وہ ہمیشہ بڑی پھرتی دکھاتا، بڑی تیزی سے قدم بڑھاتا، بڑی خود اعتمادی کا مظاہرہ کرتا، بڑی چالاکی سے کام لیتا۔

جب وانگ اس کے آس پاس ہوتا تو وہ بڑی بے چینی محسوس کرتا تھا جیسے اس کے احساس کی تمام طنابیں کھینچ دی گئی ہوں ..... اسے معلوم تھا کہ اگر وہ کوئی کام بلرڈ کی مرضی کے مطابق نہ کر سکا تو وہ لازمی طور پر یہی کہے گا "دیکھو ڈان۔ اس معاملے میں جیس نے ٹھوکر کھائی ہے ذرا تم بھی تو کوشش کرو"....... اور کمبخت وانگ کی قسمت اس کے آڑے آجاتی۔ ہاں ۔ یہ صرف قسمت ہی کا کرشمہ ہوتا۔ وانگ کے متعلق بلرڈ کی خوش فہمی اگر پچاس فی صد بھی درست تھی تب بھی اس کی کامیابی میں قسمت کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے ...... مثلاً فرنیچر میں چمک دمک پیدا کرنے کے لئے دباؤ سے کام لینے کی ترکیب کی کامیابی ...... اور پہیئے دار فرنیچر میں اس کی حرکت کی رفتار بدلنے کے پرزے کا اضافہ ...... اور اسی طرح کی دوسری حیرت انگیز اختراعات۔ اگر کسی چیز میں انجینئرنگ ساخت کے نقطۂ نظر سے کوئی خاص بات نہ ہو اور اس کے باوجود وہ کامیاب ہو جائے تو اسے خوش قسمتی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ لیکن کسی فیکٹری کو چلانے کے لئے صرف اچھی قسمت کافی نہیں ہوتی .... اس کے لئے اور بھی بہت کچھ ضروری ہوتا ہے! ایوری بلرڈ کو بالآخر اس کا علم ہو جائے گا۔ اب اس میں مزید تاخیر نہیں ہو گی ...... صرف چار مہینے کی کسر ہے۔

جیس گریم نے اپنی آنکھیں آدھی بند کر لیں۔ پائک سٹریٹ کی فیکٹری دھندلی دھندلی نظر آ رہی تھی۔ (۳۱) کا یہ عزم اور بھی راسخ ہو گیا کہ وہ پینسٹھ سال تک کام کرنے کے بجائے ساٹھ ہی سال کی عمر میں سبکدوش

ہو جائے گا۔ سبکدوشی کا سب سے المناک پہلو یہ ہوگا کہ وہ پائنگ سٹریٹ کی یہ فیکٹری دوبارہ نہیں دیکھ سکے گا۔ یہ ایک طرح سے اس کی اپنی فیکٹری بن گئی تھی.... بنیاد کی سب سے نیچی اینٹ سے چھت کی بالائی سطح تک ...... اس کی ہر اینٹ، ہر مشین اور اس میں تیار ہونے والے فرنیچر کا ہر حصہ اس کی ملکیت تھا۔ ...... یہ دنیا میں فرنیچر کی بہترین فیکٹری تھی۔ کیا وہ اسے چھوڑ سکتا تھا؟

اس کے ہونٹ ڈھیلے پڑ گئے اور اس کا پائپ نیچے جھک گیا۔ وہ اسے یقیناً چھوڑ سکتا تھا کیوں نہیں؟ اس کی کمی کوئی محسوس نہیں کرے گا۔ ان لوگوں کو ایسے شخص کی ضرورت ہی نہیں تھی جو فرنیچر تیار کرنے کے کام میں واقعی ماہر ہو...... انھیں تو کالج میں تعلیم یافتہ لونڈوں کی ضرورت ہے جو ہر کام گھڑی دیکھ کر کرنے کے عادی ہوتے ہیں..... وہ صرف وقت اور حرکت کا مطالعہ کرنا جانتے ہیں..... انھیں صرف صنعتی انجینرنگ آتی ہے...... ان میں محض تحقیقات اور مصنوعات کو فروغ دینے کی صلاحیت ہوتی ہے...... یعنی وہ سب صرف والنگ ہوتے ہیں.... چھوٹے چھوٹے بہت سے والنگ جو اپنے اوزار لئے بھاگتے پھرتے ہیں.... وہ تو پائنگ سٹریٹ کو بدل کر رکھ دیں گے...... کبھی کسی چیز کو توڑیں مروڑیں گے گھمائیں پھرائیں گے، کاٹیں چھانٹیں گے۔ اور برباد کریں گے..... اور اس کے بعد یہ دنیا میں فرنیچر کی بہترین فیکٹری بن جائے گی۔ کیا وہ اسے برداشت کر سکے گا؟

ہاں...... اسے کیا خبر ہوگی کہ وہاں کیا ہو رہا ہے...... اور

جب اسے کچھ معلوم ہی نہیں ہوگا تو صدمہ کیسے پہنچے گا۔ وہ علیحدہ ہونے کے بعد کبھی واپس نہیں آئے گا........ وہ پہلے ہی کافی مدت تک انتظار کر چکا ہے...... اب وقت گنوانے کی گنجائش نہیں رہی۔ چار مہینے کا انتظار بھی ناقابل برداشت ہے...... مگر اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے...... اُس وقت تک انتظار کرنا ہی پڑے گا جب تک وہ ساٹھ سال کا نہیں ہو جاتا........ ایسا نہ کرنا کچھ اچھا نہیں معلوم ہوگا، ہاں وہ چار مہینے تک تو چار و ناچار گزارا کر ہی لے گا۔ مگر اس کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی نہیں۔ اس کے بعد اسے کوئی چیز نہیں روک سکے گی..... کوئی بھی چیز نہیں۔ ایوری یلرڈ اسے قائل کرنے کی کوشش کر کے تھک جائے گا مگر وہ اپنا ارادہ نہیں بدلے گا۔ نہیں وہ پینسٹھ سال کی عمر تک نہیں ٹھہرے گا..... پانچ سال کی مدت بہت زیادہ ہے۔ وہ اتنا انتظار نہیں کر سکتا...... میری لینڈ میں اس کے لئے ہر چیز بالکل تیار ہے...... مکان کو دوبارہ آراستہ و پیراستہ کر لیا گیا ہے...... کارخانے کی تعمیر قریب قریب مکمل ہو گئی ہے۔ بڑھئی اگر اس ہفتے دوبارہ چھٹی پر نہ چلے گئے تو اس وقت تک کھڑکیاں تیار ہو گئی ہوں گی اور دروازے لگائے جا چکے ہوں گے۔ آئندہ ہفتے وہ بڑھئی گیری کا کمرہ اور اوزار رکھنے کے بکس تیار کرنے کا کام شروع کر دیں گے۔

اس نے سٹیرنگ وھیل زور سے پکڑ لیا۔ اوزار لے کر خود کام کرنا کتنا اچھا ہوگا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ایک آدمی یہ بھی محسوس نہ کرے

سکے کہ اس کی دلی تمنا کیا ہے .... زندگی بھر اس لئے کام کرے کہ وہ کسی منزل تک پہنچ جائے ...... کچھ بن جائے ...... اور آخر میں اس احساس کے سوا کچھ حاصل نہ ہو کہ تمہارے لئے صرف وہی چیز کوئی قیمت رکھتی ہے جس سے تم کچھ کرسکو ...... اپنے کام میں مہارت رکھنے والے ہاتھ اور انھیں استعمال کرنے کے لئے ایک کارخانہ۔ ایوری بلرڈ اس کا مفہوم نہیں سمجھ سکا۔ کم سے کم آج کا ایوری بلرڈ تو اس کے بالکل قایل نہیں ہے۔ ممکن ہے پُرانا بلرڈ اس کا مفہوم سمجھ سکتا۔ دس سال قبل کا ایوری بلرڈ وہ بلرڈ جو ایک رات پٹسبرگ کی موسلا دھار بارش میں ٹیکسی کا انتظار کر رہا تھا اور جس نے اس سے کہا تھا "تم میرے دست راست ہو۔ جیس۔ میں اسے کبھی فراموش نہیں کرسکتا" اور جب وہ گھر پہنچے تو سارا نے سینے کا گوشت اور گوبھی کا اچار لاکر سامنے رکھ دیا تھا اور ہم دونوں آدھی رات تک باتیں کرتے رہے تھے

جیس گریم مسکرا دیا۔ وہ خوش تھا کہ تنگ دستی کا وہ دور گزر گیا تھا ...... خوشحالی کی منزل حاصل کر لینے کے بعد بھی وہ بعض اوقات کہا کرتا تھا "ایوری۔ کیا خیال ہے۔ آج گھر چل کر کیوں نہ سارا سے کہا جائے کہ وہ ہمیں آج پھر سینے کا گوشت اور گوبھی کا اچار کھلائے۔ ایوری بلرڈ اس پر جس ردِ عمل کا اظہار کرتا تھا اس کے خیال سے اس کی مسکراہٹ ہنسی میں تبدیل ہو گئی۔ سارا یہ بات سن کر اور بھی برہم ہوتی "جیس۔ کیسی باتیں کرتے ہو تم۔ اب ہم سینے کا گوشت

اور گوبھی کا اچار کیوں کھانے لگے "۔

" لیکن میری لینڈ میں جاکر رہنے کے بعد ہم یہی چیزیں کھانے لگیں گے " اس نے سارا سے اپنا خیالی مکالمہ ختم کرتے ہوئے کہا " ہم ہر پیر کی رات کو سینے کا گوشت گوبھی کا اچار کھایا کریں گے۔ شادی کے بعد کچھ دن تک ہمارا یہی معمول تھا۔ سامنے ایک گھنٹہ گھر میں اس نے وقت دیکھا...... سات بجنے میں دو منٹ تھے...... اس وقت ایلڈی بلرڈ نیویارک میں واٹرورف اسٹوریا ہوٹل سے کچھ دور اپنے پسندیدہ چائے خانے میں رات کا کھانا کھا رہا ہوگا۔ جہاں پورا مینو فرانسیسی میں لکھا ہوتا۔ اگر کوئی شخص وہاں جاکر سینے کے گوشت اور گوبھی کے اچار کی فرمائش کردے تو ــــ اس نے بے خیالی میں زور سے قہقہہ لگایا...... یہ زندگی بھی کتنی دلچسپ ہے۔ ضرورت صرف اس کی ہے کہ کوئی شخص روزمرہ کے جھمیلوں کو بھول کر اس سے محظوظ ہونے کی کوشش کرے۔

چھ بج کر ۵۹ منٹ شام

" آپ کو سٹوارٹ سٹریٹ ہو کر جانے میں زحمت تو نہیں ہوگی مسٹر والنگ ؟ " بنڈین نے گھبرائے ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔

والنگ کو معلوم تھا کہ بل لنڈین کے اضطراب کا اصل سبب یہ نہیں تھا کہ اسے طویل راستہ اختیار کرنا پڑا ہے۔ اس کی پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ ڈھلائی کی نئی مشین سے جو توقعات وابستہ کی گئی

تھیں وہ پوری نہیں ہو سکی تھیں اور اس نے اندازہ لگایا تھا کہ نوجوان کیمیادان کا اضطراب ختم کر دینا اس پر ایک احسان سے کم نہ ہو گا۔

"بل۔ آج رات ہم نے اپنی محنت کا جو انجام دیکھا ہے اس پر ملول ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہیں قصور وار نہیں سمجھتا۔"

"شکریہ جناب" لنڈین نے جواب دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کے احسان کے بوجھ سے دبا جا رہا ہے "اب مجھے خیال آتا ہے کہ مجھے اس حصہ کو زور سے چلانا چاہیئے تھا جس سے خام مال پر دباؤ پڑتا ہے۔ میں اس وقت بھی کچھ اس کی ضرورت محسوس کرتا تھا مگر میں اتنا بڑا خطرہ مول لینے کی جرأت نہیں کر سکا۔ مجھے ڈر تھا کہ اس طرح دباؤ بہت زیادہ بڑھ جائے گا اور مشین کو کنٹرول کرنے والے پرزے فوراً ٹوٹ جائیں گے"

"میں جانتا ہوں کہ اس وقت کیا ہوا" والنگ نے تحمل کے ساتھ جواب دیا۔ وہ نوجوان لنڈین سے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسے خطرہ مول لے لینا چاہیئے تھا۔ مگر یہ خطرہ ایسا تھا ہی نہیں کہ بل اسے مول لے سکتا ...... اس کی ابھی عمر ہی کیا ہے۔ کالج سے نکلے ہوئے صرف تین سال گزرے ہیں۔ وہ بہت مستعد اور ہونہار ہے۔ مگر اس سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ ایسے فیصلے بھی کر سکے جن کی ذمہ داری انتظامیہ پر عاید ہوتی ہے "سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ میں اس وقت وہاں نہیں پہنچ سکا تھا"

اس نے اپنی کنکھیوں سے دیکھا کہ اس نے اپنے سر کو جنبش دے

کر اس کے قول کی صداقت کو تسلیم کر لیا۔ بل نے غالباً یہ محسوس کیا کہ ٹریڈ وے کی نو فیکٹریوں میں سے ایک فیکٹری کے ایک گوشے میں ایک نئی مشین کی معمولی سی آزمائش کے بجائے وہ ایک بہت اہم کانفرنس میں شریک ہو رہا ہے۔ والنگ کا دل بے اختیار یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنی عدم موجودگی کا تمام پس منظر بیان کر دے تاکہ اس نوجوان کو معلوم ہو جائے کہ چوبیسویں منزل میں زندگی کس طرح گزرتی ہے مگر جب کوئی شخص نائب صدر بھی ہو تو اسے ہر بات کہنے کی آزادی حاصل نہیں ہوتی۔ اسے بعض اوقات اپنا منہ بند بھی رکھنا پڑتا ہے۔ بلندی پر پہنچنے کے بعد ایسے افراد بہت کم رہ جاتے ہیں جن سے کوئی بات دل میں رکھے بغیر گفتگو کی جا سکتی ہو۔ منصب جتنا بلند ہوتا جاتا ہے ایسے افراد کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے اور جو لوگ ایسے ہوتے بھی ہیں ان سے بات کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ ان سے گفتگو کرنے کو جی چاہتا بھی ہے تو کوئی طاقت روک دیتی ہے۔ بات کو دل ہی میں بند کر کے رکھا جاتا ہے جس طرح بوتل میں تیزاب رکھا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اندر ہی اندر کڑھ کر مر جاتا ہے۔ یہ سبق اس وقت ملتا ہے جب کوئی نائب صدر بن جاتا ہے۔ ایوری بلرڈ نے مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کیا .... اس میں شرکت کے لئے اس نے بڑے سے بڑے نقصان کی بھی پروا نہیں کی ..... مگر وہ اجلاس میں شرکت کے لئے نہیں پہنچا ...... اس لئے ہم ایک فرماں بردار بچے کی طرح اپنے اپنے کھلونے لے کر گھر واپس آ گئے۔ کیا پانچ میں سے کسی ایک نائب صدر نے اپنی زبان سے ایک لفظ بھی کہا

تھا؟ کسی کے پھوٹے منہ سے ایک بات بھی نہیں نکلی۔ کسی نے ایوری بلرڈ کا نام تک نہیں لیا تھا۔

اب وہ ساؤتھ فرنٹ پر پہنچ گئے تھے۔ ٹریڈوے ٹاورس کا گھڑیال گھنٹے کا گجر بجا رہا تھا۔ ڈان نے غیر ارادی طور پر ٹاور کے سفید سرے کی طرف دیکھا۔ لنڈین نے بھی بعینہٖ یہی کیا۔

"میرے خیال میں جب مسٹر بلرڈ ٹاور میں موجود ہوتے ہیں تو گجر نہیں بجایا جاتا" لنڈین نے کہا۔ مگر ڈان نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس موضوع پر کچھ کہنے کے لئے اسے بعض مقررہ حدود سے تجاوز کرنا پڑتا اور وہ اس کے لئے تیار نہیں تھا۔

ایک آوارہ سا عجیب الہیئت کتّا ان کے سامنے سڑک پار کر رہا تھا جس کی وجہ سے آنے اور جانے والی موٹروں کو رک جانا پڑا۔ ڈان والنگ نے اس کی بے پروا آہستہ خرامی پر زور سے قہقہہ لگایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بل لنڈین خاموشی کے اس طلسم کو توڑنے کا کوئی بہانہ تلاش کر رہا تھا اور اس موقع سے اس نے فوراً فائدہ اٹھایا "میرے اور جم کے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ جناب اجازت دیں تو اس کے بارے میں کچھ عرض کروں"

"ہاں۔ ہاں۔ ضرور کہو"

"ہم فیکٹری میں جس طرح تجربے کرتے ہیں اس سے بہت سا وقت ضائع ہوتا ہے۔ اب ہمیں فیکٹری والے دو تین ہفتے سے قبل دوبارہ تجربہ کرنے کا موقع نہیں دیں گے"

"میں جانتا ہوں"

ڈان کے اتفاق رائے نے اس کا حوصلہ بڑھا دیا اور لنڈین ہمہ تن گفتگو میں مصروف ہو گیا۔ اس کی گرم جوشی ایک پیشہ ور سائنسدان کے سکونِ قلب پر حاوی ہو گئی تھی جسے وہ ہر وقت اپنے اوپر طاری رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔" چند روز قبل جم اور ہم اینٹوں کے پرانے بھٹے کے پیچھے اس جگہ پھر رہے تھے جہاں بیکار سامان پڑا ہوا ہے۔ وہاں ہمیں لکڑی کو دبانے کی ایک پرانی مشین نظر آئی جس میں بھاپ سے گرمی پہنچائی جاتی ہے۔ اسے کارآمد بنانے کے لئے ہمیں اس کا ڈھانچہ بدلنا ہوگا۔ اس میں کچھ اور مرمت کی بھی ضرورت ہوگی۔ مگر جناب! ہم ایسا کر لیں تو اپنی ایک علیحدہ تجربہ گاہ قائم کر کے اس میں اپنی مرضی کے مطابق مسلسل تجربے کر سکتے ہیں"

"بظاہر یہ تجویز معقول معلوم ہوتی ہے" ڈان گول مول سا جواب دے کر خاموش ہو گیا۔ وہ اس نوجوان سے یہ کہہ کر اس کے حوصلے پست نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسی مشین کو درست کر کے اسے پائک سٹریٹ میں نصب کرنے کے لئے اس نے صدر کے دفتر سے ایک مہینہ قبل خاص بجٹ منظور کرنے کی درخواست کی تھی۔ تین ہفتے تک تو اسے یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اس کی درخواست کا کیا حشر ہوا۔ جب اس نے بے حیا بن کر بارڈ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ بجٹ کی منظوری کا اب نیا قاعدہ نافذ کر دیا گیا ہے جس کے تحت کسی مد کے لئے اس وقت تک روپیہ

خرچ نہیں کیا جا سکتا جب تک شا سے بھی اس کی اجازت نہ مل جائے۔

ایلوری بلرڈ نے اس سے کہا تھا "یہ کم بخت کمپنی اب حد سے بڑھتی جا رہی ہے۔ ان تمام باتوں کا میں خود فیصلہ نہیں کر سکتا اس لئے دوسروں کو اپنے بعض اختیارات تفویض کرنے پر مجبور ہوں۔" اس کے جواب میں کوئی استدلال ممکن نہیں تھا ...... ٹریڈ وے واقعی ایک بہت بڑی کارپوریشن تھی اور اس کا صدر اپنے بعض اختیارات دوسروں کو تفویض کرنے پر مجبور تھا .....

مگر ایلوری بلرڈ کیا یہ نہیں محسوس کر سکتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ اختیارات ایسے لوگوں کو تفویض نہیں کئے جا رہے تھے جو انھیں بروئے کار لا سکتے۔ یہ صرف شا کو منتقل کئے جا رہے تھے جن کی مدد سے وہ سُرخ فیتے کا ایک پھندا بنا کر پوری کمپنی کا گلا گھونٹ دینا چاہتا تھا۔ یہ مناسب نہیں تھا۔ اس کا احساس سب سے زیادہ خود ایلوری بلرڈ کو ہونا چاہیئے تھا۔ اس نے ٹریڈ وے کارپوریشن کو اس طرح عروج پر نہیں پہنچایا تھا کہ اس کے ہاتھ سرخ فیتے سے بندھے ہوئے ہوں اور ایک محاسب اس کے ہر قدم پر اڑنگا لگا تا رہے ...... اس کی کامیابی کا راز اس کی آزادی عمل میں مضمر ہے۔ اب وہ اس سے دوسرے لوگوں کو کیوں محروم کر رہا ہے؟ وہ شا کو اپنے اوپر اتنا حاوی ہونے کی کیوں اجازت دیتا ہے؟ اس نے شا کو اتنا سر کیوں چڑھا لیا ہے؟

اس کے جواب میں ڈان والنگ کو کارل ایرک، کاسل کا ایک قول یاد آ گیا "جو شخص جتنے زیادہ بڑے منصب پر پہنچتا ہے وہ کسی خون چوسنے والے ایسے آدمی کا زیادہ آسانی سے شکار بن جاتا ہے جو اپنے آپ

کو ماہر کہتا ہو۔ تم جانتے ہو ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ اس کے دل پر خوف طاری ہونے لگتا ہے۔ وہ جتنے بڑے منصب پر پہنچتا ہے اس کے دل میں اتنا ہی زیادہ خوف ہوتا ہے جب وہ بلندی پر چڑھنے لگتا ہے تو وہ اپنی دشواریوں پر قابو پانے کی جدوجہد میں اتنا مصروف ہوتا ہے کہ اسے ٹھہر کر یہ سوچنے کی فرصت ہی نہیں ملتی کہ اس سے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے۔ بعض اوقات وہ ٹھوکر بھی کھاتا ہے مگر کیا وہ اس سے پریشان ہوتا ہے؟ نہیں۔ وہ ایک مشاق پہلوان کی طرح اچھل کر پیچھے چلا جاتا ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ وہ کامیابی سے ہمکنار ہونے لگتا ہے۔ کیوں؟ اس کی یہی صلاحیت اس کی کامیابی کی ضامن ہوتی ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ اس کے بارے میں تمہیں پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ محض ایک موم کا مادھو ہے جو بہت بڑے تخت پر براجمان ہے۔ اسے یہ ہرگز پسند نہیں ہوتا کہ اسے کوئی پچھاڑ دے۔ یہ اس کے وقار کے منافی ہوگا۔ حصص کے مالک اسے پسند نہیں کریں گے۔ وہ ہراساں ہونے لگتا ہے۔ ان حالات میں وہ کیا کرتا ہے؟ وہ خوش چوشا شروع کرتا ہے اور ماہروں کی خدمات حاصل کرنے لگتا ہے کیوں؟ اس لیے کہ وہ اسے یقین دلا دیتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں اسے کوئی زک نہیں دے سکتا۔ یہ بڑی سیدھی سی بات ہے۔

یہ تمام باتیں دل کو لگتی تھیں اس کے باوجود یہ جواب صحیح تسلیم نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ڈان وانگ یہ مان ہی نہیں سکتا تھا کہ الیڈی بلیرڈ خوفزدہ ہے۔ اس پر یقین کرنے کا مطلب اس بنیاد کو ڈھا دینے کے سوا کچھ

نہ تھا جس پر اس نے اپنی زندگی تعمیر کی تھی۔ تمام طاقتور انسانوں کی طرح وہ صرف ایسے شخص کی قیادت قبول کرسکتا تھا جس کے لئے اس دل میں خوف پیدا ہوسکے مگر وہ کسی ایسے شخص کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرسکتا تھا جو خود بھی خوفزدہ ہو۔

"—— اور اس پر بہت زیادہ خرچ بھی نہیں ہوگا" اس نے یہ الفاظ لنڈین کو کسی ایسی بات کے بعد کہتے ہوئے سنے جس پر اس نے توجہ نہیں کی تھی "میں نے اور جم نے اندازہ لگایا ہے کہ اس تمام منصوبے پر پانچ چھ ہزار ڈالر سے زیادہ خرچ نہیں ہوں گے۔ مگر اس کے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ ہمیں پاٹنگ سٹریٹ ہی میں جگہ مل جائے تاکہ ہم دوسری شینوں سے بھی فائدہ اٹھا سکیں اور بلاوجہ اوزار کی خریداری کا بوجھ نہ برداشت کرنا پڑے"

"یہ تمام باتیں ایک یادداشت کی شکل میں لکھ دو۔ بل" اس نے احتیاط کے ساتھ کہا "اس کے بارے میں ابھی سے کچھ کہنا مشکل ہے مگر اس تجویز کا جائزہ ضرور لوں گا"

"یہ تو بڑی عمدہ بات ہے۔ جناب۔ ہم اور جم اس کے سوا کچھ نہیں چاہتے۔ ممکن ہے یہ تجویز ناقص ہو۔ مگر اس کا فیصلہ آپ ہم سے بہتر کرسکتے ہیں"

"تم یہیں رہتے ہو؟"

"جی ہاں۔ یہیں۔ میں بالوز میں اتنا محو ہوگیا کہ اس کا خیال

ہی نہیں رہا۔" لنڈین کار سے اُتر پڑا۔ اس کے پیر بہت لمبے اور بھدے تھے "شب بخیر عباب۔ مجھے تجربے کی ناکامی کا افسوس ہے"

"کوئی بات نہیں بل۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں، شب بخیر"

نہیں اس میں بل کا کوئی قصور نہیں ...... اور میرا بھی نہیں .....

قصور صرف ایک آدمی کا ہے ...... اور وہ ورن شا ہے۔

آگے بڑھ کر اس نے موٹر موڑ لی۔ مگر اس نے سڑک کا نام نہیں پڑھا۔ کچھ دور چل کر اسے اچانک خیال آیا کہ وہ اس مکان سے گزرنے ہی والا ہے جس میں ملیرگ آنے کے بعد وہ ایک سال تک میری کے ساتھ رہا تھا۔ یہ پتھر کی پرانی عمارت تھی جسے تقسیم کر کے اقامت گاہوں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ اس کے مالک مسٹر پریسکاٹ مکان کے سامنے گلاب کے تختے میں پودوں کی کاٹ چھانٹ میں مصروف تھے۔ مکان کے سامنے سے گزرتے ہوئے والنگ نے موٹر کی رفتار سست کر دی اور ہاتھ سے اشارہ کیا۔ خمیدہ کمر بڈھا اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے سے اس کی مسرت عیاں تھی۔

مکان دیکھ کر اسے میری کا خیال آ گیا — کئی گھنٹے کے بعد پہلی بار .....

اس کی یاد ایک ایسی کنجی تھی جس نے ایک دروازہ بند کر کے دوسرا دروازہ کھول دیا تھا۔ کھلنے والے دروازے سے اس احساس کا ایک سیلاب امنڈ آیا تھا کہ وہ اس کا انتظار کر رہی ہوگی۔ بند ہونے والے دروازے نے اس کے دماغ سے ان تمام باتوں کو محو کر دیا تھا جو صرف ایک لمحہ قبل ناقابل فراموش معلوم ہوتی تھیں۔ ڈان والنگ میں اس کی غیر معمولی صلاحیت تھی۔ اس کا دماغ

بہت سے خانوں میں بٹا ہوا تھا۔ ایک خانے سے دوسرے کا کوئی تعلق نہ تھا۔ ذہن کے دروازے کھول کر یا بند کر کے وہ ایک موضوع پر گہرا غور و فکر ترک کر کے قریب قریب فوراً ہی کسی دوسرے معاملے پر اسی انہماک کے ساتھ اپنی توجہ مرکوز کر سکتا تھا۔ یہ ذہنی صلاحیت اور اس سے فائدہ اٹھانے کی عادت اس نے اوائل عمر ہی میں ڈال لی تھی۔ کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ وہ اسی وقت ترقی کر سکتا ہے جب وہ اپنے ہر مقصد کے حصول کے لئے پوری یکسوئی کے ساتھ جد و جہد کرے اور یہ جذبہ اتنا شدید ہونا چاہیئے کہ دوسرا کوئی جذبہ اس کے راستے میں حائل نہ ہو سکے۔ اس نے ریل ہل کے دوران قیام ہی میں محسوس کر لیا تھا کہ اس نے اپنے مطالعے پر پوری توجہ نہ کی اور اپنے بچپن کی کس مپرسی اور بے سروسامانی کو یاد کر کے اپنے ماضی پر آنسو بہاتا رہا تو وہ اپنے درجے میں اول نہیں آ سکتا۔ اس نے ٹیکنیکل سکول اور بعد میں کارل ایرک کاسل کے ساتھ تربیت کے دوران میں اس کی ضرورت اور بھی شدت سے محسوس کی تھی۔ اس وقت تک اس میں اپنے ذہن کو مختلف خانوں میں بانٹ کر اپنی تمام توجہ صرف ایک کام کی طرف مرکوز کرنے کی صلاحیت اتنی زیادہ پیدا ہو گئی تھی کہ اس نے کاسل کے لئے بعض بہترین ڈیزائن عین انہی لمحات میں تیار کئے تھے کہ اگر وہ اپنے کام پر اپنے احساسات کو اثر انداز ہو جانے دیتا تو کاغذ اور پنسل اٹھا کر پھینک دیتا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد ملبرگ کا شہر اپنی قدیم حدود کو توڑ کر مختلف سمتوں میں بڑھنے لگا تھا۔ اکثر نئے مکان بلندی پر بنائے گئے تھے۔

پُرانا شہر کافی نشیب میں تھا۔ رِج روڈ کو نئے شہر کی شہ رگ کی حیثیت حاصل تھی۔ ماضی میں جو اہمیت نارتھ فرنٹ کو دی جاتی تھی وہی اب لارل ہائٹس کو حاصل تھی۔ جس طرح ایک زمانے میں نارتھ فرنٹ سٹریٹ کے جو لوگ پیکیڈلی پارک سے جتنے قریب رہتے تھے وہ اتنے ہی معتبر سمجھے جاتے تھے اسی طرح لارل ہائٹس کے باشندوں کا معاشرتی مقام ملبرگ کنٹری کلب سے قرب یا بُعد سے متعین ہوتا تھا۔ لورن پی شا کا مکان کلب سے بالکل متصل تھا۔ والٹر ڈوڈلے کا مکان کچھ فاصلے پر تھا مگر کلب کی عمارت وہاں سے بھی صاف نظر آتی تھی۔ یہ ایک قدیم طرز کی عمارت تھی جس کی آرائش میں دولت اور خوش مذاقی دونوں کا کافی دخل تھا۔

لارل ہائٹس کی جنوبی سرحد پر گرے راک روڈ تھی۔ اس سڑک کے شمال کے مکان لارل ہائٹس میں "شامل" اور جنوب کے مکان "خارج" سمجھے جاتے تھے۔ اگر کسی شخص کے مکان کا رخ گرے راک کی جنوبی سمت میں ہوتا تو وہ لارل ہائٹس کے باشندوں میں شمار کئے جانے کے اعزاز سے محروم رہتا تھا۔ میری نے کسی تکلف کے بغیر قطعی طور پر فیصلہ کر لیا تھا کہ اس اعزاز کو حاصل کرنے کے لئے سڑک کے دوسری جانب کی زمین کے لئے مزید دو ہزار ڈالر ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ڈان نے بھی اس کی رائے سے اتفاق کیا تھا۔ اس کے علاوہ انھیں جنوب میں زمین کا جو قطعہ مل گیا تھا وہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا وہ دونوں چاہتے تھے۔ اس کا رقبہ دو ایکڑ سے کچھ زیادہ تھا۔ یہ زمین اس مکان کیلئے بہت موزوں تھی جس کا نقشہ ڈان نے بہت پہلے تیار کر کے رکھ لیا تھا۔ اس کے سبزہ زار کے سرے پر چھوٹی چھوٹی چٹانیں تھیں

جنھیں خوبصورتی سے تراشا گیا تھا اندان کے پیچھے صنوبر کے درختوں کا بہت بڑا کنج تھا۔ مکان کی تعمیر کے لئے قریب ہی کی چٹانوں سے پتھر کے ٹکڑے کاٹے گئے تھے اور عمارت کی تکمیل کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے انسانی ہاتھوں نے نہیں بنایا بلکہ چٹانوں نے ابھر کر مکان کی شکل اختیار کرلی ہے۔ اسے دیکھ کر ڈان کے ذوقِ تعمیر کی بھی تسکین ہوتی تھی اور یہ اطمینان بھی ہوتا تھا کہ زندگی بھر کی جدوجہد کے بعد اسے ایک ایسا مکان مل گیا تھا جسے وہ اپنا کہہ سکتا تھا۔

کلب کے سامنے سے گزرتے ہوئے ڈان والنگ جھک کر بائیں طرف دیکھنے لگا تاکہ اسے پہاڑی کا وہ حصہ آسانی سے نظر آسکے جس پر اس کا مکان تھا۔ اسے جب اپنا مکان نظر آیا تھا تو اس نے کوئی چھوٹی سی سفید چیز ہوا میں پھڑپھڑاتے دیکھی۔ اس نے سوچا کہ شاید میری مکان کے سامنے کھڑی ہوئی ہے۔ مگر اسے یقین نہیں تھا کہ وہ میری ہی ہے۔ وہاں سے فاصلہ بھی کافی تھا سرد کے بہت سے درخت بھی درمیان میں حائل ہوگئے تھے۔ اس نے بے تابی کے عالم میں موٹر کی رفتار تیز کردی اور گرے راک روڈ کے خطرناک موڑ پر اس نے موٹر گھمانے کی کوشش کی تو رفتار کی تیزی کے باعث ٹائروں سے سیٹی کی سی آواز آئی جب اس نے دیکھا کہ مکان کے باہر ٹیرس کے قریب واقعی میری کھڑی ہوئی۔ اس کا انتظار کررہی ہے تو اس کے احساسات میں ایک لہر سی دوڑ گئی اور اس نے اندازہ لگالیا کہ کوئی نئی بات پیش آنے والی ہے۔

اچانک اس نے محسوس کیا کہ میری حد سے زیادہ پریشان اور گھبرائی ہوئی ہے۔ جس طرح وہ اس کی کار کی طرف بھاگی تھی اسے دیکھ کر وہ اور بھی ہراساں ہو گیا۔ اس کا ماتھا ٹھنکا اور اس نے یہ سمجھا کہ شاید ننھے سیٹو کو کچھ ہو گیا ہے۔

اس کا دم پھول رہا تھا اور جتنی دیر میں وہ تھوک نگل کر کچھ کہنے کے قابل ہوئی اس نے یہ محسوس کیا کہ جیسے ایک پورا جُگ بیت گیا ہو۔ پھر اس نے ایک ہی سانس میں ذرا بھی رُکے بغیر کہا "مسٹر بلرڈ مر گئے!"

اس کے دل سے یہ اندیشہ دور ہو گیا کہ اس کا بچہ خطرے میں ہے اور اس کا دماغ اس خبر سے متاثر ہونے کے لئے تیار ہو گیا جو اس کے خرمن احساس پر بجلی بن کر گری تھی۔ وہ حواس باختہ ہو کر اپنی بیوی کو گھور رہا تھا جس طرح کوئی شدید زخم لگنے کے بعد درد و کرب کا احساس فوراً نہیں ہوتا اسی طرح یہ خبر سننے کے بعد بھی ایک لمحہ تک اس پر چنداں کوئی اثر نہیں ہوا۔

میری نے ہانپتے ہوئے کہا "میں نے پائنک سٹریٹ فون کیا تھا مگر وہاں والوں نے بتایا کہ تم ابھی ابھی روانہ ہوئے ہو۔ اس پر میں نے دوسرے لوگوں سے بات کرنے کی کوشش کی۔ مسٹر اولڈہیم نے بھی یہی کہا تھا مگر مجھے کوئی نہیں مل سکا۔ البتہ میں نے نشا کی ملازمہ سے کہہ دیا ہے کہ وہ میرا پیغام انھیں پہنچا دے مگر ابھی تک تو کسی کا فون آیا نہیں۔

"اولڈہیم" اس نے کچھ سوچے سمجھے بغیر کہا۔ جیسے اندھیرے میں کوئی چیز ٹٹولنے کی کوشش کر رہا ہو۔

اس کے ذہن میں صرف ایک خیال آیا۔ جس کا زیر بحث موضوع سے

کوئی تعلق نہیں تھا۔ کیا اولڈہم نے سب سے پہلے ہمیں فون کیا تھا؟"

"شاید اس نے دوسرے لوگوں سے بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر اسے کوئی نہیں مل سکا۔"

یہ سوال اور اس کا جواب، دونوں احساس کے اس سیلاب میں تنکے کی طرح بہہ گئے جو اس کے دل میں امڈنے لگا تھا۔ ہزاروں غلطاں و پیچاں خیالات کی حشر سامانیوں میں اچانک اسے یہ خیال آیا کہ اس نے غصہ کی رو میں الوری بلرڈ سے اپنی وفاداری کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے۔ جیسے بلرڈ کی موت اور اس کی بیوفائی میں کوئی ہولناک تعلق ہو۔ یہ ایک ایسا الزام تھا جس کا داغ اس کے دامن سے کوئی استدلال نہیں دھو سکتا تھا۔ اس کے دل میں حزن والم کا جو گرداب عظیم پیدا ہو گیا تھا اس سے بچنے کے لئے اس کے پاس عقل کا کوئی ایسا تنکا بھی نہ تھا جس کا وہ سہارا لے سکتا۔

وہ اپنی موٹر سے اتر پڑا اور میری نے دروازہ بند کر دیا۔

"ڈان۔ تمہیں معلوم ہے کہ باقی لوگ کہاں ہیں؟ ہمیں انھیں جلد سے جلد تلاش کرنا ہوگا۔"

"والٹ ڈڈلے سات بجے کے ہوائی جہاز سے شکاگو گیا ہے۔ شا اسے ہوائی اڈے پہنچانے گیا ہے۔ اسے بہت جلد واپس گھر پہنچ جانا چاہیئے۔"

"پھر تو ملازمہ انھیں بتائے گی۔ میں نے اس سے کہہ دیا ہے۔ مسٹر الڈرسن اور مسٹر گریم کہاں گئے ہیں؟"

"جیس تو میری لینڈ کے راستے میں ہو گا اور آلڈرسن ؟ وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر ان باتوں کو یاد کرنے لگا جو اس نے اچھی طرح نہیں سُنی تھیں اور جنھیں وہ قریب قریب بھول گیا تھا۔ "میرا خیال ہے کہ فریڈ نے کچھ اس طرح کی بات کہی تھی کہ اسے کہیں رات کے کھانے پر جانا ہے۔ ہاں۔ یاد آ گیا۔ اس نے یہی کہا تھا۔"

"تو پھر وہ جارج سمتھ یا دلوبی کے یہاں گئے ہوں گے۔ میں انھیں ڈھونڈھنے کی کوشش کروں ؟"

"ہاں۔ چلو یہی سہی" اس نے رکھائی سے جواب دیا۔

دونوں پختہ راستہ پر چل کر مکان کے اندر جانے لگے۔ میری اپنے شوہر سے کچھ پیچھے تھی۔ ڈان کو معلوم تھا کہ وہ اس کے چہرے کو غور سے دیکھ رہی ہے۔ وہ برآمدے میں مڑ گیا اور ایک کھمبے کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔ "یہ بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ ہے نا۔ مجھے کسی طرح یقین نہیں آتا۔"

"میں جانتی ہوں کہ تمہیں کتنا صدمہ پہنچا ہے" اس نے بڑی نرمی سے کہا اور ڈان نے محسوس کیا کہ اس نے اپنی آواز سے اس کے زخموں پر مرہم رکھ دیا ہے۔ وہ میری سے نظریں بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ اس کی ہمدردی کا ہرگز مستحق نہیں تھا۔ .... آج ہی شام کو تو اس نے ....

"تم نے کیا بتایا تھا؟ ان کا انتقال کب ہوا ؟" اس نے سوال کیا۔

"دوپہر کے لگ بھگ۔"

اس نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ جب اسے یاد آیا کہ وہ کچھ دیر پہلے

بلرڈ کو دل ہی دل میں معلوم نہیں کیا کہہ چکا تھا تو اس کے دل میں ندامت کا ایک تازیانہ سا لگا وہ اپنے آپ کو سختی سے ملامت کر رہا تھا۔

"وہ ایک عظیم انسان تھا" اس نے آہستہ سے کہا۔ جیسے وہ اپنے گناہ معاف کرانے کے لئے بڑے خشوع و خضوع سے توبہ کر رہا ہو۔ "وہ عظیم ترین انسان تھا۔ اتنا بڑا آدمی میں نے آج تک نہیں دیکھا۔"

میری کچھ بڑبڑا رہی تھی مگر اسے عفو و درگزر نہیں، کہا جا سکتا تھا.....

اسے کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے ایسا گناہ کیا تھا......

.... جو ناقابل معافی تھا۔ اس کا داغ اس کے دامن سے کبھی صاف نہیں ہو سکتا تھا۔ ایوری بلرڈ مر چکا تھا۔ ایوری بلرڈ اس وقت بھی مر چکا تھا جب اس کے خلاف اس نے اپنے دل کا غبار نکالا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بج رہی تھی میری دوڑ کر کمرے میں چلی گئی مگر فوراً ہی بجلی کی طرح واپس بھی آگئی اور اس کے لئے دروازہ کھول کر کھڑی ہو گئی "ڈان۔ اخبار والوں کا فون ہے۔ انھیں ابھی ابھی بہت مختصر اطلاع ملی ہے"

"تمہیں ان سے بات کر لو۔ تمہیں تمام باتیں بھی معلوم ہیں۔ مجھ سے بھی زیادہ"

وہ اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر مڑ کر آہستہ آہستہ صنوبر کے ایک بڑے سے درخت کی طرف چلا گیا جہاں زمین پر ایک چھوٹی سی چٹان ابھری ہوئی تھی جیسے وہ کسی گرجا کی دیوار ہو۔

سات بج کر بارہ منٹ شام

الڈرسن، ولوبی اور جارج سمتھ کا معمول تھا کہ وہ اور ان کی بیویاں مہینے میں ایک بار ضرور ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ چودہ سال سے اس معمول میں فرق نہیں آیا تھا اور اس کا سبب عادت کے سوا کچھ نہ تھا۔ ابتداء میں ان کے درمیان اس کے سوا کوئی رشتہ نہیں تھا کہ وہ ایک ہی بلاک میں رہتے تھے، ایک ہی گرجا میں عبادت کے لئے جاتے تھے اور ان سب کے دامن پر یہ داغ تھا کہ وہ ملبرگ کے قدیم خاندانوں کے چشم و چراغ نہیں تھے۔ اسلئے فیڈرل کلب اور ہسٹاریکل سوسائٹی کی سرگرمیوں اور تقریبات میں حصہ لینے سے معذور رہتے۔ وقت نے ان رشتوں کو بھی ختم کر دیا تھا۔ اب انھوں نے دور دور مکان بنوا لئے تھے۔ صرف الڈرسن سینٹ مارٹن کے گرجا میں عبادت کے لئے جاتا تھا۔ فیڈرل کلب اور ہسٹاریکل سوسائٹی دونوں نے کافی عرصہ قبل انھیں اپنا رکن بنا لیا تھا۔ جمعہ کو ایک ساتھ کھانا کھانے کا معمول باقی رہنے کا سبب محض یہ تھا کہ ان سے ہر ایک کو یہ روایت ختم کرنے کی تجویز پیش کرنے میں تامل تھا۔ درازیٔ عمر کی وجہ سے انکی طبیعتوں میں جمود اور تساہل بھی پیدا ہو گیا تھا جس نے اس تامل کو اور بھی راسخ کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ انھیں یہ احساس بھی تھا کہ موت نے ان کے پرانے ملاقاتیوں کا دائرہ محدود کرنا شروع کر دیا تھا۔

"سچی بات تو یہ ہے کہ آج کل قیمتیں اتنی زیادہ ہو گئی ہیں کہ بعض اوقات یہ سوچنا پڑتا ہے کہ آخر اس کا انجام کیا ہو گا؟" ملڈرڈ ولوبی نے اپنے نتھنے پھیلاتے ہوئے کہا، "ابھی کل رات کو جم کے ساتھ میں پرانے بل دیکھ رہی

تھی پچھلے مہینے ہم نے پچاس ڈالر کے قریب صرف پھولوں کی خریداری پر خرچ کئے تھے۔

"اس مہینے بل اور بھی زیادہ ہو گا" ایجنیئر سمتھ نے کہا "جون میں شادیاں بھی بہت ہوتی ہیں"

"مگر ہمارا تجربہ تو یہ ہے کہ شادی کے مقابلے میں جنازوں کے لئے زیادہ پھول خریدنے پڑتے ہیں"

"نہیں میرا خیال ہے کہ تم ٹھیک کہتی ہو"

اب اس موضوع پر کچھ اور کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی تھی اس لئے تینوں خواتین خاموش ہو کر بیٹھ گئیں۔ کمرے میں ان تینوں کے شوہر بیٹھے ہوئے تھے مگر وہاں سے بھی صرف ریڈیو کی آواز آ رہی تھی۔

"جم" ملڈرڈ ولوبی نے پکار کر کہا "ذرا ریڈیو کو ہلکا کر دو"

"نہیں بال کے نتیجے کا انتظار کر رہا ہوں" جم ولوبی نے اتنی ہی بلند آواز سے جواب دیا "بس ایک منٹ کی کسر ہے۔ فریڈ نے مجھ سے شرط لگائی ہے۔ آج تو میں انھیں ایسی چوٹ دوں گا کہ وہ بھی یاد کریں گے"

اس نے اپنا چہرہ بڑھا کر کمرے میں جھانکا تاکہ تمام عورتیں اسے آنکھ مارتے دیکھ سکیں۔ "آج تو فریڈ نے یانکس کی کامیابی کیلئے بہت بڑی بازی لگا دی ہے۔ آج ان کی جیب ہی خالی ہو جائے گی" یہ سن کر ہر شخص مسکرا دیا فریڈ الڈرسن اپنی کنجوسی کی وجہ سے تمام دوستوں کا تختۂ مشق بنتا رہتا تھا۔ ایڈتھ الڈرسن کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ان الفاظ پر اس کا شوہر بھی مسکرا رہا تھا۔

وہ اس وقت غیر معمولی طور پر تھکا ہوا اور افسردہ نظر آرہا تھا جیسے اس کے غدود میں ورم کی وجہ سے اس کو دوبارہ تکلیف شروع ہو گئی ہو۔

"سنو ایڈتھ" انجینئر نے اس سے نرمی سے کہا۔

"کہو۔ کیا بات ہے؟"

"میں تم سے یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ ــــ"

مگر وہ جو کچھ پوچھنا چاہتی تھی نہیں پوچھ سکی۔ ریڈیو پر موسیقی اچانک بند ہو گئی اور اناؤنسر نے سامعین سے کہا کہ وہ ایک ضروری اعلان سننے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس کے بعد اس نے ڈرامائی انداز میں کہا "ہم نے موسیقی کا یہ پروگرام ایک اہم خبر سنانے کے لئے ادھورا چھوڑ دیا ہے۔ ہمیں ابھی ابھی ایسوشی ایٹڈ پریس سے یہ مختصر اطلاع ملی ہے کہ ایوری بلرڈ کا آج بعد دوپہر نیو یارک میں انتقال ہو گیا۔ ایک بار پھر سماعت فرمائیے ہمیں ابھی ابھی ایسوشی ایٹڈ پریس سے یہ مختصر اطلاع ملی ہے کہ ایوری بلرڈ کا آج بعد دوپہر نیو یارک میں انتقال ہو گیا ہمیں فی الحال صرف اتنا معلوم ہے مزید اطلاعات ملتے ہی نشر کی جائینگی۔ براہ کرم یہی سٹیشن سنتے رہئے۔ آپکو مزید خبریں بھی سنائی جائینگی" اسکے بعد فوراً موسیقی کا پروگرام شروع ہو گیا۔ مگر کسی نے بڑھ کر ریڈیو بند کر دیا۔ دونوں کمروں میں سناٹا چھا گیا۔ ہر شخص دم بخود تھا۔

ہر شخص کی نظریں فریڈرک الڈرسن پر تھیں۔ وہ برآمدے کے وسط میں کھڑا ہوا تھا اور اس کا دبلا پتلا جسم اس طرح لرز رہا تھا کہ جیسے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔ ایڈتھ بھاگ کر اس کے پاس پہنچی اور اس کو سہارا دے کر بٹھا دیا۔

ملڈرڈ ولوبی نے سرگوشی کے انداز میں کہا "تمہیں یاد ہے میں ابھی ابھی کیا کہہ رہی تھی ــــ جینانے؟"

"ان کی عمر کتنی تھی فریڈ؟" جم ولوبی نے سوال کیا۔ یہ ایک ایسا استفسار تھا جو ایسے مواقع پر بالعموم کیا جاتا ہے۔

فریڈرک آلڈرسن نے اپنے لبوں کو حرکت دی مگر شروع میں اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکل سکا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ کہا "ان کی عمر مجھ سے پانچ سال کم تھی۔ صرف چھپن سال"

"اب ہمیں جانا چاہیئے" ایڈتھ آلڈرسن نے عجلت کے ساتھ فیصلہ کرتے ہوئے کہا "ملڈرڈ مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے یہ محفل برخاست ہو رہی ہے مگر تم معاملے کی نزاکت کو خود سمجھ سکتی ہو۔"

"ہاں۔ ہاں۔ میں خوب سمجھتی ہوں"

"ہاں۔ ہمیں واقعی جانا چاہیئے" فریڈرک آلڈرسن نے کہا۔

جم اس کی ہیٹ لے آیا اور ایڈتھ کمرے میں جا کر اپنا پرس اٹھا لائی۔

"اگر میرے لائق کوئی کام ہو ـــــ" جارج سمتھ نے کہا اور یہی الفاظ دوسرے لوگوں نے بھی دہرائے جو دروازے کے سامنے ایک چھوٹا سا حلقہ بنائے کھڑے تھے۔

"اگر کوئی ضرورت ہوئی تو میں آپ کو ضرور اطلاع دوں گی" ایڈتھ آلڈرسن نے جواب دیا پھر وہ اپنے شوہر کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے کر چلی گئی۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ ملڈرڈ ولوبی نے بڑھ کر ریسور اٹھا لیا "کون؟ اچھا۔ ہاں مسز واٹنگ ـــــ جی ہاں، وہ یہاں آئے تھے مگر ابھی ابھی چلے گئے ـــــ جی ہاں۔ ہم نے یہ خبر ریڈیو پر سن لی ہے ـــــ جی ہاں۔ انہیں

بھی معلوم ہے۔ نہیں کوئی بات نہیں مسز والنگ آپ کے ٹیلیفون کا شکریہ"

"مسز والنگ کا فون تھا۔ فریڈ اور ایڈیتھ کو اطلاع دینے کے لئے"
اس نے دوسرے لوگوں پر صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فریڈ کو سخت صدمہ پہنچا ہے" جارج سمتھ نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ کہا۔

یقیناً۔ ایسے واقع سے کسے صدمہ نہیں پہنچتا" ولوبی نے کہا" مجھے یاد ہے کہ مسٹر پین کی موت کیسے واقع ہوئی تھی۔ بالکل اسی طرح۔ قلب کا عارضہ۔ اسی طرح چٹ پٹ ہو گئے"

"اس دن صبح وہ اپنے سبزہ زار کی گھاس مشین سے کاٹ رہے تھے۔ مسٹر پین سبزہ زار کی گھاس کاٹنے پر بڑا اصرار کرتے تھے"
ایجنیس نے اپنے شوہر کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہی وجہ ہے کہ میں کبھی جارج کو گھاس کاٹنے کی اجازت نہیں دیتی"
ملڈرڈ نے اپنے نتھنے پھیلاتے ہوئے کہا" نہ میں انھیں بیلچے سے برف صاف کرنے دیتی ہوں۔ اور اگر تمام لوگ تیار ہوں تو ہم کھانے کی میز پر بیٹھ جائیں۔ ہر چیز بالکل تیار ہے"

جارج اپنی بیوی کی کرسی کو پکڑے ہوئے اسی طرح کھڑا رہا اور میز کی دوسری طرف دیکھتے ہوئے بولا" میں سوچ رہا تھا —— تم جانتے ہو اس کا اثر فریڈ پر کیا پڑے گا؟"

"فریڈ پر؟"

"اب وہ اپنی کمپنی کا صدر بن جائے گا۔ کیا میرا خیال غلط ہے؟"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔ میرا بھی یہی خیال ہے"

"جارج کیا واقعی تمہارا یہ خیال ہے؟" انجینیئر نے سوال کیا

"میں تو سمجھتی ہوں کہ مسٹر ڈڈلے صدر بنیں گے"

"ڈڈلے، وہی ناجو بڑے قبول صورت ہیں؟"

"جارج کی پیشانی پر بل پڑ گئے" اگر تم میری رائے پوچھو تو میں یہی کہوں گا کہ فریڈ ہی کو صدر بننا چاہیئے"

"ایڈتھ کے لئے یہ کتنا اچھا ہوگا۔ وہ اس کی مستحق بھی ہے۔ مجھے ڈڈلے کی بیوی کی عادتیں ایک آنکھ نہیں بھاتیں"

"چھوڑو۔ یہ باتیں پھر کر لینا" مسٹر ڈڈ نے کہا۔ اور اپنا چمچہ اس انداز سے اٹھایا جیسے موسیقاروں کی کسی جماعت کا کنڈکٹر اپنے ڈنڈے کو جنبش دے کر آرکسٹرا کا آغاز کرتا ہے۔ اس نے چمچہ اپنے پیالے میں ڈال دیا اور کھانا شروع کر دیا۔

پنسلوینیا میں نو ہزار فٹ کی بلندی پر

سات بج کر بائیس منٹ شام

ٹرانس نیشنل ایرلائنز کے شعبۂ اشتہارات کا منیجر اگر اس وقت ہوائی جہاز پر موجود ہوتا تو اس کی مردم شناسی اسے نشست ۹ ع کے مسافر سکا زنگین تو تو اتر دلانے پر مجبور کر دیتی۔ یہ لازمی طور پر ایک ایسی تصویر

ہوتی کہ اگر اسے کثیر الاشاعت رسالوں میں طبع کر دیا جاتا تو ان کے قارئین
فوراً یقین کر لیتے کہ قوم کے ممتاز ترین افراد اپنے سفر کے لئے ٹرانس نیشنل
ایر لائنز ہی کا انتخاب کرتے ہیں۔ ماڈل مہیا کرنے والی کوئی ایجنسی شاید ہی
کوئی ایسا آدمی بہم پہنچانے میں کامیاب ہو سکتی جس کی ذات سے واقعی فضیلت
کی کرنیں پھوٹتی معلوم ہوں، جو اپنی آن بان کے اعتبار سے کسی شاہی خاندان
کا چشم و چراغ نظر آئے اور جسے دیکھتے ہی ہر شخص کسی چون و چرا کے بغیر
یہ تسلیم کر لے کہ وہ امریکہ کے خوش مذاق اور نظر نواز طبقۂ امرا کا جیتا جاگتا
نمونہ ہے۔

نشست ع۹ پر جے۔ والٹر ڈڈلے بیٹھا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر کسی کے
وہم و گمان میں نہیں آ سکتا تھا کہ وہ آئیوا کے ایک دور افتادہ گاؤں میں
پیدا ہوا تھا اور مویشیوں کے ڈاکٹر کا لڑکا تھا۔ اس پر عرصۂ حیات تنگ
تھا اور وہ اپنی زندگی سے نفرت کرتا تھا۔ "ڈاکٹر" ڈڈلے بچپن میں ایک
نامور سرجن بننے کے خواب دیکھا کرتا تھا مگر میڈیکل سکول کی تعلیم اس کے
بس کا روگ نہیں تھی اس لئے طوعاً و کرہاً وہ مویشیوں کا ڈاکٹر بن گیا۔
وہ اپنے پیشے سے بالکل خوش نہیں تھا جس کی وجہ سے اس میں تلخی اور
ترش روئی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کی بد مزاجی کے باعث کاشتکار اور
مویشیوں کے مالک اس سے دور ہی دور رہنا پسند کرتے تھے حالاں کہ
انہی سے اس کا معاش وابستہ تھا۔

کم سن والٹر کی ماں سر توڑ کوشش کرتی تھی کہ اس کا شوہر کسانوں سے

اس طرح پیش آئے کہ وہ اس سے دُور بھاگتا چھوڑ دیں مگر "ڈاکٹر" ڈڈلے پر کوئی اثر نہ ہوتا البتہ ان کے گھر میں ایک ایسی فضا ضرور پیدا ہو گئی جس میں ننھا والٹر یہ محسوس کرنے لگا تھا کہ "لوگوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم رکھنا" زندگی کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اس نے یہ سبق بالکل غیر شعوری طور پر سیکھا تھا۔

والٹر میں جب اتنا شعور پیدا ہو گیا کہ وہ اپنے باپ کی ناکامیوں کی وسعت کا اچھی طرح اندازہ لگا سکے تو وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اس کی محرومیوں کا سبب خود اس کی ناقابل معافی غفلت ہے اور اس نے آج تک کبھی اس کی پروا بھی نہیں کی کہ دوسرے لوگ اسے اچھی نظر سے دیکھیں ۔ والٹر کو کبھی اس کا خیال تک نہیں آیا تھا کہ اس کے جرم کی سنگینی اس بنا پر کم بھی ہو سکتی ہے کہ اس نے خواب تو ایک بہت بڑا اسرجن بننے کا دیکھا تھا مگر اس کی قلیل آمدنی کا بیشتر حصّہ سور کو آختہ کرنے سے حاصل ہوتا تھا یہ بات والٹر کے ذہن میں اس وجہ سے نہیں آسکتی تھی کہ وہ بچپن میں بھی خواب دیکھنے کا عادی نہیں تھا۔

کم سن والٹر کے ذہن کی ساخت تعلیم کے تقاضے پورے کرنے کے لئے بہت موزوں تھی اور وہ سکول میں ہمیشہ بہت اچھے نمبر حاصل کرتا تھا۔ وہ جو کچھ پڑھتا اور سنتا تھا اسے وہ اپنے ذہن میں آسانی سے محفوظ کر لیتا تھا وہ اپنی یادداشت میں بڑی احتیاط کے ساتھ ربط و ترتیب قائم کرتا تھا اور اس میں تخیل کے بگولے نہیں اُٹھتے تھے اس لئے جب وہ کوئی بات یاد

کرنا چاہتا تھا تو وہ فوراً اس کے ذہن میں تازہ ہو جاتی تھی اس کے اکثر اساتذہ اسے "بہترین طالب علم" سمجھتے تھے۔ نویں جماعت کے بائیس ممتاز طالبعلموں میں وہ دوم آیا تھا۔ اسے اپنے اوّل نہ آنے پر جو مایوسی ہوئی تھی اس کی تلافی اگلے سال کافی سے زیادہ ہو گئی کیونکہ وہ اپنی جماعت کا صدر منتخب کر لیا گیا اور سکول کی سالانہ تقریب میں اسے "مقبول ترین طالب علم" کا لقب دیا گیا ہے۔

فٹ بال سے والٹر کی دلچسپی کا انداز بالکل وہی تھا جو اس کی زندگی پہلے ہی اختیار کر چکی تھی۔ اس کی فطرت کچھ ایسی تھی کہ وہ ایسے کھیلوں سے دُور ہی رہنا چاہتا تھا جن میں مسابقت کی گنجائش ہو اور ان کھیلوں سے تو اسے شدید نفرت تھی جن میں جسمانی مشقت کی بھی ضرورت ہو۔ مگر ایک چھوٹے سے سکول میں جہاں اتنے لڑکے ہی نہ ہوں کہ ٹیم آسانی سے مکمل کی جا سکے کھیل میں اس کی شرکت ناگزیر تھی۔ وہ اپنی عمر کو دیکھتے ہوئے بہت زیادہ موٹا تازہ تھا۔ اس کا قد چھ فٹ ایک انچ اور وزن ایک سو نوے پونڈ تھا۔ اس کے علاوہ اگر وہ کھیل میں حصّہ نہ لیتا تو تمام طالب علموں سے اس کی دوستی خطرے میں پڑ جاتی۔

اسے کھیل سے بجائے خود کوئی مسرت حاصل نہیں ہوتی تھی۔ اس کا جسم فطری طور پر نرم اور گداز تھا اور وہ تمام کوششوں کے باوجود اس نرمی کو دور نہیں کر سکا تھا۔ اسے معمولی سے بھی مدد یا چوٹ سے غیر معمولی تکلیف پہنچتی تھی۔ اس کے برعکس بعض طالب علم کھیل میں اس طرح حصّہ لیتے تھے جیسے انہوں نے اپنے سر دھڑ کی بھی بازی لگا دی ہو۔

والٹر ڈڈلے یہ تمام باتیں محض یہ سمجھ کر برداشت کرتا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے
خراج تحسین کی قیمت ادا کر رہا ہے، اسے ڈریسنگ روم کے دلچسپ ہنسی مذاق
میں حصہ لینے کا موقع ملتا ہے، اور جب وہ کھیل کے میدان میں داخل ہوتا ہے
تو پورے قصبے کے باشندے تعریف و تحسین کے نعرے بلند کرتے ہیں۔
آج تک یہ بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آئی تھی کہ والٹر کے دل
میں خوف بیٹھ گیا تھا۔ اس نے کبھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ کسی کام سے
ڈرتا یا جھجکتا ہے۔ لیکن بہت سے دوسرے آدمیوں کی طرح وہ بھی کسی کام کے
لیے دھڑک خطرہ مول لینے کے لئے صرف اس وجہ سے تیار ہو جاتا تھا کہ
اس پر خوف غالب آگیا تھا۔ نویں جماعت میں اسے فٹ بال ٹیم کا کپتان منتخب
کیا گیا اور جب وہ دسویں میں پہنچا تو ڈی مونٹے کے ایک اخبار نے اس کی تعریف
کرتے ہوئے لکھا کہ اگر پوری ریاست کی سکول ٹیم بنائی جائے تو والٹر اس کا ایک
ممتاز رکن ہو گا اس سے قبل سکول کے کسی طالب علم نے یہ اعزاز حاصل نہیں کیا
تھا اور اسے ایک طلائی فٹ بال پیش کرنے کے لئے سکول میں ایک خاص تقریب
کا اہتمام کیا گیا۔ کچھ دن بعد اس فٹ بال سے سنہرا ملمع اتر گیا۔ تو اسے معلوم ہوا
کہ یہ تو پیتل کا تھا مگر اس واقعہ کے بعد کافی مدت تک والٹر یہ سوچ سوچ
کر خوش ہوتا رہا کہ اس تقریب میں تمام لڑکوں نے مل کر ایک مشہور گانا
گایا تھا۔ "وہ ہمارا محبوب اور بڑا خوش مزاج ہے"
اس واقعے کے بعد موسم خزاں میں اس نے کالج میں داخلہ لے لیا سکول
کے بعض قدیم طلباء نے اسے وظیفہ دیا تھا تاکہ وہ فٹ بال کے کھلاڑی کی

حیثیت سے نام پیدا کر سکے۔ لیکن چند ہی ہفتے کی ابتدائی تربیت کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ وہ اتنا اچھا کھلاڑی نہیں ہے کہ یونیورسٹی کی ٹیم میں جگہ پا سکے مگر والٹر نے بڑی سنگدلی کے ساتھ اپنے آپ کو ایذا دینا شروع کر دی تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہوتا رہے کہ وہ اپنے جوہر دکھلانے کی پوری کوشش میں مصروف ہے اور اس کے محسن اس کے بارے میں کوئی خراب رائے قائم نہ کریں۔ ایک بار کھیل کے دوران میں اس نے بالآخر اپنی ہنسلی کی ہڈی توڑ لی اور اسے آئندہ کے لئے کھیل میں سرگرمی سے حصہ لینے سے منع کر دیا گیا۔ اگرچہ وہ زبان سے اس پر مایوسی کا اظہار کرتا تھا مگر وہ دل ہی دل میں خوش تھا کہ اس مصیبت سے چھٹکارا مل گیا۔ مگر فٹ بال ٹیم سے اس کے تمام رشتے منقطع نہیں ہوئے تھے۔ سٹیڈیم کی عمارت کی دوسری منزل پر ایک کمرہ "خلوت کدہ" کے نام سے مشہور تھا جس کی دیکھ بھال والٹر کے سپرد تھی۔ یہ کمرہ صرف ان طلبا کی تفریح کے لئے مخصوص تھا جنھیں ادب سے بھی شغف ہوتا تھا۔ اس میں طلبا کی صرف ایک محدود تعداد کو داخلے کی اجازت تھی باقی طالب علموں کے لئے یہ ایک طلسمی سرزمین تھی جس میں ان کا قدم کبھی نہیں جا سکتا تھا۔ درحقیقت یہ ایک گہرے کتھئی رنگ کا تاریک کمرہ تھا جس میں جگہ جگہ پھپھوندی لگی ہوئی تھی اور اس میں چند بیکار میزیں اور ٹوٹی پھوٹی کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ہنسلی کی ہڈی ٹوٹنے کے واقعے سے قبل "ادب نواز" طلبہ اس پر بار بار زور دیتے تھے کہ والٹر "خلوت کدے" کے لئے نیا فرنیچر حاصل کرے اس نے یہ کہہ کر اس مطالبے کو مسترد کر دیا تھا کہ اسے خواہ مخواہ پریشان

کرنے کی کوشش کی جارہی ہے لیکن اس کی ہڈی ٹوٹ جانے کے بعد بھی
جب اسے یہ اعزاز حاصل رہا کہ وہ کمرے میں جاکر اس کی دیکھ بھال کرتا ہے۔
صرف یہی ایک جگہ ایسی تھی جہاں سگرٹ نوشی پر پابندی کی خلاف ورزی بڑی
آزادی کے ساتھ کی جاسکتی تھی اور والٹر کی ایک ذمہ داری یہ بھی تھی کہ وہ کمرے
میں ایسا کوئی ثبوت باقی نہ رہنے دے جس کی وجہ سے سگریٹ نوش طالب علموں
کی گرفت ہو سکے۔ اپنی ممنونیت ظاہر کرنے کے لئے والٹر نے بڑی تندہی
کے ساتھ نیا فرنیچر حاصل کرنے کی کوشش شروع کردی۔ اور یہی کوشش
برنی سلزمین سے اس کی ملاقات کا وسیلہ بن گئی۔

برنی میں بڑی اپج تھی۔ کالج ایونیو میں اس کی ایک دکان تھی جہاں وہ نئے
اور پرانے دونوں طرح کے فرنیچر فروخت کیا کرتا تھا۔ جب والٹ نے اس
سے فرنیچر کا عطیہ دینے کی درخواست کی تو اس کے جواب میں اس نے بھی ایک
تجویز پیش کردی۔ اس نے کہا کہ تم قدیم "ادب نوازوں" سے فرنیچر کی خریداری
کے لئے عطیات کیوں نہیں حاصل کرتے میں فرنیچر بنانے کے بعد اس پیتل
کی ایک چھوٹی سی تختی مفت لگادوں گا جس پر عطیہ دینے والے کا نام کندہ
ہوگا۔ والٹر نے یہ تجویز قبول کرلی اس نے قدیم ادب نوازوں کی فہرست حاصل کرلی۔
اور ان سب کو خط لکھ کر ان سے چندے کی درخواست کی۔ اس کا ردِعمل بہت حوصلہ افزا ہوا اور ایک
مہینے کے اندر "خلوت کدہ" چھبیس نئی کرسیوں، لکھنے کی دو چھوٹی اور خوبصورت
میزوں، چار عام میزوں اور ایک آئس بکس سے آراستہ کردیا گیا۔
"ادب نوازوں" نے والٹ ڈڈلے کو "خلوت کدے" کی ایک کنجی دے

دی اور جب تک وہ کالج میں رہا اسے یہ امتیاز حاصل رہا کہ وہ واحد "غیر ادب نواز" تھا جسے وہ کمرہ استعمال کرنے کے مکمل حقوق حاصل تھے۔

چندہ جمع کرنے کے سلسلہ میں والٹ ڈڈلے نے جس سوجھ بوجھ کا ثبوت دیا تھا اس کی شہرت پورے کالج میں پھیل گئی اور اسے کالج کے اخبار اور سالانہ میگزین کے شعبہ اشتہارات کا رکن نامزد کر دیا گیا۔ اسے سال اوّل ہی میں نہ صرف اپنی جماعت کی یونین کا صدر منتخب کر لیا گیا بلکہ سالانہ میگزین کا بزنس منیجر بھی بنا دیا گیا۔ کسی طالب علم نے ایک ہی سال میں یہ دو اعزازات اس سے قبل کبھی حاصل نہیں کئے تھے۔ انتخاب جیتنے کے لئے اس کا نام جادو کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور والٹ ڈڈلے کی جگہ ہر شخص کے دل میں تھی۔

عملی زندگی کے نقطۂ نظر سے اس کے کالج کے دورانِ قیام کی اہم ترین بات برنی سیلزمین سے اس کا مسلسل ربط ضبط تھا۔ "خلوت کدہ" کی آرائش میں اس کی کامیابی کے بعد برنی نے اسے موقع دیا کہ وہ ایسے طلبہ کے ہاتھ فرنیچر فروخت کرتا رہے جو بورڈنگ ہاؤس اور اقامت گاہ کے ناکافی فرنیچر سے مطمئن نہیں تھے۔ اپنے کمیشن سے والٹ اپنی تعلیم کے بیشتر اخراجات پورے کر لیتا تھا اور اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ تھی کہ وہ فرنیچر کا کاروبار سیکھنے لگا تھا۔

گریجوایٹ کرنے کے بعد برنی ہی کی تجویز پر والٹ نے فرنیچر کے سیلزمین کا کام شروع کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے ڈپلوما یا کالج کے ریکارڈ کے بجائے برنی کی سفارش ہی سے اسے اے۔ بی پائن ڈکسٹر کے یہاں جو مینا

پولس کے علاقے میں ٹریڈ وے فرنیچر کمپنی کا ایجنٹ تھا جو نیئر سیلز مین کی جگہ مل گئی۔

چھ سال میں والٹر ڈڈلے نے اپنی اہلیت کا اتنا سکہ منوا لیا تھا کہ اس پر الوری بلرڈ کی نظر انتخاب پڑ گئی جوان دنوں ٹریڈ وے فرنیچر کمپنی کا سیلز مین تھا اور اسی کی اعانت سے والٹر نے کنساس سٹی میں خود اپنی فرنیچر ایجنسی قائم کر لی ٹریڈ وے کارپوریشن کے قیام کے بعد ۱۹۳۶ء میں اس نے اپنی ذاتی ایجنسی بند کر دی اور ڈسٹرکٹ سیلز مینجر کی حیثیت سے کارپوریشن میں ملازم ہو گیا۔ وہ ترقی کی منزلیں طے کرتا رہا کچھ عرصے بعد اسے مغربی علاقے کا سیلز مینجر مقرر کر دیا گیا اور وہ شکاگو میں رہنے لگا۔ ۱۹۴۵ء میں اسے پھر ملبرگ واپس بلا لیا گیا جہاں وہ نائب صدر برائے فروخت بنا دیا گیا۔

ترپن سال کی عمر میں جب۔ والٹر ڈڈلے فرنیچر کی پوری صنعت میں غالباً سب سے زیادہ معروف آدمی تھا اس میں لوگوں کے نام اور چہرے یاد رکھنے کی حیرت انگیز استعداد تھی۔ شکاگو کی فرنیچر مارکیٹ کی ایک تقریب میں ایک بار دو آدمیوں نے اس کے قریب کھڑے ہو کر خاص طور پر شمار کیا تھا کہ اس نے دوسو اٹھارہ فرنیچر سٹورز کے مالکوں اور خریداروں کا نام لے کر ان کا خیر مقدم کیا تھا جس کے بعد ایک آدمی ایسا آیا تھا جس کا نام والٹر کو نہیں معلوم تھا۔ فرنیچر کے سینکڑوں تاجروں کا یہ خیال تھا کہ ان کا فرنیچر مارکیٹ کا دورہ اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک وہ بزرگ سیرت والٹر ڈڈلے سے بھی علیک سلیک نہ کر لیں۔

ماضی کا جائزہ لینے پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جے۔ والٹر ڈڈلے کی زندگی ایک خطِ مستقیم کی شکل میں آگے بڑھتی رہی ہے۔ درحقیقت اس نے شعوری طور پر کوئی پہلے سے طے شدہ راستہ اختیار نہیں کیا تھا۔ اس نے اپنی زندگی بھر میں مشکل سے چند گھنٹے اپنے مستقبل کے بارے میں تشویش پر ضائع کئے تھے۔ اس نے اپنے ماتحتوں کو یہ نصیحت دی تھی کہ "کام کرو۔ یہی ہر مسئلہ کا حل ہے۔ اپنا کام جاری رکھو اور ہر طرح کی تشویش سے بے نیاز ہو جاؤ۔ گول کے کھمبوں کو دیکھتے رہنے کے بجائے اپنی نظریں صرف گیند پر جمائے رکھو۔ اگر تم نے مستقل طور پر یہی طرزِ عمل اختیار کیا تو وہ وقت بھی آ ہی جائے گا جب تم گیند کو گول کی لکیر کے آگے پہنچا دو گے۔" یہ الفاظ اس نے انتہائی نیک نیتی سے کہے تھے۔ اس نصیحت پر وہ خود بھی عمل کرتا تھا۔ اس میں لوگوں کو دوست بنا لینے کی غیر معمولی صلاحیت تھی۔ اس کا حافظہ بھی بہت اچھا تھا۔ لیکن اس کی سب سے بڑی خوبی اس کی غیر محدود توانائی تھی۔ وہ اکثر اپنے ماتحتوں کے ساتھ دورہ کرتا تھا۔ دکانداروں سے ملاقات کے لئے وہ علی الصباح نکل کھڑا ہوتا اور اس وقت تک دم نہ لیتا جب تک فرنیچر کی آخری دکان بھی بند نہ ہو جاتی۔ اس کے بعد وہ اپنے ہوٹل میں بیٹھ کر آدھی رات تک صلاح مشورے کرتا رہتا۔ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس کا دورہ مکمل ہونے کے بعد اس کے ماتحت اور مختلف شہروں میں اس کی کمپنی کے تھکے ہارے نمائندے آپس میں اپنے تاثرات کا تبادلہ کرتے تو وہ اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے کہ اس کی شخصیت اتنی عجیب

ہے کہ اسے سمجھنا ناممکن ہے۔

ج۔ والٹر ڈڈلے کی قوت آفریں توانائی صرف اس کے ماتحتوں کے لئے ناقابل فہم نہیں تھی۔ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اس توانائی کا سرچشمہ کہاں ہے اس کی تلاش میں اس نے کبھی وقت بھی ضائع نہیں کیا۔ دوسرے لوگوں کو اس پر مشکل ہی سے یقین آتا تھا مگر یہ حقیقت تھی کہ اس میں حرکت اور عمل کا جذبہ اس کی اولوالعزمی کا مرہونِ منت نہیں تھا۔ وہ محض ایک راہ گیر تھا جس کی کوئی منزل نہیں تھی۔ وہ شاہراہِ حیات پر مسلسل گامزن رہنے کا قائل تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس نے اگر اپنی رفتار تیز رکھی اور راستہ چلنے والے دوسرے لوگوں کو بھی اپنا دوست بنا لیا تو تمام کام خوش اسلوبی سے انجام پا جائیں گے۔

ج۔ والٹر ڈڈلے کو اپنی زندگی میں صرف دو افراد ایسے ملے تھے جن کی وجہ سے اسے کچھ پریشانی لاحق ہوئی تھی کیونکہ بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان کی بھرپور دوستی سے محروم ہے ایوری بلرڈ اور ــــ اس کی بیوی کیتھرین۔

والٹر ڈڈلے کی شادی نے بھی اس کی زندگی کے سیدھے راستے میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی تھی۔ کالج میں داخل ہوتے کے بعد پہلے ہی سال اس کی ملاقات کیتھرین سے ہو گئی تھی۔ وہ مسٹر پائن ڈکسٹر کے ایک دوست کی لڑکی تھی جو لیک آف آٹلز کے سامنے ایک حویلی نما مکان میں رہتا تھا۔ اسی مکان میں والٹر اپنی تعلیم کے آخری مرحلے میں داخل ہوا۔

وہیں اس نے پہلی بار کاک ٹیل کا مزہ چکھا، وہیں پہلی بار ڈنر سوٹ پہنا۔ اور اسی مکان میں اسے معلوم ہوا کہ بالائی طبقے کو کتنی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ وہ بڑا ہونہار طالب علم تھا اور اس نے اپنے آپ کو نئے حالات کے مطابق آسانی سے ڈھال لیا جسے دیکھ کر کیتھرین کو یقین ہو گیا کہ اس سے شادی کے متوقع خواہش مندوں میں سے جو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان میں وہ سب سے زیادہ ثابت قدم امیدوار ہے کیونکہ اسے کیتھرین کی دو خامیوں کا اب تک علم نہیں ہو سکا تھا۔ ایک یہ کہ اس کا باپ بظاہر بہت خوش حال نظر آتا تھا۔ مگر درحقیقت اس کے پاس بہت کم دولت تھی دوسرے کیتھرین اگر جنسی جذبات سے بالکل عاری نہ تھی تب بھی وہ اپنے زیادہ تجربہ کار متوقع امیدواروں کے معیار پر پوری نہیں اترتی تھی۔ خوش قسمتی سے والٹ اس میدان میں تو آورد تھا چنانچہ ان کی شادی دوسرے ہی سال ہو گئی۔

شادی کے بعد چند سال تک

والٹر اپنی بیوی میں گرم جوشی کے فقدان پر کبھی کبھی ضرور آزردہ ہوا تھا مگر قبل اس کے کہ وہ اس پر بہت زیادہ مضطرب ہوتا خود اس کے جذبات سرد ہو گئے اور خواہ مخواہ کی الجھن سے بچنے کے لئے ان نے خود بھی گرم جوشی کا اظہار کم سے کم کر دیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ اس میں اور بھی کمی آتی گئی۔ اس کے گھر کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

اپنی بیوی کی سرد مہری کے مقابلے میں ایلوری بلرڈ سے کاروباری تعلقات

کی نوعیت اس کے لئے زیادہ پریشانی کی موجب تھی۔ اس معاملے میں بھی اس کا تصور یہی تھا کہ دوسری جانب سے گریز جتنا زیادہ ہوتا وہ بھی اتنا ہی کھنچتا چلا جاتا۔ ملبرگ آنے سے قبل الوری بلرڈ سے اس کی ملاقات سال میں دو تین بار سے زیادہ نہ ہوتی تھی اور چونکہ ان ملاقاتوں میں بلرڈ صرف اس کی تنخواہ میں اضافے یا عہدہ بلند کرنے کے مسئلہ پر گفتگو کرتا تھا اس لئے والٹر فطری طور پر یہی سمجھنے لگا تھا کہ بلرڈ کے چہرے پر ہر وقت تبسم کی تازگی موجود رہتی ہے اور وہ اس کے انتہائی گرمجوش دوستوں میں شامل ہے۔

ملبرگ آنے اور الوری بلرڈ سے قریب قریب ہر روز ملاقات کے بعد اس پر ایک ہولناک انکشاف ہوا۔ اس سے قبل والٹر ڈڈلے اپنے تمام مسائل صرف اس لئے حل کر لیا کرتا تھا کہ اسے لوگوں کو اپنا دوست بنا لینے کا گر معلوم تھا مگر الوری بلرڈ پر یہ حربہ کارگر نہیں ہو سکا۔ وہ عام طور پر ٹرانس میں رہتا تھا مگر جب وہ کوئی بات معلوم کرنا چاہتا تو سوالات کی بوچھاڑ کر دیتا اور جواب میں عمومی انداز کی باتوں سے مطمئن نہ ہوتا۔ اس پر ستم یہ تھا کہ بلرڈ زیادہ تر باتیں مستقبل کے امکانات کے بارے میں دریافت کرتا تھا۔ والٹر ڈڈلے کبھی خواب دیکھنے کا عادی نہیں رہا تھا اس لئے اس کا ذہن نامعلوم مستقبل کا کوئی واضح خاکہ تیار کرنے سے یکسر معذور تھا۔ اس کی مثال ایک ایسے سپاہی کی تھی جس نے اپنی تمام عمر دست بدست لڑائی میں گزار دی ہو اور اسے اچانک ہیڈ کوارٹر بھیج کر یہ حکم دیا جائے کہ وہ میز پر بیٹھ کر ایک

ایسی جنگ کے لئے مکمل حکمت عملی کا منصوبہ تیار کرے جو معلوم نہیں کب، اور کیسے جغرافیائی حالات میں ایسے ہتھیاروں سے لڑی جانے والی ہو جو ابھی تک ایجاد بھی نہ کئے گئے ہوں۔

ایوری بلرڈ کے سوالات کی بوچھاڑ بعض اوقات ایذا رسانی کی حد تک پہنچ جاتی تھی اس کے باوجود اس کے خلاف ڈڈلے کے دل میں کبھی تلخی یا خفگی نہیں پیدا ہوئی تھی۔ اس کے برعکس وہ روز بروز اس کا زیادہ احترام کرنے لگا تھا۔ وہ اپنے آپ کو بلرڈ کے رنگ میں رنگنے کی حتی المقدور کوشش کرتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات اس کے حوصلے پست بھی ہو جاتے تھے اور اس کے دل میں یہ احساس چٹکیاں لینے لگتا تھا کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کا اہل نہیں تھا۔ ایسے ہی ایک موقع پر لورن۔ پی۔ شا اس کے آڑے آیا تھا۔ ایوری بلرڈ کو انہی دنوں "طویل المیعاد منصوبہ بندی" کا خبط ہوا تھا اور اس نے یہ تخمینہ پیش کرنے کا حکم دیا تھا کہ آئندہ پانچ سال میں ہر سال اور ہر فیکٹری سے کتنا کتنا مال فروخت ہوگا۔ ڈڈلے اس پر ایک ہفتے تک سر کھپاتا رہا۔ اسے کئی بار نئے سرے سے تخمینہ تیار کرنا پڑا اور ہر بار یہی محسوس کیا اس نے کام کا آغاز ہی غلط کیا تھا۔ اتفاق سے ایک دن بعد دوپہر شا کسی توقع کے بغیر اس کے کمرے میں آ گیا اور اسے امداد کی پیش کش کی۔ شا صرف چند مہینے قبل کمپنی میں محاسب کی حیثیت سے شریک ہوا تھا اور اس میں خیالی اور ناقابل فہم باتوں کو اعداد میں منتقل کرنے کی غیر معمولی صلاحیت تھی۔ جے۔ والٹر ڈڈلے کو مجبوراً لورن شا

کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑا۔ آج تک اس نے کسی شخص کے سامنے اس طرح دستِ سوال نہیں پھیلایا تھا۔ شانے جو امداد مرتب کئے تھے ان سے بلرڈ کی تشفی ہوگئی اور ڈڈلے اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا تھا۔

چار سال سے زائد کی مفارقت نے ڈڈلے اور شا کے تعلقات کی نوعیت بدل دی تھی۔ ڈڈلے اب شا کا دستِ نگر نہیں دوست بن گیا تھا ڈڈلے اگرچہ ہر نائب صدر کو اپنا دوست سمجھتا تھا مگر شا یقینی طور پر اس کا یارِ غار تھا اس دوستی پر ہر روز نئی مہر تصدیق لگتی تھی آج بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ شانے اسے ہوائی اڈے پہنچایا تھا اور اسی نے اس کو اپنے دفتر بلا کر ایک خطرے سے خبردار کیا تھا۔ "والٹ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ شکاگو میں قیمتوں کی صورت حال کچھ خراب ہو جائے گی۔ تاجروں کے پاس ذخیرہ بہت زیادہ ہے۔ شاید وہ زیادہ مال خرید نا پسند نہیں کریں گے ممکن ہے کہ ہمارے بعض حریف اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنا مال نکالنا چاہیں اور دام گرنے لگیں۔ اگر تم اس کا تدارک کرنا چاہتے ہو تو یہ لو۔ اس سے تمہاری مشکل آسان ہو سکتی ہے۔

یہ کہہ کر شانے اسے نقشوں کا ایک بنڈل دے دیا جس میں تمام اہم چیزوں کا ایک علیحدہ نقشہ تھا۔ اور صرف دو ہندسوں کا مقابلہ کر کے آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ قیمت اور کھپت کی مختلف صورتوں میں منافع کا تناسب کتنا ہوگا۔ ان نقشوں کا جائزہ لیتے ہوئے والٹر ڈڈلے کے دل میں یہ سکون بخش اعتماد پیدا ہو گیا تھا کہ اب وہ بڑی

تیزی کے ساتھ اقدامات کر سکتا ہے اور مسٹر بلرڈ اس سے بعد میں پریشان کن سوالات نہیں کر سکیں گے۔ لورن شا اس کا کتنا اچھا دوست تھا۔

ڈڈلے کو معلوم تھا کہ اگر قیمتیں گرنے لگیں تو مندے کا رجحان بڑی تیزی سے پیدا ہوگا اور اس کا علم کمپنی کی ایجنسیوں اور شاخوں کی اطلاعات سے ہو جائے گا۔ وہ تمام نقشوں کا مطالعہ کر کے صورتِ حال کے لئے پہلے ہی سے تیار ہو جانا چاہتا تھا مگر اس نے سوچا کہ ابھی تو پوری رات پڑی ہے۔

اس نے بڑے عزم اور ہمت کے ساتھ نقشے اپنے چرمی بیگ میں رکھ لئے اب اسے یہ خیال آیا کہ ایوا ہارڈنگ سے قطعی اور مکمل طور پر تعلقات ختم کر دینے کا وقت آگیا ہے۔ اگر پہلے کی طرح آج پھر اس نے کمزوری دکھائی اور اپنے آپ کو اس کے پاس جانے سے نہ روک سکا .....

نہیں اب یہ فیصلہ دوبارہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ فیصلہ تو پہلے ہی کیا جا چکا ہے۔ وہ اس سے آخری بار رخصت کے وقت ہی یہ فیصلہ کر چکا تھا۔ یہ معاملہ اب ختم ہو گیا ...... بالکل ..... ختم! اب وہ ایوا ہارڈنگ سے کبھی نہیں ملے گا۔ آج کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ اب وہ دل سے ایسا کرنا چاہتا ہے۔

ایوا ہارڈنگ نے جے۔ والٹر ڈڈلے کو زندگی کے اس سیدھے راستے سے ہٹا دیا تھا جس پر وہ عمر بھر چلتا رہا تھا۔ اب اس کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ اپنے راستے سے ہٹ گیا تھا۔ شروع میں اسے کچھ تامل ہوا مگر ایوا کی چکنی چپڑی باتیں سن کر اس کے لئے اور کوئی

جاذبہ کا بھی نہیں رہا تھا۔ جب وہ کیتھرین اور ایوا کا مقابلہ کرتا تو اسے اندازہ ہوتا کہ ایوا عام عورتوں سے کتنی مختلف ہے۔ ڈڈلے کو ماضی میں جو تجربات ہوئے تھے ان کی روشنی میں وہ اس حقیقت کے مشاہدے کے لئے تیار نہیں تھا کہ جنسِ لطیف پر بھی سپردگی کا عالم طاری ہو سکتا ہے۔

ایوا ہارڈنگ کا نام اور اس کے خدوخال والٹر ڈڈلے کے حافظے میں اسی وقت نقش ہو گئے تھے جب ایک میلے میں شکاگو کے ایک سیلزمین مارٹ فیلینے نے اس کا تعارف کرایا تھا۔ اس کے ساتھ ہی والٹر کے ذہن نے مارٹ کے یہ الفاظ بھی محفوظ کر لئے تھے جو اس نے سرگوشی کے انداز میں کہے تھے۔ "یہ بڑی چلتی ہوئی لڑکی ہے جس نے نارتھ مشیگن میں آرائشی سامان کی نئی دکان کھولی ہے، یہ واقعی اس قابل ہے کہ اس پر مسلسل نظر رکھی جائے"

اگلے میلے میں والٹر ڈڈلے کی یادداشت نے حسبِ معمول اپنا کمال دکھایا۔ اور اس نے کسی مدد کے بغیر ایوا ہارڈنگ کو اس کا نام لے کر پکارا اور اس کی نارتھ مشیگن کی دوکان کا حال دریافت کیا۔ جون اور جنوری کے ششماہی میلے میں اس نے پھر ایوا کا ذکر ان خریداروں کے نام کے ساتھ کیا جنھوں نے کمپنی کے سب سے مہنگے فرنیچر کی فروخت میں غیر معمولی کامیابی دکھائی تھی۔ والٹر نے ایوا کو اس کی کامیابی پر مبارکباد دی اور یہ تجویز پیش کی کہ گرینڈ ریپڈز کے اشتہارات کی کتاب میں اس کی دوکان کی تصویر شائع کی جائے۔ اس پر ایوا نے دعوت دی کہ وہ راستے میں

اس کی دکان پر ٹھہر کر اسے ایک نظر دیکھ لے۔ اس دعوت کو ڈوڈلے نے کوئی خاص اہمیت نہیں دی تھی کیونکہ وہ اپنے ایجنٹوں کی دکان دیکھنے اکثر جاتا رہتا تھا۔ اس کے بعد ہی مارٹ فینے نے اس کے پاس جا کر کہا تھا: "اگر آپ شکاگو کے دورانِ قیام میں دو ایک منٹ کے لئے اس کی دکان پر چلے جائیں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ اب اس کے یہاں قیمتی فرنیچر کافی فروخت ہونے لگا ہے۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اگر آپ وہاں ذرا دیر کے لئے خود تشریف لے چلیں تو میں اس کے ذریعہ بہت سامان فروخت کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ یہ بڑی عجیب عورت ہے۔ اس کے ترکش میں بہت سے تیر ہیں۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو اس سے ملاقات کر کے آپ بڑے محظوظ ہوں گے۔"

مارٹ فینے کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کا آخری فقرہ ایک ایسی پیش گوئی کی حیثیت رکھتا تھا جس کا حرف حرف درست ثابت ہوگا۔

آئندہ جمعہ کو ڈریک ہوٹل میں شام تک اپنے نمائندوں اور ایجنٹوں سے صلاح مشورے کے بعد والٹر ڈوڈلے نارتھ مشیگن کے بازار سے گزرا اور اس نے ایوا ہارڈنگ کی دکان کا بورڈ دیکھ کر فیصلہ کیا کہ شام کے باقی ماندہ لمحات اس سے ملاقات میں گزار دئے جائیں تو بہت اچھا ہوگا۔

اس وقت ہلکی سی برف باری ہو رہی تھی اور جھیل کی طرف سے

بہت ٹھنڈی اور تیز ہوا آرہی تھی - اس نے ڈرائیور سے کار روکنے کو کہا مگر کار روکتے روکتے وہ کافی آگے بڑھ گیا- والٹر اس کی دوکان کی جانب واپس آتے ہوئے معمول سے زیادہ تکان محسوس کر رہا تھا - ایجنٹوں اور نمائندوں کا اجتماع ایوری بلرڈ کی تجویز پر منعقد کیا گیا تھا اور مکمل طور پر ناکام ثابت ہوا تھا۔ وہ اس خیال سے سہما ہوا تھا کہ ملبرگ جاکر وہ . . . - - - بلرڈ کو کوئی خوش خبری نہیں سنا سکے گا - اسے ایوا ہارڈنگ سے ملاقات کے خیال سے بھی کوئی خوشی نہیں تھی - وہ اس سے ملنے کا وعدہ کر چکا تھا اس لئے مجبور تھا- بہتر تھا کہ اس نے وعدہ ہی نہ کیا ہوتا۔

والٹر ڈڈلے نے کبھی اپنی رائے کا اظہار تو نہیں کیا تھا مگر دل میں اِن عورتوں کو اچھا نہیں سمجھتا تھا جو کسی طرح کا کاروبار کرتی تھیں خاص طور پر ایسی عورتیں جو اس زمرے سے تعلق رکھتی ہوں جو اس نے ایوا ہارڈنگ کے لئے بنایا تھا- وہ ایسی بہت سی عورتوں کو جانتا تھا- وہ سب انتہائی چالاک اور دلیر تھیں -حد سے زیادہ سخت اور بے لوچ - ان میں بدیہی طور پر لیکن بے ڈھنگے پن کے ساتھ نسوانی حیلہ جوئی بھی پائی جاتی تھی اور مردانہ تقلید پسندی بھی-

ایوا ہارڈنگ کی دوکان میں جانے کے بعد ابتدائی چند منٹ میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جس کی بنا پر وہ اس کے متعلق اپنی رائے تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس کرتا- اتنا ضرور تھا کہ اس سے بات کرنا اس کی توقع سے زیادہ آسان نظر آیا اور اپنے زمرے کی دوسری عورتوں کے برعکس

اس نے اپنی "شخصیت" کی نمائش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جب اس نے والٹر کو دکان کا سرسری جائزہ لینے کی دعوت دی اس وقت بھی اس نے غیر معمولی نکتہ سنجی کا مظاہرہ کیا اور اس کی توجہ صرف ان چیزوں کی طرف مبذول کرائی جو واقعی غیر معمولی اور قابلِ ذکر تھیں جو چیزیں بازار میں عام طور پر اور آسانی سے مل جاتی تھیں ان کے بارے میں اس نے ایک لفظ تک نہیں کہا۔

جب وہ دوسری منزل پر پہنچے جہاں فرنیچر نمائش کے لئے رکھا ہوا تھا تو والٹر اس میں غیر معمولی دلچسپی لینے پر مجبور ہو گیا۔ وہاں ٹریڈ دے کے کارخانوں میں بنی ہوئی شاید ہی کوئی ایسی چیز ہو گی جس میں کوئی معمولی سی تبدیلی نہ کی گئی ہو مگر اس ذراسی تبدیلی نے ہر چیز کو چار چاند لگا دئے تھے۔ الوا نے کہا کہ یہ تبدیلیاں اس لئے ضروری تھیں کہ جو دکاندار بالکل یہی چیزیں فروخت کرتے ہیں ان کا آسانی سے مقابلہ کیا جا سکے۔ اس کے لہجے میں کچھ معذرت کا انداز تھا شاید اس کا خیال تھا کہ یہ تبدیلیاں دیکھ کر والٹر ناگواری کا اظہار کرے گا لیکن جب اس نے الوا کے بعض ڈیزائنوں کا معاوضہ دے کر انھیں کمپنی کے لئے حاصل کرنے کی تجویز پیش کی تو اسے یقین ہو گیا کہ والٹر کو واقعی یہ تبدیلیاں ناگوار نہیں گزریں۔ اس نے یہ پیش کش نظر انداز کرتے ہوئے کہا "مسٹر ڈڈلے اگر آپ اس میں سے کوئی ڈیزائن اپنی کمپنی کے لئے پسند کر لیں تو یہ میری عزت افزائی ہو گی۔ آپ کو پوری اجازت ہے"

اس کے بعد وہ ایک گھنٹے سے زائد تک باتیں کرتے رہے اور والٹر نے

اپنی نوٹ بک کے کئی صفحے یادداشت سے پُر کر دیئے۔

وقت اس تیزی سے گزر گیا کہ جب والٹر کو یہ معلوم ہوا کہ سات بج رہے ہیں تو اس نے محسوس کیا کہ اس کی تلافی کے لئے کم سے کم اتنا تو کر ہی سکتا ہے کہ وہ اسے رات کے کھانے پر مدعو کر دے۔ یہ دیکھ کر والٹر کے دل میں الیوا کے لئے اور زیادہ احترام پیدا ہو گیا کہ اس نے یہ دعوت کسی پس و پیش کے بغیر قبول کر لی اور اگر اسے کچھ تامل ہوا بھی ہو گا تو اس سے زیادہ نہیں جتنا ٹھیک انہی حالات میں کسی اور مرد کو ہوتا۔ الیوا کی تجویز پر وہ ایک قریبی چائے خانے میں گئے مگر جب انھیں معلوم ہوا کہ وہاں کھانے کے انتظار میں اتنے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں کہ ان کی باری شاید ہی آسکے تو اس نے حسب معمول اپنے غیر جذباتی لہجے میں کہا " اچھا تو اب میرے یہاں چلئے۔ وہاں آپ کو اس سے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہاں انتظار کا وقت بھی زیادہ اچھا کٹے گا۔" انکار کی کوئی گنجائش نہیں تھی نہ اس کی کوئی معقول وجہ نظر آتی تھی۔

جب وہ بعد میں ان واقعات پر غور کرتا ـــــ اور وہ ان پر اتنا زیادہ اور اس قدر بار بار غور کرتا تھا کہ اس کی یاد اس کے لئے ایک مستقل آزار بن گئی تھی ـــــ تو اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس شام میں آخر کیا خاص بات تھی کہ اسے اتنی مسرت حاصل ہوئی تھی۔ اگر اس کی کوئی قرین قیاس وجہ ہو سکتی تھی تو صرف اتنی کہ اس کی مسرتوں کا سرچشمہ محض یہ انکشاف تھا کہ اپنے گھر پہنچ کر وہ ایک بالکل مختلف عورت بن گئی تھی اور کسی کو

شک تک نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ کاروبار بھی کرتی ہے۔ وہ اس وقت بھی سمجھتا تھا کہ یہ توجیہہ نامکمل ہے اور بعد میں تو اسے بخوبی معلوم ہو گیا تھا یہ دلیل بالکل بے جان ہے۔

اس کی مسرتوں کا آغاز الوا کی اقامت گاہ سے ہوا تھا دروازے میں قدم رکھتے ہی اس نے محسوس کیا کہ یہاں اسے آرام اور آسودگی کی فضا میسر آگئی ہے۔ "مسٹر ڈڈلے۔ کیا آپ کاک ٹیل بنانے کی زحمت کریں گے؟" الوا ہارڈنگ نے اس سے سوال کیا اور جواب کا انتظار کئے بغیر یہ بتانے لگی کہ بوتلیں الماری کے ایک حصّہ میں اور گلاس دوسرے حصّہ میں رکھے ہوئے ہیں اور شراب ملانے کا برتن اور برف لینے کے لئے اسے باورچی خانے تک جانا ہوگا۔ کاک ٹیل ختم کرنے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ اس کا مزہ اس کاک ٹیل سے بہت مختلف ہے جس کے لئے تمام سامان کیتھرین کی ہدایت کے مطابق اس کی خادمہ وائلٹ چاندی کی ایک کشتی میں اس کے لئے تیار رکھتی ہے اور اسے بنانے کے لئے اسے کہیں آنا جانا نہیں پڑتا تھا۔

جب وہ کاک ٹیل بنانے میں مصروف تھا تو الوا کمرے سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔ جب وہ دوبارہ آئی تو سرخ چارخانے دار سوتی کپڑے کا لباس پہنے ہوئے تھے جس کی سلائی اس کے عمدہ سوٹ کے مقابلے میں بہت معمولی نظر آتی تھی۔ "اگر آپ باورچی خانے ہی میں بیٹھ جائیں اور میں کھانا پکانے میں لگی رہوں تو آپ کی کاک ٹیل کا مزہ تو نہیں خراب جائے گا؟

یا آپ مہمانوں کی طرح یہیں بیٹھنا پسند کریں گے ؟" اس نے سوال کیا۔ اس کا جواب اس کے پاس پہلے ہی موجود تھا۔ وہ بولی" میں نے آپ کے بارے میں پہلی بار قیاس آرائی کی ہے اور مجھے خوشی ہے کہ میرا خیال درست نکلا"

والٹر باورچی خانے میں بیٹھ گیا اور الوا کھانا پکانے میں مصروف ہو گئی۔ دراصل اسے پہلی بار اس کی شکل وصورت غور سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ اس نے اسی وقت یہ رائے قائم کر لی تھی، اور وہ اس پر بعد میں بھی قائم رہا۔ کہ الوا نہ تو خوبصورت ہے نہ تکلفات سے عاری۔ اس کی شکل کو زیادہ سے زیادہ گوارا کہا جاسکتا تھا مگر اس کی رگ رگ سے زندگی کی کرن پھوٹتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اس کے ہاتھ بڑی تیزی اور یقین کے ساتھ حرکت کرتے تھے، اس کی آنکھیں چست اور چاق تھیں اور اس کے تبسم میں اچانک کوند جانے والی بجلی کا بے ساختہ پن تھا۔

الوا کے کہنے پر والٹر نے آتش دان میں آگ جلا دی تھی اور اسی کے سامنے بیٹھ کر دونوں نے کھانا کھایا۔ اس کے کافی دن بعد جب اس کا حافظہ جس پر اسے بڑا اعتماد تھا، ان واقعات کو دہرا کر اس کے لئے اضطراب کا سامان بہم پہنچاتا تو اسے ٹھیک ٹھیک یہ بھی یاد نہ آتا کہ اس نے کیا کھایا تھا۔ ہاں اتنا ضرور یاد آجاتا کہ کھانا بہت لذیذ تھا۔ اسے یہ بھی یاد نہ آتا کہ اس نے کن امور پر گفتگو کی تھی مگر یہ ضرور یاد تھا کہ الوا نے جو کچھ کیا تھا یا اس کی باتوں کے جواب میں اس کی زبان سے جو کچھ نکلا تھا اس کی وجہ سے وہ بھی اپنی رگوں میں زندگی کی گرم رفتاری

محسوس کرنے لگا تھا۔ نگران کی باتوں کا سلسلہ زیادہ طویل نہیں ہونے پایا تھا کہ الوا نے اسے یہ کہہ کر خاموش کر دیا "اب برتن دھونے کا وقت آگیا"۔ اور جب اس نے ہنستے ہوئے اس کی مدد کرنے کی پیش کش کی تو اس نے بھی مسکرا کر جواب دیا "ضرور۔ مسٹر ڈوڈلے۔ مجھے آپ سے اُمید بھی یہی تھی"

اس دن صرف ایک بات ایسی ہوئی تھی جسے بعد میں یاد کر کے وہ کہہ سکتا تھا کہ اس میں آئندہ پیش آنے والے واقعات کی ہلکی سی جھلک موجود تھی۔ جب وہ اس کے گھر سے روانہ ہونے لگا تو دروازے پر انھوں نے چند باتیں بڑی بے ساختگی کے ساتھ کہہ دی تھیں۔ انھوں نے مصافحہ کیا تھا........ اور یہ پہلا موقع تھا کہ ان کے ہاتھ مس ہوئے تھے...... الوا نے اس کے شکریہ میں ایک مقبولِ عام گیت کا ایک مصرع بڑے سریلے انداز سے دہرایا تھا جس کے جواب میں اس نے بھی کم و بیش وہی الفاظ نثر میں دہرا دئے تھے جس کا مفہوم یہ تھا کہ "اس گھر میں آنا واقعی کتنی اچھی بات ہے"........ جب وہ اپنی قیام گاہ "پامر ہاؤس" کی اکیسویں منزل پر پہنچا تو اسے پیغام ملا کہ وہ الوری بلرڈ سے فوراً ٹیلیفون پر گفتگو کرے۔ اس وقت گیارہ بج کر پانچ منٹ ہوئے تھے۔ اسے یہ وقت بالکل اچھی طرح یاد تھا کیونکہ ملبرگ کی لائن آدھی رات کے بعد مل سکی تھی اور مسٹر بلرڈ نے اس سے کہا تھا "میں جانتا ہوں تم یہی عذر کروگے کہ ایک خریدار کی تواضع

کر رہے تھے" اور اس نے جواب دیا تھا "مسٹر بلرڈ۔ آپ کو مشکل سے یقین آئے گا۔ میری تواضع خود ایک خریدار کر رہا تھا"

آئندہ چند ہفتے والٹر ڈ ڈلے کی زندگی کا انتہائی ہیجان خیز اور پُراسرار دور تھا۔ معلوم نہیں کیوں وہ ایوا ہارڈنگ کا خیال اپنے دل سے نہیں نکال سکا۔ اس سے بھی زیادہ تشویشناک بات یہ تھی کہ رات کو اچانک اس کی آنکھ کھل جاتی۔ تاریکی میں اس کا ذہن عجیب وغریب خیالات میں غلطاں ہوتا۔ وہ محسوس کرتا تھا کہ ایوا بھی اس کے بستر پر موجود ہے اور اس نے اپنے لب اس کے لبوں پر رکھ دیئے ہیں۔ وہ دہشت زدہ ہو کر اپنے بستر سے اٹھ بیٹھتا اور لائبریری میں جا کر سگرٹ پینے لگتا۔ اگر اس کے خیالات اس کے بعد بھی بھٹکتے رہتے تو وہ اپنے پورے مکان سے گزر کر باورچی خانے میں چلا جاتا جس کی چمکتی ہوئی سفید دیواریں دیکھ کر اس کا پراگندہ ذہن راہِ راست پر آجاتا۔

مارچ میں مغربی امریکہ جاتے ہوئے وہ دوبارہ شکاگو ٹھہرا حالانکہ اسے یقین تھا کہ وہ ایوا ہارڈنگ سے ہرگز ملنا نہیں چاہتا تھا۔ جب اس نے ہوائی اڈے سے اس کو ٹیلیفون کیا تو اس کی باتوں سے بھی یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ایوا کو یہ توقع نہیں تھی کہ وہ اس سے دوبارہ ملنے آئے گا لیکن جس طرح کوئی پُراسرار طاقت رات کی تاریکیوں میں ایوا کو اس کے پاس پہنچا دیتی تھی اسی طرح اس موقع پر بھی یہ کسی نامعلوم طاقت ہی کا کرشمہ تھا کہ جب وہ اس کے مکان میں داخل ہوا تو اس نے کسی تکلف کے

بغیر الوا کو اپنی آغوش میں لے لیا اور ایسا معلوم ہوا کہ اس کا ذہن کئی مہینوں سے تصورات کا جو جال بنتا رہا تھا وہ اس کی خیال آرائی نہیں تھی بلکہ وہ کئی مہینے کی جدائی کے دوران میں بھی اسی طرح ایک دوسرے کے پاس رہے تھے۔

اس رات سے قبل وہ یہی سمجھتا رہا تھا کہ عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے قویٰ بھی مضمحل ہو گئے تھے مگر الوا ہارڈنگ نے اس میں یہ فاتحانہ آگہی پیدا کر دی تھی کہ وہ آج بھی جوان ہے بلکہ جوانی کا دیوانہ پن اس میں اس شدت کے ساتھ شاید کبھی بیدار نہیں ہوا تھا۔ یہ لمحات وہ کبھی نہیں بھول سکا نہ وہ ان پر نادم تھا۔ اگرچہ اس نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ اب وہ کتابِ زندگی کا یہ ورق قطعی طور پر الٹ دے گا مگر ایسا نہیں ہو سکا۔ اگر الوا کبھی اس سے کسی قسم کا مطالبہ کرتی یا اس پر اپنا ذرا بھی حق جتاتی تو وہ اپنے ارادے میں یقیناً کامیاب ہو جاتا مگر الوا نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ وہ اسے ناوقت ٹیلیفون کرتا اور وہ ہمیشہ اپنے گھر میں موجود ملتی۔ اس نے کبھی الوا سے کوئی ایسی بات کرتے کو نہیں کہا جس سے اس کو ذرا بھی زحمت ہوتی یا اس کی زندگی کے کسی شعبے میں معمولی سا بھی خلل پڑ سکتا۔ الوا نے اس سے کبھی کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ ایسے لمحات میں محبت بھرے الفاظ تک کا نہیں جب اس کا مطالبہ مسترد کرنا کسی طرح ممکن ہی نہ ہوتا۔ وہ اس سے دوبارہ آنے کا وعدہ تک نہ لیتی تھی اس لئے والٹر اگر اس کے پاس دوبارہ نہ جاتا تو اس پر وعدہ خلافی کا الزام بھی نہ آتا۔

وعدہ خلافی تو وہ خود اس کے پاس دوبارہ جاکر کرتا تھا۔ یہ وعدہ والٹر خود اپنے آپ سے کرتا تھا اور جب اسے توڑنے سے قبل آخری بار وہ اس کا جائزہ لیتا تھا تو ہمیشہ اسی نتیجے پر پہنچتا تھا کہ اس نے یہ وعدہ محض اس بے بنیاد مفروضے کے باعث کیا تھا کہ ایوا ہارڈنگ کی وجہ سے وہ کیتھرین سے محبت کرنا چھوڑ دیگا۔ لیکن اس نے کیتھرین کی محبت کو ترک نہیں کیا تھا نہ کبھی ایسا ممکن تھا۔ ایوا کے ساتھ اسکی زندگی کے جو لمحات گزرتے تھے وہ کیتھرین کے ساتھ زندگی سے اتنی ہی دور تھے جتنا کہ وہ اس وقت نو ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کرتے ہوئے زمین سے دور تھا۔

نہیں۔ ایوا ہارڈنگ سے دوبارہ ملاقات نہ کرنے کے فیصلے کا سبب یہ نہیں تھا کہ وہ کیتھرین سے محبت کرتا تھا۔ اس کا سبب دراصل یہ تھا کہ ایوا کے تصور میں پناہ لے کر وہ ذہنی سکون حاصل کرسکتا تھا۔ آج ہی رات کو مجلس عاملہ کے اجلاس سے قبل اس کے دل میں وہی خوف جاگزیں تھا جو ایوری بلرڈ کی آمد کے وقت ہمیشہ موجود رہا کرتا تھا۔ اچانک اسے ایوا کا خیال آگیا اور اس کے خوف نے اس کے تصور کے دامن میں جائے پناہ ڈھونڈھ لی۔ حالانکہ اس کا اصول یہ تھا کہ انسان کو مسلسل کام کرتے رہنا چاہیئے۔۔۔۔ اگر اس کے دل میں خوف ہو تب بھی اسے منزل کی جانب گامزن رہنا چاہیئے۔۔۔۔ ہاں ایوا سے ملاقات کی تمنا صرف اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ وہ خوف زدہ ہوتا ہے۔۔۔۔ لیکن خوف کی تسخیر بھی ضروری ہے۔۔۔۔۔ اسے میدان سے بھاگنے کا خیال

تک نہیں کرنا چاہیئے .... اسے توجہ کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔

"مسٹر ڈڈلے ؟"

اس نے نظریں اٹھائیں اور دیکھا کہ سٹیورڈ کھڑی مسکرا رہی ہے

"کیا آپ کھانا نوش فرمائیں گے ؟"

اس نے کھانا نہیں کھایا تھا مگر اس نے شکریہ کے ساتھ انکار کر دیا۔ اگر اس کا چہرہ دیکھ کر اسے ایوا کا خیال نہ آجاتا تو ضرور اثبات میں جواب دے دیتا۔

اس نے سوچا کہ خیر کوئی بات نہیں۔ وہ یامر ہاؤس پہنچ کر کچھ کھا لے گا۔ سونے سے پہلے اسے کافی وقت مل جائے گا۔ اس نے اپنا بیگ کھولا اور لورن شا کے دئے ہوئے نقشے دوبارہ نکال لئے۔

ملبرگ۔ پنسلوینیا

سات بج کر ۲۸ منٹ شام

ڈان والنگ ایک تراشی ہوئی چٹان کے سائے میں بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ اسے یہ ہوش نہیں تھا کہ اس پر یہ عالم کتنی دیر تک طاری رہا مگر جب اس نے اپنے ہاتھ پر سے جسم کا بوجھ ہٹایا تو اس کی ہتھیلی پر کھردرے پتھر کے نشانات بنے ہوئے تھے۔ ایوری بلرڈ کی موت کی اچانک خبر سن کر اس پر سکتہ سا طاری ہو گیا تھا۔ اب اس کی حس دوبارہ بیدار ہوتی جا رہی تھی مگر اس کے ساتھ ساتھ اس میں محرومی کا

احساس بھی شدید تر ہونے لگا تھا۔ اس کی نظریں اپنے مکان کی طرف اُٹھ گئیں اور وہ جس چیز کو بھی دیکھتا اسے ایوری بلرڈ کا کوئی نہ کوئی احسان یاد آجاتا۔ اس کے پاس جو کچھ بھی تھا...... جو کچھ بھی ...... وہ ایوری بلرڈ ہی سے ملا تھا۔ یہاں تک، کہ ایوری بلرڈ کے بغیر اسے میری بھی نہیں مل سکتی تھی، اگر وہ اس رات شکاگو میں ایوری بلرڈ سے نہ ملا ہوتا، اگر ایوری بلرڈ اسے پٹسبرگ واپس نہ بھیجتا، اگر ایوری بلرڈ اسے یہ ثابت کرنے کا موقع نہ دیتا کہ وہ میری کا اہل تھا۔ اس کی بیوی کے خیال نے غیر شعوری طور پر اس کے دل کا بوجھ ہلکا کر دیا۔ محبت اور موت کے درمیان ایک نفسیاتی رشتہ تھا۔ اسے میری سے اسی رات محبت ہوئی تھی جس رات اس کے باپ کا انتقال ہوا تھا۔

ایوری بلرڈ نے جب اسے کوگلن فیکٹری میں کام کرنے کے لئے پٹسبرگ بھیجا تھا تو وہ کئی ہفتے تک مائک کو ویلز کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ ڈائرکٹری میں اس کے نام کا ٹیلیفون موجود نہیں تھا۔ شینلی ہل کا چائے خانہ اب کسی اور کی ملکیت تھا جسے اس کے پرانے مالک کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا۔ اتفاق سے ایک دن وہ ایک ایسے کلب میں چلا گیا جس کا رُکن مائک کو ویلز بھی رہ چکا تھا۔ وہاں والنگ کو معلوم ہوا کہ کو ویلز بیمار ہے اور اس کی حالت بہت نازک ہے۔ وہ فوراً ہسپتال پہنچا۔ بعد میں یہ سوچ کر وہ دل ہی دل میں خوش ہوا کرتا کہ اچھا ہوا کہ وہ کسی تاخیر کے بغیر ہسپتال چلا گیا تھا۔ اس رات کے بعد کسی شخص کو کو ویلز

سے ملنے کی اجازت نہیں ملی - اس نے ہسپتال کے برآمدے میں شام ہی کو میری کو دیکھ لیا تھا مگر اس وقت وہ کو ویلز کی علالت کی وجہ سے مضطرب تھا اور اسے دیکھ کر اس کے دل میں صرف یہ حیرت پیدا ہوئی کہ یہ وہی پُراسرار لڑکی ہے جو اپنے باپ کے چائے خانے کے عقبی حصے میں آیا کرتی تھی اور باورچی خانے کے ایک کونے میں بیٹھ کر مسلسل پڑھتی رہتی تھی۔ اس وقت جب وہ کوئی چیز کھانے میں مصروف ہوتی تھی

ایک ہفتے کے بعد اس کے باپ کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند ہو گئیں۔ میری کو ویلز نے اپنے وعدے کے مطابق اپنے باپ کی موت کی اطلاع اسے فوراً دے دی تھی اور وہ اس کے پاس فوراً پہنچ گیا تھا۔ اگر وہ کسی خاص لمحے کی نشان دہی کر سکتا تھا تو وہ لمحہ یقیناً یہی تھا جب وہ میری سے محبت کرنے لگا تھا۔ وہ بڑی حسین تھی۔ اس کے خدوخال کسی یونانی مجسمہ کی طرح مکمل اور بے عیب تھے۔ مگر وہ اس کے حسن کی وجہ سے اس کا گرویدہ نہیں ہوا تھا۔ اس کی جانب وہ صرف اس لئے مائل ہُوا۔ کہ اس کی شخصیت سے عظمتِ کردار کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ اس میں ایک ایسی توانائی تھی کہ وہ اس المیہ کی اہمیت کم کئے بغیر بھی اس سے بلند ہو گئی تھی۔ اس میں شرافتِ نفس رچی بسی ہوئی تھی، اس میں نسوانیت بدرجہ اتم موجود تھی مگر وہ مرد کی دست نگر ہو کر رہنا بھی نہیں جانتی تھی۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اسے جو تقویت میری کو ویلز سے مل سکتی تھی وہ کسی اور انسان کے ہاتھوں میسر نہیں آ سکتی تھی۔

اس وقت والنگ کو اسی تقویت کی ضرورت تھی وہ آہستہ آہستہ مکان کی جانب روانہ ہوا۔ اسے معلوم تھا کہ زینے کے سرے پر میری اس کا انتظار کر رہی ہے مگر وہ اس کی نظروں میں نظریں ڈال کر اس کے وجود کا اعتراف کرنے میں متامل تھا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچا تو میری نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اس نے محسوس کیا کہ اس وقت میری کی خاموشی اس کی گویائی سے بھی زیادہ عقل و دانش سے مملو ہے۔

"فریڈ آلڈرسن کہیں ملے؟" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں سوال کیا۔

"ہاں وہ مسٹر اور مسز ولوبی کے یہاں کھانے پر گئے تھے مگر جب میرا فون پہنچا تو وہ روانہ ہو چکے تھے۔ انھوں نے ریڈیو پر خبر سن لی تھی"

"بہتر ہے کہ میں خود فریڈ کو فون کر لوں۔ شاید میری کوئی ضرورت ہو۔"

"وہ کچھ دیر بعد گھر پہنچیں گے" اس نے بڑے سکون کے ساتھ اور سنبھلے ہوئے انداز میں کہا۔

"ولوبی کے یہاں سے اپنے گھر تک وہ اتنی دیر میں کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ فاصلہ کافی ہے۔ آؤ۔ ڈان کھانا کھا لو۔ بالکل تیار ہے"

وہ غیر ارادی طور پر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور کسی ارادے کے بغیر اس کے سامنے جو کچھ رکھا تھا کھانے لگا۔ اس نے محسوس کیا کہ میری چاہتی ہے کہ وہ کچھ باتیں کریں اور یہ دیکھ کر اسے ایک گونہ اطمینان ہوا کہ وہ اس کے باوجود خاموش ہے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اس کا شوہر شدتِ جذبات کے باعث ابھی بات کرنے کے قابل نہیں

اتنے میں ڈان نے دیکھا کہ اس کے نو سالہ لڑکے کی کرسی خالی ہے اور مہرِ سکوت توڑنے کے لئے اسے ایک نیا موضوع مل گیا" ارے سیٹو اس وقت کہاں ہے ؟"

" بروسٹر کے یہاں - لیبنی کی سالگرہ کی پارٹی ہے نا "

اس نے منہ ہی منہ میں کوئی ایسی بات کہی جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اب اسے یاد آگیا کہ صبح اس کے متعلق بات ہو چکی تھی ۔ مگر اب تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صبح کو ایک مہینہ گزر چکا ہے ۔

" اچھا ـــــ " اس نے قطعیت کے ساتھ کہا - مگر اس کے ساتھ ہی وہ جیسے کسی مشکل میں پھنس گیا ہو ۔

" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پوری دنیا تہ و بالا ہو گئی ہے "

" ہوں " ـــــ یہ آواز محض گفتگو کا سلسلہ جاری رکھنے کی دعوت تھی ۔

" میں نے ہزاروں امکانات پر غور کیا ہے - ہر چیز کے امکان پر مگر یہ ـــــ یہ تو ایک ایسا واقعہ ہے جس کا سان و گمان تک نہیں تھا "

" مگر یہ ایک حقیقت ہے " اس نے زور دیتے ہوئے کہا جیسے وہ مطالبہ کر رہی ہو کہ اب اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہی پڑے گا ۔

ڈان کو معلوم تھا کہ یہ مطالبہ بے سود نہیں تھا ۔ اگر وہ ایوری بلرڈ کی موت کو ایک بار بھی تسلیم کر لے تو اس کے دماغ کا ایک دروازہ بند

اور دوسرا واہو سکتا تھا" ہاں۔ وہ مر چکے ہیں" اس نے آہستگی کے ساتھ کہا۔ اس کے لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ اس نے کوئی فیصلہ کر لیا ہے میری کو پیش قدمی کا راستہ مل گیا تھا" ڈان۔ میں جانتی ہوں کہ تمہیں ابھی اس واقعے پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا — مگر تمہیں اس پر بہرصورت غور کرنا ہے اور جب تم اس کے بارے میں سوچو تو اس خیال سے خواہ مخواہ پریشان ہونے کی بہت زیادہ ضرورت نہیں ہے کہ اب ایوری بلرڈ کی جگہ ٹریڈ وے کارپوریشن کا صدر کوئی اور بن جائے گا۔ کیونکہ کمپنی اسی طرح باقی رہے گی اور تم بھی —"

اس کی آواز کی پرخلوص شدت نے اسے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ شاید اس کے دل میں کوئی اندیشہ پیدا ہو گیا ہے" تم کس لئے پریشان ہو؟"

"تم"

"میں؟"

"ہاں"

"کیوں؟"

اسے جواب دینے میں کچھ پس و پیش تھا۔ جیسے وہ فیصلہ کرنا چاہتی تھی کہ وہ جو کچھ کہنے جا رہی ہے وہ مناسب بھی ہے یا نہیں" ڈان۔ میں جانتی ہوں کہ ایوری بلرڈ تمہارے لئے کیا تھے؟ تمہارے لئے وہی کمپنی تھے۔ وہی سب کچھ تھے"

اس نے روٹی کے ایک ریزے سے کھیلتے ہوئے جواب دیا "میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا" اس کی آواز بالکل سپاٹ تھی۔

میری نے اپنی انگلیاں آہستہ آہستہ آگے بڑھائیں اور اپنا ہاتھ ڈان کے ہاتھ پر رکھ دیا "میں جانتی ہوں کہ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ اگر میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی ہو جو نہ کہنی چاہیئے تھی تو مجھے معاف کر دو"

"بہتر ہے کہ اب فریڈ کو فون کر لیا جائے" اس نے اپنی کرسی پیچھے کھسکائی اور جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ میری نے اپنی نظریں دور ہٹا لیں اور فریڈ نے اندازہ لگا لیا کہ اس کے جذبات مجروح ہو گئے ہیں۔ وہ بڑھ کر اس کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور اپنے ہاتھ نرمی سے اس کے کندھوں پر رکھ دیئے۔ اس کا سر پیچھے ڈھلک آیا اور اپنی آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں میں ڈال دیں "ڈان۔ میں تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں میں نہیں چاہتی کہ تمہیں کسی طرح کی تکلیف پہنچے۔ بس اتنی سی بات تھی۔"

ڈان نے اس کے کندھے زور سے پکڑ لئے "میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ مجھے یقین ہے۔"

ڈان نے آلڈرسن کا نمبر ڈائل کیا مگر اس کا ٹیلیفون خالی نہیں تھا۔

"بہتر ہے کہ میں خود چلا جاؤں۔ ممکن ہے میری کوئی ضرورت ہو۔"

"ڈان؟"

وہ خاموشی سے میری کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا نئے صدر وہی بنیں گے ؟"

"کون ؟"

"مسٹر آلڈرسن"

"تمہیں اس کا خیال کیسے آیا ؟"

"مجھے تو خیال نہیں آیا۔ میں نے یہ سوال صرف اس لئے کیا تھا کہ تم نے خود ہی کہا تھا کہ تم ان کی مدد کرنا چاہتے ہو۔ گویا صدر کی ذمہ داریاں وہی سنبھالیں گے"

یہ ایک ایسا سوال تھا جو ڈان خود اپنے سے کرتے ہوئے ڈرتا تھا۔ مگر اب یہ اس سے علانیہ طور پر دریافت کیا گیا تھا۔ اب یہ سوال ایک فلک سیر راکٹ کی طرح اس کے ذہن کی فضا میں بلند ہوا اور پھٹ کر پاش پاش ہو گیا جس کے بعد اس کے دماغ میں سینکڑوں سوالات بکھر گئے"

بات یہ ہے کہ فریڈ کی عمر سب سے زیادہ ہے" اس نے بودے پن کے ساتھ کہا" جیس شہر کے باہر گیا ہوا ہے ——— والٹ بھی ——— نہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ صدر کون بنے گا۔"

"اگر مسٹر فٹنر جیرلڈ زندہ ہوتے تو اس کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ ہے نا ؟"

"یہ ضروری تو نہیں ہے"

"اگر ان کی جگہ کوئی اور منتخب کر لیا جاتا تو ؟"

"لیکن کسی کا انتخاب تو نہیں ہوا"

" مجھے حیرت ہے کہ انتخاب کیوں نہیں کیا گیا "

ڈان کے لہجے میں بھی میری کی طرح غور و فکر کا انداز پیدا ہو گیا

"میرا خیال تھا کہ آئندہ منگل کو بورڈ کے اجلاس میں انتخاب ہو جائے گا۔

— اس کا کوئی خاص سبب نہیں ہے۔ صرف خیال ہے۔ اب —"

وہ اچانک خاموش ہو گیا کیونکہ وہ اپنی زبان سے یہ نہیں کہنا چاہتا تھا کہ اب آئندہ منگل کو ڈائرکٹروں کے بورڈ میں ایوری بلرڈ کے جانشین کا انتخاب ہوگا۔ وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور میری اس کے لئے کافی بنانے لگی۔

" بورڈ کے ارکان کی تعداد کتنی ہے ؟"

" بورڈ کی ؟ نو۔ مسٹر فٹز جیرلڈ کی موت سے قبل ارکان کی تعداد نو تھی۔ اب آٹھ ہی رہ گئے "

" اور مسٹر بلرڈ کے بغیر صرف سات " میری نے اس کو لقمہ دیا۔

" ہاں۔ اس نے اپنی آواز کو رد کرتے ہوئے کہا " جی ہاں۔ سات "

اس نے اپنا سر پیچھے کھسکا کر انھیں گننا شروع کر دیا " تم اور مسٹر آلڈرسن۔ جیس گریم اور والٹ ڈڈلے۔ لورن شا اور نیو یارک کا وہ آدمی "

" جارج کیسویل "

" ہاں۔ چھ ہو گئے۔ ساتواں کون ہے ؟ "

"جولیا ٹریڈ دے پرنس"

"ہاں۔ میں یہ تو بھول ہی گئی تھی کہ وہ بھی ڈائرکٹر ہے"

"کم سے کم نام کے لئے تو ہے ہی۔ وہ کبھی جلسے میں نہیں آتی لیکن اس کے باوجود ڈائرکٹر ہے ——— ضابطے کے بالکل مطابق"

تم ہی لوگ صدر کا انتخاب کرو گے۔ تم ہی سات ؟"

اس سوال نے دوبارہ اس کے ذہن میں سوالات کا ایک سلسلہ در سلسلہ شروع کر دیا۔ ایک اور راکٹ سا اس کے ذہن میں بلند ہونے لگا" ہاں ——— ہاں، میرا خیال ہے کہ ہمیں سات صدر کا انتخاب کریں گے"

اس کی نظریں ایک طرح کے اشتباہ کی حیثیت رکھتی تھیں" وہ کون ہوگا۔ ڈان ؟ تم کس کا انتخاب کرو گے ؟"

"خدا کی قسم! میری۔ ابھی یہ کہنا بہت قبل از وقت ہے کہ ———"

جب وہ اس سوال کے چبھتے ہوئے حصّے پر پہنچا تو وہ اچانک خاموش ہو گیا۔ اس کی مسلسل جرح پر وہ کچھ چڑ سا گیا تھا مگر اس نے یہ ظاہر نہیں ہونے دیا۔

"مجھے افسوس ہے" اس نے بڑی تیزی سے جواب دیا "مجھے معاف کر دو"

وہ چمچے سے کافی چلانے لگا۔ اس کی نظریں پیالی میں پیدا ہونے والے چھوٹے سے بھنور کے مرکز پر گڑی ہوئی تھیں" تمہارا خیال

درست ہے" اس نے قطعیت کے ساتھ کہا" اب اس معاملے پر غور کرنا ہی پڑے گا۔ اس سے کوئی مفر ممکن نہیں ہے۔ بادشاہ مر چکا ہے۔ خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" اس نے چمچے کو گھمانا چھوڑ دیا اور پیالی میں بھنور آخری بار پیدا ہو کر غائب ہو گیا" نہیں۔ میں صدر کی کرسی پر آلڈرسن کو نہیں دیکھ سکتا یہ عہدہ اس کے لئے بہت بڑا ہے۔ یہ کمپنی اس کے لئے بہت بڑی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کرنے پر یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ فریڈ کی حیثیت ہمیشہ ایوری بلرڈ کے خصوصی سکرٹری کی رہی ہے اور بس۔ ممکن ہے یہ کہنا اس کے ساتھ کچھ زیادتی ہو ـــــ کیونکہ مالی معاملات کو وہ خوب سمجھتا ہے، اس سلسلہ میں کم بخت کا کوئی جواب نہیں ہے ـــــ مگر ایوری بلرڈ کی گدی پر بیٹھنے کے لئے اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ضروری ہے۔ فریڈ ان تمام صلاحیتوں سے یکسر محروم ہے"

"مسٹر گریم" میری نے لقمہ دیا

"جیس؟ ہاں۔ جیس بڑا اچھا آدمی ہے۔ فیکٹری کو چلانے میں بے نظیر۔ اس میں اس کا کوئی ثانی نہیں ـــــ لیکن ـــــ"

اس کے ذہن میں سینکڑوں یادیں ابھر آئیں گڈمڈ یادیں، ان سب نے مل کر جیس گریم کے جذبات سے عاری چہرے کی شکل اختیار کر لی۔ ...... وہی پائپ کے آہستہ آہستہ کش ...... وہی زبان کی لکنت جس کے باعث وہ گھنٹوں مُہر بہ لب رہتا تھا۔ نہیں۔ جیس

وہ سب کبھی نہیں کر سکتا جو ایوری بلرڈ کر چکا ہے ...... کسی شخص کے دل میں ایک نئی شمع روشن کر دینے کی صلاحیت ...... کسی میں ناممکن کو ممکن بنا دینے کی امنگ پیدا کر دینا، نہیں۔ مگر اپنی زبان سے یہ کہنا اچھا تو نہیں معلوم ہوتا کیونکہ میں جیس کو بہت عزیز رکھتا ہوں۔ اس کے باوجود وہ عہدے کے لئے موزوں نہیں ہے۔ اس میں اتنی صلاحیت ہی نہیں ہے"

"اور والٹ ڈڈلے کے متعلق کیا خیال ہے؟"

وہ کچھ کہنے سے قبل ہی نفی میں اپنے سر کو جنبش دینے والا تھا مگر کچھ سوچ کر ٹھہر گیا۔ ہاں۔ والٹ ڈڈلے میں تو کچھ بات ہے ...... جیس کی طرح وہ قوتِ گویائی سے محروم نہیں ہے۔ جب والٹ باتیں کرتا ہے تو لوگ بڑے انہماک سے سنتے ہیں ...... اسے مال فروخت کرنے کا سلیقہ آتا ہے اور وہ دوسروں کو بھی یہ ہنر سکھا سکتا ہے۔ لوگ اسے پسند کرتے ہیں۔ ہاں۔ والٹ کی یہ بہت بڑی خوبی ہے ...... لوگ اسے پسند کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ...... مگر یہ اس کی کمزوری بھی تو ہے۔ ایوری بلرڈ کو ہر شخص اچھی نظر سے نہیں دیکھتا تھا۔ بعض اوقات صدر کو سختی سے بھی کام لینا پڑتا ہے ...... لال پیلی آنکھیں دکھانا پڑتی ہیں۔ کسی شخص کے دل کو جلانا پڑتا ہے۔ ممکن ہے وہ شخص اس سے نفرت کرتا ہو مگر وہ اس کے بارے میں کچھ سوچنے کی جرأت نہیں کر سکتا ...... آدمی اسی طرح

بنائے جاتے ہیں ..... کمپنی اسی طرح مستحکم بنائی جاتی ہے ..... اور چلائی جاتی ہے ۔ والٹ ڈڈلے میں یہ داخلی توانائی موجود نہیں ہے ۔ اس میں اکھڑپن ہے ۔ اتنی جرأت نہیں ہے کہ وہ دنیا بھر سے لڑتا رہے اور کبھی اس کی پروا نہ کرے کہ دوسرے کیا سوچتے ہوں گے ۔ اس کی آواز نے اس کے خیالات کی رو میں غوطہ لگایا اور وہ زور سے بول اٹھا " نہیں والٹ ڈڈلے نہیں "

" اب تو صرف لورن شا باقی رہ جاتے ہیں "

اس نے کسی توقف کے بغیر اس کا نام بھی مسترد کر دیا " خدا کی قسم ۔ شا بھی نہیں "

" میں نے یہ کبھی محسوس نہیں کیا تھا کہ تمہارے جذبات اتنے شدید ہیں ۔ میں جانتی ہوں کہ تم انھیں ذاتی طور پر بہت اچھا نہیں سمجھتے مگر میرا خیال تھا کہ ــــــ "

اس نے میری کی بات کاٹتے ہوئے کہا " اسے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ میں آج تک نہیں سمجھ سکا کہ ایوری بلرڈ کمپنی میں شا کو لائے ہی کیوں تھے ؟ "

میری کی سیاہ آنکھوں سے ایک غیر مرئی سا تبسم جھانکنے لگا " اس کا سبب غالباً یہ ہے کہ وہ تم سب لوگوں سے اتنے مختلف ہیں "

" وہ کبھی صدر نہیں بن سکتا ۔ میں تم سے کہے دیتا ہوں " اس نے ترش روئی سے کہا ۔

میری کے لہجے میں اچانک تبدیلی پیدا ہو گئی "ڈان۔ نیا صدر جو بھی بن جائے۔ وہ دوسرا الوری بلرڈ نہیں بن سکتا تھا۔ اگر تم ہر شخص کو الوری بلرڈ کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کر دوگے تو تمہیں کوئی بھی کھرا نہیں ملے گا۔"

وہ دل ہی دل میں گھبرا اُٹھا مگر اس نے اپنی پریشانی ظاہر نہیں ہونے دی۔ اس لئے نہیں کہ میری ایک پوشیدہ حقیقت کی تہ تک پہنچ گئی تھی۔ وہ در اصل اپنی گھبراہٹ اس پر افشا نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ میری کی یہی ایک ایسی خصوصیت تھی جسے وہ پسند نہیں کرتا تھا۔ بعض اوقات وہ اسے یہ محسوس کرنے پر مجبور کر دیتی تھی کہ وہ ایک ایسا طالب علم ہے جس کا طرزِ عمل عام طلبہ سے مختلف ہے اور میری اس کی معلمہ ہے جو بھری جماعت میں اس کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کر رہی ہے۔

اس کے باوجود میری نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ کسی دوسرے الوری بلرڈ کا وجود ناممکن تھا۔ اب زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا تھا کہ کسی ایسے شخص کا انتخاب کیا جائے جو اس سے جہاں تک ممکن ہو زیادہ مشابہ ہو۔ انتخاب صرف چار افراد میں سے کرنا تھا۔۔۔۔۔۔ نہیں صرف تین میں سے۔۔۔۔۔ شا خارج از بحث تھا۔۔۔۔۔۔ آلڈرسن۔۔۔۔۔۔ گریم۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈڈلے؟ آلڈرسن؟۔۔۔۔۔۔۔ گریم؟ آلڈرسن۔ ہاں۔ ممکن ہے فریڈ کام چلا سکے۔ وہ الوری بلرڈ سے سب سے زیادہ قریب تھا۔۔۔۔۔ کمپنی میں جو کچھ ہوتا تھا اس کی خبر اسے سب سے زیادہ ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ ایسی باتیں جن کا کسی اور کو علم نہیں ہوتا۔ مگر فریڈ تو بڑا کمزور آدمی ہے۔ نہیں ممکن ہے

یہ اس کی کمزوری نہ ہو...... ممکن ہے۔ وہ بلرڈ سے واقعی اتفاق رائے کرتا ہو۔ ہاں یہ بھی درست ہو سکتا ہے۔ مجلس انتظامیہ کے جلسوں میں اس نے کبھی ایوری بلرڈ کی مخالفت نہیں کی........ شاید اس کا سبب یہ ہو کہ مسٹر بلرڈ جو کچھ سوچتے تھے وہی اس کے دل میں بھی ہوتا تھا..... جو لوگ ایک دوسرے سے بہت قریب ہوتے ہیں وہ ایک ہی طرح سوچنے لگتے ہیں، جیسے دونوں ایک ہی دماغ سے سوچتے ہوں...... بالکل اسی طرح جیسے میری کو اکثر اوقات یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ میں کیا کہنے جا رہا ہوں۔

میری کی آواز نے اس کو شعور کی دنیا میں دوبارہ پہنچا دیا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ مسٹر آلڈرسن صدر بننا پسند کریں گے؟"

اس نے حیرت سے اپنی پلکیں جھپکائیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس نے واقعی یہ بات کہی تھی یا اس سوال کی تصدیق ہو گئی تھی جو ابھی ابھی اس کے ذہن میں ابھرا تھا۔

میری نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا "ادھر کچھ دن سے ان کی صحت ٹھیک نہیں رہی۔ یہ مجھے ان کی بیوی سے معلوم ہوا ہے۔ ان کی عمر بھی کچھ کم نہیں ہے ڈان وہ اکسٹھ یا باسٹھ سال کے ضرور ہونگے"

وہ اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔ جیسے وہ ایک سیدھی سادی دلیل سے فرار ڈھونڈھنا چاہتا ہو۔ یہ ایک ایسی بات تھی جس کی اہمیت میری کبھی محسوس نہیں کرتی تھی...... ہر بات کا جواب دو اور دو چار کی شکل

یں نہیں دیا جا سکتا۔

"میں خود جا کر معلوم کروں گا کہ جیبس کو اطلاع کس طرح دی جائے"
وہ اس سے کنی کاٹتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا۔

میری بڑھ کر اس کے سامنے آگئی "وہ جان مسٹر بلرڈ کے خاندان کا بھی
کوئی ایسا آدمی ہے جسے اس واقعہ کی اطلاع دینا ضروری ہو؟"

"ان کا تو کوئی خاندان ہی نہیں" یہ کہتے ہی اسے خیال آگیا کہ ایوری
بلرڈ کی زندگی کتنی پھیکی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے اپنے زخم بھی
ہرے ہو گئے۔

"وہ ان کی بیوی تو ہیں"

"وہ بیوی؟ ان کی طلاق کو تو کئی سال گزر گئے"

"وہ ممکن ہے اس کے باوجود اسے یہ اطلاع دینا ضروری ہو۔ میرا خیال
ہے کہ ایڈیتھ آلڈرسن کے پاس اس کا پتہ موجود ہے"

"وہ اچھی بات ہے" اس نے ظاہرا بے پروائی سے کہا۔ دراصل
وہ اس تلخی کو چھپانا چاہتا تھا جو کئی سال قبل بیس سے یہ معلوم
کر کے پیدا ہوئی تھی کہ ایوری بلرڈ کی بیوی اسے عین اس وقت چھوڑ
کر چلی گئی تھی جب بلرڈ کو اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی آج
مدت کے بعد اسے مسز بلرڈ کی بے وفائی کا خیال آیا تھا اور
اسے حیرت تھی کہ میری کو یہ کیسے یاد رہ گیا کہ ایوری بلرڈ کے
کبھی کوئی بیوی بھی تھی۔

سات بج کر ۳۸ منٹ شام

ٹیلیفون کا ریسیور میز سے لٹک رہا تھا اور اس کے اندر سے جھنجھناہٹ کی آواز برابر نکل رہی تھی - ایریکا مارٹن بستر پر نڈھال پڑی ہوئی تھی اور اس کے کانوں میں مسٹر شا کی یہ آواز مسلسل گونج رہی تھی " ارے کچھ سنا آپ نے مس مارٹن ؟ مسٹر بلرڈ کا انتقال ہو گیا "

یہ سن کر اس کے دل پر صرف چوٹ نہیں لگی تھی - بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی زہر آلود نشتر اس کے جسم میں اترتا چلا گیا تھا - اس کی رگ رگ کو کاٹتا چلا گیا تھا - اس کا ذہن مفلوج ہوتا گیا یہاں تک کہ ہر طرف ایک اتھاہ تاریکی چھا گئی -

کچھ دیر تک تو اسے دنیا و مافیہا کا کوئی ہوش ہی نہیں رہا - پھر اس نے محسوس کیا کہ اس کا شعور اس کے جسم میں رینگتا ہوا واپس آ رہا ہے - لیکن اس کا دماغ اب بھی ماؤف تھا - جیسے اسے کسی نے کاٹ کر پھینک دیا ہو اور اس کے ہوش و حواس رخصت ہو چکے ہوں - اگر اس کے حواس کام بھی کرتے تھے تو اسے محض ایک تہی دامنی کا احساس ہوتا تھا - ایک ایسی تہی دامنی جس کے بوجھ کے نیچے وہ دبی جا رہی تھی ایک ایسا بوجھ جو سر سے گرنے کے بعد دوبارہ نہ اُٹھ سکے گا، اگر اٹھا بھی تو یہ کبھی کسی ذی حیات انسان کی شخصیت کا بار گراں نہیں بن سکے گا - اس کی عمر بھر کی آرزوئے ناتمام کبھی شرمندۂ تکمیل نہیں ہو سکے گی

اس سپردگی کی کبھی نوبت نہیں آئے گی جس کے خواب دیکھ کر وہ مدت سے دل ہی دل میں بعض تیاریاں کرتی رہی تھی۔ اس کی آنکھیں خشک تھیں لیکن دل رو رہا تھا۔ مگر یہ گریہ و زاری اس کے دماغ کی نہیں تھی جو اس کی جسمانی محرومی پر نوحہ کناں تھا۔ دراصل اس کا جسم اس کی ذہنی محرومیوں کا ماتم کر رہا تھا۔ یہ اس کا ذہن ہی تھا جو اسے بعض ایسے لمحات میں بھی فرار پر مجبور کر دیتا تھا جب فرار کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ اس کا ذہن ہی اسے کسی خوف کے سبب کے بغیر ڈرا دیا کرتا تھا اور اسی کے باعث وہ ان نعمتوں سے محروم ہو گئی تھی جو اس کی ہو سکتی تھیں مگر اب اس کی دسترس سے ہمیشہ کے لئے باہر ہو گئی تھیں۔

ایک سبک خرام بادل کی طرح اس کے مفلوج ذہن میں آہستہ آہستہ توانائی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور دیکھا کہ ٹیلیفون کا ریسیور اپنی جگہ پر ہونے کے بجائے نیچے لٹک رہا ہے۔ اس نے حرکت کرنے کا ارادہ کیا اور یہ دیکھ کر اسے حیرت ہوئی کہ وہ اپنے جسم کو حرکت دے سکتی ہے۔ اس نے کھڑے ہو کر ریسیور کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس کے کانوں میں مسٹر شا کی آواز دوبارہ گونجی۔ جیسے بہت دور سے کوئی مبہم آواز آ رہی ہو۔ جیسے اسے نیم بے ہوشی کے عالم کا کوئی واقعہ یاد آ رہا ہو اور وہ اس کو ہدایت کر رہا ہو کہ وہ دفتر آ جائے ، مس مارٹن۔ میرا

خیال ہے کہ آج رات مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہوگی۔

برآمدے کا دروازہ کھلا ہوا تھا جب ٹیلیفون آیا تھا دروازہ اس وقت بھی کھلا ہوا تھا اور وہ اسے بند نہیں کرسکی تھی۔ وہ برآمدے میں چلی گئی مگر اس وقت بھی اس پر سکتے کا عالم طاری تھا اور آنسو نکلنے کے بعد بھی اس نے دل کو تسکین میں کوئی کمی محسوس نہیں کی۔

سات بج کر اکتالیس منٹ شام

ایڈتھ آلڈرسن چپ چاپ سیدھی کھڑی نیم وا دروازے کو گھور رہی تھی تاریک برآمدے کے لمبا لوٹا۔ اندھیرے میں اس کے چہرے کی سفیدی کے سوا آس پاس کوئی سفیدی نظر نہیں آرہی تھی۔ وہ ہاتھ باندھے ہوئے کھڑی تھی وہ اتنی دبلی پتلی تھی کہ اس کا جسم بالکل سپاٹ معلوم ہوتا تھا۔ اس کی زندگی مسرتوں سے خالی تھی اور اس کا جسم بھی اس کی ناشادمانیوں کا مظہر تھا۔

مسٹر بلرڈ کی موت کی خبر سننے کے بعد ہی اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ فریڈی ٹریڈوسٹ کا تابعدار بنے گا۔ اس خیال سے وہ لرز سی اٹھی تھی جب وہ ولوبی کے مکان سے روانہ ہونے لگی تو اس کا خیال اور بھی قوی ہوگیا۔ اب البتہ نے بڑا اطمینان محسوس کیا تھا کہ اسے بالآخر الوری بلرڈ کے جبر و تشدد سے نجات مل گئی تھی گو فریڈی کا چہرہ دیکھنے اور راستے میں اس سے باتیں کرنے کے بعد اسنے اپنا خیال بدل دیا تھا۔

کمرے سے فریڈی کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ وہ ٹیلیفون

سے مسٹر بلرڈ کی لاش ملبرگ لانے کے انتظامات کے متعلق مسٹر اولڈ ھمے ٹیلیفون پر باتیں کر رہا تھا۔ اس کا لہجہ بتدریج زیادہ تند ہوتا جا رہا تھا۔ آواز میں تحکم بڑھتا جا رہا تھا۔ دو ایک منٹ میں بات ختم ہو جائے گی۔ وہ کمرے سے باہر آجائے گا اور اس کا سامنا کرنا ہی پڑے گا۔ اس لمحے کی تیاری کے لئے اس کا پورا جسم اکڑ گیا اس کے عضلات تن گئے۔ اس نے اپنے پتلے ہونٹ سی لئے اور گردن کی رگیں کھنچ گئیں۔

آئندہ چند منٹ میں اسے ہاری ہوئی لڑائی کو جیتنے کا آخری موقع ملے گا...... اس کی زندگی میں جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے بچا لینے کا آخری موقع، مگر وہ اس مقابلے کے لئے تیار نہیں تھی...... سب کچھ آناً فاناً ہو گیا تھا...... اسے پہلے سے کوئی خبردار بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس سے بھی بڑی مشکل یہ تھی کہ اس کی اب یہ عادت ہی نہیں رہ گئی تھی کہ وہ جوابی حملہ کرے۔ کئی سال گزرے اس نے بوڑھی بلرڈ کے خلاف اپنی جنگ میں شکست قبول کر لی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ وقت اس کے ہاتھ سے نکلا جا رہا تھا...... اگر وہ اس جگہ سے ذرا بھی دور چلی گئی تو ہر قدم کے ساتھ اسے چند بیش قیمت لمحے مل جائیں گے...... وہ تاریک برآمدے سے خواب گاہ میں چلی گئی۔ وہاں بھی اتنا ہی اندھیرا تھا۔ باہر اب بھی تیز دھوپ تھی مگر کھڑکیوں کے سامنے گھنی جھاڑیاں لگی ہوئی تھیں جن کی وجہ سے کمرے میں سورج کی اتنی روشنی نہیں آسکتی تھی کہ وہ کمرے کی کبھی ختم نہ ہونے والی تاریکی

کو دُور کر سکے۔

ایڈتھ آلڈرسن نے پہلی لڑائی اسی مکان کے سلسلہ میں ہاری تھی اور ایک ایسے سورما کی طرح جو خود اپنے احساسِ شکست کی دیواروں سے بنے ہوئے زنداں میں قید ہو ایڈتھ کو بھی اسی مکان میں بیس سال سے زیادہ وقت گزارنا پڑا تھا۔ یہ مکان ۱۸۶۹ء میں گستاف کراٹز نے بنوایا تھا۔ اس نے اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر لوہے کی ڈھلائی کارخانہ خرید لیا تھا اور یونین کی فوج کے لئے توپ کھینچنے کی گاڑیاں فروخت کر کے کافی دولت کمائی تھی۔ دولت مند بننے کے بعد گستاف کراٹز نے ولندیزیوں کا محلہ چھوڑ دیا تھا۔ مگر وہ اس کے بعد بھی معاشرے میں ایسا مقام حاصل نہیں کر سکا تھا کہ اسے نارتھ فرنٹ سٹریٹ میں رہائش کے قابل سمجھا جاتا۔ فیڈرل کلب نے بڑی رازداری کے ساتھ اپنے ایک خفیہ اجلاس میں اسے یہ اجازت ضرور دے دی تھی کہ وہ نارتھ فرنٹ سے جس قدر قریب ممکن ہو اپنا مکان بنا لے۔ اس نے جارج سٹریٹ پر مکان بنا لیا تھا جس کے عقبی حصہ اور نارتھ فرنٹ سٹریٹ کے مکانوں کے پچھواڑے کے درمیان صرف ایک تنگ گلی حائل تھی۔

ایڈتھ کو معلوم تھا کہ فریڈ نے یہ مکان کیوں پسند کیا ہے۔ صرف اس لئے کہ گلی کی دوسری طرف الوری بلرڈ کا مکان تھا۔ ایڈتھ اس مکان میں رہنے کے خلاف تھی مگر اس کی کوئی بات نہیں سنی گئی۔ اس کی ہر دلیل کے جواب میں صرف ایک بات کہی جاتی "مسٹر بلرڈ کا خیال ہے

کہ ہمیں یہی کرنا چاہیئے" فریڈ کی رائے میں یہ ایک ایسی دلیل تھی جس کے بعد کسی چون وچرا کی گنجائش باقی نہیں رہتی تھی۔

ایڈتھ نے اس مکان میں تبدیلیاں کرنے کی ہر چند کوشش کی مگر اسے کوئی کامیابی نہیں ہو سکی۔ یہ ایک کور ذوق دور کے کسی کور ذوق معمار کی بھونڈی تخلیق تھی۔ اس کے ہر کمرے میں، حتیٰ کہ اس کے باورچی خانے میں بھی دیوار پر لکڑی کے سیاہی مائل تختے جڑے ہوئے تھے جن پر عجیب و غریب نقش و نگار کندہ تھے۔ ایک بار اس نے صرف ایک کمرے کے نقوش پر رنگ پھیرنے کی کوشش کی تھی، مگر اسے کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔ کمرے کی ہیئت میں تبدیلی تو در کنار کیوپڈ کی وہ تصویریں اور بھی ابھر آئیں جو رات کی تاریکی میں اڑنے والے چمگادڑوں کی طرح اس اندھیرے کمرے میں اس سے قبل کسی کو نظر نہ آتی تھیں۔ لکڑی کے فرش پر جتنا موٹا بھی قالین بچھایا جاتا، لکڑی سے نکلنے والی چُرمُر کی آواز بند نہ ہوتی۔ وہ کمروں کو صاف کرتے کرتے تھک جاتی مگر تختوں کی جھری سے نکلنے والی گرد کبھی ختم نہ ہوتی نہ اسے پھپھوندی کی مستقل بُو دور کرنے میں کوئی کامیابی ہو سکی تھی۔

الوری بلرڈ نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اس کی داستان صرف اس مکان پر ختم نہیں ہو جاتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ بلرڈ نے ایڈتھ سے اس کا شوہر بھی چھین لیا تھا۔ بلرڈ نے اس زندگی کو ایک بے معنی مذاق بنا کر رکھ دیا تھا کیونکہ وہ ایک ایسے شخص کے دامن سے وابستہ تھی جس کی اولین وفاداری سے وہ ہمیشہ محروم رہی۔ الوری بلرڈ کی مرضی سب کچھ تھی۔

اس کی مرضی کی کبھی پروا نہیں کی گئی۔ شادی کے صرف ایک سال بعد وہ ازدواجی زندگی کی تمام مسرتوں سے محروم ہو گئی تھی۔ کیونکہ الوری بلرڈ کی ابرو کا اشارہ پاتے ہی اس کا شوہر ہر چیز چھوڑ کر ملبرگ چلا آیا تھا۔ اس موقع پر اس نے پہلی بار غلطی کی تھی۔ اس وقت وہ اتنی کم عمر اور ناسمجھ تھی کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ دنیا میں الوری بلرڈ ایسے انسان بھی موجود ہیں۔

پہلے تو وہ فریڈ کو قصوروار سمجھتی رہی لیکن جب اس نے محسوس کیا کہ اصل ذمہ داری الوری بلرڈ کی ہے تو وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ اس وقت تک فریڈ مکمل طور پر اس دیو کے قابو میں آ چکا تھا۔ آدھی عمر گزارنے کے بعد کون نئے سرے سے زندگی شروع کر سکتا ہے۔ فریڈ اور کر بھی کیا سکتا تھا؟ اس مرحلے پر اس نے جوابی حملوں کا سلسلہ ترک کر دیا تھا۔ اب وہ صرف اس کا انتظار کر سکتی تھی کہ فریڈ ریٹائر ہو جائے۔

آج رات جیسے معجزانہ طور پر اس کے لئے فرار کا راستہ کھل گیا تھا۔ الوری بلرڈ مر گیا تھا مگر اس امکان نے بڑی سنگ دلی کے ساتھ اس کی تمام توقعات پر پانی پھیر دیا تھا کہ فریڈ کو صدر بنا دیا جائے۔ اگر فریڈ کو الوری بلرڈ کی کرسی پر بیٹھنے کا موقع مل گیا تو وہ ہمیشہ کے لئے بلرڈ کی خبیث روح کا غلام بن کر رہ جائے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ بلرڈ کی آواز میں باتیں کرے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بلرڈ کے دماغ سے غور و فکر کا کام لے گا۔ اس کا دل بھی بلرڈ کی طرح پتھر کا بن جائے گا اور ایڈتھ کے لئے دل میں کوئی جگہ نہیں رہے گی الوری بلرڈ اسے زندگی بھر شکست دیتا رہا تھا۔

اب یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ وہ قبر سے بھی شکست دیتا رہے گا۔
وہ کمرے میں بڑھتی چلی گئی اور کھڑکی کے قریب کھڑی ہو گئی۔ اس مکان کی بالائی منزلیں صاف نظر آ رہی تھیں جہاں فلورنس سے علیحدگی کے وقت تک بلرڈ رہا کرتا تھا۔ اس وقت ایڈتھ کا یہ خیال تھا کہ فلورنس کی علیحدگی الیوری بلرڈ پر اس کی پہلی فتح ہے۔ اس نے سمجھا تھا کہ اب وہ ہوش میں آ جائے گا۔ مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ وہ پہلے سے بھی بڑا شیطان بن گیا تھا۔ بارہا ایسا ہوتا تھا کہ فریڈ آدھی رات کے کافی بعد گھر واپس آتا۔ دیر تک جاگنے اور کام کرنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں انگارے کی طرح سرخ ہوتی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ تکان کی وجہ سے اپنے ہوش میں نہیں ہے وہ اس کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا تھا اور پڑ کر سو جاتا تھا۔ وہ سوتے میں بلرڈ کے الفاظ دہرایا کرتا۔ اس کی آنکھوں سے اشک جاری ہو جاتے مگر اس کے بعد بھی وہ یہی محسوس کرتی کہ اس کا کلیجہ کھینچا جا رہا ہے۔
"ایڈتھ؟"
اس نے حیرت سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس کا شوہر کمرے کی محراب میں کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے سے سکون ٹپک رہا تھا۔ "وہ مسٹر بلرڈ کے چچا زاد بھائی" اس نے نپے تلے انداز میں کہا "اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو ان کا پتہ ان لوگوں کی فہرست میں ہے جنہیں ہم کرسمس کارڈ بھیجتے ہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ وہ فہرست کہاں ہے؟"

وہ برابر کے کمرے میں چلی گئی۔ اس کے کانوں میں اس کے شوہر کا رسمی لہجہ گونج رہا تھا۔ اس نے ایک دراز کھولی جس میں رذی رسالے بھرے ہوئے تھے اسی میں فہرست رکھی ہوئی تھی۔ وہ اسے نکال کر لے آئی۔

"شکریہ" وہ میز پر جھک کر نوکدار پنسل سے اپنے پختہ خط میں کچھ لکھنے لگا۔

میری کو فہرست میں ایک اور نام نظر آیا تھا "فریڈ؟"

"کہو"

"کیا تم تار دے رہے ہو"

"ہاں"

"تو پھر ایک اور جگہ تار دینا ضروری ہے"

"کیسے؟"

"فلورنس کو"

اس نے اپنا سر اٹھا لیا۔ اس کا چہرہ دمک رہا تھا۔ جیسے ایک گھنٹے میں وہ دوبارہ جوان ہونے لگا تھا "میرے خیال میں وہ اسے پسند نہ کرتے"

"اب وہ مر چکے ہیں" یہ جواب اتنا مختصر تھا کہ اس پر وہ تمام باتیں واضح نہیں ہو سکیں جو وہ کہنا چاہتی تھی اس لئے اسے کہنا پڑا کہ اس کو میں خود خط لکھ دوں گی وہ اپنی منقش صندوقچی کھولنے لگی، جس میں وہ اپنے کاغذات رکھا کرتی تھی۔ اسے فلورنس نے پچھلے ہی مہینے خط لکھا تھا۔

خط لے کر وہ میز کے قریب چلی گئی تاکہ لیمپ کی روشنی میں اسے آسانی سے پڑھ سکے۔

"وہ پتہ مجھے دے دو" اس نے اپنے شوہر کا یہ قول سنا تو اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ چھوٹی ہی سہی۔ اسے اپنے شوہر پر پہلی بار فتح تو ہوئی:
مسٹر فلورنس بلرڈ ــــ پائنز ہوٹل ــــ پیکر بیچ ــــ مین"

اس نے پتہ رک رک کر پڑھا تھا تاکہ اس کا شوہر آسانی سے لکھ سکے جب وہ "مین" کہہ چکی تو اس نے آہستہ سے اپنے شوہر کا نام لیا۔

"ہوں" یہ لفظ اس نے یوں ہی سرسری طور پر کہہ دیا تھا وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا اور پتہ لکھنے کے بعد خط شروع کرنے والا تھا۔

"فریڈ۔ یہ نہیں ہو سکتا"

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے یہ الفاظ نہیں کہے تھے کوئی بم چھوڑ دیا تھا۔ اس نے نہایت سے لیکن اطمینان کے ساتھ اپنا سر آہستہ سے اٹھایا۔ اس کا ہاتھ رک گیا۔ "میں کیا نہیں کر سکتا؟"

"تم کمپنی کے صدر نہیں بن سکتے؟"

"کیوں؟"

اس نے بڑی بے جگری کے ساتھ اپنی آواز میں شدت پیدا کی۔
"تمہاری صحت ٹھیک نہیں ہے۔ فریڈ۔ تم خود جانتے ہو۔ اس کے بعد تم زندہ نہیں بچو گے۔ تم جانتے ہو ڈاکٹر نے کیا کہا تھا ــــ تمام ڈاکٹروں کی کیا رائے تھی؟"

اُس کے جواب میں غیر معمولی اطمینان تھا: "یہ تو اپریشن سے پہلے کی بات ہے - ایڈتھ - دو سال سے تو میں بالکل ٹھیک ہوں"!

"مگر تم یہ عہدہ کیوں چاہتے ہو — آخر کیوں؟"

"سنو ایڈتھ - بات یہ ہے کہ —"

"تمہارے لئے اِس کا کوئی جواز نہیں ہو سکتا۔ ہرگز کوئی جواز نہیں۔ ہمیں زیادہ روپیہ نہیں چاہئے۔ ہمارے پاس خدا کا دیا سب کچھ پہلے ہی موجود ہے - اب تم اکسٹھ سال کے ہو چکے ہو۔ تمہیں رٹیائر ہونے میں صرف چار سال باقی ہیں - فرنیڈ تم نہیں — کیا تم اتنا بھی نہیں —!

اس کی آواز اس طرح بکھر گئی تھی جیسے کسی ڈھال پر نیزہ پڑنے کے بعد پھسل جاتا ہے -

"ایڈتھ تم سمجھتی نہیں -"

"میں خوب سمجھتی ہوں - اب بھی ایوری ہیرلڈ ہی - اب بھی"

"نہیں" اِس نے چمک کر کہا - یہ دیکھ کر وہ خاموش ہو گئی - اِس کے بعد اس کی آواز دھیمی ہو گئی - یہ دھیما پن نرمی کی وجہ سے نہیں پیدا ہوا تھا - بلکہ اس کے لہجے میں اب بھی شدّت اور نفرت موجود تھی -

"اصل معاملہ لورن شا کا ہے - میں صدر نہ بنا تو شا بن جائے گا"

"بن جائے - تمہیں اِس کی کیا پڑی ہے؟"

"تم دل سے یہ بات تو نہیں کہہ رہی ہو - ایڈتھ -"

"کیوں نہیں - تم نے اپنی پوری زندگی ایوری بلڈ کے لئے تج دی

ہے۔ یہ کافی ہے"
ایک لمحے کے لئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کی بات سے متاثر ہوگیا ہے۔ اُسے توقع پیدا ہوئی کہ شاید اس کو کامیابی نصیب ہو ہی جائے۔ وہ دم بخود اس کی آواز کا انتظار کر رہی تھی۔ مگر اس کے جواب کے پہلے ہی لفظ نے اُس کی اُمیدوں کا قلعہ مسمار کر دیا۔
"نہیں ایڈتھ۔ میں نے اپنی زندگی ایوری بلرڈ کے لئے کب تج دی تھی؟ میں نے اپنی زندگی کمپنی کے لئے وقف کی تھی۔ اب میں اس کے لئے تیار نہیں ہوں۔ کہ حرام زادہ شار اسے تباہ کر کے رکھ دے"
حرام زادہ! یہ الفاظ تیر کی طرح اُس کے دِل پر لگے۔ اُس نے اپنے شوہر کی زبان سے کبھی گالی نہیں سُنی تھی۔ یہ فریڈ نہیں ہو سکتا.... نہیں.... نہیں........ یہ بلرڈ ہے........ یہ بلرڈ ہی اس کے رُوپ میں بول رہا ہے۔
وہ مایوسی کے عالم میں سمٹ کر دیوار سے لگ گئی۔ اُس کے شوہر نے خط ختم کر کے ٹیلیفون اُٹھایا، اور کوئی نمبر ملا کر باتیں کرنے لگا۔ اُسے سُن کر ایڈتھ کو یقین ہو گیا کہ یہ کسی طرح فریڈ کی آواز نہیں ہو سکتی.... فریڈ کسی سے نفرت کرنے کا اہل نہیں ہے..... یہ تو ایوری بلرڈ ہے.... صرف بلرڈ کے دِل میں نفرت کی ایسی آگ سلگ سکتی تھی۔ گالی کے الفاظ اس کے اپنے ذہن کے پُراسرار گوشوں میں ایک بم کی طرح سلگ رہے تھے جیسے اِس نے اٹھا کر ایوری بلرڈ کی

اس تصویر پر پھینک مارا جو اس کے شوہر کی میز کے سامنے لٹکی ہوئی تھی۔

سات بج کر ۴۴ منٹ شام

آلڈرسن کے گھر جاتے ہوئے ڈان وانگ جب رج روڈ پر مڑا۔ تو اس نے دیکھا کہ اس کی موٹر کا پٹرول قریب قریب ختم ہوگیا ہے۔ اس نے پیٹرول پمپ کے سامنے اپنی کار روک لی۔ جو کنسٹری کلب کے پھاٹک سے ملا ہوا تھا۔ پٹرول پمپ کا مالک "ایڈ بیری" اسے دیکھ کر بھاگتا ہوا کار کی طرف آیا۔

"آئیے۔ مسٹر وانگ۔ مسٹر بلرڈ کے متعلق خبر سن کر افسوس ہوا۔ بے چارے"

ڈان وانگ نے یہ سن کر اپنے سر کو آہستہ سے جنبش دی۔ اسے بیری کی رسمی اور رنج و ہم سے عاری باتوں پر کچھ حیرت تھی کچھ غصہ۔ ایک کار سن سے اس کے قریب سے گزر گئی۔ اس میں بیٹھے ہوئے بے فکر نوجوانوں کے قہقہے اب بھی سنائی دے رہے تھے، کلب کے ٹینس کورٹ سے کچھ اور قہقہوں کی آواز آرہی تھی۔ پہاڑی کے نیچے میدان میں سافٹ بال کا میچ ہو رہا تھا۔ اور تماشائی گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہے تھے۔ دور "جولاٹے سلینڈ پارک" سے موسیقی کی تیز آواز آرہی تھی۔ اس وقت زمین پر موت کا سناٹا چھایا ہونا چاہیئے تھا۔ مگر وہاں تو کوئی غمزدہ نہیں معلوم ہوتا تھا تنہائی کے اس احساس نے وانگ کے غم کو اور بھی شدید بنا دیا تھا۔ اس کے علاوہ دل ہی دل میں وہ اپنے آپ پر بھی ملامت کر رہا تھا۔ کہ اس نے بھی اس حادثے پر پوری طرح سوگ نہیں منایا تھا۔ اور ایوری بلرڈ کے متعلق سوچنے کے بجائے اس کی جانشینی کے سوال پر غور کرنا شروع کر دیا تھا۔

پیڑول کے دام دے کر جب وانگ پہاڑی سے اُترنے لگا تو وہاں بھی کسی چہرے پر رنج و غم کے آثار نظر نہ آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قہقہوں کی سرزمین سے گزر رہا ہے۔ جوائے لینڈ پارک پتھریلی ہموار زمین پر بنایا گیا تھا جس کے عقب میں ایک بڑی سی چٹان تھی۔ اُس نے محسوس کیا کہ پارک میں سیر و تفریح کے لئے آنے والے ہزاروں افراد کی آوازیں چٹان سے ٹکرا کر اور زیادہ بلند ہو گئی ہیں۔ اور وہ سب مل کر اس کے احساسات کا مذاق اُڑا رہی ہیں۔

پہاڑی کے آخری سرے پر ٹریفک رُک گئی وہاں بھی آس پاس کی عمارتوں اور تفریح گاہوں سے قہقہے بلند ہو رہے تھے۔ ٹریفک دوبارہ کھل گئی۔ لیکن اس نے گیئر بدلا ہی تھا کہ سپاہی کا اُٹھا ہوا ہاتھ دیکھ کر اسے دوبارہ رُکنا پڑا۔ پارک کی طرف جانے والے لوگوں کا تانتا پھر بندھ گیا۔ جو وہاں جلد سے جلد پہنچ کر ہنسنے قہقہے لگانے اور خوشیاں منانے میں مصروف ہو جانا چاہتے تھے۔ اس نے اِن میں سے ایک آدمی کو پہچان لیا۔ وہ واٹر سٹریٹ کی فیکٹری میں فورمین تھا۔ اُسے پہچاننے کے بعد اِسے خیال آیا کہ انسانوں کے اس سیلِ بیکراں میں ٹریڈوے کمپنی کے اور بھی بہت سے ملازم ہوں گے۔ اسے ایوری بلرڈ کا یہ قول بھی یاد آ گیا کہ بلبرگ کے ہر تین میں سے ایک گھرانے کا معاش براہِ راست ٹریڈوے کارپوریشن سے وابستہ ہے۔ اور باقی لوگوں میں سے نصف کے قریب بالواسطہ طور پر اس کے دست نگر ہیں۔

ایوری بلرڈ مر گیا ہے ...... مگر ان کے لئے اِس کی موت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ وہ کہیں گے ہمیں اِس سے کیا؟ ..... ہم کیا جانیں وہ کون ہے۔ وہ محض

ایک انسان تھا۔۔۔۔ انسان ہر روز مرتے رہتے ہیں۔۔۔۔ ایک ایسا شخص جس کا نام اُن کی تنخواہوں کے چیک پر بھی نہیں ہوتا۔ انھیں تو صرف اِس نام سے مطلب ہے جو اُن کی تنخواہوں کے چیک پر دستخط کرتا ہے۔۔۔۔۔
فریڈرک۔ ڈبلیو آلڈرسن۔ نائب صدر اور خزانچی۔

پولیس کے سپاہی نے اپنا ہاتھ نیچے کر لیا تھا۔ اور ڈان والنگ کے خیالات اِس کی کار سے بھی آگے تھے۔ ممکن ہے میری ٹھیک ہی کہتی ہو، اور فریڈ آلڈرسن صدارت کا عہدہ قبول نہ کرے۔ وہ کم سے کم اِس میں تامل تو کرے گا، نیک نیتی سے نہ سہی تو رسمی ہی طور پر۔ وہ دِل ہی دِل میں اِس سے تعزیتی کلمات کہنے کی مشق کرنے لگا۔۔۔۔ فریڈ میں جانتا ہوں کہ اس وقت تمہارے دِل کا کیا حال ہوگا۔ ہم سب کا یہی حال ہے۔۔۔۔ ایوری بلرڈ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔۔۔۔ مگر تم اِن کے ساتھ ہم سب سے زیادہ وقت گزار چکے ہو۔۔۔۔ اِن سے زیادہ قریب رہے ہو، جانتے ہو کہ وہ کیسے سوچتے تھے۔۔۔ اُنھوں نے جو کام ادھورے چھوڑے ہیں اُنھیں ہمیں جاری رکھنا ہے۔۔۔ بہرصورت جاری رکھنا ہے۔۔۔۔۔۔ ہمیں یہی کرنا ہے۔ فریڈ۔۔۔۔۔۔ جاری رکھنا ہے۔

وہ اپنے خیالات میں اتنا غرق تھا کہ اس نے سامنے سے آنے والی ایک کار کو دیکھا تک نہیں۔ اس نے غیر شعوری طور پر کار موڑ کر پوری طاقت کے ساتھ بریک لگا دیا۔ جب وہ آلڈرسن کے مکان میں داخل ہوا تو اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اُس نے ایک کھڑکی میں مسز آلڈرسن کی جھلک سی

جھلک دیکھی وہ بڑی تیزی سے دروازہ کی طرف روانہ ہوئی ہوگی۔ کیونکہ
جب وہ پورچ کے قریب پہنچا تو وہ اسے کھول رہی تھی
پہلے تو اس نے سوچا کہ وہ بڑے خلوص سے اُس کے استقبال کے
لئے آئی ہے مگر اُسے اپنا خیال بدلنا پڑا۔ کیونکہ اُس نے دروازہ کھول کر اس
کا استقبال نہیں کیا بلکہ باہر آکر دروازہ فوراً بند کر دیا۔ اور اسے برآمدے
کے ایک طرف آنے کا اشارہ کیا۔

جب وہ اس کے قریب پہنچا تو اُس کی آنکھوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا
کہ وہ روتی رہی ہے۔ یہ دیکھ کر اُسے بڑی حیرت ہوئی۔ کیونکہ وہ مسز آلڈرسن
کو ہمیشہ جذبات سے عاری سمجھتا رہا تھا اور اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا
کہ وہ ایوریٹ ڈیلی کی موت سے اتنی متاثر ہو سکتی ہے۔

"میں جانتا ہوں کہ اِس وقت آپ کے دِل کا کیا حال ہوگا" اُس نے
ہمدردی کے لہجے میں کہا "ہم سب کا حال یہی ——"

"مجھے جلدی سے بتا دیجیے" اس نے بات کاٹتے ہوئے کہا "فریڈ کے
آنے سے پہلے —— کہ اب کیا ہوگا؟ اتنے دِن ہو گئے ہیں —— اتنے سال
گزر گئے ہیں —— اُنھوں نے اپنی زندگی کا اتنا بڑا حصّہ ——"

اُس کے ذہن نے فوراً یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ وہ کیا چاہتی ہے ..... ہو نہ ہو
وہ اپنے شوہر کو صدر بنانے پر زور دے رہی ہے"

"مسز آلڈرسن۔ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں مجھے یقین ہے
کہ ہر بات ٹھیک ہو جائے گی۔ میں اتنے ڈائرکٹروں میں صرف ایک

ہوں۔ لیکن ——"

اتنے میں دروازہ کھلا اور فریڈا آلڈرسن نکل کر برآمدے میں آگیا۔ وہ کچھ دیر خاموش کھڑا رہا۔ اسے دیکھ کر ڈان وانگ اس کے قریب چلا گیا۔ اس نے بڑی آہستگی سے کہا۔

"اچھا کیا جو تم آگئے۔ مگر اس نے یہ الفاظ اظہارِ ممنونیت کے لئے نہیں کہے تھے۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے خیال میں وانگ کو اس کے پاس آنا ہی چاہئے تھا۔ اور وہ اس کے احساسِ فرض کا اعتراف کر رہا تھا ——"

ایڈیتھ خاموشی سے گھر کے اندر چلی گئی۔ عام حالات میں ان کا مصافحہ ایک بے محل فعل ہوتا۔ مگر اب اس نے ایک خاص مفہوم حاصل کر لیا تھا۔ آلڈرسن کی گرفت سخت اور مضبوط تھی۔ جو اس کی خود اعتمادی کی غماز تھی۔

"مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہو گی۔" اس نے سنجیدگی کے ساتھ کہا۔ اس کی آنکھیں حرکت کرتی ہوئی ٹریڈ وے ٹاور کی سفید چوٹی پر پہنچ گئیں ——
ڈان وانگ کی نظریں بھی اس کی نظروں کا تعاقب کرتی رہیں۔

ان کے ہاتھوں کی گرفت اسی طرح سخت تھی۔ آلڈرسن کی انگلیوں کی سختی اس کی ذہنی کیفیات کی آئینہ دار تھی۔ ان دونوں نے ایک ہی وقت ایک ہی چیز دیکھی تھی۔ ۲۲ ویں منزل کے شمال مشرقی حصّے کا کمرہ اچانک روشن ہو گیا تھا۔ یہ شا کا دفتر تھا۔

ایک لمحے کے لئے اس نے تامل کیا۔ لیکن صرف ایک لمحے کے لئے۔
جس کے بعد آلڈرسن نے بے اعتنائی کے ساتھ کہا۔ "آؤ ذرا چلیں"
یہ الفاظ ڈان والنگ کے دماغ میں دیر تک گونجتے رہے۔ بلڈ۔ یہ الفاظ
اعلانِ جنگ کے وقت کہا کرتا تھا۔ اس نے یہ الفاظ ہزاروں بار سنے
تھے۔ آلڈرسن کے لہجے میں کچھ نرمی تھی۔ مگر بہر صورت یہ اسی کے الفاظ تھے۔
اور یہ انہی کی واضح بازگشت تھی۔

اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر فریڈرک۔ ڈبلیو آلڈرسن کے لئے
کار کا دروازہ کھول دیا۔

سات بج کر ۵۹ منٹ شام

چوبیسویں منزل کی لفٹ کے خاص آپریٹر ٹونی کیسونی کے پاس
دو بیش قیمت چیزیں تھیں۔ ایک سونے کی گھڑی تھی جو مسٹر ایوری بارڈ نے
اسے انعام میں دی تھی۔ دوسری چیز اس کی امریکی شہریت کی سند تھی۔
جسے اس نے فریم کرالیا تھا۔ اسے امریکہ کا شہری ہونے پر فخر تھا۔ مگر بعض
اوقات اسے شک ہوتا تھا۔ کہ وہ اس اعزاز کا مستحق بھی تھا یا نہیں۔ امریکہ
میں اٹھائیس سال گزارنے کے بعد بھی اس کی بعض حرکات و سکنات عام
امریکیوں سے مختلف ہوتی تھیں۔ مثلاً اس کی ایک خراب عادت یہ تھی کہ
باتیں کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو بہت زیادہ حرکت دیا کرتا تھا۔ اس عادت
کو ترک کرنے کے لئے وہ اپنے ہاتھ لفٹ کے کنٹرول پر سختی سے رکھے
رہتا تھا۔ اور سختی سے وہ اپنے اشکوں کو ضبط کرنے کا کوئی طریقہ ڈھونڈ رہا

نہیں کر سکا تھا حالانکہ اس نے محسوس کیا تھا کہ آنسو بہانا امریکہ والوں کے مزاج کے خلاف ہے۔

اٹلی کے چھوٹے سے گاؤں میں جہاں لوئگی کا بچپن گزرا تھا کسی مرد کا آنسو بہانا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس کا باپ اکثر رویا کرتا تھا۔ جب اسے بہت زیادہ غصہ آتا یا اسے غیر معمولی خوشی ہوتی، یا اس کا دل بہت زیادہ ملول ہوتا تو اس کے آنسو نکل آتے تھے۔ اور جس رات ڈیوک کا انتقال ہوا تھا تو گاؤں کا ہر شخص رویا تھا۔ بلکہ مرد تو عورتوں سے زیادہ روئے دھوئے تھے۔ صرف ایک شخص کی آنکھیں خشک رہی تھیں اور وہ گاؤں کا پادری تھا۔ وہ تھا بھی دوسرے لوگوں سے مختلف اور ذی مرتبہ۔

امریکہ کے لوگ اسی پادری کی طرح تھے آج رات انھوں نے لفٹ میں ایسی ہی باتیں کہی تھیں جیسی پادری عبادت کے وقت کہا کرتا تھا۔ ان میں سے کسی کی آنکھوں میں آنسو نہیں آئے تھے۔ لوئگی کو یقین تھا کہ اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ ایوری بلرڈ کی موت پر وہ غمزدہ نہیں تھے۔ ان کی آنکھیں محض اس لئے خشک تھیں کہ وہ امریکی تھے۔

ڈیوک کے مرنے پر رات کو پہاڑی پر رکھ کو صنوبر کی ڈالیاں جلائی گئی تھیں۔ تاکہ ہر شخص اسے دیکھ کر گاؤں کے چوک میں ماتم کرنے کے لئے پہنچ جائے اور گرجا کا بڑا گھنٹا بہتر بار بجایا گیا تھا۔ کیونکہ ڈیوک ۷۲ سال کی عمر میں مرا تھا۔ لوئگی نے اپنا سر اٹھایا۔ ٹریڈوے ٹاور کا گجر بج رہا تھا۔ مگر

گھڑیال کی آواز صرف آٹھ بار آئی۔ اس وقت آٹھ بجے تھے۔

اس نے گھنٹی کی آواز سن کر لفٹ کا دروازہ کھول دیا۔ اور ایریکا مارٹن اندر آگئی۔ اس رات پہلی بار اُس نے کسی کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تھے مگر وہ عورت تھی۔ امریکہ میں عورت کا رونا بالکل معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ مگر اُسے حیرت تھی کہ اس وقت مس مارٹن وہاں کیوں آئی تھی؟ ڈیلوک کے مرنے کے بعد کسی نے اُس کی بیگم کو گاؤں کے چوک میں نہیں دیکھا تھا۔

۷

ویسٹ کوو، لانگ آئی لینڈ

آٹھ بج کر (۲) دو منٹ شام

جارج کیسویل زندگی کی اُس منزل کو پہنچ گیا تھا جب کسی ہم عمر کی موت کوئی غیر معمولی بات نہیں رہ جاتی۔ اگر آج دن میں غیر معمولی واقعات پیش نہ آئے ہوتے تو وہ ایوری ایلبرڈ کی موت کا ذکر رات کو کھانے کی میز پر ہرگز نہ کرتا۔ اس نے اپنا یہ اصول بنا لیا تھا کہ وہ کٹی سے کاروباری معاملات پر گفتگو نہیں کرتا تھا۔ اِسے رفیقۂ حیات بنانے کا سبب ایک حد تک یہ بھی تھا کہ وہ کم سے کم عارضی طور پر جھض کی دلالی کے جھمیلے بھول جانے کے قابل بنا دیتی تھی۔ مگر اس وقت جب وہ ٹیلی فون سن کر واپس آیا تو اس کے چہرے پر اضطراب کی جھلک اتنی واضح تھی کہ اُس کا دِل پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ اس کی بیوی نے اس کے احساسات کا ضرور اندازہ لگا لیا ہے۔

کٹی نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے بڑے محتاط لہجے میں سوال کیا —

"تم کھانے کے بعد پھل کھاؤ گے یا صرف کافی"؟

"صرف کافی"

"کیا کوئی بری خبر آئی ہے؟"

"ہاں۔ کچھ ایسی ہی بات ہے۔ ایوری بلرڈ مر گیا۔"

"ایوری بلرڈ؟ اچھا وہی پنسلوینیا والا۔ ہاں وہی فرنیچر والا۔"

"ہاں۔ وہی ٹریڈوے کارپوریشن والا۔" اسے حیرت تھی کہ وہ بلرڈ کو کیسے جانتی ہے۔

"جارج۔ کیا اس کا تعلق تمہاری کسی کمپنی سے نہیں ہے۔ کیا تم اس کے ڈائرکٹر وغیرہ نہیں ہو۔"

"ہاں"

"ہم نے ایک بار مسٹر بلرڈ کو رات کے کھانے پر مدعو کیا تھا۔"

"اچھا! مجھے تو یاد نہیں رہا۔"

"جب ہم نیورکسیل میں تھے تو ہم نے تمہارے خاص خاص گاہکوں کے اعزاز میں دعوت دی تھی۔"

"ہاں۔ یہ تو بہت دنوں کی بات ہے، شاید وہ بھی موجود تھا۔" اسے وہ دعوت خوب اچھی طرح یاد تھی۔ مگر وہ خواہ مخواہ اس بحث میں نہیں الجھنا چاہتا تھا۔ کہ اس نے ان لوگوں کی دوبارہ دعوت کیوں نہیں کی تھی۔"

"مجھے یقین ہے کہ اس میں مسٹر بلرڈ بھی موجود تھے۔" اس نے فاتحانہ شان سے کہا۔ "اس نے بھنا ہوا گوشت بہت پسند کیا تھا۔ ..... ہم نے اس رات مرغ بھی پکوایا تھا۔"

اُس نے اپنی پلیٹ سے نظریں اوپر اٹھالیں۔ اسے حیرت تھی کہ اس نے آج تک جتنی دعوتیں دی تھیں۔ ان کے تمام شرکاء کے ناموں کے علاوہ اسے یہ بھی کتنی

اچھی طرح یاد تھا کہ کس موقع پر کیا کیا کھانے پکوائے گئے۔ ایک طرف اس کا حافظہ قوی تھا۔ دوسری جانب اس کا یہ حال تھا کہ وہ اگر کوئی چیز خریدتی تو اس کی قیمت فوراً بھول جاتی۔

"وہ ایک ایسے ریچھ سے مشابہ تھا جس کے جسم پر بڑے بڑے اور گھنے بال ہوں۔" اس نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "وہ غرّاتا ضرور تھا۔ مگر اس کے لہجے میں مٹھاس بھی تھی۔ اچھا تو وہ مر گیا؟ کتنے افسوس کی بات ہے، کیا اس سے تمہارے کاروبار کو نقصان پہنچے گا؟"

"نہیں۔ میرا خیال ہے کہ نقصان نہیں پہنچے گا" اس نے بے اعتمادی کے ساتھ کہا۔ "وہ بہت اچھا آدمی تھا اور بس — اتنے اچھے آدمی میں نے بہت کم دیکھے ہیں۔"

"لیکن میں آج تک یہ اندازہ نہیں لگا سکی۔ کہ وہ تمہارا دوست بھی تھا۔ تم نے پھر اسے کھانے پر کیوں نہیں بلایا؟ میں بڑی خوشی سے . . . ."

"یہ مسٹر لائنڈ مین کا فون تھا۔ اس نے زیر بحث موضوع کو بدلنے کی بدیہی کوشش کرتے ہوئے کہا، مگر اس نے یہ محسوس نہیں کیا کہ اس طرح وہ اپنے آپ کو بحث میں اور زیادہ الجھا رہا ہے۔

"اچھا، وہ بھی مسٹر بلرڈ کے دوست ہیں؟ پھر تو انھیں بھی دعوت میں بلانا چاہئے تھا۔ وہ اور ان کی بیوی محفل میں جان ڈال دیتے ہیں۔"

"نہیں مسٹر لائنڈ مین اور مسٹر بلرڈ کے دوست نہیں ہیں۔" اس نے بڑے تحمل کے ساتھ اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "مسٹر لائنڈ مین ایک سرمایہ کار ادارے

کے سربراہ ہیں، جو ٹریڈ مے کارپوریشن کے حصص کی بڑی تعداد کا مالک ہے انھیں یہ تشویش تھی کہ بلرڈ کی موت کا حصص کی قیمت پر کیا اثر پڑے گا۔"

"کتنی مکروہ بات ہے یہ" اس نے ناگواری کے ساتھ کہا۔

"آخر کیوں؟"

"انھیں کم سے کم اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے تھا کہ وہ دفن کر دئے جاتے کیا تم لوگ کسی چیز کے متعلق اس کے سوا کچھ سوچ ہی نہیں سکتے کہ بازار پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔"

"اکثر"

"میں یقین نہیں کر سکتی"

"میں تمہارے پاس آکر ہر چیز بھول جاتا ہوں۔"

"یہ سن کر اس نے قہقہہ لگایا۔ اور کیبویل کو خیال ہوا کہ اب موضوع بدل گیا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔

"تم کتنے اچھے ہو۔ لیکن تم نے ان سے کیا کہا تھا؟"

"کس سے؟"

"لانڈمین سے"

"کس چیز کے بارے میں؟

ظاہر تھا کہ وہ گفتگو کا موضوع بدلنے پر آمادہ نہیں ہوئی تھی۔ "اسی چیز کے بارے میں کہ مسٹر بلرڈ کی موت کے بعد ان کی کمپنی کا کیا حشر ہوگا۔"

"یہ مسٹر بلرڈ کی کمپنی نہیں ہے۔ کمپنی حصص کے مالکوں کی ہے۔ مسٹر بلرڈ تو

صرف ملازم تھے۔ انھوں نے بلڈ کو اُجرت پر ملازم رکھ لیا تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے دوسرے لوگ اُجرت پر رکھ لئے جاتے ہیں مثلاً ٹرک ڈرائیور یا حساب کتاب رکھنے والے کلرک۔"

تم مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتے، ہے نا؟" اس نے معصومیت کے ساتھ سوال کیا۔

"کیوں نہیں، مگر میں صرف ——"

"تو پھر تم نے مسٹر لائنڈ بین سے کیا کہا تھا؟"

"تمہیں میرے کاروباری معاملات سے اچانک دلچسپی کیوں پیدا ہو گئی ہے؟"

"میں تو صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ تم نے کہا کیا تھا؟"

اس کی زیر لب مسکراہٹ اب پورے چہرے پر پھیل گئی تھی۔ جیسے وہ تمام باتیں تفریحاً کہہ رہی ہو۔ اس لئے کیسویل نے بھی اس کا سلسلہ جاری رکھا ——"ہاں تو میں نے مسٹر لائنڈ بین سے کہا ہے کہ انھیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی کاتجارتی ادارہ جس نے ٹریڈو ے کارپوریشن کی طرح کامیابی حاصل کی ہو محض ایک آدمی کے دم سے چلتا رہا ہو۔ کمپنی میں کئی لائق اور قابل نائب صدر موجود ہیں۔ اس میں سے کسی ایک کو مسٹر بلڈ کا جانشین بنایا جا سکتا ہے میں منگل کو بورڈ کے اجلاس میں خود شرکت کروں گا۔ اور اس کا خاص طور پر خیال رکھوں گا کہ صدر کے لئے موزوں ترین آدمی کا انتخاب کیا جائے ——

ٹریڈ وے کارپوریشن پر میرے اعتماد کا یہ ثبوت ہے کہ میں نے آج ہی شام کو اس کے دو ہزار عام حصص خرید لئے ہیں۔"

اس نے بچے کی طرح خوشی سے تالی بجائی۔ "جارج۔ واقعی تم کتنے اچھے ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کتنی عجیب صلاحیتوں کے مالک ہو منگل۔ کیا تمہیں منگل کو وہاں پہنچنا ہے؟"

"ہاں! تم نے کیلنڈر نہیں دیکھا۔ میں نے خود اس دن پر نشان لگا دیا ہے کیونکہ ——" ایک لمحے کے توقف کے بعد "اور مجھے جانے کا تو خیال ہی نہیں آیا تھا۔ مجھے پیر کو ملبرگ پہنچنا ہوگا۔"

"مگر یہ کیسے ممکن ہے؟"

"کیوں؟"

"پیر کو کشتی رانی کے کلب میں دوڑ کا مقابلہ ہے۔ اور تم اپنی ٹیم کے نائب کپتان ہو۔"

یہ بات اسے بڑی احمقانہ معلوم ہوئی۔ اس کے جواب میں اس نے بھی بظاہر سختی سے کام لیا۔ اور بڑی سنجیدگی کے ساتھ کہنے لگا۔ "میں ایوری بلبرڈ کے جنازے میں ضرور شرکت کروں گا۔ اگر اس کے لئے مجھے دنیا کے دوسرے سرے پر جانا پڑے اور پورا مہینہ سفر میں گزر جائے تب بھی۔"

"تمہیں ضرور جانا چاہئے۔" اس نے خوشامد کے لہجے میں کہا۔ "اگر آئندہ باہر صحن میں کھانا کھایا جائے تو کیسا رہے گا؟"

"کیا؟"

"جولائی قریب ہے۔ تمہیں یاد نہیں ہے کہ گزشتہ موسم گرما میں ہم صحن میں کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور یہ کتنا اچھا معلوم ہوتا تھا۔"

"ہاں۔ بہت اچھا" اس نے کچھ اس طرح جواب دیا جیسے اُس نے کٹی کی پوری بات اچھی طرح نہیں سنی تھی۔ اور پھر یہ دیکھا کہ اس نے کانٹے کے چمچے کے سرے سے میز پوش پر "...۲۰" کا ہندسہ لکھ دیا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بالکل حیرت نہیں ہوئی۔ اس کے ذہن میں ہمیشہ اعداد و شمار کا ہجوم رہتا تھا۔

"اچھی بات ہے" یہ کھانا ختم ہونے کا اعلان تھا۔

وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "میں ذرا باغیچے میں جا رہا ہوں۔ کٹی ذرا دیکھوں تو گلاب کے پودوں کا کیا حال ہے۔ رات کا کوئی اور پروگرام تو نہیں ہے؟"

وہ گھر کے اندر سے نکل کر باغ میں چلا گیا۔ نیل فنچ نیچی باڑھ کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ جو دونوں کے باغات کے درمیان حائل تھی۔ اس لئے دونوں کی مڈبھیڑ ناگزیر تھی۔ اور ہی بلرڈ کی موت کا تذکرہ بھی بالکل فطری تھا۔

تب مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ پلچر کو کہیں سے سُن گُن مل گئی تھی پر فنچ نے فاتحانہ شان سے کہا: "تمہیں یاد ہے کہ میں نے گھر آتے ہوئے تم سے کار میں کیا کہا تھا؟ مگر پلچر کو یہ معلوم کیسے ہو سکتا تھا؟ یہ خبر ابھی ابھی لائن ٹین کا لٹ کا وال سٹریٹ جرنل میں کام کرتا ہے اس نے یہ خبر ٹیلی پرنٹر پہ صرف چند منٹ قبل دیکھی تھی" جب اس نے خود یہ محسوس کیا کہ اس نے کیا باتیں کہی ہیں تو اس کے

لمحے میں یقین باقی نہیں رہا۔ اس نے فنچ کو وہ تمام باتیں تفصیل سے بتا دی تھیں جو اس سے لانڈ مین نے بیان کی تھیں۔ اور اچانک ہر چیز اپنی جگہ پر بالکل ٹھیک معلوم ہوتی تھی۔

"تم نے کہا تھا کہ بلرڈ آج دوپہر کے بعد ڈھائی بجے کے لگ بھگ گر کر مر گیا تھا؟" فنچ نے سوال کیا اور بیلچر نے حصص فروخت کر دینے کی ہدایت دو بج کر چالیس منٹ پر دی تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ونگیٹ نے کہا تھا کہ میرے پاس صرف بیس منٹ ہیں سمجھے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ بیلچر کو اس کی موت کا فوراً علم ہو گیا ہو گا۔ تم نے کیا کہا تھا۔ وہ کہاں گرا تھا؟"

"وہ چیپن ڈیل بلڈنگس کے سامنے، سڑک کے کنارے۔"

"اور وہیں تو بیلچر کا بھی دفتر ہے؟"

"ہاں"

"اور بلرڈ نے بیلچر کے ساتھ دوپہر کا کھانا بھی کھایا تھا؟"

جارج کیسویل نے محسوس کیا کہ اس کی طبیعت خراب ہو رہی ہے جیسے اِن الفاظ کی وجہ سے اس کی طبیعت مالش کرنے لگی ہے"۔ مگر رات تک لاش کی شناخت کیوں نہیں کی جا سکی؟ اس نے اس احساس کے باوجود یہ سوال کیا تھا کہ اس کا جواب بالکل واضح تھا۔

"اس لئے کہ بیلچر یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی شناخت ہو سکے —
بروس بیلچر کے متعلق میری رائے یوں تو کبھی بہت اچھی نہیں تھی۔ مگر میں

نہیں سمجھا تھا کہ وہ اتنا بد طینت ہے۔" اس کے چہرے پر اچانک ایک طنز آمیز تبسم دوڑ گیا۔" کیسویل صاحب! آپ کے دوست بھی خوب ہیں ——!"

"وہ میرا تو دوست نہیں ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ نائب صدر انتظامیہ بنانے کے لئے اس کا نام بلبرڈ کو تم ہی نے تجویز کیا تھا؟"

"میں نے ایسی کوئی تجویز پیش نہیں کی تھی۔" کیسویل نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔" اس کا نام ایک فہرست میں تھا۔ جو بلبرڈ کے پاس تھی۔ ایسے نام جن پر غور کیا جا سکتا تھا۔ اور بس۔"

فنچ نے قہقہہ لگایا۔" خفا ہونے کی بات نہیں ہے تم پہلے آدمی نہیں ہو جسے بلچر نے بیوقوف بنایا ہے۔"

"اس نے مجھے بے وقوف نہیں بنایا —— نہ وہ کبھی بنا سکتا ہے۔"

"حصص کی اس فوری فروخت سے وہ بڑے فائدے میں رہے گا۔ بلبرڈ کی موت کے بعد حصص کے دام لازمی طور پر گر جائیں گے۔"

"وہ حصص ایسے نہیں ہیں" کیسویل نے ذہانت اور اعتماد کے ساتھ کہا۔

فنچ نے اپنے لہجے میں نرمی پیدا کرتے ہوئے کہا۔" چلو یہی سہی۔ تمہاری زبان مبارک! تم کچھ کم چلتے پرزے نہیں ہو۔ میں تو تمہاری گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ تمہیں اٹھلے دونوں حصص آج مل ہی گئے ہیں۔ اگر پیر کو کچھ اور لوگ گھبرا کر اپنے حصص فروخت کر دیں۔ تو پھر خدا جب اور بندہ سے

میں تو تمہاری صلاحیتوں کی تعریف کر رہا تھا۔ ٹریڈ وے کمپنی عملی طور پر تمہاری مٹھی میں ہوگی، ہے نا؟"

جارج کیسویل کو اِن امکانات کا اس سے قبل خیال تک نہ آیا تھا۔ اب تک وہ برابر اپنے آپ کو اس کا قائل کرنے میں مصروف رہا تھا کہ اس نے اگر الوری بلرڈ سے پلچر کے حق میں اگر کوئی بات کہی تھی تو اس میں اس کی نیت کا کوئی فتور نہیں تھا۔ مگر اب معلوم نہیں کہاں سے اس کے دل میں ایک نئی اُمنگ پیدا ہوگئی تھی، اور اس پر ایک نشہ سا طاری ہونے لگا تھا۔

اس نے محسوس کیا کہ فنچ نے اس سے کوئی بات کہی تھی۔ مگر وہ اسے سن نہیں سکا۔ "معاف کرنا نیل ـــ میں ـــ"

"میں نے تم سے پوچھا تھا کہ تم یہ تو نہیں سوچ رہے ہو کہ تم خود اس خلا کو پُر کرنے کے لئے صدر بننے کی کوشش شروع کردو۔ خدانخواستہ تم اس کا ارادہ تو نہیں کر رہے ہو۔ یا واقعی کوئی ارادہ ہے؟"

"میں ـــ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے" اس نے یہ جواب غیر معمولی سنجیدگی سے دینا شروع کیا تھا۔ مگر بات ختم کرتے کرتے اس کے لبوں پر تبسم دوڑ گیا۔ اسے خوشی تھی کہ فنچ کے چہرے سے طنز آمیز ہنسی غائب ہوگئی تھی۔

"اچھی بات ہے جارج ـــ میکلاؤچ کوئی بات ہو ـــ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ بس تمہارے اشارے کی ضرورت ہے۔"

"شکریہ۔ اچھا ـــ آج رات بہت سے کام آپڑے ہیں۔ اچھا

نیل پھر ملاقات ہوگی۔"

وہ باغ سے دوبارہ گھر کے اندر چلا گیا۔

"گلاب کے پودوں کا کیا حال ہے؟"

"گلاب۔ ہاں۔ بالکل ٹھیک ہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ بلرڈ کی جگہ نیا صدر کون ہوگا۔ لانسٹر مین اس سلسلہ میں کافی مضطرب ہے۔ میرا خیال ہے کہ مجھے کل ہی ملبرگ جانا پڑے گا۔"

"کل؟ مگر یہ تو ناممکن ہے۔ کل ہی تو نینسی برائٹن کی شادی ہے۔"

"ارے ہاں" یہ سن کر وہ بھونچکا سا رہ گیا۔ "اچھی بات ہے۔ میں اتوار کو کار سے چلا جاؤں گا۔ پیر کو وہاں پہنچنا بہر صورت ضروری ہے"

قبل اس کے کہ وہ کوئی جواب دے، کیسویل اٹھ کر لائبریری میں چلا گیا۔ اور دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ رہا۔ وہ تنہا ہوا بیٹھا تھا۔ جیسے کوئی کھلاڑی کھیل شروع ہونے کے لئے سیٹی بجنے کا منتظر ہو۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب تک اُسے جس موقعے کا انتظار تھا، وہ آج آ ہی گیا۔ لیکن ممکن ہے ایسا نہ ہو۔ وہ اس سے قبل بھی کئی بار یہی محسوس کر چکا تھا...... اس نے سمجھا تھا کہ اب اُسے اپنی زندگی کا بہترین موقع مل گیا ہے۔...... مگر اس نے خود ہی اسے گنوا دیا تھا...... اور اس کا ذمہ دار خود وہ تھا...... کیونکہ اس نے موقع سے فائدہ اُٹھانے کا فیصلہ نہیں کیا...... غور و خوض کے بعد وہ خود اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ یہ در اصل وہ موقع نہیں تھا جس کا اُسے اتنے دن سے انتظار تھا۔

یہ کوئی ایسا کام نہیں تھا جسے کرنے پر وہ مجبور رہا تھا۔۔۔۔۔۔ وال سٹریٹ کے نوے فی صد افراد یہی سمجھیں گے کہ اس کا دماغ چل گیا ہے۔ بتریپن سال کی عمر میں کیبوٹ اینڈ کمپنی کو چھوڑ کر کوئی نیا کام شروع کرنا اسے زیب نہیں دیتا۔ حالانکہ وہ دولت کے لئے ایسا نہیں کرے گا۔ اسے روپیہ کمانے کے لئے کبھی کوئی کام نہیں کرنا پڑا تھا۔ اس کے لئے اس کے باپ کی جائداد کافی تھی۔ وہ کوئی کام کئے بغیر بھی آرام سے زندگی گزار سکتا تھا، مگر اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ اس نے کیبوٹ اینڈ کمپنی کی دیکھ بھال خود شروع کر دی تھی۔ اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کامیاب نہیں ثابت ہوا تھا۔ درحقیقت وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ کامیاب رہا تھا۔ نہیں اسے روپے کی طلب نہیں تھی۔ یہ کوئی اور چیز تھی، مگر کیا چیز تھی وہ؟

یہی سب سے بڑا سوال تھا۔ اس کے جواب کی تلاش میں وہ ہمیشہ اُلجھ کر رہ جاتا تھا۔۔۔ یہ چیز سیاست بھی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔۔ اس امکان پر اس نے اسی وقت غور کر لیا تھا جب اسے سینیٹ کی رکنیت پیش کی گئی تھی۔ اور اس سے انتخابی مہم کے لئے چندے کا مطالبہ بھی نہیں کیا گیا تھا۔۔۔ یہ حکومت کی ملازمت بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔ دو مہینے تک مالی کمیشن کا رکن رہنے کے بعد اسے اس کا بھی یقین ہو گیا تھا۔ یہ شاک ایکسچینج کی صدارت بھی نہیں تھی۔ اسے صدارت قبول کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے لوگ جتنے زیادہ دلائل پیش کرتے اُسے اتنا ہی زیادہ یقین ہوتا جاتا کہ وہ اس منصب کا طلبگار نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔ نہیں وہ ان میں سے کوئی شخص نہیں

بننا چاہتا تھا۔ ایوری بلرڈ؟ کیا وہ؟ ۔۔۔۔

دروازے پر آہستہ سے دستک ہوئی۔ اور وہ چونک پڑا۔

"تشریف لائیے۔"

"تم خواہ مخواہ یہاں بیٹھے کڑھ تو نہیں رہے ہو؟" کٹی نے پلک جھپکتے ہوئے سوال کیا۔

وہ مسکرا دیا اور خندہ پیشانی سے بولا۔ "کسی چیز کی ضرورت ہے؟"

"اچھا۔ یہاں تم بیٹھے ہوتے ہو۔"

"بس ایک منٹ میں آتا ہوں۔ بعض چیزوں پر غور کر رہا ہوں۔"

"معلوم ہے تم نے میرے جذبات کو مجروح کیا ہے؟"

"میں نے؟"

"تم نے دروازہ بند کر لیا تھا۔"

"تم جانتی ہو کہ جب تم میری نظروں کے سامنے ہوتی ہو تو میں کچھ نہیں سوچ سکتا۔"

اس نے اپنی ننھی بچی کے قہقہے کی آواز سنی۔ اس کے قدموں کی چاپ دور ہوتی جا رہی تھی۔ اس نے اپنے آپ سے کہا۔ کٹی بھی کتنی عجیب عورت ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی معمول کے مطابق اس کے دل میں یہ خیال بھی آیا کہ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ کٹی سے اس کی شادی کس درجہ کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ درحقیقت اس نے کٹی سے شادی کا فیصلہ اضطراری طور پر اور سوچے سمجھے بغیر کر لیا تھا۔۔۔۔ غالباً اس کی زندگی کا یہ صرف ایک کام ایسا تھا۔

جو اس نے اضطراری طور پر اور سوچے سمجھے بغیر کیا تھا۔ مگر یہ اچھا ہی ہوا۔ اگر اسے سوچنے کا وقت مل گیا ہوتا تو وہ شاید اس کو ہرگز اپنی رفیقۂ حیات نہ بناتا۔

یہ اس کے غور و فکر کی آخری حد تھی۔ وہ اس سے زیادہ کبھی نہ سوچ سکتا تھا۔ اس کے دماغ نے خیالات کا ٹوٹا ہوا سلسلہ دوبارہ جوڑنے کی کوشش کی۔ وہ کیا بننا چاہتا تھا۔ وہی جو ایوری بلرڈ تھا؟ کیا ایوری بلرڈ نے اس سوال کا جواب دریافت کر لیا تھا۔ کہ انسان کی حقیقی زندگی کس چیز سے عبارت ہوتی ہے؟"

ان سوالات نے اس کے دماغ کا ایک بند توڑ دیا۔ اور اس میں خیالات کا ایک سیلاب امنڈ آیا جس کی سطح پر ایوری بلرڈ کے اس قول کی یاد ابھر آئی۔

"کوئی انسان صرف روپے کے لئے کام نہیں کر سکتا۔ جارج۔ روپیہ تو صرف ہار جیت کا حساب رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ پوکر کے کھیل کے چپ — اور جو شخص برابر چپ گنتا رہتا ہے، وہ کبھی نہیں جیتتا۔

جارج کیسویل نے اپنے سر کو جنبش دی۔ بالآخر وہ راز کی تہ تک پہنچ گیا تھا سے وہ بات اب معلوم ہوئی تھی۔ جس کا علم اسے بہت پہلے ہو جانا چاہئیے تھا ہاں زندگی بھر وہ چپ گنتا رہا تھا۔ . . . . کبھی اپنے کبھی دوسروں کے۔ جب کھیل ختم ہو جاتا ہے تو کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ چپ تک نہیں۔ کاغذ کے ایک ورق پر صرف چند ہندسے باقی رہ جاتے ہیں۔ انسان کے پاس اس کے علاوہ بھی کچھ ہونا چاہئے۔ . . . . جس سے اس کی زندگی کا ثبوت مل سکے۔ . . . . جو ٹھوس ہو اور نظر

آ سکے ۔ یہ چیز ایوری بلرڈ کے پاس موجود تھی ۔ وہ معمار تھا ۔۔۔۔۔ اُس نے جو چیزیں تعمیر کیں وہ حقیقی تھیں ۔۔۔۔۔۔ ایسی چیزیں جو آنکھوں سے دیکھی اور ہاتھ سے چھوئی جا سکیں ۔

اب وہ سمجھ گیا تھا ۔۔۔۔۔ اب اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ اُسے ہمیشہ کس چیز کی طلب رہتی تھی ۔ یہ کوئی دیوانے کا خواب نہیں تھا ۔۔۔۔ اب اس میں معقولیت نظر آنے لگی تھی ۔ یہ غلط تھا کہ وہ بالکل نئے سرے سے کوئی کام شروع کر رہا تھا ۔ وہ کاروبار سے واقف تھا ۔۔۔۔۔ وہ بارہ سال سے ٹمریڈوے کا ڈائرکٹر چلا آ رہا تھا ۔ وہ کوئی غیر نہیں تھا ۔ دوسرے تمام ڈائرکٹر اس کے دوست تھے ۔۔۔۔ اسے ان سب کی تائید حاصل ہو گی ۔۔۔۔۔ آلڈرسن اور گریم ۔۔۔۔۔ ڈڈلے ، شا اور والنگ ۔۔۔۔۔'

اس بار وہ دروازے کی دستک سُن کر پہلے کی طرح نہیں چونکا ۔

" اب تک سوچ رہے ہو ؟ " کٹی نے پکار کر پوچھا ۔

اس نے اُٹھ کر دروازہ کھول دیا ۔ " مسلسل سوچنے میں مصروف ہوں ۔ "

" ذرا مجھے بھی بتاؤ کہ تم کیا سوچ رہے ہو ؟ "

اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ " ابھی نہیں کٹی ۔ "

' نہیں ۔ مجھے بھی بتاؤ ۔ آخر کیا سوچ رہے تھے تاکہ میرا سر بھی فخر سے اونچا ہو سکے "

" میرا خیال ہے کہ تم ایسا ضرور کر سکو گی ۔ "

" تو پھر بتاؤ ؟ "

"ابھی نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ بات تمہیں اچانک معلوم ہو۔"

"مجھے ؟"

اس کے لبوں پر ہلکی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ "ہاں میرا خیال ہے تمہیں ضرور حیرت ہوگی۔"

اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ اس سے سب کچھ کہہ دے .... مگر یہ مناسب نہیں تھا۔ اس کے بجائے اس نے کٹی کے لبوں پر محبت کی مہر ثبت کر دی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس پر مطمئن ہو گئی ہے۔

نیویارک سٹی

آٹھ بج کر تیرہ منٹ شام

بروس ٹیچر نے اپنی ٹائی کی گرہ آخری بار درست کرتے ہوئے محسوس کیا کہ آئینہ میں وہ اپنے آپ سے بہت خوش نظر آ رہا ہے۔ وہ مسکرا دیا اور فوراً ہی اس کا عکس بھی مسکرانے لگا۔ بیوی کے بجائے اگر کسی آئینے کو رفیق تنہائی بنا لیا جائے تو زندگی کے بعض پہلو زیادہ خوشگوار بن جاتے ہیں۔ اس طرح کم سے کم یہ یقین تو ہوتا ہے کہ اسے وقتاً فوقتاً کسی کو مسکراتا ہوا دیکھنے کا موقع تو مل جائے گا۔ اس نے کبھی اس سے زیادہ کی توقع نہیں کی تھی۔ یہ سوچ کر اس نے ایک گدگدی سی محسوس کی۔ اور آئینے نے بھی مسرت کا اظہار کیا۔

دس منٹ قبل اسے یقینی طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ پولیس نے ایوری بلرڈ کی لاش شناخت کر لی ہے۔ اب اسے کسی چیز کی پروا نہ تھی۔ پیر تک اسے فرصت ہی فرصت تھی۔ پیر کو دس بجے جب بازار حصص کھلے گا تو دیکھا جائے گا.....

اور اس وقت کے بارے میں بھی مضطرب ہونے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔
لکاٹ لائنڈ مین سے ٹیلیفون پر گفتگو کے بعد اس کے قیاس کی تصدیق ہوگئی تھی
کہ بعض لوگ ٹیڈوے کے حصص ضرور اونے پونے بیچ دینے کی کوشش کریں گے
اس نے یہ بھی اچھا کیا تھا کہ کیبویل کے بجائے لائنڈ مین کو ٹیلی فون کیا تھا۔

وہ روانگی کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ اُسے یاد آیا کہ جب وہ ہوٹل پہنچا تھا تو
اُسے ایک پرزہ ملا تھا جس میں سٹینگل کے گھر ٹیلیفون کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔
اب تو بے چارے سٹینگل کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ چکے ہوں گے...... دوسرے
چھوٹے چھوٹے جانوروں کی طرح وہ بھی شیر کے مارے ہوئے شکار میں
حصہ لینے کی کوشش کر رہا ہوگا...... بعض لوگ صرف اس کے قائل ہوتے
ہیں کہ درخت کوئی اور لگائے اور اس کے پھل انھیں کھانے کو مل جائیں.....
مگر سٹینگل کی طرح راست باز آدمی نہ ادھر کے رہتے ہیں، نہ اُدھر کے۔

آئینے میں نظر آنے والی شبیہ نے اُسے آنکھ ماری اور جب تک وہ
مسکراتا رہا اس کے لبوں پر بھی تبسّم کھیلتا رہا۔ اور جب تک وہ مڑ کر کمرے
سے باہر نہیں چلا گیا آئینے میں عکس اسی طرح موجود رہا۔

سوا آٹھ بج چکے تھے۔ اس نے ایلائینس سے، یا جو بھی اس کا نام ہو،
ساڑھے آٹھ بجے جیمبورڈ ہوٹل میں ملنے کو کہا تھا۔ عام حالات میں وہ ایسے مقامات
پر بہت جلد پہنچ جانے کا قائل نہیں تھا...... اِن سے کچھ دیر تک انتظار
کرنے کو بہتر سمجھتا تھا....... اس طرح اُن کا دماغ خراب نہیں ہونے
پاتا۔ مگر ایلائینس کے لئے ایسے حربوں کی زیادہ ضرورت نہیں ہوگی...... اگر کوئی

سادہ دل ہو تو اس کے ساتھ اچھا وقت گزر جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کی ذہنی سطح بھی بلند ہو ۔ ۔ ۔ ۔ اگرچہ اس کے بعد بھی رفاقت کی میعاد زیادہ طویل نہیں ہوتی ۔

آٹھ بجکر سترہ منٹ شام

ایلکس اولڈہم کے لئے ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی ۔۔۔ نیویارک میں ٹریڈ وے کی سب سے بڑی شاخ تھی، اور وہ نو سال سے اس کا منیجر چلا آرہا تھا۔ مگر اس سے قبل اس پر ایسی ذمہ داری کبھی نہیں پڑی تھی۔ آج رات اُسے کارپوریشن کے وسیع نظام میں مرکزی حیثیت حاصل تھی جیسے وہ اس سلطنت کا تاجدار ہو۔ ایوری بلرڈ کی لاش شناخت کرنے کے بعد جب وہ پولیس کی موٹر پر گھر واپس پہنچا تو شا ٹیلیفون پر اس کا منتظر تھا۔ اور شا نے اس سے کہہ دیا تھا۔ "نیویارک کی ہر چیز تمہارے ہاتھ میں ہے ۔ میں تمام کام صرف تم پر چھوڑتا ہوں ۔"

درحقیقت شا کی ہدایت کے مطابق تجہیز و تکفین کا انتظام کرنے والی ایک خاص فرم کو ٹیلیفون کرنے کے بعد اس کا باقی ماندہ کام مایوس کن حد تک کم ہوگیا تھا۔ دوسری جانب سے بڑی نرمی کے ساتھ چاپلوسی کے انداز میں کہا گیا تھا "آپ اطمینان رکھئے ۔ ہم کسی تفصیل کو نظر انداز نہیں کریں گے ہم ایسی صورت حال سے نپٹنے کے عادی ہیں جناب آپ کو اب بالکل پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بالکل نہیں "

ایلکس ابھی شا کی ان ہدایات کا پوری طرح جائزہ بھی نہ لے سکا تھا۔ جو

اس نے ٹیلیفون پر لکھائی تھیں ۔ کہ اس کی بیوی کہنے لگی ۔" ایلکس ۔ کیا تمہارے خیال میں اس کا ہمارے اوپر بھی کوئی اثر پڑ سکتا ہے ؟"

اس کی بیوی ملبرگ ہی کی رہنے والی تھی ۔ ایک بار جب وہ سیلز منیجروں کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے ملبرگ گیا تھا تو اس سے بالکل اتفاق سے ملاقات ہو گئی تھی ۔ ایلکس کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس کی بیوی کی ہمیشہ یہی تمنا رہی ہے کہ وہ دونوں پھر ملبرگ میں رہنے لگیں ۔

" ممکن ہے کچھ اثر پڑے " ایلکس نے ہمدردی کے ساتھ کہا ۔ اس نے سوچا کہ وہ اس معاملے میں کتنی فراخ دل ثابت ہوئی ہے ، دوسری بیویوں کی طرح وہ ہر وقت ملبرگ چل کر رہنے کی رٹ نہیں لگاتی تھی ۔ سب کچھ اس پر منحصر ہے کہ والٹ ڈڈے کو کیا عہدہ ملتا ہے ۔ اگر انھیں ترقی مل جائے تو ممکن ہے ہمیں بھی کچھ فائدہ پہنچے ۔

" مسٹر شانٹے صدر نہیں بنیں گے ؟ "

" میں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔"

" کیا تمہارا یہ خیال نہیں تھا کہ وہ نائب صدر انتظامیہ بن جائیں گے ۔ میرے کہنے کا مطلب ہے کہ اس واقعے سے پہلے ۔"

اولڈہم نے بالواسطہ طور پر اس سے اتفاق کرتے ہوئے جواب دیا " اس کا نتیجہ غالباً یہ ہوگا کہ اب وہ ہمیں رمّین میں چھٹیاں گزارنے کی دعوت نہیں دیں گے ۔"

" پھر مسٹر ڈڈے کو ترقی دے کر نائب صدر انتظامیہ نہیں بنا دیا

جائے گا؟"

"ابھی سے خواب دیکھنے شروع کر دیئے۔"

"یہ تو بالکل منطقی نتیجہ ہے، کیا میرا خیال غلط ہے؟"

"بہت سے واقعات منطقی ہونے کے باوجود پیش نہیں آتے۔ اس کا اندازہ اُس وقت ہوتا ہے جب اس طرح کے کسی ادارے میں کوئی میرے برابر وقت گزارے۔"

"ممکن ہے کہ اب مسٹر بلبرڈ کی موت کے بعد منطقی باتیں زیادہ پیش آنے لگیں۔ اگر تمام ——"

مگر وہ اچانک اپنے شوہر کی خشمگیں نظریں دیکھ کر خاموش ہو گئی ——

"لیکن ایلکس۔ تم مجھ سے ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ مسٹر بلبرڈ ——"

وہ اس کے ہاتھ کا اشارہ دیکھ کر چپ ہو گئی۔

"میں جانتا ہوں۔ میں جانتا ہوں۔" اس نے تیزی کے ساتھ کہا۔ گویا اس کے درگزر کے جذبے نے غیر معمولی شدت اختیار کر لی ہو۔ "بلبرڈ بعض اوقات بلائے بے درماں بن جاتے تھے۔ مگر اس کا کوئی خاص مقصد نہیں ہوتا تھا۔ بالکل کوئی نہیں، کاش! وہ اب بھی زندہ ہوتے۔ یہ میری دلی تمنا ہے خواہ ہمیں جتنی بھی تکلیف پہنچتی۔ کاش، یہ حادثہ پیش نہ آیا ہوتا۔"

اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے سامنے اسی بے حس و حرکت چہرے کی تصویر پھر گئی۔ جو پولیس والے نے اسے چادر ہٹا کر دکھایا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ چہرہ اُس سے کہہ رہا تھا کہ دوسرے لوگوں کی طرح تم بھی قصوروار ہو۔ اُف وہ چہرہ وہ اپنی عمر بھر نہیں بھول سکے گا۔"

۸

ملبرگ، پنسلوینیا

آٹھ بجکر اٹھائیس منٹ

ٹریڈوے ٹاور کی زندگی میں ہمیشہ دو دور آیا کرتے تھے۔ ایک دور دن کا اور دوسرا رات کا ـــــ دن کی زندگی میں انسانوں کا ہجوم ہوتا تھا۔ روشنی اور جگمگاہٹ ہوتی تھی۔ لگن اور مقصدیت ہوتی تھی۔ اور بھانت بھانت کی بولیاں ـــ انسانوں کی آوازیں اور مشینوں کا شور، آہیں اور کراہ، کھنک اور دھمک۔ دروازوں کی دھڑ دھڑ اور درازوں کی کھڑ کھڑ، کھسر پھسر اور دھکر پکر، کوئی دھم دھم دوڑتا تھا تو کوئی پیر رگڑ کر چلتا تھا۔ غرض ہر طرف ایک شور ہوتا تھا۔ ایک ہنگامہ، ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہاں واقعی کچھ ہوتا تھا۔

پانچ بجے شام کو گجر کی آواز شروع ہوتے ہی ــــــ یا مسٹر بلرڈ اگر شہر میں موجود ہوتے تو پانچ بجے ایک ساتھ تمام منزلوں میں گھنٹیاں بجتے ہی ٹریڈ وے ٹاور سے خلقت کے باہر نکلتے ہی دن کی زندگی ختم ہوجاتی۔ اس کے بعد رات کی زندگی کا آغاز ہوتا۔ دھیمی اور آہستہ۔ اُداس چہروں والی عورتیں برآمدے میں پیر رگڑتی ہوئی چلتی نظر آتیں۔ ان کی نظریں ہمیشہ زمین پر ہوتیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا کہ انھیں خود بھی احساس تھا کہ وہ چمکتے ہوئے سنگِ سیاہ اور کانسی کے بنے ہوئے مجسموں کی اس دنیا کے انسان نہیں ہیں۔ عمارت کے عقبی حصے

میں سنگِ سیاہ کے بجائے بھورے رنگ کی دیواریں تھیں۔ سامان لانے لے جانے کی لفٹ میں بہت سی عورتیں بیٹھ کر مختلف منزلوں پر پہنچ جاتیں، اس کے بعد وہ جھاڑو، برش اور بالٹی لے کر بڑی باقاعدگی کے ساتھ دِن بھر کا گرد و غبار صاف کرنے میں مصروف ہو جاتیں۔

صفائی کرنے والی عورتوں کے بعد دربان آتے تھے۔ ٹریڈ دے ٹاور کی شبینہ معاشرتی زندگی میں چونکہ انھیں زیادہ بلند مقام حاصل ہوتا تھا۔ اس لئے اُنھیں کچھ تاخیر سے پہنچنے کا خصوصی حق حاصل تھا۔ ان کے بعد عمارت کی دیکھ بھال کرنے والے آتے۔ جن کے سپرد چھوٹے کام ہوتے تھے مثلاً بے کار بلبوں کی تبدیلی۔ اور غسل خانے کے خراب نلوں کی مرمت۔ اِن لوگوں کو ٹاور کی شبینہ زندگی میں طبقۂ امراء کی حیثیت حاصل تھی۔

عام طور پر ٹریڈ دے ٹاور کی دن اور رات کی زندگی دو واضح حصّوں میں بٹی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی کوئی شخص آٹھ بجے یا اس کے بعد تک ٹھہر جاتا تھا۔ اس کے باوجود رات کی ایک بالکل الگ ہی دُنیا ہوتی تھی۔ مگر یہ زندگی اتنی خشک نہیں تھی، جتنی سرسری طور پر دیکھنے میں نظر آتی تھی۔ بڑی بڑی کیتلیوں میں کافی اُبلتی رہتی تھی۔ اور جو المارییاں کھلی رہ جاتی تھیں، اُن میں سگریٹ اور کبھی کبھی عمدہ سگار رہ جایا کرتے تھے۔

لیکن آج رات نہ کہیں سرسراہٹ سُنی جا سکتی تھی، نہ کھڑکھڑاہٹ نہ کوئی شخص سگار پینے میں مصروف نظر آتا تھا۔ عمارت کی ہر منزل میں کم از کم ایک آدمی ایسا ضرور تھا۔ جو آٹھ بجنے کے بعد بھی اپنی جگہ پر موجود تھا۔ آٹھ بجے سے

قبل ہی لوگوں نے اپنی اپنی جگہ واپس آنا شروع کر دیا تھا۔ اور ہر طرف ایک ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ دربانوں کے جمعدار ایک منزل سے دوسری منزل پر جا کر صفائی کے پروگرام میں ردوبدل کرنے میں مصروف تھے۔ آج چونکہ جمعہ تھا، اس لئے دیکھ بھال اور مرمت کے سلسلے میں بعض ایسے کام بھی ہوتے تھے جو ہفتے میں صرف ایک، بار کئے کئے جاتے تھے۔

دربانوں کے جمعدار صفائی کرنے والی عورتوں کو یہ سمجھانے سمجھانے تھک گئے تھے۔ کہ ان کے کام میں مسٹر بلرڈ کی موت کی وجہ سے خلل پڑا تھا۔ مگر ان عورتوں کا خیال یہ تھا کہ اگر ان لوگوں کو رات بھر جاگنا ہی تھا تو انھوں نے اس کے لیے کسی ایسی جگہ کا انتخاب کیوں نہیں کیا کہ ان کے کام میں خلل نہ پڑتا۔

اس رائے سے صرف اینا شولز کو اختلاف تھا۔ مگر وہ خاموش رہی۔ اسے تئیسویں اور چوبیسویں منزلوں کی صفائی کرتے ہوئے تیرہ سال گزر گئے تھے وہ ۲۳ ویں منزل کے نیم تاریک عقبی برآمدے میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ کہ شاکے دفتر میں بات چیت کا جو سلسلہ جاری ہے، وہ ختم ہو جائے جب کوئی شخص باہر آتا تو اسے یہ امید پیدا ہوتی کہ اب شاید تمام لوگ اٹھ جائیں گے۔ لیکن فوراً ہی کوئی اور شخص اندر چلا جاتا۔ بلکہ اب تو نیچے کی منزلوں کے پانچ چھ آدمی برآمدے میں آکر اس سے ملاقات کا انتظار کرنے لگے تھے۔ اس سے بھی زیادہ تشویشناک بات یہ تھی کہ مسٹر والنگ اور مسٹر آلڈرسن بھی آکر مسٹر آلڈرسن کے دفتر میں بیٹھ گئے تھے۔

اینا بڑے سکون کے ساتھ بیٹھی انتظار کر رہی تھی۔ دربانوں کے جمعدار

کو معلوم تھا کہ ۲۳ ویں اور ۲۴ ویں منزلوں میں لوگ رات گئے تک کام کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے وہ اس کے اوور ٹائم پر کوئی اعتراض نہ کرتا تھا۔ جن مہینوں میں مسٹر ملر ڈ شہر میں زیادہ دن قیام کرتے تھے اُسے پچیس تیس ڈالر زیادہ مل جایا کرتے تھے۔ اس وقت بھی وہ انتظار کے ساتھ ساتھ قیاس آرائی میں مصروف تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ نیا صدر بھی کیا اتنا ہی اچھا ہوگا۔ اگر یہ کرسی مسٹر شا کو ملنے والی ہے تو آغاز یقیناً بہت اچھا ہوا ہے۔ اسے آج رات دو گھنٹے کی زائد اُجرت ضرور ملے گی۔ ممکن ہے تین گھنٹے ہو جائیں۔

آٹھ بج کر اکتیس منٹ شام

ڈان وانگ نے آلڈرسن کے ساتھ اس کے دفتر جانے کے بعد مشکل سے ایک درجن الفاظ کہے تھے۔ وانگ اس وقت بڑے غور سے آلڈرسن کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ ۲۳ ویں منزل پر پہنچنے کے بعد آلڈرسن میں کچھ اور زیادہ جھجک پیدا ہو گئی تھی۔ اسے توقع تھی کہ وہ فوراً شا کے کمرے میں داخل ہو جائے گا۔ اور لفٹ سے نکلنے کے بعد جب اُس نے پہلا قدم بڑھایا تھا تو اس سے بھی اس خیال کی تصدیق ہوئی تھی۔ مگر پھر اسے کچھ تکلف ہوا۔ وہ مڑ کر اپنے دفتر میں چلا گیا۔ اور اس کے انداز سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ چاہتا ہے کہ وانگ بھی اس کے ساتھ جائے۔

پچھلے دو منٹ سے آلڈرسن اپنی نوٹ بک میں کچھ لکھ رہا تھا۔ مگر اس کا قلم اس قدر آہستہ آہستہ چل رہا تھا جیسے وہ لکھنے کے بجائے بہت عمدہ نقش و نگار بنانے میں مصروف ہو۔

وانگ بالآخر خاموشی کا یہ طلسم توڑنے پر مجبور ہو گیا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ شانے تمام اہم شعبوں کے سربراہوں کو مشورے کے لئے بلا لیا ہے۔"

ان الفاظ نے جیسے کوئی دکھتی ہوئی رگ چھیڑ دی۔ آلڈرسن نے بڑی ترشروئی سے کہا۔ "اس کی کیا تک ہے؟ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر کیا تک ہے؟"

آلڈرسن نے راستے میں جس سکون اور اعتماد کا اظہار کیا تھا۔ اب اس کا کوئی نام و نشان باقی نہ تھا۔ اور ڈان وانگ نے محسوس کیا کہ اس کا اعتماد بحال کرنا انتہائی ضروری ہے۔ "مسٹر آلڈرسن معاف کیجئے اس کا مقصد صاف ظاہر ہے"

"کیا؟"

"شانے یہ ڈھونگ صرف اس لئے رچایا ہے۔ کہ اقتدار پر قبضہ کر لیا جائے وہ ہر شخص کو دکھا دینا چاہتا ہے کہ زمام اقتدار اسی کے ہاتھ میں ہے۔"

ان الفاظ کا اثر ایک حد تک وہی ہوا۔ جو وانگ پیدا کرنا چاہتا تھا ــــ آلڈرسن کے چہرے پر عزم کی سختی ضرور آنے لگی۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لئے ضرورت سے زیادہ کوشش کرنا پڑی تھی۔ وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ "آؤ چلیں۔" مگر ان الفاظ میں تحکم نہیں تھا۔ جیسے وہ بھونڈے پن کے ساتھ کسی کی نقل اُتار رہا ہو۔ جب وہ اپنے دفتر سے نکل کر شا کے کمرے کی طرف روانہ ہوا تو اس کے قدموں میں ذرا بھی ثبات نہ تھا۔ وانگ اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ نورن شانے جیسے ہی آلڈرسن کو دروازہ کھولتے دیکھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ارے۔ فریڈ، بہت خوب۔ اچھا ہوا تم آگئے۔" شانے خندہ پیشانی سے

کہا: "اچھا۔ ڈان بھی ہیں۔ بہت خوب۔ آؤ۔ ممکن ہے تم کچھ مشورے بھی دے سکو
ایڈورڈ ٹائزنگ اور پبلسٹی کا منیجر ڈان آرمنسٹڈ اس طرح بیٹھا تھا۔ جیسے وہ
شا سے صلاح مشورے میں مصروف ہو۔ وہ سفید ڈنر جیکٹ میں ملبوس تھا۔ جس
سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے کلب سے براہ راست دفتر بلا لیا گیا تھا۔

"میں نے ڈان کے ساتھ مل کر قریب قریب تمام کام مکمل کر لیا ہے"۔ شا نے کہا۔
"مگر ممکن ہے۔ کوئی بات رہ گئی ہو۔ ایک گھنٹے میں نیویارک کے اخبارات مثلاً
ٹائمز اور ہیرلڈ ٹریبیون کو مکمل حالاتِ زندگی روانہ کر دئے جائیں گے۔ مالی اور تجارتی
اخبارات کے لئے ایک خاص خبر تیار کی جاتے گی۔ شام کو اور اتوار کے دن شائع
ہونے والے اخبارات میں بعد کی خبریں بھی روانہ کر دی جائیں گی۔ جن شہروں میں ہمارے
کارخانے ہیں۔ ان کے صبح کے وقت شائع ہونے والے اخبارات میں بھی قریب قریب
وہی خبر بھیجی جائے گی۔ جو نیویارک کے اخبارات کو روانہ کی جائے گی۔ مگر اس میں
کمپنی کا رنگ کچھ زیادہ گہرا ہوگا۔ خبر رساں ایجنسیوں کو اتنی طویل خبر نہیں بھیجی
جائے گی۔ ٹائم اور نیوز ویک کے بزنس ایڈیٹروں سے بھی ہم ٹیلیفون پر بات
کریں گے۔ میرے خیال میں فوری کام تو صرف اتنا ہے۔ تجارتی ماہ ناموں کے
آئندہ شماروں میں اب بالکل گنجائش نہیں ہوگی۔ اس لئے ان کی طرف اطمینان سے
توجہ کی جا سکتی ہے۔" یہ کہ اس نے خلافِ توقع اپنی نظریں آلڈرسن پر جما دیں۔
"فریڈ، کوئی بات رہ تو نہیں گئی؟"

یہ پینیسٹرا اپنے تابڑ توڑ حملوں کے بعد بدلا گیا تھا کہ آلڈرسن کے ہاتھ پاؤں
پھول گئے تھے۔ اور وہ بڑی مشکل سے نفی میں جواب دے سکا۔ آلڈرسن کی

سراسیمگی پر ڈان وانگ کے دل میں بھی ہمدردی پیدا ہو گئی تھی۔ مگر وہ خود بھی کچھ کم ششدر نہ تھا۔ شانے ایک بار بھی کسی یادداشت کا سہارا نہیں لیا تھا۔ نہ کسی بات کے لئے آنکھوں ہی آنکھوں میں آرمنڈ سے تائید چاہی تھی۔ اس کے لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ پبلسٹی کے تمام رموز و نکات سے اچھی طرح واقف تھا۔

وان آرمنڈ نے اپنے کاغذات جمع کئے۔ اور بڑی تیزی کے ساتھ دروازے کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے گرم جوشی کے ساتھ شا سے کہا۔ "جناب آپ کی امداد کا بہت بہت شکریہ۔" پھر اس نے آلڈرسن اور وانگ کی طرف باری باری دیکھ کر اپنے سر کو آہستہ سے خم کیا۔ اور باہر چلا گیا۔ دروازہ بند ہو گیا تو آلڈرسن کہنے لگا۔ مجھے امید ہے کہ آرمنڈ یہ تمام باتیں اس طرح نہیں چھپوائے گا۔ جیسے وہ کوئی اشتہار شائع کر رہا ہو۔"

وانگ نے جھرجھری سی لی۔ آلڈرسن کا یہ قول اس کی تنک مزاجی کا مظہر تھا۔ ان دونوں کو شا کے جذبات سے یکسر عاری طرزِ عمل پر غصہ آ رہا تھا۔ شانے اپنی میز سے ایک اصدومال نکال لیا تھا۔ اور اسے اپنی ہتھیلیوں کے درمیان آہستہ سے دبائے ہوئے تھا۔ اس نے کہا۔ "میرے خیال میں ہمیں آرمنڈ کی قوتِ فیصلہ اور سلیقے پر اعتماد کرنا چاہئے کیا میں غلط کہتا ہوں ڈان؟"

یہ سوال ایک دوراندیش قدمی کا ثبوت تھا۔ ڈان وانگ نے ایک لمحے کے لئے تامل کیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں شا جان بوجھ کر یہ کوشش تو نہیں کر رہا ہے کہ وہ فریڈرک آلڈرسن کی تائید ترک کر دے۔ اس لئے اپنے جواب کو گول مول بنانے کی کوشش

کرتے ہوئے کہا۔ "میرے خیال میں اسے حالاتِ زندگی بھیجنے کے سوا کچھ اور نہیں کرنا ہے۔"

شانے اپنے سر کو جنبش دیتے ہوئے کہا ۔ "کہیں مختصر اور کہیں طویل، مختلف اخباروں اور رسالوں کی ضروریات کے مطابق ۔ بالکل ٹھیک۔ فریڈ اس کے علاوہ تو اور کوئی تجویز تم نے نہیں سوچی؟

یہ سوال بھی اچانک کیا گیا تھا۔ جیسے کسی چابک کو آہستہ ہلایا جائے، مگر اس کے آخر میں اچانک تڑاق سے آواز نکل آئے۔ شانے دو منٹ میں تیسری بار ایسا ہی کیا تھا۔ اور ڈان وانگ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ رویہ بہت سوچ سمجھ کر اختیار کیا گیا تھا۔ اب وہ اس سے ہوشیار رہے گا۔"

"خبر کی اشاعت کوئی معمولی کام نہیں ہے" شانے کہا۔ "میرے خیال میں سب سے مناسب یہی تھا کہ یہ کام آرمنڈ کے ذریعے کیا جائے۔ اور اسے یہاں فوراً بلا لیا جائے۔ جب مجھے سب سے پہلے اس کا خیال آیا تو اُسے بلانے میں کچھ تامل ہوا۔ میں نے سوچا کہ شاید کسی اور کو پہلے ہی اس کا خیال آ گیا ہو۔ مگر کسی کو اس کا احساس نہیں ہوا۔"

پینترا بدل دیا گیا تھا۔ مگر حملے کی شدت سے انکار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ڈان وانگ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ آلڈرسن جوابی حملہ نہ کرے اور خوش قسمتی سے وہ خاموش رہا۔

"میں نے کچھ دوسرے ضروری کام بھی کر لئے ہیں۔" شانے کاغذ کے ایک ورق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو اس کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ "ان میں سے کوئی

بات زیادہ اہم نہیں ہے۔ لیکن اچھا ہے کہ ان کا علم تم لوگوں کو بھی ہو جائے جنازہ پیر کو ساڑھے چار بجے اُٹھے گا۔ میں نے کہہ ۔ ۔ ۔"

آلڈرسن نے گرم ہو کر منہ ہی منہ میں کچھ کہا۔ اس کی بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی اور کوئی لفظ شاید حیرت اور غصہ کے ان جذبات کی ترجمانی کر بھی نہیں سکتا۔ جو ڈان دالنگ کے دل میں اچانک اُبل پڑے تھے۔ ثنا اس سے زیادہ جسارت اور گستاخی کیا کر سکتا تھا کہ اس نے کچھ کہے سُنے بغیر خود ہی جنازے کا وقت بھی مقرر کر دیا تھا۔ اس نے کنکھیوں سے آلڈرسن کو دیکھا۔ اُس کا منہ نہ تو حیرت سے کھل گیا تھا نہ اُس کے ہاتھوں میں رعشہ نظر آرہا تھا۔ یہ دیکھ کر اُسے تعجب بھی ہوا اور اطمینان بھی۔

"جنازہ دو بجے اُٹھے گا۔" اس نے بڑی متانت سے کہا۔ یہ الفاظ دعوتِ مقابلہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ اب اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں تھی۔ کہ وہ بھی میدان میں اُتر آیا تھا۔

ثنا نے اپنا رومال ہونٹوں پر رکھ لیا۔ گویا کہ وہ زبان سے کوئی غیر ضروری لفظ نہیں نکلنے دینا چاہتا تھا۔ "سینٹ مارٹن کے گرجا سے؟"

"ہاں۔"

"اب مجھے خیال آیا۔" ثنا نے آہستہ سے اپنا گلا صاف کرتے ہوئے کہا "ممکن ہے میری اطلاع غلط ہو۔ دریافت کرنے پر مجھے معلوم ہوا تھا کہ دو بجے اس گرجا میں ایک شادی ہونے والی ہے۔"

ڈان دالنگ کی نظریں برابر آلڈرسن کے چہرے پر گڑی ہوئی تھیں۔ اور

وہ اپنی تمام کوشش کے باوجود اپنی نظریں ادھر سے نہیں ہٹا سکا۔ اُسے یاد تھا کہ آلڈرسن نے کار پر اس سے کہا تھا کہ جو کام باقی رہ گئے ہیں، ان میں گرجا والوں سے وقت کا تعین بھی شامل تھا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ آلڈرسن پر شدید ضرب لگی تھی۔ اور کوئی ایسی بات کہنے کی ضرورت محسوس کر رہا تھا، کہ اُسے ایک لمحے کے لئے سنبھلنے کا موقع مل جائے۔ اس کی سمجھ میں صرف یہ بات آسکی کہ جنازے کا وقت کوئی اتنی اہم چیز نہیں ہے کہ اس کے لئے بحث کی جائے مگر فریڈرک آلڈرسن نے اسے سب سے اہم مسئلہ بنا لیا تھا۔ اس لئے اُس نے خاموش ہی رہنا مناسب سمجھا۔

"گرجا والوں سے کہہ کر وقت تبدیل کیا جا سکتا ہے" آلڈرسن نے اس طرح کہا جیسے اُس نے آخری فیصلہ دے دیا ہو۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔" شا نے انکسار کے ساتھ جواب دیا "مگر میرے ذہن میں ایک اور بات تھی۔ شاید میرا یہ خیال غلط نہیں ہے۔ کہ فیکٹری کے پُرانے کارکنوں کی سب سے زیادہ تعداد سات سے تین تک کی شفٹ میں ہوتی ہے۔ اور انہی میں ایسے لوگ زیادہ ہوں گے جو جنازے میں شریک ہونا چاہیں گے۔ اگر ہم جنازے کا وقت ساڑھے چار بجے رکھیں تو انھیں بھی شرکت کا موقع مل جائیگا"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" آلڈرسن نے اُسے ٹوکتے ہوئے کہا: "فیکٹری بند کر دی جائے گی۔"

"دن بھر کے لئے؟" شا نے طنز آمیز لہجے میں سوال کیا۔

"ہاں، دن بھر کے لئے۔"

والنگ نے کوشش کی تھی کہ وہ آنکھوں کے اشارے سے آلڈرسن کو اس جواب سے روک دے۔ مگر اس وقت آلڈرسن اس قدر غضبناک ہو رہا تھا کہ وہ اس کی جرأت نہیں کر سکا۔ والنگ جانتا تھا کہ وہ اپنے غصہ کی وجہ سے ایک جال میں پھنستا چلا جا رہا تھا۔ صرف چند ماہ قبل فیکٹری یونین کا صدر رہا تھا۔ اور نائب صدر میکس ہارٹزل نے مزدوروں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے مطالبہ کیا تھا کہ جنازے کے دن تمام فیکٹریاں بند کر دی جائیں مگر کارکنوں کی تنخواہ نہ کاٹی جائے۔ یونین سے ملازمت کی شرائط طے ہونے وقت با تنخواہ چھٹی ہی سب سے پیچیدہ مسئلہ بن گئی تھی اور ایوری بلمرڈ آئندہ کے لئے کوئی نظیر قائم کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے یہ درخواست مسترد کر دی تھی۔ ہارٹزل نے اس پر یہ معاملہ یونین کے عام جلسے میں پیش کیا۔ اور مزدوروں کے جذبات میں اتنا اشتعال پیدا کر دیا کہ ہڑتال کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اگرچہ معاملہ رفع دفع ہو گیا اور ہڑتال کی نوبت نہیں آئی۔ لیکن شا نے محسوس کر لیا تھا اور آلڈرسن کو بھی تو اتنا سمجھ لینا چاہئے تھا کہ ایک نظیر قائم کی جا چکی ہے۔ اور اسے نظر انداز کیا گیا تو مزدور خواہ مخواہ بھڑک اٹھیں گے۔

"یونین نے جو حالات پیدا کر دئے ہیں اس کے پیش نظر —" والنگ نے کہنا شروع کیا۔ لیکن اپنی بات آدھی ہی رہنے دی۔ اسے امید تھی کہ شاید اس طرح وہ آلڈرسن کے حافظے کو جھنجھوڑ سکے گا۔

"آلڈرسن نے شاید اس کی بات ہی نہیں سُنی۔ وہ شا کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ شدت غیظ کی وجہ سے اس کا چہرہ تمتمایا ہوا تھا۔" میرے خیال میں

تم نے سوچا ہو گا کہ اس طرح روپے کا نقصان کیوں کیا جائے؟

"اس کا خیال تھا تو۔ مگر کچھ اور بھی باتیں ہیں۔" اس نے بڑے اطمینان کے ساتھ اسے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "اصل بات وہی ہے۔ جو ڈان نے ابھی کہی ہے ـــ یونین نے جو حالات پیدا کر دیتے ہیں۔ اور فریڈ تمہارا یہ خیال بھی بالکل درست ہے۔ کہ اس کے مالی پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اب مجھے یاد آیا کہ مسٹر بلوڈ نے یونین والوں سے کہا تھا کہ ایک دن کی با تنخواہ چھٹی دینے سے کمپنی کو ستائیس ہزار ڈالر کے قریب نقصان پہنچے گا تم کو تو معلوم ہے کہ یہ بات اجرتوں میں اضافے سے پہلے کی تھی۔ اب تو نقصان کچھ اور زیادہ ہو گا۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" آلڈرسن نے کچھ سوچے سمجھے بغیر کہا۔

وڈلنگ کو یقین تھا کہ آلڈرسن کا یہ طرزِ عمل شا کو ضرور ناگوار گزرا ہو گا۔ مگر وہ اس کا اعتراف کرنے پر بھی مجبور تھا۔ کہ اس کے بشرے سے ذرا بھی خفگی ظاہر نہیں ہونے پائی تھی۔

شا نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا "مجھے یہ بھی یاد ہے کہ مسٹر بلوڈ نے یونین والوں کو یہ دلیل بھی پیش کی تھی کہ با تنخواہ چھٹی ملنے پر لوگ کسی کا ماتم نہیں کرتے۔ کیونکہ چھٹی کے بعد جنازے کے شرکاء کے مقابلے میں ان لوگوں کی تعداد یقیناً زیادہ ہو جائے گی۔ جو جوائے لینڈ میں تفریح کے لئے جانا پسند کریں گے۔

وڈلنگ کی نظروں کے سامنے وہی موٹر دوڑ گئی جس پر لوگ قہقہے لگاتے

ہوتے جارہے تھے۔ اس کے پس منظر میں ان لوگوں کی آواز سنائی دی جو چہلیں کرنے اور مسرت کے شادیانے بجانے میں مصروف تھے۔ شا نے واقعی درست کہا تھا۔ با تنخواہ چھٹی ملنے کے بعد کون کس کا ماتم کرتا ہے۔ اتنا بہت سا روپیہ ضائع کرنا، قطعی مناسب نہیں ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یونین کی بھڑوں کا چھتہ چھیڑنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ آخر آلڈرسن کو کیا ہو گیا ہے؟ کیا وہ ان خطرات کو محسوس نہیں کر سکتا؟ یہ دوسری بات ہے، کہ ان باتوں کا اسے پہلے خیال نہ آیا ہو۔ اگر وہ ان معاملات پر اب بھی غور کرے تو صرف ایک فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ فیصلہ شا پہلے ہی کر چکا ہے۔ آلڈرسن کے لیے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے کہ وہ اس فیصلے کی تصدیق کر دے۔ مگر یہ بھی صاف ظاہر تھا کہ وہ اس کے لیے تیار نہیں ہے۔ اس کی صورت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بالکل دم بخود ہے۔ اور اس کے چہرے پر سرخی دوڑتی جا رہی ہے۔

"ایک بات اور ہے۔" شا نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا "یہ بات ہے تو بہت معمولی، مگر اس قابل ضرور ہے کہ اس کا بھی لحاظ رکھا جائے جنازے کا وقت ساڑھے چار مقرر کیا گیا تو ہمیں شکاگو میں اپنی نمائش بند کرنے میں زیادہ آسانی ہوگی۔"

وانگ نے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔ شا نے یہ کیوں کہا کہ نمائش بند کرنے میں آسانی ہوگی۔ کاش، یہ الفاظ وہ استعمال نہ کرتا۔ ان کا مفہوم بالکل واضح تھا۔ آلڈرسن پہلے ہی غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اب تو وہ اور بھی آپے سے

باہر ہو جائے گا۔

"آسانی ہو گی" تمہارا یہی رویّہ ہر چیز کے متعلق ہے۔ مسٹر بلرڈ تو بے چارے اپنی جان سے گئے۔ تمہیں صرف اپنی آسانیوں کا خیال ہے صرف اپنی آسانیوں کا۔ میرے خیال میں ابھی تمہارے دماغ میں چند اور تجاویز بھی ہوں گی۔"

آلڈرسن اچانک اٹھ کر تیر کی طرح دروازے کی طرف بھاگا۔ وانگ اس صورتِ حال کے لئے تیار نہ تھا۔ وہ کھڑا ہونے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ آلڈرسن نظروں سے اوجھل بھی ہو گیا۔ پہلے تو اس نے بھی اٹھ کر چلے جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کے راستے میں کھڑا ہو گیا۔ اُس کو دھکا دے کر ہٹائے بغیر باہر جانا مشکل تھا۔ وانگ اس کج خلقی کے لئے تیار نہ تھا۔

شا کے لہجے میں نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اور اچانک اس میں زیادہ یگانگت معلوم ہونے لگی تھی۔

"وان! تمہیں کہو ـــ میں نے کوئی بات غلط کہی ہے؟ یا خود بڑے میاں کے ہوش درست نہیں ہیں؟ مجھے معلوم ہے کہ ان کی صحت ٹھیک نہیں ہے ـــ لیکن تم تو انھیں مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

"یہ کچھ ایسی ناقابلِ فہم بات نہیں ہے۔ ہاں ابھی چند ہی گھنٹے قبل مسٹر بلرڈ کی موت کی اطلاع ملی ہے۔"

وانگ نے 'ہمیں' استعمال کر کے آلڈرسن سے ہم آہنگی کا اظہار صرف نیم شعوری طور پر کیا تھا۔ مگر شا نے اس کی اہمیت فوراً محسوس کر لی۔

"کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جو کچھ کیا ہے اُس سے فریڈ کی طرح تمہیں بھی اختلاف ہے؟"

"ایسا تو نہیں ہے۔"

شا نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا "کن خاص معاملات میں تمہیں مجھ سے اتفاق نہیں ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ میں نے جو کچھ کیا ہے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ اخباروں میں خبریں بھیجنا ضروری تھا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کام کو فوراً ہونا چاہیئے تھا۔"

والنگ شش و پنج میں پڑ گیا۔ وہ اتفاق رائے نہیں کرنا چاہتا تھا اور اختلاف رائے بھی ناممکن تھا۔

میٹنگ کا وقت اور چھٹی نہ دینے کا فیصلہ حالات سے مجبور ہو کر کیا گیا تھا۔ شا نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا "اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شاید میں نے کسی خاص بات کو نظر انداز کر دیا ہو۔ اور اگر کوئی بات ایسی ہے مجھے بتا دو۔ کہ مجھ سے کیا غلطی ہوئی۔ میرے اُوپر یہ بڑا احسان ہو گا۔ ہے کوئی ایسی بات؟"

میں تم سے بحث تو نہیں کر رہا ہوں؟ ڈان اپنے اس جواب پر والنگ کو خود بھی حیرت ہوئی لیکن مجھے تمہاری پوری تائید بھی حاصل نہیں ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟

ڈان! مجھے تمہارا بڑا سہارا تھا نہ تمہاری تائید کا۔

یہ بڑی جرأت آمیز درخواست تھی۔ اس کے لہجے میں مبالغہ آرائی کی جھلک صرف خفیف سی تھی۔ ابھی تک والنگ نے یہ دلیل پیش کر کے شا سے اپنے للہی بغض کو قابو میں رکھا تھا۔ کہ شا نے جو کچھ کیا ہے، بالکل درست ہے۔ اور۔۔ ۔۔۔

اس کے کسی اقدام پر نکتہ چینی ممکن نہیں ہے۔ مگر اب اچانک اس نے محسوس کیا کہ ان تمام باتوں کی تہ میں کیا ہے؟ شا نے یہ تمام سوانگ اپنے ذاتی فائدے کے لئے رچایا تھا۔ ابتدا میں اسے کچھ شک ضرور ہوا تھا کہ شا کی کوشش یہی ہے کہ وہ آلڈرسن کا ساتھ چھوڑ دے۔ مگر کچھ دیر بعد وہ اس کی طرف سے غافل ہو گیا تھا۔ اب اسے خیال آیا کہ شا کی اداکاری کے پس پردہ کیا مقصد کار فرما تھا؟ اس کا تپاک، اس کی خوش مزاجی، غصہ ضبط کرنے کی وہ مسلسل کوشش، ان تمام باتوں کا مقصد کیا تھا؟ یہی نا کہ ایک سوچے سمجھے ہوئے منصوبے کے تحت آلڈرسن کو بدترین رنگ میں پیش کیا جائے۔ اس کے دل میں ڈان وانگ کے احترام کے سوتے خشک ہو گئے تھے۔ لیکن یہ خیال آتے ہی اس سے ہمدردی کے چشمے دوبارہ پھوٹ پڑے۔

"کوئی تجویز نہیں؟" شا نے سوال کیا۔ "کوئی اعتراض نہیں؟"

وانگ شش و پنج میں پڑ گیا۔ وہ دل ہی دل میں بحث کر رہا تھا کہ اس کا کیا جواب دے۔ اس نے کچھ کہا بھی تو اس سے کیا فائدہ ہو گا؟ اس جنگ میں تو وہ فریق بھی نہیں تھا۔ جنگ شا اور آلڈرسن کے درمیان تھی۔ وہ تو محض ایک تماشائی تھا۔ مگر وہ اپنی فطری دیانت داری سے مجبور تھا۔ "اب تم مجھ سے پوچھتے ہی ہو تو میں تم سے صاف صاف کہنا چاہتا ہوں کہ فریڈ سے تم کسی حد تک درشتی سے پیش آئے ہو۔"

"درشتی سے؟ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میری کس بات کی وجہ سے تم نے یہ محسوس کیا۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ وہ ایوری ہلبرڈ سے بہت قریب تھا۔ ہم سب سے زیادہ قریب، اس لئے یہ بالکل فطری بات ہے۔ کہ اسے زیادہ صدمہ ہوا ہے۔ کچھ دیر کے لئے اس کا توازن باقی نہیں رہا۔ ممکن ہے کہ یہ بات تم اچھی طرح محسوس نہ کرسکو۔ مگر——"

"نہیں میں خوب محسوس کرتا ہوں۔" شانے تیزی سے جواب دیا۔ "اور میں نے اس کا لحاظ رکھنے کی ہر امکانی کوشش کی تھی۔ میرا خیال تھا کہ تم نے بھی اسے محسوس کیا ہوگا۔ تم نے یہ اندازہ بھی ضرور لگا لیا ہوگا کہ فریڈ کے غیر دوستانہ رویّہ پر اگر میں ناپسندیدگی کا اظہار کرتا تو بالکل حق بجانب ہوتا۔ اس کے باوجود میں نے یہی کوشش کی تھی کہ میرے احساسات ظاہر نہ ہونے پائیں۔"

"اچھی بات ہے۔ چھوڑو اسے جانے بھی دو۔"

"ڈان۔ ذرا ٹھہر جاؤ۔" وانگ دروازے کی طرف بڑھنے لگا تو شانے اپنے ہاتھ سے اس کا راستہ روکتے ہوئے کہا۔ "کاش! تم یہ تاثر قائم نہ کرتے۔ خاص طور پر تم۔"

"خاص طور پر میں۔ آخر مجھ میں کیا خاص بات ہے؟"

"اس لئے ڈان بات یہ ہے کہ میں ہمیشہ یہی محسوس کرتا ہوں کہ میرے اور تمہارے مفاد میں ایک طرح کی ہم آہنگی ہے۔ ممکن ہے تم نے اس کا جائزہ نہ لیا ہو۔ مگر یہ بہرصورت موجود ہے۔ میری بہت دنوں سے یہ خواہش تھی کہ ہمیں اور زیادہ مل جل کر کام کرنا چاہیے۔ ممکن ہے اب اس کا موقع بھی مل جائے۔"

"ممکن ہے"

"اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔"

"بہت خوب"

شا ضرورت سے زیادہ خوش معلوم ہوتا تھا۔ والنگ نے محسوس کیا کہ شا نے اگر یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ اس کے خیالات سے متفق ہے تو بہتر ہے۔ کہ یہ بات اس کے دل سے فوراً نکال دی جائے۔ اس نے آہستگی سے کہا۔ "جہاں تک مفاد کی ہم آہنگی کا تعلق ہے ـــ کسی کے ساتھ میں اپنا مفاد ہم آہنگ سمجھتا ہوں تو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ کمپنی کے بہترین مفاد کو فروغ دیا جائے۔"

یہ ہمارے درمیان مشترک ہے نا؟ ہاں ایک بات اور ہے۔ کیا تم مہربانی کر کے میرا کچھ ہاتھ بٹاؤ گے؟ آج رات مجھے چند کام کرنے ہیں۔ بہت سے آدمی مجھ سے ملاقات کے منتظر ہیں۔ اور ـــ"

"ہاں۔ میں نے بھی دیکھا تھا۔" والنگ نے اس کی بات کاٹ کر تحقیر آمیز لہجے میں کہا۔

"مجھے اتفاق سے یہ خیال آ گیا تھا کہ شاید بعض معاملات ایسے ہوں جن کے بارے میں مسٹر بلرڈ کو جلد فیصلہ کرنا تھا۔ شا نے اسے اپنی بات سمجھاتے ہوئے کہا ـــ "انھیں انتظامیہ کمیٹی میں پیش کیا جاتا تو کام میں بلا وجہ تاخیر ہوتی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آج ہی رات کو تمام صورتِ حال کا عجلت کے ساتھ جائزہ لے لیا جائے تو اس سے ہم سب کو فائدہ پہنچے گا۔ فیصلہ طلب معاملات پر غور کرنے کے لئے ہمیں دو دن مل جائیں گے اور پیر کو ان کے متعلق کارروائی کے لئے میدان صاف

ہو جائے گا۔"

ایک لمحے کے پس و پیش کے بعد شا نے محسوس کیا کہ اس اقدام کے لئے ابھی مزید جواز پیش کرنا ضروری ہے۔ اس نے اس نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا ہے۔ "میں صرف بعض اہم اور نازک معاملات کی طرف توجہ کر رہا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ یول کی لکڑی کا جہاز چار ہفتے کی تاخیر کے ساتھ پہنچ رہا ہے۔ خریداری کے شعبے کے انچارج شیفر نے مجھے ابھی ابھی بتایا ہے۔ کہ واٹر سٹریٹ کی فیکٹری میں اتنی بھی لکڑی نہیں ہے۔ کہ وہ تین ہفتے کے لئے ہو سکے۔ اگر فوراً کوئی کارروائی نہ کی گئی تو ہم فیکٹری بند کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ تمہیں اس کا علم ہے؟"

لکڑی کی بہم رسانی سے ڈان دالنگ کی روز مرہ کی ذمہ داریوں کو دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ لیکن اتفاق سے چند روز قبل جیس گریم نے دوپہر کے کھانے پر اس صورتِ حال کا ذکر کر دیا تھا۔ یہ اس کے لئے بہترین موقع تھا۔ کہ وہ شا کی یاس آفرین پیش گوئی کا سختی سے جواب دے سکے۔ اس لئے یہ کہتے ہوئے اسے تھوڑی سی خوشی ہوئی کہ جیس نے اس کا پہلے ہی انتظام کر لیا ہے۔ اور کسی دوسری جگہ سے کسی دوسری لکڑی کے ڈھائی لاکھ فٹ تختے منگانے کی ہدایت کر دی تھی۔"

"میرا بھی یہی خیال تھا۔" شا نے ایک آہ بھر کر اپنی مایوسی میں اسے بھی شریک کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن بدقسمتی سے اس لکڑی کے لئے آرڈر دینے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اس میں شک نہیں کہ ہم دوسری

لکڑی بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن اس کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔ خریداری کے شعبے نے اس سلسلے میں کوئی عملی کارروائی نہیں کی۔ اسے انتظار تھا کہ جیبی گریم پہلے مسٹر بلرڈ کی منظوری حاصل کرے۔"

ڈان وانگ نے محسوس کیا جیسے وہ چکرا کر گر پڑے گا۔

"یہ معاملہ زیادہ نازک ہے۔ حالانکہ تمہارا خیال کچھ اور تھا" شا نے ہلکے سے تبسم کے ساتھ جواب دیا۔ "خوش قسمتی سے ہم پیر کی دوپہر تک دوسری لکڑی کا آرڈر دے سکتے ہیں۔ اس لئے یہ گتھی سلجھانے کا وقت ابھی باقی ہے۔ بہرصورت مجھے جیبی سے بات کر لینا چاہئے۔ میرے خیال میں وہ شہر سے باہر ہے۔"

"ہاں۔ وہ میری لینڈ گیا ہوا ہے۔" وانگ نے جواب دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ اس کی اپنی آواز نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہیں بہت دور سے آرہی ہے۔ اس کا ذہن لورن شا کی شخصیت کے تضاد پر غور کرنے میں مصروف تھا۔ ..... اس سے جتنی نفرت کی جاتی ہے اس کی باتیں اتنی ہی زیادہ سچی معلوم ہونے لگتی ہیں۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ جیبی سے کس طرح بات کی جائے؟

"میرا خیال ہے کہ فریڈ نے اسے فون کیا تھا اور جب وہ نہیں ملا تو اس کے گھر میں یہ کہہ دیا کہ وہ آتے ہی اسے ٹیلی فون کرے۔"

شا کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ "اگر ہمارے کرم فرما مسٹر آلڈرسن کو شدید اعتراض نہ ہو تو مسٹر گریم سے کہہ دو کہ وہ مجھ سے

بات کرلیں۔"

"ہاں! میں کہہ دوں گا۔"

یہ وہاں سے اُٹھ کھڑے ہونے کا بہترین موقع تھا۔ اوردا لنگ قدم بڑھا کر دروازے سے نکل گیا۔

"ذرا سننا ڈان" دروازے سے نکلتے ہی شا کی آواز آئی۔ "اگر تمہیں چند منٹ کی فرصت ہو تو ——؟"

"معاف کرنا۔ میں بھول گیا تھا۔ کیوں کیا کام ہے؟"

"اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو چوبیسویں منزل تک چلے جاؤ۔ دیکھو مس مارٹن کا کیا حال ہے۔؟ میں نے انھیں شہر کے باہر کی فیکٹریوں اور شاخوں کے نام بھیجنے کے لئے تاروں کے مسودے روانہ کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ ذرا دیکھ لینا کہ تمام کام اچھی طرح ہو رہا ہے۔ یا نہیں۔ ہاں ماریس اب تم اندر آجاؤ۔"

ماریس ان لوگوں میں شامل تھا جو بنچ پر بیٹھے انتظار کر رہے تھے۔ والنگ نے دیکھا کہ انتظامی شعبے کا نگراں مجسم اطاعت بنا ہوا ہے۔ اس لئے دل میں کہا۔ "بادشاہ مر چکا ہے۔ خدا بادشاہ کو سلامت رکھے۔" اس کے ساتھ ہی اس کی طبیعت اتنی بدمزہ ہوئی جیسے اُسے اُبکائی آجائے گی۔

وہ زینے پر آدھی دُور گیا ہوگا۔ کہ اس کے ضمیر نے ایک ہلکا سا کچوکا لگایا۔ ممکن ہے آلڈریس اپنے دفتر میں اس کا انتظار کر رہا ہو۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔

آلڈرسن کے کمرے کے بند دروازے سے زرد رنگ کی روشنی چھن کر باہر آ رہی تھی۔ اس لئے ہمدردی کا جذبہ اس کی مایوسی پر غالب آگیا۔ وہ دوبارہ نیچے اُترنے لگا۔ اتنے میں اس نے اوپر سے کوئی آواز آتی ہوئی سنی۔ اس نے دیکھا کہ ایریکا مارٹن زینے کے بالائی سرے پر کھڑی ہوئی ہے۔ اس کے دفتر کے کھلے ہوئے دروازے کی روشنی اُس کی پشت پر پڑ رہی تھی۔ اس کا چہرہ صاف نظر نہیں آرہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بھٹکی ہوئی روح تاریک غار کے سرے پر کھڑی ہوئی ہے۔

وہ تیزی کے ساتھ زینے طے کرتا ہوا اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔ مگر مس مارٹن نے اس سے نظریں چار نہیں کیں، وہ مسلسل شا کے دفتر کے دروازے کو دیکھتی رہی۔

"آپ کیسی ہیں۔ مس مارٹن؟"

مس مارٹن کے طرزِ عمل سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُسے وانگ کی موجودگی کا احساس صرف اُس کی آواز سننے کے بعد ہوا ہے۔ اس کے جسم کی کپکپی اچانک برق رفتاری میں تبدیل ہو گئی۔ چشم زدن میں وہ اپنے دفتر کے اندر تھی۔ ان چند لمحات نے اُسے اپنے چہرہ پر اطمینانِ قلب کی نقاب ڈال لینے کا موقع فراہم کر دیا تھا۔ اس لئے کمرے میں پہنچ کر اُس نے مڑ کر وانگ کی طرف دیکھا، تو اُس کی آنکھیں اس طرح خشک تھیں۔ جیسے وہ اشکوں کی نمی سے کبھی آشنا ہی نہ ہوئی تھیں۔

"ہر چیز بالکل ٹھیک ہے۔" یہ کہتے ہی اس نے اپنی نظریں میز پر گاڑ دیں۔ اس

کا مطلب یہ تھا کہ اس کا جواب اس کی ذات کے بجائے اس کام سے متعلق ہے جو اس نے اب تک کیا تھا۔

اس نے دیکھا کہ مس مارٹن کی میز پر ٹائپ کئے خطوط کا ایک انبار لگا ہوا ہے۔ اور ایک ہی خط پر سرسری نظر ڈالنے سے اُسے اندازہ ہو گیا کہ صرف چند منٹ کے اندر اُسے کتنی بار یہ دل خراش حقیقت دہرانا پڑی تھی۔ کہ ایوری بلر ڈمر گیا ہے۔ اُس کے دل میں یک بیک مس مارٹن سے ہمدردی کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ اور وہ غیر شعوری طور پر محسوس کرنے لگا۔ کہ اس نے مس مارٹن کی جگہ لے لی ہے۔ اس سے قبل ان دونوں نے ایک دوسرے کے لئے کبھی کسی گرم جوشی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اس کے باوجود اُس کے دل میں اس سے ہمدردی کا کچھ اتنا شدید جذبہ پیدا ہو گیا کہ اس نے بالکل اضطراری طور پر اپنا ہاتھ اُس کی گردن میں حمائل کر دیا۔ اچانک مس مارٹن بھی اسی اضطراری جذبے کے تحت اس سے لپٹ گئی۔ اور اس کا سر والنگ کے کندھے پر ڈھلک گیا۔ پھر اس نے ایک کپکپاتی ہوئی سسکی اور ایک گھٹی گھٹی سی کراہ سُنی مس مارٹن اس سے کچھ اس طرح چمٹ گئی تھی جیسے یہ آواز خود والنگ کے گلے سے نکلی ہو۔ اس کے بازو کی گرفت اور سخت ہو گئی۔ اور اس کے ذہن میں میری کی اس وقت کی یاد کوند گئی جب اس کے باپ کا انتقال ہوا تھا۔

اس کے بعد مس مارٹن یکلخت اس تیزی کے ساتھ اس سے الگ ہو گئی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ لیکن یہ واقعہ بجائے خود ایسا تھا کہ مس مارٹن کا اندھا غم خوف اور ندامت کے احساس میں تبدیل ہو چکا تھا۔

"میں - میں انتہائی شرمندہ ہوں۔ مسٹر والنگ - میں -"

"اس کا ہاتھ پھسل کر نیچے آ گیا اور اس نے مس مارٹن کا بازو زور سے پکڑ لیا۔" کوئی بات - کوئی بات - میں جانتا ہوں۔ اس وقت آپ کتنی غمزدہ ہیں۔ یقین جانئے - میں جانتا ہوں۔" اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی جیسے اس کی ہر بات معنی اور مفہوم سے عاری تھی۔ اس کے باوجود مس مارٹن کے لئے یہ الفاظ ہرگز بے معنی نہیں تھے۔ اس نے اپنی نظریں اوپر اٹھائیں والنگ نے دیکھا کہ ان میں بھی احسان مندی کی دبی جھلک تھی۔ جو آج تک میری کے سوا اسے کسی عورت کی آنکھوں میں نظر نہیں آئی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ اب مس مارٹن کو اکیلا ہی چھوڑ دینا چاہئے۔ چنانچہ وہ آہستہ سے دروازہ بند کر کے باہر چلا گیا۔

وہ زینے پر کھڑا سوچ رہا تھا اور اس سے پہلے بھی کئی بار سوچ چکا تھا کہ انسان کا باطن اس کے ظاہر سے کتنا مختلف ہوتا ہے۔ . . . اور اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ لوگ اپنے جن احساسات کو دوسرں سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ ان احساسات سے کتنے مختلف ہوتے ہیں جن کی وہ اس شد ومد کے ساتھ نمائش کرتے رہتے ہیں۔

آلڈرس کے کمرے سے زرد رنگ کی روشنی چھن چھن کر اب بھی آرہی تھی اس لئے والنگ تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ اس کا دل ہمدردی کے جذبات سے معمور تھا۔ اس نے محض آلڈرس کی پاس داری کے لئے نشا سے کہہ دیا تھا کہ ایوری بلرڈ کی موت کے صدمے کی وجہ سے اس کے ہوش وحواس

قدرت نہیں ہے۔ اب اسے خیال آیا کہ اس نے غلط نہیں کہا تھا۔ مگر اس کی ہمدردی رحم سے اس قدر قریب پہنچ گئی تھی۔ کہ اس کے دل میں امید کا آخری ستارہ بھی ڈوب گیا۔ فریڈ آلڈرسن کسی صورت میں ٹریڈ ہے کارپوریشن کا صدر نہیں بن سکتا تھا۔ اب اس میں شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی تھی۔ لیکن کیا فریڈ کو اس کا احساس ہے...... یا وہ اب بھی اسی غلط اور حوصلہ شکن راستے پر چلنے کا تہیہ کئے بیٹھا ہے۔ جس پر وہ شا کے دفتر میں اس اصرار کے ساتھ چلتا رہا تھا۔

ڈان وانگ نے دروازہ کھولتے ہی یہ اندازہ لگا لیا کہ آلڈرسن نے شکست تسلیم کر لی ہے۔ وہ کرسی پر اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے اس میں جان ہی نہیں ہے۔ اس کا تمام دم خم رخصت ہو چکا تھا۔ اس کے چہرے پر کشیدگی اور غصے کا دور دور تک نشان نظر نہ آتا تھا۔ اس کے بجائے وہ مجسم ندامت اور انفعال معلوم ہو رہا تھا۔

"مجھے افسوس ہے ڈان۔ میں نے تمام کام چوپٹ کر دیا۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

آلڈرسن نے ہاتھ کے اشارے سے اسے خاموش کر دیا۔ اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ نہیں نہیں ـــ نہیں مجھ سے بڑی مایوسی ہوئی ہو گی۔ لیکن میں کیا کروں؟ میں کر بھی کیا سکتا تھا؟ مجھے خود اپنے آپ سے بھی مایوسی ہوئی ہے۔ میرا خیال تھا کہ میں اسے ہر بات میں لاجواب کر سکتا ہوں۔ مگر مجھ سے یہ نہیں ہو سکا۔"

یہ ایک ذلت آمیز اعتراف تھا۔ اور ہمیشہ کی طرح اس ذلت بھی ڈان دانگ کمزوری کا مظاہرہ دیکھ کر پیچ و تاب کھانے لگا۔ "فریڈ میں جانتا ہوں، شا کے متعلق تمہارے کیا احساسات تھے۔ اور ——"

"نہیں یہ شا کا معاملہ نہیں ہے، شا کا معاملہ بالکل نہیں ہے۔ تم نے اسے محسوس نہیں کیا ڈان؟ میں شا کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا۔ اور اس سے نپٹ بھی سکتا تھا۔ لیکن اس کا مقابلہ تو تھا ہی نہیں۔ یہی میری غلطی تھی۔ میں نے یہ سمجھا تھا کہ میں شا کا مقابلہ کر رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ تمہیں بھی نہیں معلوم تھا۔"

فریڈ، میں ——"

"نہیں مجھے اپنی بات پوری کر لینے دو۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ تمہیں بھی معلوم ہو جائے۔ تمہیں یہ بہر صورت معلوم ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر تم میری مدد نہیں کر سکتے۔ میں تو ایوری بلرڈ سے لڑ رہا تھا۔ جب میں لفٹ پر یہاں آیا تھا اس وقت بھی مجھے اس کا احساس تھا۔ اسی لئے میں پہلے اپنے کمرے میں گیا اور اپنے آپ کو اس کا قائل کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ میں یہ لڑائی لڑ سکتا ہوں۔ مگر میں اس میں ناکام رہا۔ تمہارا خیال ہے کہ میں شا سے ڈرتا تھا۔ ہے نا تمہارا یہ خیال؟ نہیں۔ میں اس سے بالکل نہیں ڈرتا۔ اس سے لڑنا کوئی مشکل کام نہ تھا۔ آدمی کو کسی سے نفرت ہو تو وہ اس سے آسانی کے ساتھ لڑ سکتا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ میں ایوری بلرڈ سے نہیں لڑ سکتا تھا آج تک یہ کبھی ممکن ہی نہیں ہوا۔"

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا بچپن دوبارہ واپس آگیا تھا اور وہ جذبات سے متاثر ہوکر بے معنی باتیں کرتا چلا جا رہا تھا۔ اس لئے والنگ نے ان الفاظ کو مطلب پہنانے کی کوشش ترک کر دی۔ لیکن اچانک یہ سن کر اس کے کان کھڑے ہوگئے: "تم کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے ڈان ——— ایوری بلڈ یہ چاہتے ہی نہ تھے کہ میں صدر بن جاؤں وہ چاہتے تھے کہ میں جو کچھ ہوں وہی رہوں۔ بالکل وہی جو اس وقت ہوں۔ نہیں ذرا ٹھہر جاؤ۔ ہاں میں ٹھیک کہتا ہوں۔ ایسا نہ ہوتا تو وہ مجھے نائب صدر انتظامیہ ضرور بنا دیتے۔ اس بار نہیں۔ بلکہ اس سے پہلے ہی۔ جب انھوں نے اس جگہ فٹز جیرلڈ کو مقرر کیا تھا۔

ہمدردی کا تقاضا یہ تھا کہ ڈان والنگ اس کی تردید کرے۔ مگر یہ تو انضمام کے سودے کا ایک حصہ تھا فریڈ ——— فٹز جیرلڈ کو اس لئے مقرر کردیا گیا تھا کہ ——— "

"نہیں، ڈان۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہے ——— ایوری بلرڈ مجھے مقرر ہی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ میں اس سلسلے میں کافی مضطرب رہا ہوں۔ وہ صرف اس لئے ٹال مٹول کر رہے تھے۔ کہ ان کا ارادہ کسی اور کو مقرر کرنے کا تھا۔ ڈان۔ بات یہ ہے کہ وہ میرے جذبات کو ٹھیس لگانا نہیں چاہتے تھے۔ میں خود ان سے اس معاملے میں بات کرنے والا تھا۔ میں تو ان سے کہنے ہی والا تھا کہ مجھے اس عہدے کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ وہ کسی اور کو مقرر کر دیں۔"

ڈان والنگ کے ذہن میں ایک سوال ابھرا۔ اور پوری کوشش کے

باوجود وہ اس سے یہ بات پوچھے بغیر نہ رہ سکا ۔" فریڈ - یہ تو بتاؤ کہ ایوری بلنڈ کسی اور کو مقرر کر دیتے تو وہ کون ہوتا ؟"

آلڈرسن نے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں ۔" اسی سے تو میں خائف تھا - میں نے اس سے کبھی اس معاملے میں بات نہیں کی ۔ معلوم نہیں کیوں ان سے یہ پوچھنے کی ہمت ہی نہیں پڑی ۔"

"کیا وہ شا کو مقرر کر دیتے ؟"

ہوان وانگ نے محسوس کیا کہ یہ سوال کر کے اس نے بڑی زیادتی کی ہے مگر جب یہ بات وہ پوچھ ہی بیٹھا تو اس نے اندازہ لگایا کہ اس کے لئے مناسب بھی یہی تھا ۔

آلڈرسن کی حالت اس وقت ایسی تھی جیسے کوئی بچہ تھا ۔ اور کسی نے غصے سے مغلوب ہو کر اسے تھپڑ مار دیا ہو ۔ وہ ایک لمحے تک وانگ کو گھورتا رہا ۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں سے غبار چھٹ گیا ۔ اب اس کے لہجے میں بھی ہذیانی کیفیت باقی نہیں رہی تھی ۔ "ہاں ممکن ہے اسی کو مقرر کر دیا جاتا ۔ لیکن میں نے آج شام کو جو کچھ دیکھا ہے اس کا ذکر ایوری بلنڈ سے کر دینے کا موقع مل جاتا ۔ تو اس کے تقرر کا کوئی امکان باقی نہ رہتا ۔" یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا ۔ جیسے یہ فیصلہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس کی وضاحت بھی کرے یا نہیں ۔ اور بظاہر اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اس سلسلے میں کچھ اور نہ کہا جائے ۔ اس نے اپنی گفتگو کا سلسلہ دوبارہ شروع کرتے ہوئے کہا "کچھ بھی ہو جائے ڈان ۔ اب شا مقرر نہیں ہو سکتا ۔ ہمیں اس کے خلاف

پورا زور لگا دینا چاہیے۔

"پھر تو جیس ہی کو مقرر ہونا چاہیے۔"

آلڈرسن نے کہا۔ "شا کو شکست دینے کی صرف یہی صورت ہے"

"جیس؟"

آلڈرسن نے اپنی نوٹ بک کھول کر اس طرح سامنے رکھ دی کہ اس پر جو کچھ لکھا ہوا تھا اُسے وانگ بھی پڑھ سکے۔ اس پر آمنے سامنے تین تین نام لکھے ہوئے تھے۔

گریم	شا
آلڈرسن	ڈڈے
وانگ	کیسویل

"فریڈ۔ کیا تمہارے خیال میں چھ ڈائرکٹروں کے ووٹ اس طرح بٹ جائیں گے؟"

"ہاں۔ میں جیس کی حمایت کروں گا اور میرا خیال ہے کہ تم بھی۔ کم سے کم شا کے مقابلے میں تو تمہارا رویہ یہی ہوگا۔"

احتیاط کا تقاضا تھا کہ وانگ کوئی قطعی جواب نہ دیتا۔ تمہارے خیال میں شا کی حمایت ڈڈے کیوں کرے گا؟"

تم نے محسوس نہیں کیا۔ کہ ان میں کئی مہینے سے بڑی گاڑھی چھن رہی ہے۔ جیسے وہ بندربانٹ میں مصروف ہوں۔ تم نے دیکھا تھا کہ آج رات شا اسے ہوائی اڈے تک پہنچانے کے لئے کس طرح کود پڑا تھا؟"

ڈان نے سر کی جنبش سے اس کی تائید کی۔ اُسے یاد آگیا کہ فیڈرل کلب کے گزشتہ رقص میں اس نے ڈڈے کے ساتھ شا اور اُس کی بیوی کو بھی دیکھا تھا۔

" اور کیسویل تو یقیناً شا کو ووٹ دے گا۔" آلڈرسن نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ تم نے یہ کیسے سمجھا؟"

"کیونکہ وہ کیسویل کا آدمی ہے۔ شا یہاں کیسویل ہی کی سفارش پر آیا تھا۔"

اچھا جو لیا ٹریڈوے پرنس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟"

"یہی تو میں بھی سوچتا رہا ہوں۔" آلڈرسن نے آہستہ سے کہا۔ "مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں ان کا نام کدھر لکھوں؟"

والنگ نے نوٹ بک کی طرف دوبارہ دیکھا۔۔۔۔ تین ووٹ ایک طرف، تین دوسری طرف۔ "تم نے جو اندازہ لگایا ہے فریڈ اس کے مطابق تو فیصلہ انہی کے ہاتھ میں ہوگا۔"

"مجھے معلوم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں سوچتا ہوں کہ گھر جاتے ہوئے مسز پرنس سے ملاقات کیوں نہ کر لوں۔ بلکہ مجھے اِن کے پاس بہر صورت جانا چاہئیے۔ تمہیں یاد ہے کہ شام کو میرا ایک فون آیا تھا۔ مس مارٹن مجھے مجلسِ عاملہ کے اجلاس سے بلا کر لے گئی تھیں۔"

"ہاں۔ یاد ہے۔"

"وہ مسز پرنس ہی کا فون تھا۔ کسی شخص نے انھیں نیویارک سے فون کیا تھا وہ ٹریڈ وے کے کچھ حصص خریدنا چاہتا تھا۔ پانچ منٹ قبل میں شا کے متعلق تم سے یہی بات کہنا چاہتا تھا۔ بس یقین۔ سے تو نہیں کہہ سکتا مگر ــــ"

اچانک دروازہ کھلنے پر وہ دونوں چونک اُٹھے۔ دہلیز پر شا کھڑا تھا۔

"اچھا حضرات۔ شب بخیر۔" شا نے جماہی خندہ پیشانی سے کہا۔ "اب غالباً آپ دونوں سے صبح ہی ملاقات ہوگی۔"

"شب بخیر۔" والنگ کی زبان سے غیر ارادی طور پر نکل گیا۔ اور آلڈرسن نے بھی یہی الفاظ دہرا دیئے۔ دروازہ بند ہوگیا۔ والنگ دم بخود بیٹھا رہا۔

"کہیں اس نے چھپ کر ہماری باتیں سُن تو نہیں لیں؟" آلڈرسن نے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد کہا۔

"اس نے کوشش بھی کی ہوگی تو کچھ سُن نہیں سکا ہوگا۔ دروازہ بند تھا۔"

آلڈرسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مگر جیسے اسے اب بھی شک تھا، کہ شا نے ان کی باتیں سُن لی تھیں۔ "میرے خیال میں اب ہمیں بھی چلنا چاہئے یہاں ہمارا کام ہی کیا ہے؟"

کمرے کے باہر لفٹ کا انتظار کرتے ہوئے ڈان والنگ نے نظریں اُٹھائیں۔ تو اس نے دیکھا کہ ایریکا مارٹن کے کمرے میں اب بھی روشنی تھی۔ فرش صاف کرنے والی ایک عورت فرش صاف کرتی ہوئی ان کے قریب

سے گزری۔

"ہماری وجہ سے تمہیں اتنی دیر تک رُکنا پڑا۔" وانگ نے معذرت کے لہجے میں کہا۔

"جی نہیں، کوئی بات نہیں۔" اس نے ہاتھ سے بلر ڈ کے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اِن کی وجہ سے تو مجھے کئی بار اس سے بھی زیادہ انتظار کرنا پڑا ہے۔ میرے خیال میں جنازے میں ہر شخص شریک ہو سکتا ہے؟"

"ہاں۔ کیوں نہیں۔"

"اس کے لئے کیا وقت مقرر کیا گیا ہے؟"

وانگ نے محسوس کیا کہ اِس کا دم گھٹنے لگا ہے، پھر اس نے فریڈرک آلڈرسن کو کسی پس و پیش کے بغیر یہ جواب دیتے سُنا۔ "پیر کو ساڑھے چار بجے بعد دوپہر سینٹ مارٹن ہیں۔"

اتنے میں لفٹ اُن کے قریب آکر رُک گیا۔ لوگی نے خاموشی سے دروازہ کھولا۔ وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ اور دروازہ بند ہوتے ہی نیچے اُترنے لگے۔ لفٹ سے نکل کر آلڈرسن نے گھڑیال پر نظر ڈالی۔ نو بج کر دس منٹ ہو گئے تھے۔ وہ لفٹ کی طرف دوبارہ واپس گیا۔ "لوگی نو بجے گجر کی آواز نہیں آئی تھی۔ آخر وہ خاموش کیوں ہا؟"

"مسٹر شا نے کہا تھا کہ اسے بند کر دیا جائے۔ اسی لئے آپ نے اس کی آواز نہیں سُنی۔" لوگی نے یہ کہہ کر دروازہ بند کر دیا۔

ڈان وائنگ خاموشی سے آلڈرسن کے ردِعمل کا انتظار کرتا رہا۔ مگر اس نے چپ سادھ لی تھی۔ وہ دونوں برآمدے سے نکل کر باہر آ گئے۔

"میں نے جیس سے کہلایا تھا کہ میں نو بجے تک دفتر میں رہوں گا۔" آلڈرسن نے نرمی سے کہا۔ "اسی لئے میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ٹھیک وقت کیا ہے؟"

کنٹ کمانڈنٹ میری لینڈ

نو بج کر چودہ منٹ رات

جیس گریم جب اس پہاڑی پر پہنچا جہاں وہ کن فوک کی خلیج پر پہلی بار طائرانہ نظر ڈالا کرتا تھا تو جھٹ پٹے کی مدھم روشنی بھی غائب ہو رہی تھی ہر طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی وہ دل ہی دل میں اپنے اوپر ملامت کر رہا تھا۔ کہ اس نے اتنی دیر کیوں کر دی۔ جب اُس نے سامنے کی طرف غور سے دیکھنا شروع کیا تو کچھ دیر بعد اُسے سمندر اور خشکی کے دھندلے آثار نظر آنے لگے۔ ایک طرف اسے زردی مائل روشنیاں بھی دکھائی دیں ایک روشنی کچھ جھلملا رہی تھی۔ اور اس نے تصور کیا کہ اُس کی بیوی کھڑکی کے سامنے کھڑی اس کا انتظار کر رہی ہے۔ سارا وہاں چند روز پہلے ہی پہنچ گئی تھی۔ اور اس نے یہ دن بڑی خوشی کے ساتھ تنہائی میں گزارے تھے۔ کیونکہ کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ سارا کو نئی جگہ پسند آ گئی ہے۔ اسے مشرقی ساحل پر جا کر رہنے میں صرف اس لئے تکلف تھا کہ شاید سارا یہ تبدیلی پسند نہ کرے۔ مگر اب اُس کے اندیشے ختم ہو گئے تھے۔ وہ اسے یہ اطلاع بھی نہیں دے سکا تھا، کہ اسے گھر پہنچنے میں دیر ہو جائے گی۔ کیونکہ ابھی تک اُس کے نئے مکان میں ٹیلیفون

نہیں لگ سکا تھا۔

جیس گریم کو گھر پہنچنے میں اتنی دیر ہوگئی تھی کہ اس نے سوچا کہ آج وہ خلافِ معمول ٹیلز سٹور میں نہ ٹھہرے۔ مگر بعد میں اس نے یہ سوچ کر اپنا ارادہ بدل دیا کہ وہاں دو تین منٹ گزارنے سے کچھ فائدہ ہی پہنچ سکتا ہے۔ ممکن ہے سارا کو کسی چیز کی ضرورت ہو۔ اور اس نے سٹور میں کہلا دیا ہو کہ وہ چیزیں جیس کے ہاتھ بھیجدی جائیں۔ وہ اکثر اوقات یہی کرتی تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جیس گھر جاتے ہوئے وہاں ضرور ٹھہرتا ہے۔

جیس گریم نے جب کن نوک میں مکان بنانے کا فیصلہ کیا تو اس کے لاشعور میں اس کا ایک محرک یہ بھی تھا کہ وہاں ٹیلز سٹور موجود تھا۔ رات کو سٹور کے عقب میں ایسے لوگ جمع ہوتے تھے۔ جو ہر طرح کے تکلّف اور تصنّع سے عاری تھے ایسے لوگوں سے وہ اپنی جوانی کے زمانے میں ملا کرتا تھا۔ جب وہ پٹسبرگ میں معمولی مستری تھا۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر ایسا لطف حاصل کرتا تھا۔ جو اسے فیڈرل کلب میں بھی نہیں ملتا تھا۔

جیس گریم نے جب کن نوک آنا شروع کیا تھا تو ٹیلز سٹور کے عقب میں بلا ناغہ بیٹھنے والے اسے دیکھتے ہی خاموش ہو جایا کرتے تھے یہ سلوک تمام اجنبیوں سے کیا جاتا تھا۔ اور جو لوگ شہروں میں "روپیہ کمانے میں مصروف تھے ان سے ہنسنا بولنا اور بھی معیوب سمجھا جاتا تھا۔ لیکن چند روز بعد گریم کے ساتھ ہر شخص خندہ پیشانی کا مظاہرہ کرنے لگا تھا۔ گریم کو خود بھی نہیں معلوم تھا کہ اس کا سبب صرف یہ تھا کہ جم لبشپ نے کانوں ہی کان

میں ہر شخص سے یہ کہہ دیا تھا کہ یہ گریم تو چھپا رستم ہے۔ اس نے ہٹم کلر کی مچھلیاں پکڑنے کی کشتی کا مقناطیس پیما درست کر دیا ہے۔ کشتی کا انجن تو ہرا یرا غیرا ٹھیک کر سکتا تھا۔ لیکن مقناطیس پیما کو درست کرنا آسان کام نہ سمجھا جاتا تھا۔ اس میں کوئی خرابی پیدا ہو جاتی تو اسے نکال کر مرمت کے لیے چیٹرباؤن بھیجنا پڑتا۔ اور اس کا مطلب یہ ہوتا کہ ''تین دن تک کشتی بے کار پڑی رہتی جم بشپ نے جب لوگوں سے یہ بتایا کہ گریم نے ہٹم کلر کا مقناطیس پیما ایک منٹ میں ٹھیک کر دیا تو گریم کے آنے پر سٹور میں بیٹھنے والوں نے اسے بھی نشست کے لئے خالی بکس پیش کرنا شروع کر دیا۔

ایک رات سٹور کا مالک میٹ ٹیل بار بار یہ شکایت کر رہا تھا کہ آئس کریم جمانے کی مشین میں معلوم نہیں کیا خرابی پیدا ہو گئی ہے کہ تمام آئس کریم پگھل کر بہ جاتی ہے'۔ جیمس نے اسے بھی درست کر دیا۔ جب اس کی مشین اس قدر آسانی سے درست ہو گئی تو میٹ نے خوشی سے تالیاں بجاتے ہوئے کہا ''کیپٹن جی بڑا اچھا ہوا کہ آپ کن لوگ آ گئے'' اس کے بعد سٹور میں بیٹھنے والا ہر شخص اسے کیپٹن جیمس کہنے لگا۔

جیمس گریم نے اپنی کار پٹرول پمپ سے پہلے ہی روک دی۔ تاکہ سیٹ ٹیل اس کے پاس دوڑ کر نہ آجائے۔ وہ کار سے اُتر کر پیدل چلنے لگا جب وہ دروازے میں داخل ہوا تو میٹ نے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا۔ لو وہ رہے کیپٹن جیمس ___ آیئے ہم ابھی آپ ہی کی باتیں کر رہے تھے ___ اور یہ کہہ رہے تھے کہ معلوم نہیں آپ آئیں گے یا نہیں۔''

ایک تاریک گوشے سے کسی نے بلند آواز میں کہا۔ "میں جانتا تھا کہ وہ ضرور آئیں گے۔ ورنہ مجھے ایک ہفتے تک مچھلیاں پکڑنا پڑیں گی۔" اس پر حاضرین نے ایک بلند آہنگ قہقہہ بلند کیا۔ جب تمام لوگ خاموش ہو گئے تو میرٹ ٹسل بادامی کاغذ کا ایک ٹکڑا لے کر جیس کے پاس گیا۔ اور اس سے کہنے لگا۔ "آپ کا ٹیلیفون آیا تھا۔ کیپٹن جیس آپ اس شخص کو فون کر لیجئے۔ اس نے کہا تھا کہ وہ نو بجے تک دفتر ہی میں رہے گا۔ اس کے بعد گھر میں،"

کاغذ پر فریڈ ریک ایلڈرسن' لکھا ہوا تھا۔ میٹ لکھنا پڑھنا واجبی ہی سا جانتا تھا۔ مگر وہ ایک کامیاب دکان دار تھا۔ اور اس کے سٹور میں چھتوں کے ٹائل سے اچار چٹنی تک ہر چیز مل سکتی تھی۔ اس نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "نو بج کر بیس منٹ۔ یعنی آپ اس کے گھر ٹیلیفون کریں۔"

جیس اٹھ کر ٹیلیفون کے پاس چلا گیا۔ آپریٹر ٹیلی فون کا سلسلہ ملبرگ سے ملانے کی دیر تک کوشش کرتا رہا۔ لیکن آلڈرسن کے گھر سے کوئی جواب نہیں ملا۔

"میرے خیال میں یہ کوئی ایسا کام نہیں ہے جسے صبح تک نہ ٹالا جا سکے" جیس نے آہستہ سے کہا۔ "اب مجھے گھر جانا چاہئے۔ اور وہ سٹور سے باہر نکل گیا۔

ملبرگ ، پنسلوینیا

نو بج کر ۱۲ منٹ رات

نارتھ فرنٹ سٹریٹ کی طرف جاتے ہوئے فریڈ ریک آلڈرسن نے

ڈان والنگ سے بتا دیا کہ اس نے جولیا ٹریڈ دے پرنس سے ٹیلیفون پر کیا گفتگو کی تھی۔

"تم کہتے ہو کہ بلیچر خود کمپنی کے حصص خریدنا چاہتا تھا۔ اور وہ شا کا دوست ہے؟" ڈان نے سوال کیا۔

"تمہیں یاد نہیں ہے کہ شا نے اس کے متعلق کیا باتیں کی تھیں۔ اس وقت جب ہم اوڈیسہ سٹورز کی قیمتوں کے بارے میں اقرار نامہ تیار کرنے کے سوال پر غور کر رہے تھے۔

ڈان نے کچھ سوچے سمجھے بغیر سر ہلا دیا۔ "میری سمجھ میں اب بھی نہیں آیا، کہ تمہارا مطلب کیا ہے۔ فریڈ۔"

"کیا تمہاری سمجھ میں یہ بات اب بھی نہیں آئی ڈان —— کہ شا کچھ اور حصص خریدنا چاہتا ہے تاکہ الوری بلرڈ پر مزید دباؤ ڈال سکے؟"

"کیونکہ اس کا خیال یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو زبردستی نائب صدر انتظامیہ مقرر کرا لے گا؟"

"یقیناً۔ یہ حربہ کارگر تو نہ ہوتا۔ خاص کر الوری بلرڈ کے مقابلے میں۔ مگر شا اتنا بڑا احمق ہے کہ وہ اتنا بھی نہیں سمجھ سکتا۔"

"لیکن اس نے بلیچر کو اپنا آلہ کار کیوں بنایا؟"

"یہ تو بالکل سیدھی سی بات ہے۔ تاکہ جولیا کو یہ نہ معلوم ہو سکے کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ شا کو معلوم ہے کہ وہ الوری بلرڈ سے بہت قریب ہیں۔ اور وہ بلرڈ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کریں گی۔ تم جانتے نہیں کہ وہ ایک دوسرے

سے بہت قریب تھے۔ عام لوگوں کے خیال سے بھی زیادہ۔ میں اس مسئلہ پہ دیر سے سوچ رہا ہوں ——— مجھے ان کے پاس جانا اور بات کرنا چاہیئے یا نہیں ؟ - اس قدر جلد۔ اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو وہ کافی ملول اور غمزدہ ہوں گی۔"

آلڈرسن نے جھک کر اپنی گھڑی میں وقت دیکھا" اب تو کچھ رات بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ بہتر ہے کہ میں ان سے صبح ملوں۔

دونوں کچھ دور تک خاموشی سے چلتے رہے اس کے بعد ڈان کسی طرح یہ سوال ضبط نہ کر سکا۔" فریڈ کیا تمہارے خیال میں اس کا بھی کوئی امکان ہے الوری ہلرڈ کی موت کے بعد مسز پرنس کمپنی کے بارے میں اپنا رویہ بدل دیں یعنی اپنے تمام حصص فروخت کر ڈالیں ؟"

آلڈرسن قدرے تامل کے بعد بولا" میں خود بھی یہی بات سوچ رہا تھا۔ اچھا۔ مناسب یہی ہے کہ میں ان سے آج ہی رات کو ملاقات کر لوں۔ وہ وہ دوسرے بلاک میں رہتی ہیں - ڈان - مجھے وہیں اتار دو۔ میں ان سے مل کر ٹہلتا ہوا گھر چلا جاؤں گا۔"

وہ موڑ پر پہنچ گئے تھے۔ اس لئے ڈان والنگ نے ٹریڈ وے کے قدیم مکان کے پھاٹک کے سامنے موٹر روک دی۔ آلڈرسن باہر اترنے ہی والا تھا کہ وہ ٹھٹھک کر رہ گیا۔ جیسے اسے سانپ نے سونگھ لیا ہو۔ والنگ گھبرا کر اس کی جانب مڑا" فریڈ۔ بات کیا ہے ؟ ——" اور پھر اسے بھی معلوم ہو گیا۔ کہ کیا بات تھی۔ لورن شا کی کار پھاٹک کے اندر پہلے ہی کھڑی تھی۔

شیکاگو - الینائے

نو بج کر نو منٹ - رات

ہوائی اڈے کے قلی بڑے غور سے پھاٹک ۹ سے باہر آنے والے مسافروں کو دیکھ رہے تھے۔ اور دل ہی دل میں یہ اندازہ لگانے میں مصروف تھے کہ ان میں سب سے زیادہ ذی حیثیت مسافر کون ہے تین قلی قریب قریب ایک ساتھ ایک وجیہہ اور جاذبِ نظر انسان کی طرف دوڑے۔ اس کے بال قبل از وقت سفید ہو گئے تھے۔ وہ تمام لوگوں میں ممتاز نظر آرہا تھا۔ سب سے تیز رفتار قلی کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اور جے والٹر ڈڈلے نے اپنے سامان کی رسیدیں اس کے حوالے کر دیں۔

قلیوں نے جو کچھ کیا تھا اس سے والٹ ڈڈلے بے خبر نہیں تھا۔ نہ اس پر اسے کوئی حیرت ہوئی تھی۔ یہ ایک ایسی خوشامد تھی جس کا وہ عادی ہو چکا تھا۔ وہ اسے پسند بھی کرتا تھا۔ اس کے عوض وہ قلیوں کو دستور سے بہت زیادہ معاوضہ دینے میں بھی کوئی مضائقہ محسوس نہیں کرتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ہوائی جہاز سے سامان اُترنے میں ابھی کچھ دیر لگے گی۔ اس لئے وہ ٹہلتا ہوا اخبار فروش کی طرف چلا گیا۔ اس نے کسی شخص کو بہ آواز بلند یہ کہتے ہوئے سُنا "نہیں، یہ مشرقی وقت ہے۔ شکاگو میں ابھی صرف سوا نو بجے ہیں۔"

سوا نو ...... پوری شام باقی ہے ...... ہوٹل کا کمرہ ......

تنہائی! نہیں وہ ایوا ہارڈنگ کو فون نہیں کرے گا۔ اب وہ حتمی

فیصلہ کرچکا تھا۔ اس نے اس کا خیال تک دل سے نکال دیا تھا۔ اس نے علاوہ کوئی ٹیلیفون خالی بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ اس بار بالکل مختلف معاملہ ھے۔ ...... وہ اپنے فیصلے پر قائم رہے گا۔ .... اپنے دل کے کہنے میں ہرگز نہیں آئے گا۔ آخر وہ ایسا کیوں کرے؟ اس کا مطلب کیا ہوگا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ کسی مصیبت میں مبتلا ہوجانے کے سوا اور کیا۔ نہیں۔ یہ ایوا کے ساتھ زیادتی ہے۔ وہ کسی مصیبت میں مبتلا نہیں کرے گی۔ اس طرح کی باتیں سوچنا مناسب نہیں ہے۔ ....'

اس طرح وہ ادنے اور گھٹیا عورت معلوم ہوگی۔ اس کے تئے وہ کم ازکم اتنا تو کرہی سکتا ہے کہ اسے انصاف کی نظروں سے دیکھے۔ ایوا سے کسی مصیبت میں ہرگز مبتلا نہیں کرے گی۔ ...... کوئی مطالبہ نہیں پیش کرے گی۔ .... کوئی شرط نہیں لگائے گی۔ نہیں، وہ کچھ نہیں کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے تعلقات منقطع کرلینا اس قدر آسان تھا.... اسی لئے قطع تعلق کرنا بھی مشکل تھا۔ لیکن اب وہ بالکل صحیح فیصلہ کرچکا تھا...... صرف ایک فیصلہ ... اب وہ اسے کبھی فون تک نہیں کرے گا۔

ایک موٹی عورت جو شوخ نیلے کپڑے میں ملبوس تھی ٹیلیفون کمرے کے باہر نکلی۔ اب ٹیلیفون خالی تھا۔ ..... اس کا منتظر تھا۔ ڈڈلے نے تیزی کے ساتھ اُدھر سے منہ پھیرلیا۔ لیکن اُس نے جیسے ہی ٹیلیفون کی طرف سے نظریں ہٹائیں اُس نے ایک لڑکی کو ایک نوجوان سے بغل گیر

ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ادھر سے چلا آیا۔ اُس کا سامان اب تک ہوائی جہاز سے باہر نہیں آیا تھا۔ وہ برآمدے میں کھڑا ہوا قریب سے گزرتی ہوئی ٹیکسیوں کی زرد چھتیں غور سے دیکھ رہا تھا۔ یہ بڑی اچھی بات تھی کہ اس نے آخری بار فیصلہ کر لیا تھا۔ اس پر عمل کرنا کتنا آسان تھا۔ اسے یہ کہنے کے بجائے کہ "پامر ہاؤس"... صرف اتنا کہنا تھا شمال میں ۲۳ ویں شاہراہ ۴۴ واں مکان۔"

"آپ کے بیگ آگئے ٹیکسی چاہئے ؟"

اس نے قلی کو ایک ڈالر کا نوٹ اور اس کے شکریہ کے ساتھ ہی یہ آواز سنائی دی۔ "کہاں چلنا ہے جناب؟"

ایک لمحے تک اس کی سمجھ میں کوئی جواب نہ آیا۔ بالآخر اس کے منہ سے نکل گیا: "پامر ہاؤس"۔

راستہ بھر وہ اپنے آپ کو یہی سمجھاتا رہا کہ ایوا کا خیال دل سے نکال دینا کتنا آسان ہے، حالانکہ وہ اس کو بہت مشکل سمجھتا تھا۔

وہ پامر ہاؤس کے برآمدے میں پہنچا۔ تو دس بجنے میں دو منٹ باقی تھے۔ اس نے سوچا کہ ملبرگ میں تو گیارہ بجنے میں دو منٹ باقی ہوں گے ..... آج رات وہ خوب سوئے گا..... اس کے بعد اُسے دو ہفتے تک بہت کام کرنا ہوگا..... مگر بازار مندا نہیں ہوگا۔..... اس لئے وہ ان دنوں بھی خوب سویا کرے گا۔ ہاں۔ اس نے بالکل صحیح فیصلہ کر لیا تھا۔ .... اب وہ اپنی نیند نہیں خراب کرے گا.... اب وہ ایوا کے ساتھ

جاگ کر راتیں نہیں گزارے گا۔۔۔ اب یہ سب کچھ نہیں ہو گا۔۔۔
"ممکن ہے آپ کی کوئی ڈاک آئی ہو جناب" ہوٹل کے ایک خادم نے خوشامد کے لہجے میں کہا۔
"ہاں دیکھو تو۔ جے۔ والٹر ڈڈلے کے نام کا کوئی خط تو نہیں ہے"
ایک خاتون سفید ساٹن کا سر سراتا ہوا ملبوس پہنے زینے سے رقص گاہ کی طرف جاتی ہوئی نظر آئی۔۔۔۔ جو شخص اس کے پیچھے پیچھے جارہا تھا وہ کتنا بے وقوف تھا۔۔۔ اب وہ رات بھر نہیں سو سکے گا۔ ایوا کبھی رقص گاہ میں آنا پسند نہیں کرتی تھی۔۔۔۔۔ وہ کہا کرتی تھی۔۔۔۔ "جب ہم یہیں رہ سکتے ہیں تو کہیں اور جانا حماقت ہے" ہاں حماقت ہے۔۔۔ حماقت۔۔۔۔۔ کہیں اور جانا سراسر حماقت ہے جب۔۔۔۔،
"جناب ٹیلیفون سے آپ کے دو پیغام آئے ہیں۔ آپ کا سامان کہاں ہے؟
اس نے انگلی سے سامان کی طرف اشارہ کیا۔ اور ان دونوں چھوٹے چھوٹے لفافوں کو کھولنے لگا۔ جن میں پیغامات رکھے ہوئے تھے۔
"آپ جیسے ہی یہاں پہنچیں مسٹر پیرسن کو فون کریجئے" پیرسن شیکاگو کے دفتر کا منیجر تھا۔ دوسرا پیغام یہ تھا۔ "مسٹر شا کو ملبرگ میں فوراً ٹیلی فون کیجئے۔"

وہ جیسے ہی اپنے کمرے میں پہنچا اس نے لورن شا کے لئے کال بک کرادی اس نے اب تک اپنی ہیٹ تک نہیں اتاری تھی۔ اس نے خدمت گار کو

ایک ڈالر انعام دے کر رخصت کر دیا اور ٹیلی فون کا انتظار کرنے لگا۔

طویل انتظار کے بعد آپریٹر نے جواب دیا "جناب مجھے افسوس ہے کہ مسٹر شاہین نہیں مل سکے۔ آپ فرمائیں تو بیس منٹ بعد ایک کوشش اور کروں گا۔"

"بیس منٹ تک انتظار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی تلاش جاری رکھو۔"

اس کے بعد اس نے پیرسن کو فون کیا۔ جس نے اسے ایوری بلرڈ کی موت کی خبر سُنائی۔

ایک گھنٹے کے اندر ڈڈلے ٹرین سے بلبرگ روانہ ہو گیا۔ گاڑی روانہ ہونے سے قبل اس نے ان تمام اقدامات پر ایک ناقدانہ نظر ڈالی۔ جو پیرسن سے گفتگو کے بعد اس نے بڑی افراتفری میں کئے تھے۔ ایجنٹوں کے جلسے کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔ باقی کام پیرسن کرے گا۔ کل شام اس نے جن لوگوں کو ملاقات کا وقت دیا تھا۔ ان سے وہ معذرت بھی کرے گا۔ باقی ملاقاتیں بلرڈ کی تدفین کے بعد کسی وقت ہوں گی.... منگل کا جلسہ جمعرات پر ملتوی کر دیا جائے گا۔ پیرسن ٹشل سے بات کرنے کی کوشش جاری رکھے گا۔ ... اگر وہ مل گیا تو اس سے کہہ دے گا کہ وہ ٹرین سے روانہ ہو چکا ہے۔

گاڑی کے کھلے ہوئے دروازے کے سامنے سے ایک قلی گزرا۔

"قلی؟"

"جی حضور۔"

"راستے میں گاڑی کہیں اتنی دیر ٹھہرتی ہے کہ میں کوئی ٹرنک کال کرسکوں۔"

"نہیں جناب۔ اتنی دیر کہیں نہیں ٹھہرتی۔"

اس نے سوچا کہ اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ شاہ سے اگرچہ اس کی بات نہیں ہو سکی تھی۔ مگر اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں تھی۔ کہ ملبرگ واپس جانے کا فیصلہ انتہائی مناسب تھا۔ مجبوری یہ تھی کہ رات میں کوئی ہوائی جہاز ملبرگ نہیں جاتا تھا...... لیکن صبح نو بجکر ۳۵ منٹ پر ملبرگ پہنچنے میں بھی کیا قباحت تھی۔ شکاگو میں ہر کام ٹھیک طرح سے ہو رہا ہے...... پیرسن تمام ذمہ داریاں سنبھال سکتا ہے اور جب ایوا ایوری بلرڈ کی خبر پڑھے گی تو اسے بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس نے اسے فون کیوں نہیں کیا تھا۔

ملبرگ ۔ پنسلوینیا
گیارہ بج کر چالیس منٹ رات

میری والنگ تاریکی میں اپنے بستر پر دم سادھے پڑی تھی۔ تاکہ وہ اپنے شوہر کے سانس لینے کی آواز سن سکے۔ آواز میں بڑی نرمی اور یکسانی تھی۔ اس نے اسے یقین ہو گیا۔ کہ اس کا شوہر واقعی سو گیا ہے۔ اب وہ تنہا تھی اور اسے وہ تمام باتیں سوچنے کی مکمل آزادی تھی۔ جو اس سے قبل نہیں سوچ سکتی تھی کیونکہ اسے ڈر تھا کہ اس کا شوہر قیافے سے اس کے دل کا حال نہ بھانپ لے

آج کی شام بڑی مشکل سے کٹی تھی۔ ایسی مشکل اسے کبھی پیش نہ آئی تھی اسے ایک بہت نازک توازن قائم رکھنا پڑا تھا۔ جیسے وہ کسی تیز چاقو کی دھار پر کھڑی ہو۔ اس کا شوہر اس کی رائے دریافت کرتا تھا۔ مگر وہ جیسے ہی کچھ کہتی وہ خفا ہو جاتا کہ اس نے رائے کیوں دی۔

میری وانگ کو بعض اوقات اس کا شوہر حد سے زیادہ پُر اسرار انسان معلوم ہوتا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آتا کہ اس کا اندازِ فکر اتنا عجیب کیوں ہے۔ اور وہ اس سے خوف سا محسوس کرنے لگتی تھی۔ لیکن اس سے ڈرنے، اسے معمہ سمجھنے اور اس کے ناقابلِ فہم ہونے کے باوجود میری کے دل میں اس کی محبت بالکل کم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اس کی یہ خواہش اور بھی شدید ہوگئی تھی کہ وہ اس کی مدد کرے۔ اس کی ذات میں اپنی شخصیت کو اور زیادہ ضم کر دے۔ اور اس کی رفاقت کا مکمل حق ادا کر سکے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ آج رات بھی تاریکی میں رات سے جاگ رہی تھی۔

اس کی پریشانی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وانگ کا اندازِ فکر اس سے اتنا مختلف تھا کہ وہ آج تک کبھی اندازہ نہیں لگا سکی تھی کہ اس کے سوچنے کا ڈھنگ کیا ہے۔ ڈان کبھی غور و فکر سے کام ہی نہیں لیتا تھا۔ کم سے کم میری کے ذہن میں غور و فکر کا جو تصور تھا اس سے اس کا شوہر یکسر عاری تھا۔ وہ مختلف حقائق کا باقاعدگی کے ساتھ ایک دوسرے سے موازنہ کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا تھا۔ اور کسی سوال کے جواب کی بنیاد اگر منطق یا استدلال پر ہوتی تو وہ جبلّی طور پر اُسے فوراً مسترد کر دیتا

میری کسی مسئلہ کو حل کرنا چاہتی تو پہلے وہ اس میں بالکل ڈوب جاتی۔ اور گوہرِ مقصود کی تلاش میں بالکل کھوئی رہتی ۔ اس کے برعکس اس کا شوہر ایسا رویہ اختیار کرتا جیسے وہ پانی کی سطح پر چھینٹے اُڑا رہا ہے ۔ اِدھر اُدھر سے چند غیر مربوط باتوں کو جمع کر لیتا ۔ اور ایک گورکھ دھندا بنا کر اٹکل سے اُس کا حل معلوم کرنے کی کوشش کرتا ۔ میری ایک ذہین عورت تھی ۔ اور یہ اعتراف کرنے پر مجبور تھی کہ ان تمام باتوں کے باوجود اس کا شوہر ہمیشہ کسی ایسے ہی نتیجے پر پہنچتا تھا جو اس کی تخلیقی قوتِ تخیل پر دلالت کرتا تھا۔ میری اس پر ششدر رہ جاتی تھی اور یہ محسوس کرتی تھی کہ وہ اتنی صحیح رائے قائم کرنے کی ہرگز صلاحیت نہیں رکھتی ۔ اس اعتراف پر وہ سینکڑوں بار مجبور ہوتی تھی ۔ مگر اس کی تازہ ترین مثال اس کے نئے مکان کی تعمیر و تزئین تھی ۔

وہ کئی سال تک کتابوں اور رسالوں سے مکانات کے مختلف نقشے اور اُن کی تفصیلات جمع کرتی رہی تھی ۔ ان سے دو درازیں بھر گئی تھیں اس نے تمام نقشوں اور خاکوں کی مفصل فہرست بھی جمع کرلی تھی ۔ اس کے علاوہ ایک ضخیم نوٹ بک میں وہ مکان کے متعلق مختلف تجویزیں بھی درج کرتی رہتی تھی ۔ جب وہ کسی کتاب یا رسالے میں مکان کی تعمیر و آرائش کے متعلق کوئی نئی بات دیکھتی تو اسے فوراً اس نوٹ بک میں درج کر لیتی ۔ اس کے لئے اسے بار بار کاٹ چھانٹ کرنی پڑتی تھی ۔ لیکن جب ان دونوں نے اپنا مکان تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا تو وہ ڈان کو کبھی اس پر آمادہ

نہیں کر سکی۔ کہ اس نے کئی سال تک محنت کر کے جو مواد جمع کیا ہے۔ اس کا غور سے جائزہ لینے کے بعد کوئی رائے قائم کرے۔ وہ رسالوں اور کتابوں کے تراشے اس تیزی کے ساتھ اُلٹا پلٹا تھا کہ میری کو یقین تھا کہ وہ انھیں دیکھ تک نہ سکا ہوگا۔ وہ اس کی نوٹ بک کی ورق گردانی اس تیزی کے ساتھ کرتا تھا کہ اس میں سے کچھ پڑھنا بالکل ناممکن تھا۔ جب اُس نے بالآخر نقشہ تیار کرنا شروع کیا تو اس نے تراشوں کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ اور اس کی نوٹ بک تو کھول کر بھی نہیں دیکھی۔ جب اس نے آناً فاناً بہت سے خاکے تیار کر کے رکھ دئیے تو میری کا غصہ ناقابلِ برداشت حد تک پہنچ گیا۔ اگر کسی خاکے کو دیکھ کر وہ خوش ہوتی یا کوئی خاکہ اگر کسی نمونے سے ذرا بھی مشابہ ہوتا جو اس کو کبھی پسند آیا تھا اور جسے اُس نے تراشوں کے ساتھ محفوظ کر لیا تھا تو وہ اسے پھاڑ کر پھینک دیتا۔ جیسے اُسے میری سے کوئی عناد تھی۔ اس کے شوہر نے جو خاکے پسند کئے تھے۔ اُن میں منطق یا استدلال کا نام و نشان تک نہ تھا۔ جب اُس کی دال کسی جگہ نہ گل سکی تو اس نے مجبور ہو کر یہ تجویز پیش کر دی۔ کہ وہ ایک ماہرِ تعمیرات کی خدمات حاصل کرے۔ لیکن یہ عجیب بات تھی کہ ڈان نے جب اُسے مکمل مکان کا ڈیزائن دکھایا تو اس نے محسوس کیا کہ یہ ان تمام مکانوں سے مکمل طور پر مختلف ہے۔ جن کی اس نے رسالوں اور کتابوں میں تصویریں دیکھی تھیں اور جن میں سے اکثر کے خاکے اس کے پاس محفوظ تھے۔ یہ ڈیزائن اُن تمام مکانوں سے مختلف تھا جو اس نے آج تک دیکھے تھے۔ مگر

ایسا معلوم ہوتا کہ کسی معجزے کے تحت اس نے بعینہٖ اس مکان کا ڈیزائن تیار کر دکھایا تھا جس کی تمنا اُسے عمر بھر سے تھی۔ اس پر لطف یہ ہے کہ اس نے یہ ڈیزائن انتہائی کم وقت میں تیار کیا تھا۔ اور کوئی خط کھینچنے کے بعد اُسے مٹانے تک کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔ جب مکان بن کر تیار ہوگیا۔ تو اس میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جن کی تفصیل اُس نے نوٹ بک میں درج کر رکھی تھیں اور جنھیں اُس کے شوہر نے پڑھا تک نہ تھا۔

اپنی ازدواجی زندگی کے ابتدائی دور میں میری والنگ نے اس ناقابلِ فہم صلاحیت کی توجیہہ یوں کی تھی کہ ڈان ایک "فنکار قسم" کا آدمی ہے اس کے خیال کو نہ صرف اس حقیقت سے تقویت پہنچی تھی کہ اس نے آرٹ کی تربیت حاصل کی تھی اور ایک ڈیزائنر کی حیثیت سے شخص اُس کا لوہا مانتا تھا۔ بلکہ میری کو یہ بھی یاد تھا کہ اس کی نفسیات کی کتابوں میں لکھا ہوا تھا کہ کسی شخص میں اگر واقعی تخلیقی صلاحتیں موجود ہوتی ہیں تو وہ خاص استنباطی اندازِ فکر شاذونادر ہی اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ دورانِ طالب علمی کا یہ سبق بھی نہیں بھولی تھی کہ کسی فنکار کا تخلیقی دماغ وہ تمام تقاضے پورے کرنے سے عاجز ہے جن کی تکمیل دورِ جدید کے کاروباری ادارے چلانے والے لوگوں کے لئے ناگزیر ہوتی ہے' اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں تھی کہ ڈان اپنے کاروبار میں بہت کامیاب تھا۔ وہ صرف ایک اچھا ڈیزائنر اور موجد ہی نہیں تھا —— اور اس کا سبب

یہ تھا کہ قدرت نے اسے تخلیقی صلاحیتیں ودیعت کی تھیں۔ بلکہ وہ دوسری حیثیتوں سے بھی بہت کامیاب تھا۔ ایسا کیوں تھا اس کا کوئی سبب میری کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اسے احساس تھا کہ اس نے اپنے شوہر کی عجیب و غریب اور مختلف النوع صلاحیتوں کے بارے میں جو رائے قائم کی تھی اس میں شاید اس کے سوءِ ظن کا بھی دخل تھا۔ کیونکہ بار بار ایسے واقعات پیش آچکے تھے جن سے اس کے خیالات کی تردید ہوئی تھی۔ اس کی تازہ ترین اور واضح مثال ایک حالیہ مقدمہ تھا جو فریجیڈ کے لئے استعمال ہونے والے آہنی ٹیوب پر پلاسٹک کا رنگ چڑھانے کے پیٹنٹ سے متعلق تھا۔ مقدمہ کی سماعت شروع ہونے سے قبل میری کو پورا یقین تھا کہ پیٹنٹ سے متعلق قوانین سے ڈان کو معمولی بھی واقفیت نہیں ہے۔ اس نے گھر میں قانون کی کتابوں کا ایک انبار لگا دیا تھا اور اپنے شوہر کا ہاتھ بٹانے کے لئے میری نے پیشکش کی تھی کہ وہ ان کتابوں سے ایسی نظیریں تلاش کر کے ان کی فہرست مرتب کر دے جو مقدمہ میں اس کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہوں۔ اس نے حسبِ معمول یہ پیشکش بھی ٹھکرادی۔ میری کو یہ دیکھ کر اور بھی پریشانی ہوئی کہ اس کے شوہر نے بڑی بے فکری کے ساتھ کتابوں کو اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ اور یادداشت کے لئے چند سطریں بھی نہیں لکھیں۔ اس کے باوجود ڈان نے مقدمہ جیت لیا۔ اس کامیابی کی خوشی منانے کے لئے فیڈرل کلب میں ایک کاک ٹیل پارٹی کا اہتمام کیا گیا جس میں ٹریڈ مرے کارپوریشن کی قانونی مشیر ومنگٹن اینڈ کمپنی" کا سربراہ

بھی شریک ہوا تھا۔ اس نے میری سے گفتگو کے دوران میں کہا۔" مسز وانگ۔ آپ کے شوہر نے غلط پیشے کا انتخاب کیا ہے۔ انھیں تو وکیل بننا چاہئے تھا۔ وکیلوں کے طبقے کے باہر میں نے آج تک ایک بھی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو قانون کی باریکیوں کو اس عمدگی سے سمجھتا ہو اور ان سے اپنے مطلب کی بات نکال سکتا ہو۔ ان کا کوئی جواب نہیں۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا۔ کہ وہ اب بھی میرے بہت سے رفیقوں اور پیشہ ور وکیلوں سے بہتر ہیں۔"

وہ ابھی تک یہی پڑھتی آئی تھی کہ ایسا ناممکن ہے۔ کیونکہ ایک کامیاب وکیل کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ خالص منطقی استدلال کی صلاحیت رکھتا ہو۔ لیکن وہ اپنے شوہر کے متعلق جو کچھ دیکھتی اور سنتی تھی وہ بھی درست تھا۔ اور اس کی وجہ سے یہ گتھی اور بھی الجھتی گئی تھی۔ کہ اس کے شوہر کا دماغ اندر سے کس طرح کام کرتا ہے۔

اسے توقع تھی کہ آج رات جب اس کا شوہر گھر واپس آئے گا۔ تو اس کا وہی عالم ہو گا جس میں وہ گھر سے روانہ ہوا تھا۔ ایوری بلرڈ کی موت کی وجہ سے وہ سراسیمہ اور ششدر ہو گا۔ اس کی واپسی سے قبل اس نے اپنے دماغ میں ایسی باتوں کا ذخیرہ جمع کر لیا تھا جو وہ اس کی تسکین اور تسلی کے لئے کہنا چاہتی تھی۔ لیکن ایک بھی بات کہنے کی نوبت نہیں آئی۔ دونوں ایک گھنٹے سے نا تدبیاتیں کرتے رہے مگر ایوری بلرڈ کا براہ راست ذکر تک نہ آیا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈان اب بھی حد سے زیادہ رنجیدہ اور محزون ہے لیکن اس نے اپنا غم اپنے دل کی گہرائیوں میں دفن کر دیا تھا۔ اس پر میری

کو ذرا بھی حیرت نہ ہوئی۔ کیونکہ پہلے بھی کئی بار ایسا ہی ہو چکا تھا۔ لیکن صرف تجربے کا تواتر اُس کی تسکین کے لئے کافی نہ تھا۔ وہ اِس راز کو حل کرنا چاہتی تھی کہ اس کا شوہر اتنا عجیب آدمی کیوں ہے۔ جب اُس کے ذہن کی شفاف اور پُرسکون سطح پر کوئی واقعہ یا مشاہدہ پتھر کی طرح گرتا تھا تو اس میں کئی دِن تک لہریں اُٹھتی رہتی تھیں۔ لیکن وہی پتھر اگر ڈان کے ذہن کی سطح پر گرتا تو صرف ایک بار چھپاکا پیدا ہوتا۔ جیسے کوئی متلاطم سمندر میں کوئی چٹان گرنے کے بعد صرف ذرا دیر کے لئے اس کا اثر ہوتا ہے۔ اس کے بعد لہریں پھر اسی طرح اُٹھنے اور گرنے لگتی ہیں۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ پتھر کا وجود تہہ میں اس کے بعد بھی موجود رہتا ہے۔

آج رات وہ اس موضوع پر تبادلۂ خیالات کرتے رہے تھے کہ ٹریڈ وے کارپوریشن کا نیا صدر کون ہوگا۔ وہ چاہتی تھی کہ اس مسئلہ پر بڑی باقاعدگی کے ساتھ کوئی مربوط گفتگو ہو۔ لیکن حسبِ معمول اس کی باتیں اس وقت بھی بے جوڑ اور بے ربط تھیں اور اس کا سبب بھی یہی تھا کہ اس کے دماغ میں تمام باتیں گڈمڈ اور بے ترتیب رہتی تھیں اس نے منتشر اجزاء کو جوڑنے کے بعد یہ اندازہ لگایا تھا کہ آلڈرسن مقابلے میں دست بردار ہوگیا ہے۔ اور گریم کو صدر منتخب کر لیا جائے گا۔ اس لئے نہیں کہ وہ بعض مخصوص صلاحیتوں کا مالک تھا۔ بلکہ صرف اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہی ایک ایسا اُمیدوار تھا جو شا کو شکست دے سکتا تھا۔ اس کی حمایت دراصل شا کی مخالفت کے مترادف تھی۔

اس نے سوچا کہ یہ تمام باتیں اِن تمام اصولوں سے کتنی مختلف ہیں، جن کا مطالعہ اس نے یونیورسٹی میں کاروباری نظم ونسق کی تربیت کے دوران میں کیا تھا۔ اپنی طالب علمی کے زمانے میں وہ سوچا کرتی تھی کہ بڑی بڑی کارپوریشنیں اقتصادی اصولوں کے مطابق چلائی جاتی ہیں۔ وہ بڑی منظم ہوتی ہیں اور ان کا نظم ونسق انتہائی قابل افراد کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جو کاروباری نظم ونسق کے تربیتی ادارے کے سربراہ، اقتصادیات کے پروفیسر اور شماریاتی جائزے کے استاد کے تمام صفات اور خوبیوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ اسے اب بھی اچھی طرح یاد تھا کہ ازدواجی زندگی کے ابتدائی دور میں ڈان نے ٹریڈ وے کارپوریشن کے بارے میں جو باتیں بتائی تھیں وہ اِس معیار پر پوری نہیں اترتی تھیں جو اس کی درسی کتابوں کے مطابق ایک کامیاب کاروباری ادارے کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے۔ اس کے شوہر نے اس سے روا داری میں جو کچھ بتایا تھا، اس کی بنیاد پر وہ اسی نتیجے پر پہنچی تھی کہ ٹریڈ وے کارپوریشن ایک غیر منظم ادارہ ہے، جو اناڑیوں کے ہاتھ میں ہے، اور اس میں تو کوئی شک ہی نہ تھا کہ اِسے خوش اسلوبی سے نہیں چلایا جا رہا ہے۔ جو لوگ اس کے اہم انتظامی عہدوں پر مامور تھے، وہ صلاحیتوں کے اعتبار سے بالکل معمولی آدمی تھے۔ ان کی فکری سطح بہت پست تھی اور عام انسانوں کی طرح اس کے عادی تھے کہ حقائق کا بے لاگ تجزیہ کرنے کے بعد کوئی ماہرانہ رائے قائم کرلے کے بجائے صرف طبع رَوِش اور وجدان کے بل پر فیصلہ کرلیں۔

ان حقائق کو اپنے علم کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد اس کی اُلجھن اور بھی بڑھ جاتی کیونکہ وہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کر سکتی تھی۔ کہ ٹریڈ وے کارپوریشن واقعی ایک کامیاب ادارہ تھا۔ اس کے علاوہ اسے وقتاً فوقتاً دوسری کارپوریشنوں کے انتظامی سربراہوں سے ملاقات کا بھی موقع ملتا رہتا تھا۔ اور وہ بھی کسی اعتبار سے ٹریڈ وے کارپوریشن چلانے والے لوگوں سے بہتر نہ تھے۔ ایک بار ڈان نے اس سے بتایا کہ الوری بلرڈ نے انتظامی مشیروں کی ایک فرم کی خدمات حاصل کر لی ہیں: تاکہ وہ کارپوریشن کے انتظامی ڈھانچے اور اسے چلانے کے طریق کار کا جائزہ لے کر ان میں اصلاح کی سفارشیں پیش کرے۔ یہ سُن کر میری کو بڑی خوشی ہوئی۔ اس نے محسوس کیا کہ اس نے کارپوریشن کے متعلق جو رائے قائم کی تھی وہ کسی حد تک ضرور درست تھی۔ چند ماہ بعد یہ سن کر اس کے خیالات کو اور بھی تقویت پہنچی کہ لورن شا کو ——— جس کی نگرانی میں کارپوریشن کا جائزہ لیا گیا تھا ——— کمپنی نے ملازم رکھ لیا ہے اور اسے نائب صدر کا عہدہ دے دیا گیا ہے۔ ان حالات میں یہ بالکل جائز تھا کہ وہ شا کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے لگی تھی۔ اس کے علاوہ اس کی شخصیت بھی بڑی دل چسپ تھی۔ اس کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ وہ ذہین اور زود فہم تھا اور اس کی سب سے نمایاں خوبی یہ تھی کہ اس کا اندازِ فکر بڑا سلجھا ہوا اور منطقی تھا۔ اگرچہ وہ شا کی بیوی ایولین کو زیادہ اچھی نظر سے نہیں دیکھتی تھی۔ مگر اسے توقع تھی کہ کچھ دن میں شا اس کے شوہر

کا گہرا دوست بن جائے گا۔ لیکن یہ دیکھ کر اسے بڑی حیرت ہوئی، کہ ڈان اپنی کمپنی کے نائب صدر کو حد سے زیادہ ناپسند کرتا ہے شروع میں اس کا خیال تھا کہ اس کا سبب شاید یہ ہو کہ شا نے اپنی رپورٹ میں کمپنی کے متعلق جو سفارشیں کی تھیں اُن سے ڈان کو اتفاق نہ ہو۔ لیکن بعد میں اس کی بھی تردید ہو گئی۔ شا نے جن تبدیلیوں کی سفارش کی تھی۔ ان سے ڈان کو بڑی حد تک اتفاق تھا۔ وہ کسی اور وجہ سے شا کو ناپسند کرتا تھا۔ اور اس کا یہ رویہ بھی انہی ناقابلِ فہم باتوں میں شامل تھا۔ جو ڈان کے اتھاہ ذہن میں اندر ہی اندر پیدا ہوتی تھیں۔

اس وقت تاریکی میں لیٹے لیٹے اس نے پھر یہ سوچنے کی کوشش کی کہ شا کے متعلق اس کے شوہر کے رویّے میں ہرگز کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو گی۔ اس معاملے پر طویل مدت تک غور و خوض نہ کرنے کے بعد وہ اس گتھی کو سلجھانے کی ایک کوشش آج پھر کرنا چاہتی تھی۔ اور اس کا سبب بڑی حد تک اس کا یہ غیر شعوری خوف تھا کہ اس کا شوہر اگر لورن شا کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا تو یہ خود اس کے لئے بھی باعثِ ننگ ہے کیونکہ اس کا اپنا تجربہ تو یہی تھا کہ وہ بڑا دلچسپ آدمی ہے۔ اب شا سے اُس کی ملاقات شاذ و نادر ہی اور صرف بڑی بڑی پارٹیوں میں ہوتی تھی۔ کیونکہ عرصہ ہوا اس سے میل ملاقات کا سلسلہ ترک کر دیا گیا تھا۔ لیکن چند ہفتے قبل ڈڈے نے ایک بہت بڑی دعوت دی تھی۔ جس میں وہ شا کے برابر ہی بیٹھی تھی۔ اور اس کی باتوں سے بڑی محظوظ ہوئی

تھی۔ کم سے کم اس میں تو کوئی شک نہیں تھا کہ نشا اپنی وسیع النظری اور طبّاعی
کی بنا پر اس کا مستحق تھا۔ کہ اُسے گریم، آلڈرسن اور ڈڈلے پر ترجیح دی جائے
جبیں گریم ہر وقت منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھا رہتا ہے۔ فریڈ آلڈرسن
ہمیشہ کمپنی کے کام میں مستغرق رہتا ہے۔ اور والٹ ڈڈلے کو اس کے
سوا کیا آتا ہے۔ کہ وہ ہر محفل پر چھا جانے کی کوشش کرتا ہے۔

"ابھی تک نہیں سوئیں؟"

ڈان نے یہ الفاظ سرگوشی کے انداز میں کہے تھے۔ مگر اس نے محسوس
کیا کہ کسی نے اچانک اسے پتھر کھینچ مارا ہو۔ وہ اپنی تنہائی میں اس بیجا مداخلت
پر ضرورت سے زیادہ غصہ محسوس کر رہی تھی۔

"کیا تمہیں بھی اب تک نیند نہیں آئی؟" میری نے سوال کیا۔

"نہیں۔ نیند نہیں آئی۔"

"میرا خیال تھا کہ تم سو گئے۔" میری نے آہستہ سے کہا۔

"آج رات کو بہت سی باتوں کے متعلق سوچنا ہے۔"

"مجھے معلوم ہے" اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اور ڈان کے ہاتھ
کی سخت گرفت نے اس کے جسم میں ایک تھرتھری سی پیدا کر دی۔ اس کے دل
میں یہ مسرت بخش احساس دوبارہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ دونوں جذباتی طور پر ایک
دوسرے سے اب بھی بہت قریب ہیں۔

"فریڈ کا خیال کسی طرح میرا پیچھا نہیں چھوڑتا" اس نے مضطرب
ہو کر کہا ۔۔ "معلوم نہیں کیوں! میں برابر اسی کے متعلق سوچتا رہا ہوں"

"نہیں۔ یہ بات نہیں ہے" اس نے تیزی سے میری کی تردید کرتے ہوئے کہا۔ "اصل بات کچھ اور ہے۔ تم اندازہ لگا سکتی ہو کہ یہ کتنا دردناک منظر ہے کہ فریڈ کا ایسا آدمی صدارت کا ارمان دل ہی میں لئے رہ جائے۔ بلکہ اس پر ہر طرف سے تابڑ توڑ حملے شروع کر دیے جائیں۔ وہ اپنی مدافعت کی کوشش کرے تب بھی مار کھا جائے اس کا حال ایک بوڑھے مکے باز کا ہے۔ جو ہاتھ پیر ہلانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ مگر اکھاڑے میں کود پڑا ہو۔"

"ڈان! کیا ان کا واقعی یہی حشر ہوا ہے؟"

"بالکل۔ اگر یہ ڈان کا معاملہ نہ ہوتا ــــ" وہ کچھ کہتے کہتے اچانک خاموش ہو گیا۔ جیسے اس نے محسوس کر لیا ہو کہ وہ جو کچھ کہے جا رہا تھا وہ سوچا یا کہنا مناسب نہ تھا۔ "ممکن ہے ایسا نہ ہوا ہو۔ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ اسے ایوری بلرڈ سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے اس قدر قریب تھے کہ یہ کہنا بھی مشکل کیا تھا کہ کیا چیز فریڈ کی ہے، اور کیا چیز مسٹر بلرڈ کی ہے۔ در اصل میں کچھ ایسی ہی باتوں کے متعلق سوچ رہا تھا۔ تم خود جانتی ہو کہ یہ کتنی المناک بات ہے کہ کوئی شخص کسی کی زندگی میں اتنا دخیل ہو جائے اور اس کے لئے کچھ اس انداز میں سب کچھ بن جائے کہ اس کی ذات سے محرومی کے بعد دوسرا شخص یہ محسوس کرنے لگے کہ اب اس کے اندر بھی کچھ باقی نہیں رہا۔

یہ سن کر میری اضطراری طور پر لرز اٹھی اور بڑی کوشش کے باوجود وہ اپنے

ہاتھ کی کپکپاہٹ روکنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔

"کیوں۔ کیا بات ہے؟" ڈان نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ کچھ نہیں۔ میں ــــ"

"کسی بات سے تم اچانک گھبرا گئی تھیں ــــ کیوں کیا بات ہے؟"

"نہیں کوئی بات نہیں۔ میں جانتی ہوں تمہارا یہ مطلب نہیں تھا یہ محض ایک احمقانہ خیال تھا"

"یعنی کیا؟"

اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ "یہی کہ کسی کو اپنی زندگی میں اتنا داخل نہیں ہونے دینا چاہیے کہ ــــ"

ڈان کے لبوں نے اس کی بات پوری نہیں ہونے دی۔ "میری تم جانتی ہو کہ میرا مطلب یہ نہیں ــــ"

جب ان کے لب علیحدہ ہوئے تو میری نے جواب دیا۔ "مجھے اس کا یقین ہے ــــ لیکن میں کبھی تم سے محروم ہو گئی تو ــــ"

"کیوں پریشان ہوتی ہو۔ ایسا نہیں ہو سکتا" اس کی آواز میں مردانہ کھردرا پن تھا۔ لیکن اس میں نرمی ہوتی تو شاید اتنی سکون بخش نہ ہوتی۔

وہ پیچھے ہٹ گئی اس نے محسوس کیا کہ اس کے جسم میں حرارت سی دوڑتی جا رہی ہے۔ "نہیں۔ نہیں۔ ڈان نہیں۔"

"کیا نہیں؟"

"نہیں۔ میرا مطلب نہیں تھا کہ تم مجھ سے اس طرح کھیلنے لگو"

"کیوں نہیں؟" وہ اس کی پیٹھ سہلانے لگا۔ میری کانپ رہی تھی۔ اس نے ڈان کا ہاتھ جھٹک دیا: "اب سو جاؤ"

"کیوں؟" "کرخت" اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نہیں"

کرخت لہجہ دھیمی ہنسی میں بدل چکا تھا "تو کتنی من موہنی ہے، کتیا کہیں کی"

ان الفاظ کا میری پر فوری ردعمل ہوا۔ "اُفوہ! یہ کیا ــــ" لیکن باقی الفاظ اس کے لبوں سے اپنے لب ہٹانے کی جدوجہد کے نذر ہوگئے۔ یہاں تک کہ یہ جدوجہد شکست میں تبدیل ہوگئی۔

اِس کے لب ہٹتے ہی میری نے کہا ــــ "کیا میں واقعی اتنی بُری ہوں؟"

"کتنی بُری؟"

"وہی جو تم نے کہا تھا"

"کیا کہا تھا، میں نے؟"

"تم خود جانتے ہو۔"

"مجھے بتاؤ تو سہی۔" اس نے میری کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں کہہ سکتی ــــ" لیکن جیسے کسی طاقت نے اُسے مجبور کردیا کہ وہ اپنے ہونٹ اس کے کانوں کے قریب لے جا کر چپکے سے وہ لفظ کہہ دے۔

"ہاں۔ تم یہی ہو" ڈان نے اُسے جھنجھوڑ کر بھینچتے ہوئے کہا: "دفع کرو۔

میری۔ کاش مجھے کوئی طریقہ ایسا آجاتا کہ صرف ایک بار یہ کہنے سے تمہیں ہمیشہ کے لئے یقین آجائے کہ میں تم سے ہمیشہ محبت کرتا رہوں گا۔"

"میں صرف ایک بار کے اقرار کی قائل نہیں ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ تم اسے بار بار دہراتے رہو۔"

اس کے بعد اسے اپنا کوئی ہوش نہیں رہا۔ جیسے وہ کہیں کھو گئی ہے۔ وقت اور زمانے سے بے نیاز۔ اور جب وہ رات کے سناٹے میں دور سے آنے والی آوازیں دوبارہ محسوس کرنے لگی تو اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا شوہر خراٹے لے رہا ہے۔

اس نے محسوس کیا کہ وہ عمر بھر جاگتی رہی ہے اور اب کبھی نہیں سو سکے گی۔ اگر وہ اس کی کوشش کرے تب بھی۔ آج سے پہلے اسے اتنا شدید احساس نہیں ہوا تھا کہ ڈان اسے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ آج رات سے زیادہ ڈان کو اس کی ضرورت کبھی نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ آج کی رات تمام راتوں سے زیادہ اہم تھی۔

گیارہ بج کر ۵۶ منٹ رات

ڈوائٹ پرنس بہت دنوں کے بعد ایک فیصلہ کرنے پر مجبور ہوا تھا۔ وہ کوئی قطعی رائے قائم کرنے سے ہمیشہ گھبراتا تھا۔ وہ برآمدے میں کھڑا ہوا تھا۔ خواب گاہ کا دروازہ بند تھا۔ اسے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ وہ دروازہ کھول کر اندر چلا جائے یا نہیں۔ اگر وہ دروازہ کھول کر اندر نہ جائے گا تو اسے مہمان خانے میں تنہا سونا پڑے گا۔ اگر وہ دروازہ کھول لے تو ممکن ہے

جُولیا اس کی مداخلت کو ناپسند کرے ۔ شنا کے جاتے ہی جُولیا بھاگتی ہوئی کمرے میں گئی تھی اور اس نے دروازہ بند کر لیا تھا ۔

ڈوائٹ نے حسبِ معمول اِس موقع پر بھی عقل کے بجائے اٹکل سے کام لینے کا فیصلہ کیا ۔ جولیا کے بارے میں اگر وہ کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کرتا تو عقل عموماً اس کی صحیح رہنمائی نہیں کرتی تھی ۔ وہ دروازہ کھول کر اندر چلا گیا ۔

جُولیا بستر پر لیٹی ہوئی تھی ۔ لیکن اس نے دیکھا کہ دروازہ پوری طرح کھلنے بھی نہ پایا کہ وہ تڑپ کر بیٹھ گئی ۔

ڈوائٹ نے فوراً ہی یہ محسوس کر لیا کہ اس نے غلط فیصلہ کیا تھا ۔ جولیا نے تیزی کے ساتھ اپنے آنسو خشک کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کے چہرے سے کرب اور پریشانی کے آثار ہویدا تھے ۔

"مجھے معاف کر دو ڈوائٹ" اس نے ہانپتے ہوئے کہا اور اپنے گاؤن سے اپنا چہرہ فوراً ڈھانپ لیا ۔ جیسے وہ اپنی گریاں آنکھیں اسے دکھاتے سے ڈرتی تھی ۔

ڈوائٹ کے دل نے اس سے کہا کہ اسے جولیا کے پاس جانا چاہیئے وہ اس کے قریب بیٹھ گیا اور اپنا ہاتھ اس کی گردن میں حمائل کر دیا ۔ اس نے اندازہ لگا لیا کہ جولیا اپنی سسکیاں ضبط کرنے کے لئے زور لگا رہی ہے ۔ ایوری ہلرڈ کی موت کی اطلاع ان دونوں نے بیک وقت سنی تھی مگر جُولیا خاموش رہی ۔ شنا کی موجودگی میں بھی وہ آنسو نہیں بہا سکتی تھی لیکن اتنی دیر میں اس کے دل میں جو غبار جمع ہو چکا تھا وہ اب تک پوری طرح نہیں

نکل سکا تھا۔"

"تمہیں تنہائی کی ضرورت ہے؟" ڈوائٹ نے نرمی سے کہنا شروع کیا۔
یہ سنتے ہی اس کے ہاتھ نیچے گر گئے اور اس نے اپنا سر اُوپر اٹھا لیا" ڈوائٹ
کیا تمہیں مجھ سے نفرت ہے؟"

"نہیں۔ تم نے یہ کیسے سمجھا کہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں؟"
الیوری ہلرڈ کے متعلق جذبات کا اس طرح اظہار کرنے پر۔" اس نے نظریں
چُراتے ہوئے جواب دیا۔

اس نے کچھ دیر توقف کیا۔ اپنے دماغ کو غور و فکر پر مائل کرنے کی
کوشش کی لیکن جلد ہی یہ کوشش ترک بھی کر دی۔" یہ بات کبھی چھپی نہیں رہی
کہ ایک زمانے میں تمہیں اس سے محبت تھی۔ تم نے شادی سے پہلے ہی اس کا
اعتراف کر لیا تھا ـــــ اس لئے اب تمہیں یہ خوف کیوں ہے کہ میں تم کو روتے
ہوئے نہ دیکھ لوں"

جولیا اس کی جانب مُڑ گئی اور جن آنسوؤں کو ضبط کرنے میں اب تک
ناکام رہی تھی وہ اچانک خشک ہو گئے۔ اور وہ فرطِ محبت سے بے قابو
ہو گئی ـــــ

کمرے کے گھڑیال نے بارہ بجائے مگر ٹریڈ ویٹا ورسکا پھر خاموش
رہا۔

ہفتہ

۲۳ر جون

...... خدا بادشاہ کو
سلامت رکھے !

۹

ہل برگ - پنسلوینیا

چار بج کر ۴ منٹ صبح

آدھی رات کے بعد وان آرمنڈ نے یہ محسوس کیا کہ وہ کامیابی کے نقطۂ عروج پر پہنچ گیا ہے۔ ٹریڈ دے کارپوریشن میں اشتہارات اور نشر و اشاعت کا ڈائرکٹر مقرر ہونے کے بعد اس کی زندگی میں اتنا ہیجان خیز اور ولولہ انگیز لمحہ کبھی نہیں آیا تھا۔ الوری ہلیرڈ کی موت سے متعلق تمام اطلاعات روانہ کر دینے کے بعد وہ گھر واپس جاتے ہوئے "ملبرگ ٹائمز" کے دفتر میں ٹھہر گیا تھا تاکہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے کہ صبح کے ایڈیشن میں اس کی بھیجی ہوئی خبر کس طرح شائع ہو رہی ہے۔ سٹی ایڈیٹر بل فرلیش نے جب اس کا بازو پکڑ کر اس میز کے قریب بٹھا دیا جہاں خبریں دوبارہ

لکھی جاتی تھیں تو اس کا دل بلیوں اُچھل رہا تھا۔ اس کرسی پر بیٹھ کر اس نے محسوس کیا تھا کہ وہ اخبار کے ایک خدا ترس ایڈیٹر کے منصب سے جتنا قریب پہنچ سکتا تھا پہنچ گیا۔ اس نے ہزاروں واقعات کی صحت کا یقین کیا اور سیکڑوں سوالات کے جواب دئے غرض وہ اس عجیب وغریب سرگرمی میں مرکزی نقطے کی حیثیت رکھتا تھا جو ملبرگ میں دس سال کی سب سے بڑی خبر کی اشاعت سے قبل ناگزیر تھی۔ ہاں اس سے بل نے واقعی یہی کہا تھا۔ دس سال کی سب سے بڑی مقامی خبر ———

بل بڑا بھلا مانس تھا اور اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں تھی۔ اس نے خبر کا بیشتر حصہ اسی کو لکھنے دیا تھا۔ اور اب اس کا پروف اس کے سامنے تھا اس نے جو کچھ لکھا تھا اس میں ایک لفظ کا بھی ردو بدل نہیں کیا گیا تھا۔ تصویریں بھی بہت عمدہ تھیں۔ بل کو ان تصویروں کا خیال تک نہیں آیا تھا جو ٹائمز نے ملبرگ کے دو صد سالہ جشن کے موقع پر شائع کی تھیں اور اس نے بڑی فراخدلی سے اعتراف کیا تھا کہ ان کی دوبارہ اشاعت بڑا نفیس خیال ہے ...... ہاں بل نے یہی کہا تھا .... یہ بڑا نفیس خیال ہے! مسٹر شا اسے دیکھیں گے تو خوشی سے پھولے نہیں سمائیں گے۔ اسے واقعی خوب سوجھی تھی ...... اور دوسرے صفحہ پر کمپنی کے جتنے صدر گزرے تھے ان سب کی تصویریں ..... بارعب اور پُروقار جوشیا ٹریڈوے ..... سنجاب کی بڑی سی ٹوپی پہنے ہوئے۔ جارج ٹریڈوے .... اور آلیور کے سامنے متن چھاپ رکھے ہوئے ہیں ..... پھر بڈھا اور لٹھا

جو مجسم شرافت معلوم ہوتا تھا...... اور صفحے کے وسط میں مسٹر بلرڈ کی دو کالمی تصویر...... اپنی اس تصویر کو وہ بہت پسند کرتے تھے۔

آرمنڈ نے کنکھیوں سے دیکھا کہ بل فریش ایک پنسل سے صفحے کے پروف کی غلطیاں درست کر رہا ہے۔ آرمنڈ اس احساس پر نادم تھا کہ وہ اب تک بیکار کیوں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بھی بڑے انہماک سے غلطیوں کی تلاش شروع کردی۔

بل اس کی طرف آرہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں پروف تھے اور اس کے بازو اس طرح جھول رہے تھے۔ جیسے ان کی رگیں ٹوٹ گئی ہوں" کوئی اور غلطی ملی؟" اس نے دریافت کیا۔

"صرف ٹائپ کی چند غلطیاں رہ گئی تھیں" اس نے بے پروائی سے جواب دیا۔ جیسے وہ اسے کوئی اہمیت نہ دینا چاہتا ہو۔

فریش نے اس کے کندھے کے قریب اپنا سر جھکا کر پروف کا جائزہ لیتے ہوئے کہا" ہاں۔ ہاں۔ ان سب پر میں بھی نشان لگا چکا ہوں" اس نے پروف سامنے پھیلا کر اپنی موٹی اور گٹھی ہوئی انگلی سے ایک ایک غلطی دکھاتے ہوئے کہا۔ اس دوران میں اسے ایک اور خامی نظر آگئی" والنگ کے نام کا حصّہ کیا ہے؟"

"ڈان۔ تم نے بالکل ٹھیک لکھا ہے۔ بل"

"ہم مخففت کے قائل نہیں ہیں" فریش نے روکھائی سے کہا" ہم ہمیشہ پورا نام استعمال کرتے ہیں۔ کیا ہے۔ پہلا حصہ۔ ڈانلڈ؟"

آرمنڈ نے اپنی لاعلمی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے کہ ڈان ہی پورا نام ہے۔ صرف ڈان۔ وہ دستخط میں بھی یہی لکھتے ہیں۔"
اس کے حافظے میں ایک دھندلی سی یاد کروٹیں لینے لگی۔ پھر اسے اچانک جیسے کچھ یاد آگیا "نہیں۔ ٹھہر جاؤ۔ یاد آگیا۔ میک ڈانلڈ۔ اب یاد آیا جب وہ نائب صدر بنے تھے اور میں ان کے متعلق خبر تیار کر رہا تھا۔ تو ان کے ذاتی ریکارڈ میں دیکھا تھا" میک ڈانلڈ والٹاب۔

اس کا صحیح تلفظ کیا ہے "مکڈانلڈ"؟

"میک ڈانلڈ" اس نے فاتحانہ شان سے کہا۔ اخبار نویس کے لئے اچھا حافظہ بہت ضروری ہوتا ہے ...... جو اخبار اتنے پرانے پریس پر چھپتا ہو اس میں کام کرنے والے ایسی فضول باتیں معلوم کرنے پر وقت ضائع نہیں کیا کرتے۔

بل نے پروف کے کنارے کچھ لکھ کر اسے ایک بڈھے کارکن کی طرف بڑھا دیا جو اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔ پھر اس نے گھڑیال پر نظر ڈالتے ہوئے کہا "صرف اکیس منٹ کی تاخیر ہوئی ہے۔ پریس والے چاہیں تو اخبار اس کے باوجود ٹھیک وقت پر مکمل ہو سکتا ہے۔ موجودہ حالات میں یہ تاخیر زیادہ نہیں ہے۔

"بل۔ تم نے آج کمال ہی کر دیا۔ تم نے ہمارے ساتھ جس طرح تعاون کیا ہے۔ اس کا شکریہ میری طرف سے بھی اور کمپنی کی جانب سے بھی"

"یہ بھی اچھا ہوا کہ یہ خبر ہفتے کی رات کو جا رہی ہے" بل نے تھکے ہوئے لہجے میں تیوریوں پر بل ڈالتے ہوئے کہا۔ اخبار پریس میں چلا جانے پر تمام صحافیوں کی طرح وہ بھی محسوس کر رہا تھا۔ کہ اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ

اُتر گیا" ہفتے کو ہمارے پاس ہمیشہ بہت جگہ ہوتی ہے۔ اگر یہ واقعہ کل پیش
آیا ہوتا تو مصیبت ہی آجاتی۔ جمعہ کو اشتہارات کی بھرمار ہوتی ہے۔ مفصل
خبر کی اشاعت بالکل ناممکن ہوتی"

"ہاں۔ یہ اشتہارات واقعی بلائے بے درماں ہوتے ہیں" آرمنڈ
نے پیشہ ورانہ رفاقت کے لہجے میں کہا "کچھ دنوں سے بار بار سوچ رہا ہوں
کہ اس نوکری کو لات مار کر دوبارہ کسی معقول اخبار میں واپس چلا جاؤں"

"یہ بھی خوب رہی۔ میرا خیال ہے کہ آج کل تم جتنا کما رہے ہو اتنی تنخواہ اس
کمرے میں کام کرنے والوں کو مجموعی طور پر بھی نہ ملتی ہو گی"

"جب زندگی میں کوئی لطف ہی نہ آئے تو یہ کمائی کس کام کی؟" آرمنڈ
نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

بل نے ہنس کر جواب دیا "یہ بات تم مجھ سے کہتے ہو؟ مجھے بھی زندگی
میں کہاں لطف ملتا ہے۔ اچھا چھوڑو اِن باتوں کو۔ جب تک اخبار طباعت
کے لئے تیار ہو۔ ایک پیالی کافی کی کیوں نہ پی لی جائے؟"

"اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے۔ بل۔ زندہ باد"

"یہ کیا ہے؟ تم نے اپنے کپڑے کہاں ستیاناس کر لئے؟"

آرمنڈ نے جھک کر دیکھا۔ اس کی سفید ڈنر جیکٹ پر کالک کا داغ تھا
جو کمپوزنگ روم کی میز پر جھکنے کی وجہ سے لگ گیا تھا" ہو گا۔ جانے بھی دو"
اس نے ہنستے ہوئے کہا "اس کا علاج صرف یہ ہے کہ اسے بھی کمپنی کے
حساب میں ڈال دوں۔ میں اس کے سوا کر ہی کیا سکتا ہوں۔

چھ بج کر پانچ منٹ صبح

لورن شا نے اپنی آنکھیں دوبارہ کھولیں اور یہ دیکھ کر جان میں جان آگئی کہ رات بالآخر ختم ہوگئی تھی اس سے پہلے بھی وہ کئی بار جاگ چکا تھا۔ مگر ہر بار اسے ہر طرف تاریکی ہی نظر آئی تھی اور ہر بار نیند کو بلانا پہلے سے زیادہ دشوار ہو گیا تھا۔ پچھلی رات اس نے عجیب و غریب خواب دیکھے تھے۔ اس کا تصور اسے معلوم نہیں کہاں کہاں لے گیا تھا۔ اس سے قبل ایسا کبھی نہیں ہوا تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خواب میں بھی اس کے دن کے خیالات کا سلسلہ جاری ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا تھا کہ دن میں اس کے وہ خیالات بہت مربوط اور منطقی ہوتے تھے اور رات میں خیالات کی رو اس کے قابو میں نہیں ہوتی تھی۔ لیکن پچھلی رات تو اسے اس کے خوابوں نے بھی شکست دے دی تھی۔ وہ دل ہی دل میں پریشان تھا کہ اب اس نے ایک بھی غلط قدم اٹھالیا تو ممکن ہے وہ اس مقصد میں بالکل ناکام ہو جائے جسے حاصل کرنے کی وہ اتنے دنوں سے کوشش کرتا رہا تھا۔

چار سال قبل اس نے بڑی احتیاط سے الوری بلرڈ کے دماغ میں ایک بیج بویا تھا۔ اس کا ابتدائی نتیجہ یہ نکلا تھا کہ اسے ٹریڈ وے کارپوریشن کا نائب صدر اور محاسب مقرر کر دیا گیا۔ مگر اس نے شروع ہی میں یہ تہیہ کر لیا تھا کہ اسے آہستہ آہستہ کارپوریشن کا صدر بن جانا ہے درحقیقت یہ منزل اس نے اور بھی پہلے متعین کر لی تھی۔ جب وہ بارکنگٹن میک کائل کمپنی میں ملازم تھا اور اس نے متعدد اداروں کے نظم و نسق

کا جائزہ لیا تھا اس وقت بھی ہر ادارے کے انتظامی مسائل کی چھان بین شروع کرنے سے قبل وہ ایک بنیادی سوال کیا کرتا تھا — مگر یہ سوال اس کی ضخیم رپورٹوں کے بجائے اس کے ذہن کے تاریک گوشوں میں گونجا کرتا تھا — کیا یہ وہی کمپنی ہے جس میں پہنچ کر میرا وقار ان تمام افراد سے بلند ہو سکتا ہے جو صدر کے عہدوں پر قابض ہیں اور جن کے ہاتھوں مجھے اتنی توہین برداشت کرنا پڑی ہے ؟"

یہ توہین بالکل ذاتی تھی۔ اس کا اس کے پیشے سے بالکل کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کی پیشہ ورانہ صلاحیت اور قابلیت پر تو آج تک کسی کو شک کی جسارت ہی نہیں ہوئی تھی۔ یارکنگٹن میک کانل کے نائب صدر اور ماہر تجزیہ کی حیثیت سے اس نے جو کچھ کیا تھا اس پر کسی طرح کا اعتراض ناممکن تھا اس کے باوجود شاید ہی کوئی ایسا لمحہ گزرتا ہوگا جس میں یہ احساس اس کے دل میں چٹکیاں نہ لیتا ہو۔ کہ وہ معاشرتی اور تعلیمی اعتبار سے ان کارپوریشنوں کے صدر سے کمتر ہے حالانکہ وہ اس پر بھی مجبور تھے کہ اپنا کاروبار منظم طور پر چلانے کا سلیقہ سیکھنے کے لئے اسے بڑی بڑی فیسیں ادا کریں۔ وہ اس سے کہا کرتے تھے۔ "ور شا۔ گزشتہ موسم سرما میں جب میں بارہا ر گیا تھا تو میری ملاقات ایک بڑے آدمی سے ہوئی تھی۔ ان کا نام بھی شا ہے اور وہ جج ہیں۔ وہ آپ کے عزیز تو نہیں ہیں؟"

انھیں اس تمام کا کوئی آدمی کبھی کوئین میری جہاز پر مل جاتا تھا، کبھی "پام بیچ" میں اور کبھی ریویرا میں، مگر وہ طوعاً و کرہاً صرف ایک

جواب دیا کرتا تھا۔ "نہیں۔ جناب وہ میرے عزیز نہیں ہیں" اس کے باوجود ان کے سوالات کا سلسلہ ختم نہ ہوتا تھا۔ "میرا خیال ہے کہ آپ نے ہارورڈ میں تعلیم حاصل کی ہے یا پھر وہارٹن میں؟ آپ کے پیشے کے زیادہ تر افراد انہی دو مقامات پر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے۔ مسٹر شا؟" اس کا جواب دیتے وقت اس کا گلا رُندھ جایا کرتا تھا مگر اس کے سوا وہ کر بھی کیا سکتا تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو گفتگو کا موضوع تبدیل کر دے۔ ہائی سکول کے بعد اس کی تعلیم صرف ایک شبینہ سکول تک محدود رہی تھی۔ جس کے بعد اس نے سرٹیفائڈ پبلک اکاؤنٹنٹ کا ریاستی امتحان پاس کیا تھا۔ لورن شا کے پاس صرف سی۔پی۔اے کی ڈگری تھی۔

اپنی زندگی کے دوسرے فیصلوں کی طرح یہ امتحان پاس کرنے کا فیصلہ بھی شا نے بہت سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ وہ بڑے غور سے اخبار پڑھا کرتا تھا خاص طور پر ایسے مقدمات کی روداد جن کا تعلق ممتاز شخصیتوں اور بڑی بڑی رقوم سے ہوتا تھا۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ دولت مند اور ممتاز خاندانوں سے تعلق رکھنے والے افراد ان نوجوانوں کو بڑی بڑی فیسیں دیتے ہیں اور ان کا پُرتپاک خیر مقدم کرتے ہیں جو انکم ٹیکس کے قواعد کی خامیوں سے واقف ہوتے ہیں اور ان کی گرفت سے بچ نکلنے کی تدبیر معلوم کر سکتے ہیں۔ صرف چند سال میں لورن شا کو بھی بڑی بڑی فیسیں ملنے لگیں مگر اس کا پرتپاک خیر مقدم کہیں نہ کیا جاتا۔ بڑے بڑے آدمی اس سے مشورہ تو کرتے تھے مگر اپنے یہاں کی تقریبات میں اسے کوئی مدعو نہ

کرتا تھا اس نے بالآخر محسوس کر لیا کہ اس کی نوبت کبھی نہیں آئے گی۔ اس کی کامیابی کے ساتھ ساتھ لوگوں کا رجحان بھی قوی تر ہوتا گیا کہ اس سے صرف تنہائی میں اور بڑی احتیاط کے ساتھ گفتگو کرنے کی ضرورت ہے۔

پارکنگٹن۔ میک کانل کمپنی میں جب اسے نائب صدارت کا عہدہ پیش کیا گیا تو اس نے اسے فوراً قبول کر لیا۔ نائب صدارت بجائے خود کوئی بہت بڑا امتیاز نہیں تھا۔ کمپنی میں ایک دو نہیں تیس نائب صدر تھے تا کہ بڑے بڑے آدمی یہ محسوس نہ کریں کہ وہ کسی معمولی عہدیدار پر اپنی دولت مندی کے راز افشا کر رہے ہیں۔ اس نے یہ عہدہ مسٹر پارکنگٹن کے صرف اس قول سے متاثر ہو کر قبول کر لیا تھا کہ وہ ملک کے ممتاز صنعت کاروں سے بہت قریب ہو جائے گا اور ان سے ذاتی مراسم قائم کر سکے گا۔ اس کے علاوہ سن رسیدہ مسٹر پارکنگٹن نے اسے یہ نصیحت بھی کی تھی کہ ایک طباع اور نوجوان آدمی کو ہمیشہ اپنے لئے نئے راستے تلاش کرنے میں مصروف رہنا چاہیئے۔ یہ بات اس کے لئے بے معنی تھی۔ لورن شا بیوقوف نہیں تھا کہ ایسی باتوں سے متاثر ہو جاتا۔

نائب صدر بننے کے ایک سال بعد لورن شا نے شادی کر لی۔ اپنی رفیقۂ حیات کا انتخاب بھی اس کے منصوبوں کے تابع تھا۔ اس کا خسر بیرنگٹن فان ٹرن چونکہ پارکنگٹن میک کانل کمپنی سے مشورے لیتا رہتا تھا اس لئے شا کے لئے یہ مشکل نہ تھا کہ وہ فان ٹرن کی لڑکی کے بارے میں تمام ضروری معلومات حاصل کرے۔ وہ مس ہیلنگٹن کالج کی گریجوایٹ جونیئر لیگ کی

رکن، ایک سفیر کی پڑپوتی، ایک لفٹننٹ گورنر کی پوتی اور ایک ایسے شخص کی بیٹی تھی جس کا سلسلۂ نسب ولیم پن کے ایک قریب ترین دوست سے ملتا تھا۔ اس کا بھائی والی فان ٹرن بین الاقوامی شہرت کا مالک تھا۔ جیسا کہ ہر شخص کو معلوم تھا والی فان ٹرن کی تیسری بیوی ایک فرانسیسی نواب زادی تھی۔ اس کا واضح مطلب یہ تھا کہ شا کا رشتہ فرانسیسی امرا کے طبقے سے ہو گیا تھا۔ یہ ایک افسوسناک حقیقت تھی ـــــ لیکن اس کی دوسری جو بیوی کو دیکھتے ہوئے اسے ناقابلِ معافی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ایولن فان ٹرن کی عمر شا سے چار زیادہ تھی، وہ نسائی جاذبیت سے محروم اور شراب نوشی کی بہت زیادہ شوقین تھی۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ ہمیشہ صرف ذرا دیر کے لئے آیا کرتی تھی۔ شا کو اس سے جو کچھ توقعات تھیں وہ سب پوری ہو گئی تھیں اور وہ اسے جو کچھ نہیں دے سکی وہ اس کی نظروں میں زیادہ اہم نہیں تھا۔

شا نے معاشرے میں بہت بلند مرتبہ حاصل کر لیا تھا اور ٹریڈوے کارپوریشن کا کوئی نائب صدر اس کی ہمسری نہیں کر سکتا تھا۔ ٹریڈوے کارپوریشن کے حالات کا جائزہ لیتے وقت یہ بات اس نے شروع ہی میں محسوس کر لی تھی۔ اس کے لئے نائب صدر انتظامیہ کے عہدے کا راستہ بھی صاف کھلا ہوا تھا۔ ایک ڈاکٹر نے اس سے بڑی راز داری کے ساتھ بتایا تھا کہ فٹز جیرلڈ کی صحت بہت گر گئی ہے۔ فٹز جیرلڈ کے تقرر کے وقت بلرڈ پہلے ہی آلڈرسن کو نظرانداز کر چکا تھا اس لئے اس کا ستارہ بھی زوال پر تھا جہاں

تک عمدہ فرنیچر تیار کرنے کی استعداد کا تعلق تھا گریم کا کوئی ثانی نہیں تھا مگر کاروبار کے کسی دوسرے شعبے کا اسے کوئی تجربہ نہیں تھا۔ اسی طرح ڈڈلے بھی اپنے کام میں کوئی جواب نہ رکھتا تھا مگر انتظامی صلاحیت کے اعتبار سے وہ بھی بالکل کورا تھا۔

فٹنر جیرلڈ کی موت کے بعد لورن شا کو یقین ہو گیا کہ اس نے جتنے منصوبے بنائے ہیں اب وہ سب پورے ہو جائیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ بدقسمتی سے بلرڈ بڑا جلد باز اور تند خو تھا اور یہ امکان موجود تھا کہ وہ اپنی نطرت سے مجبور ہو کر کسی اور کو نائب صدر نامزد کر دے مگر لورن شا بہت زیادہ مضطرب نہیں تھا۔ نائب صدر اور محاسب کا عہدہ ہی ایسا تھا کہ اس کی کامیابی کے امکانات بڑے روشن تھے۔ اس پر یہ ذمہ داری عاید ہوتی تھی کہ وہ ہر طرح کی فضول خرچی، نا اہلی اور جدید ترین کاروباری طریق کار سے انحراف پر لوگوں کی گرفت کرے اور کارکردگی کا اعلیٰ معیار قائم کرے۔ وہ ایک ایسا کھیل کھیل رہا تھا جس میں اس کے ہارنے کا کوئی اندیشہ نہیں تھا کیونکہ وہ کھیل میں شریک بھی تھا اور کھیل کا ریفری بھی۔

فرنیچر کی صنعت ان دنوں تاریخ کی سب سے بڑی گرم بازاری کے دور سے گزر رہی تھی، کمپنی تیزی سے پھیل رہی تھی اور یہ معلوم کرنا مشکل نہ تھا کہ منافع کہاں کہاں توقع سے کم ہو رہا ہے اور اس میں کس کی غلطی ہے اس میں شک نہیں کہ وہ جب بھی کسی نقصان کو روکنے کی کوشش کرتا وہ نائب صدر اس سے خفا ہو جاتا تھا جس پر نقصان کی وجہ معلوم کرتے اور اس کا

امکان ختم کرنے کی اصل ذمہ داری عائد ہوتی تھی مگر لورن نشانے کبھی کسی کی خفگی کی پروا نہیں کی۔ اس کے عزائم کی بنیاد اس احساس پر تھی کہ الوری یلرڈ کے سوا کسی کی رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی اس لئے اسے دوسروں کی پروا بھی نہیں کرنی چاہیے۔

بہرصورت وہ اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دے لیا کرتا تھا کہ کوئی شخص کبھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس نے آج تک جو کچھ کیا تھا وہ کمپنی کے لئے سُودمند نہیں تھا۔ کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوسکتی تھی کہ اس نے بجٹ پر سنت کنٹرول لگا کر اچھا نہیں کیا، یا ہر کارخانے میں مصنوعات کی صحیح لاگت معلوم کرنے کا نظام قائم کرنے، خام مال کی خریداری کے وقت تمام کارخانوں کی ضروریات پیش نظر رکھنے، مصنوعات کی قیمت مقرر کرنے کے لئے سائنٹفک اصولوں پر عمل کرنے اور تنخواہیں مقرر کرنے کا ایک باقاعدہ نظام رائج کرنے سے کمپنی کو فائدے کے بجائے نقصان پہنچا ہے۔ چار سال سے بھی کم مدت میں ٹریڈرے کارپوریشن کے منافع میں پچاس فی صد کے قریب اضافہ ہوا تھا۔ یہ حقیقت ہر شخص کا منہ بند کرنے کے لئے کافی تھی۔ اس کا یہ کارنامہ دیکھ کر اس پر کون اعتراض کی جرأت کرسکتا تھا۔

لورن نشا اٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔ اس نے سگریٹ سلگا لیا لیکن پہلے ہی کش کا مزا اتنا کڑوا تھا کہ اس نے سگریٹ فوراً بجھا دیا۔ وہ ڈریسنگ روم ہوتا ہوا غسل خانے میں چلا گیا لیکن تنک مزاجی نے وہاں بھی

اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ "جہنم میں جائے" اس نے زور سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے آپ پر ملامت کرنے کا ایک اور آتش فشاں پھٹ پڑا۔ اس نے رات کو اتنا غلط رویّہ کیوں اختیار کیا تھا۔ آخر اس کی وجہ کیا تھی؟ یہی ناکہ اس نے پہلے سے کوئی منصوبہ تیار نہیں کیا۔ ہاں اس کا سبب صرف یہی تھا...... اس نے اپنے دل کے کہنے پر عمل کیا تھا۔ اور ایسا صرف احمق لوگ کرتے ہیں۔ ہاں وہ احمق ہی تو تھا...... احمق سے بھی بدتر...... ناسمجھ، کمبخت، کاٹھ کا اُلّو! آلڈرسن کے ساتھ اس نے بدترین رویّہ اختیار کیا تھا...... اور یہی وجہ ہے کہ شاید وانگ بھی اس کا حامی نہیں رہا۔ اور اس نے دروازے پر وانگ سے جو کچھ کہا تھا وہ تو لغویت کی انتہا تھی...... گداگری...... اپنے آپ کو کمزور اور متذبذب ظاہر کرنا۔ اس نے دفتر جاکر تمام شعبوں کے سربراہوں کو طلب کرنے میں جلد بازی سے کیوں کام لیا تھا؟ شعبوں کے سربراہ تو نئے صدر کا انتخاب نہیں کرتے...... ان بیس میں سے ایک کا بھی تو ووٹ نہیں ہے۔ ووٹ تو آلڈرسن کے پاس تھا...... وانگ کے پاس تھا۔ آلڈرسن کا ووٹ تو اسے کبھی نہ ملتا لیکن وانگ کی حاصل کرنے کا امکان اس وقت بھی باقی تھا۔ وانگ کے معاملے میں آلڈرسن اس پر بازی لے گیا۔ ہاں۔ یہ بہت بڑی چوک تھی...... یہ تو مجھے کرنا چاہیے تھا... لیکن آلڈرسن کر گزرا...... مجھے وانگ کے پاس جانا چاہیے تھا۔ ممکن ہے فیصلہ کن ووٹ وانگ ہی کا ثابت ہو۔

لورین شا نے غیر شعوری طور پر ایک اور سگریٹ سلگا لیا۔ اس کے ذہن نے ایک نیا منصوبہ تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ آلڈرسن کا ووٹ حاصل کرنے کا تو کوئی سوال ہی نہ تھا۔ گریم کا بھی کوئی بھروسہ نہیں۔ وہ بھی غالباً آلڈرسن ہی کا ساتھ دے گا۔ والنگ اور ڈڈلے کا معاملہ مشکوک ہے ...... لیکن نائب صدر انتظامیہ کا عہدہ پیش کر کے وہ ان میں سے ایک کی حمایت تو حاصل کر ہی سکتا ہے...... نہیں ڈڈلے کو اپنے ساتھ ملانے کا ایک اور طریقہ ہے........ وہ اس طرح چلے تو والنگ کو نائب صدر انتظامیہ بنا کر اس کا ووٹ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مگر ڈڈلے نے اس کے کہنے کے باوجود شکاگو سے اسے فون کیوں نہیں کیا؟ ممکن ہے طیارہ دیر سے پہنچا ہو۔... وہ آج صبح ضرور فون کرے گا۔ ہاں وہ ڈڈلے اور والنگ کے ووٹ حاصل کرے گا۔ مگر یہ تو صرف دو ووٹ ہوتے۔...... اس کا اپنا ووٹ ملا کر تین۔ اسے ایک اور ووٹ حاصل کرنا ہو گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے جارج کیسویل یا جولیا ٹریڈوے پرنس میں سے کسی ایک کو شیشے میں اتارنا ہو گا...... ممکن ہے کیسویل اس کی حمایت پر آمادہ ہو جائے۔.... کیسویل منافع کا ریکارڈ کسی طرح نظر انداز نہیں کر سکتا..... مگر جولیا ٹریڈوے پرنس.......

اس نے جولیا ٹریڈوے پرنس کے ساتھ ایک گھنٹہ گزارا تھا جب اسے جولیا سے اپنی گفتگو یاد آئی تو وہ اچانک کانپ اٹھا۔ لیکن کم سے کم وہاں تو وہ سب سے پہلے پہنچا تھا۔ اس معاملے میں وہ آلڈرسن پر

سبقت لے گیا تھا۔۔۔۔۔ مگر اس سے بھی اس نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور جولیا کو یہ موقع نہ دے زیادہ وہ اسے سراسیمہ کر دے۔ اس نے اتنا ہی تو پوچھا تھا کہ آپ چارلسٹن کے اس خاندان سے تو کوئی تعلق نہیں رکھتے جس کے پاس جمیکا میں بہت عمدہ مکان اور خوبصورت باغ ہے۔ اس کا جواب اسے سوچ سمجھ کر دینا چاہیے تھا۔ اس نے یہ حقیقت کیوں فراموش کر دی تھی۔ کہ ایک زمانے میں اس کا ذہنی توازن درست نہیں رہا تھا اور ممکن ہے اس کا دماغ اب بھی ٹھیک نہ ہو۔۔۔۔۔؟ نہیں نہیں دماغ جولیا کا خراب نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ دماغ تو خود اس کا اپنا خراب تھا۔۔۔ اگر اس کا دماغ عارضی طور پر خراب نہ ہوتا تو وہ چھچھورے پن کا مظاہرہ نہ کرتا۔ اور نفع کی شرح کے متعلق اس بکواس سے ضرور گریز کرتا اس نے جو کچھ کہا تھا اس کا ایک لفظ بھی جولیا کی سمجھ میں نہ آیا تھا۔ اس نے کتنی بڑی حماقت کی تھی۔ جولیا سے وہ بلا وجہ اتنی دیر تک ایسی باتیں کیوں کرتا رہا۔ جو اس کی سمجھ میں کبھی نہیں آسکتیں۔

اس کے منہ سے خود اپنے لئے ایک گالی نکل گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا سر چکرا رہا ہے۔ اور اس کو قے ہو جائے گی۔ وہ سہارا لے کر وہیں بیٹھ گیا۔

کنٹے کاؤنٹی۔ میری لینڈ

سات بج کر ۵ منٹ صبح

جلیس گریم برساتی کے ستون سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ اس کی

نظریں خلیج چیزاپیک پر تھیں۔ شمالی ہوا نے رات کو آسمان اس طرح صاف کر دیا تھا جیسے وہ کوئی چمکتا ہوا نیلم ہو۔ ہوا گرد و غبار سے اس قدر پاک تھی کہ وہ دور بالٹی مور کی طرف جاتی ہوئی ایک بڑی سی کشتی کے بادبانوں پر لگے ہوئے پیوند تک آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ چھوٹی مرغابیاں خوشی سے چیخ رہی تھیں اور ایک سمندری شکرا بلوط کے ایک خشک درخت سے آ کر اچانک پانی پر جھپٹا جس سے ایک زور کا چھپاکا پیدا ہوا۔

گریلم اس وقت بڑا مطمئن تھا۔ اس نے اپنے زیرِ تعمیر کارخانے پر ایک نظر ڈالی۔۔۔۔ صاف شفاف لکڑی پر ابھی تک رنگ نہیں کیا گیا تھا۔ پس منظر میں بلوط کی گہرے سبز رنگ کی پتیاں اتنی خوشنما نظر آ رہی تھیں، کہ اس کا دل چاہا کہ وہ لکڑی کے قدرتی رنگ کو اسی طرح باقی رہنے دے اور انھیں رنگوا کر منظر کے اس حسن کو تباہ نہ کرے۔ اتنے میں دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اس نے دیکھا کہ تیز روشنی میں سارا اپنی پلکیں جھپکا رہی ہے اور وہ سفیدی مائل بالوں کی ایک لٹ جو جلدی میں سیاہ بالوں سے چھپائی نہیں جا سکی تھی درست کرنے میں مصروف تھی۔

"تم نے مجھے جگایا کیوں نہیں؟ میرا خیال تھا کہ تم دیر تک سوتے رہو گے۔"

"کوئی بات نہیں، ناشتہ کی کیا جلدی ہے۔ آج صبح کتنی خوشگوار ہے۔" یہ بات اس نے کچھ ایسے لہجے میں کہی، گویا کہ اس کی زندگی کا مقصد ہی آرام اور تفریح ہے۔ یہ صداقت سے زیادہ بعید بھی نہیں تھا۔

"جیس"؟

"فرمائیے۔ کیا ارشاد ہے۔" اس کے چہرے کے ہلکے سے تبسم اور گھبراہٹ سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ گریم سے کوئی کام کرانا چاہتی تھی۔

"فریڈ کو ٹیلیفون کرنے کے لئے تم ناشتے سے پہلے سٹور جاؤ گے یا ناشتے کے بعد؟"

"تم کچھ منگوانا بھول گئی تھیں؟"

"ہاں۔ شربت۔ اگر تم بین کیک نہ کھانا چاہو۔ مجھے شربت منگوانا یاد ہی نہیں رہا تھا۔" اس نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جیسے وہ اس فروگزاشت پر بڑی شرمندہ تھی۔

"ہاں۔ میں بین کیک ہی کھاؤں گا۔ میں پیر کی صبح یہاں ناشتے میں یہی کھاتا ہوں۔"

اس نے جماہی لی اور مذاق میں گھونسا تانتے ہوئے سارا کی طرف بڑھا سارا نے بڑھ کر گھونسا دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ "خدا کرے فریڈ کوئی ایسی بات نہ کہیں کہ تمہیں جلد واپس جانا پڑے۔"

"کچھ بھی ہو جائے میں جلد واپس نہیں جاؤں گا۔"

"جیس تم نے مسٹر بلرڈ سے ابھی تک اپنے ریٹائر ہونے کا ارادہ ظاہر نہیں کیا ہے؟"

"نہیں۔ یہاں آتے ہوئے میں خود بھی یہی سوچ رہا تھا۔ مناسب یہی ہے کہ انہیں جس قدر جلد ممکن ہو بتا دیا جائے۔ اسی لئے میرا ارادہ ہے

کہ میں پیر یا منگل تک ان سے ضرور کہہ دوں گا۔"

"اس پر وہ کیا کہیں گے؟"

"میرا خیال ہے کہ وہ خوب چیخیں چلائیں گے"

"کہیں ایسا تو نہیں ہے جیسی کہ وہ تم کو منا کر ریٹائر ہونے سے روک دیں۔"

"نہیں، اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔"

اس نے خوشی سے اپنے سر کو جنبش دی۔ جب گریم اپنی کار کی طرف جانے لگا۔ تو سارا نے اسے پکار کر کہا۔ "دیکھو سٹوارٹ، تم کسی سے باتوں میں نہ الجھ جانا۔ ورنہ دوپہر ہی ہوجائے گی۔"

"کچھ دنوں سے تم میرے اوپر اچھی خاصی حکومت کرنے لگی ہو۔" اس نے وہیں سے جواب دیا۔

"اچھا ہے۔ پھر تم اس کے عادی ہوجاؤ۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "مجھے تمہارے اوپر حکومت کرنے کا پہلی بار موقع ملا ہے۔"

"یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔" اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے موٹر کا دروازہ کھولا۔ سارا بھی عجیب عورت ہے...... ملبرگ میں وہ ہر وقت شکایت کرتی رہتی تھی کہ میں منہ لئے بیٹھا رہتا ہوں اور یہاں اسے یہ پریشانی ہے کہ میں بہت زیادہ باتیں کرنے لگا ہوں۔

ملبرگ، پنسلوینیا

سات بج کر چودہ منٹ صبح

ڈان وانگ آہستہ آہستہ نیند سے بیدار نہیں ہوا۔ بلکہ گھبرا کر اچانک

اُٹھ بیٹھا تھا۔ کیونکہ اس کے لڑکے نے اس کے زور سے ٹکر ماری تھی۔

اس کی سراسیمگی دیکھ کر سیٹو نے زور سے قہقہہ لگایا۔

"یہ کیا طریقہ ہے کہ ــــــ تم یہاں اتنے سویرے کیا کر رہے ہو؟"

"مچھلی کا شکار کھیلنے جا رہا ہوں" اس نے ایک ہی سانس میں کہنا شروع کیا۔ "ممی کہتی ہیں تم ناشتہ کئے بغیر نہیں جا سکتے۔ اور ناشتہ اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک آپ بھی نہ جاگ جائیں۔ آپ کو بھی تو دفتر جانا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کے چپکے سے ایک ٹھوکا لگا دوں۔"

ٹھوکا لگانے کی بھلی خوب رہی" اس نے پیار سے کہا۔ "میاں۔ اب ایسی حرکتوں کی عمر نہیں رہی۔"

وہ جماہی لیتا اور اپنے پھولے ہوئے سینے پر مکے مارتا ہوا اُٹھ بیٹھا" آج بڑا خوشگوار دن معلوم ہوتا ہے"

سیٹو نے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے کہا "آسمان پر ابر ہو تو مچھلیاں خوب ملتی ہیں۔ پاپا! مسٹر بلرڈ۔ بیچارے چل بسے"

ڈان والنگ یہ سُن کر چونک پڑا۔ اسے حیرت تھی کہ ان چند لمحوں کے لئے بھی وہ بلرڈ کو کیسے بھول گیا تھا۔ "میرے خیال میں آپ آج شام کو شکاگو نہیں جائیں گے پاپا"

وہ پھر چونک پڑا۔ "نہیں۔ ٹھیک کہتے ہو۔ بیٹے مجھے یاد ہی نہیں رہا تھا کہ اپنی ریزرویشن بھی منسوخ کرانی ہے"

سیٹو پلنگ کے سرے پر بیٹھا رہا: "ممی کا بھی یہی خیال تھا کہ آپ نہیں جائیں گے۔ میں اُن سے کہہ دوں کہ آپ دو منٹ میں ناشتہ کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ بڑے ناپاپا!

اُس نے سر ہلا دیا اور اُٹھ کر غسل خانے میں چلا گیا۔ برآمدے سے سیٹو کے دھم دھم بجا گینے کی آواز آ رہی تھی۔ پانی کی تیز دھار نے جیسے اُس کی سوئی ہوئی حس کو بیدار کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے رات کے خیالات کا ٹوٹا ہوا سلسلہ دوبارہ جوڑنے کی کوشش کی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ — ایوری بلڈ کی موت کوئی ایسی چیز تھی جو کمرے میں بند تھی، وہ اس سے قریب بھی تھی اور دور بھی (موسم خوشگوار میں وہ ناشتہ برآمدے ہی میں کیا کرتا تھا) وہ باہر نکلا تو میری میز پر صبح کا اخبار پھیلائے بیٹھی تھی۔ اُس نے جلی سرخیاں دروازے ہی سے پڑھ لی تھیں۔ اب وہ اس کے پیچھے کھڑا ہو کر خبر کا سرسری جائزہ لے رہا تھا۔ دائیں جانب کے کالم میں اچانک اپنا نام دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

"— اِس خبر کی تصدیق سب سے پہلے کمپنی کے نائب صدر میکڈانلڈ والمنگ نے کی، جو گروے راک روڈ پر رہتے ہیں۔ انھیں کارپوریشن کے نیویارک دفتر سے ایک شخص نے ٹیلیفون کیا تھا۔ اس کے بعد......"

"اِس کی اطلاع آخر اخبار والوں کو کیسے ملی؟" اس نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا۔ اور انگلی سے اپنے نام کے پہلے حصّے کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ تمہارا بھی نام ہے؟" میری نے ازراہِ مذاق کہا۔

"نہیں میں —" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔ دراصل وہ کوئی ایسی بات نہیں کہنا چاہتا تھا جسے سن کر کسی کو اس کی لغویت کا احساس ہو —!

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں اس پر اعتراض کیوں ہے؟ تمہارا ذکر کس شان سے کیا گیا ہے۔ میکڈانلڈ ڈالنگ جو گرے راک روڈ پر رہتے ہیں۔" اس نے جان بوجھ کر اپنے لہجے میں تمسخر پیدا کیا تھا۔ اور ڈالنگ بھی جانتا تھا کہ میری اسے محض اس لئے چھیڑ رہی ہے۔ کہ وہ مسکراہٹوں سے دن کا آغاز کرے۔"

بیٹو نے اپنی ماں کی بات دہرا دی۔ اور ہنسنے ہنسانے کی کوشش مسخرے پن میں تبدیل ہو گئی۔

"بیٹے، اب خاموش رہو۔ تمہیں اپنی حد سے نہیں بڑھنا چاہئے"

"میں نے خود تو کچھ نہیں کہا۔ ممی نے ایک بات کہی تھی۔ اسے میں نے بھی دہرا دیا۔"

"تمہاری ماں کو بعض خاص حقوق حاصل ہیں" یہ کہتے ہی اس کے لبوں پر ہنسی رقص کر گئی۔ جس کا میری کو انتظار تھا۔

میری نے آہستہ سے اس کی پیٹھ ٹھونکی۔ اور اٹھ کر باورچی خانہ کی طرف روانہ ہوئی۔ "اس خبر کا سلسلہ اندر کے صفحے پر بھی ہے ڈالن!"

وہ صفحے اُلٹ ہی رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔

سیڈو کے ہاتھ سے چمچہ چھوٹ کر گر گیا۔ اور اس نے اپنے بازو پھیلاتے ہوئے کہا۔ "یہ ضرور میرا فون ہے۔ میں شرط لگا سکتا ہوں۔ میں نے کینیڈی سے کہہ دیا تھا کہ میں وہاں ——"

وانگ نے ہاتھ پھیلا کر سیڈو کو جانے سے روکتے ہوئے کہا۔ "تمہاری ممی باورچی خانے ہی سے سن لیں گی۔"

میری نے کمرے کے اندر آ کر کہا۔ "تمہارا فون ہے ڈان" اس کے لہجے سے پریشانی ظاہر ہو رہی تھی۔ "مسٹر آلڈرسن ہیں۔"

وانگ باورچی خانے کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن ذرا دور جا کر وہ برآمدے میں مڑ گیا۔ جہاں ایک اور ایکسٹنشن لگا ہوا تھا۔

آلڈرسن کی زبان سے پہلا لفظ سنتے ہی اس نے محسوس کر لیا کہ میری کا اضطراب بے جا نہیں تھا۔ آلڈرسن کی آواز سے صاف ظاہر تھا کہ وہ بے حد گھبرایا ہوا تھا۔ "حالات بہت خراب ہیں۔ ڈان۔ بہت خراب۔ جیں سے میری بات ہو گئی ہے۔ اس نے مجھے رات کو ٹیلیفون نہیں کیا تھا۔ اس سے ابھی ابھی بات ہوئی ہے۔ وہ صدارت قبول نہیں کرے گا۔ وہ تو کہتا ہے کہ میں یکم نومبر کو کمپنی سے ریٹائر ہو جاؤں گا۔"

"ریٹائر ہو جائے گا؟"

"ہاں۔ وہ تو یہی کہتا ہے۔"

"لیکن ابھی وہ —— اس کی عمر کتنی ہے؟"

"اکتوبر میں ساٹھ سال ہو جائے گی۔ مگر وہ فیصلہ کر چکا ہے۔"

"اچھی بات ہے فریڈ۔ میں دفتر آنے سے پہلے تمہارے پاس آؤں گا۔"

"پہلے میرے پاس آؤ گے؟ اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے پھر اسی وقت باتیں ہوں گی۔"

والنگ نے ٹیلی فون بند کر دیا، وہ دل ہی دل میں اپنے آپ پر لعنت بھیج رہا تھا۔ اس کی باتوں سے آلڈرسن نے یہ سمجھا ہوگا کہ اسے اب بھی مایوس نہ ہونا چاہیے۔ حالانکہ اب اس کی آرزو پوری ہونے کا کوئی امکان نہیں رہ گیا تھا۔ جیبس نے اگر مقابلے میں حصہ نہ لیا تو اس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ کہ نیا صدر بن جائے۔

ویسٹ کوو۔ لانگ آئی لینڈ

سات بج کر ۳۵ منٹ صبح

جارج کیسویل موسم گرما میں ہفتے کی صبح کو کشتی رانی کے کلب ضرور جاتا تھا۔ اسی معمول پر وہ پانچ سال سے قائم تھا۔ اس کے پاس ایک مستول والی اڑتیس فٹ لمبی کشتی بھی تھی، جس کا نام اس نے "چاندنی" رکھا تھا۔ اسے خریدنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ روزمرہ کی کاروباری زندگی سے کبھی کبھی فرار حاصل کر لیا کرے۔ لیکن کچھ دن بعد اس نے محسوس کیا کہ ہر ہفتے کلب جانا بھی ایک عادت بن گئی تھی۔ ابتدا میں وہ چپکے ہی چپکے خیالی پلاؤ پکاتا رہتا تھا۔ کہ وہ بڑا اچھا ملاح کشتی بان ثابت ہوگا۔ اور دوڑ میں سب سے آگے

رہا کرے گا۔ مگر چند مہینے کے اندر ہی اُسے طوعاً و کرہاً اعتراف کرنا پڑا کہ اِس کی فطرت میں جیالاپن موجود ہی نہیں ہے۔ اور نہ اِس خاص جس سے محروم ہے۔ جس کی مدد سے کوئی کشتی بان گرداب یا تلاطم کے باوجود ساحلِ مراد تک پہنچ جاتا ہے۔ اُسے اُمید تھی جب وہ سمندر میں کشتی چلانے جایا کرے گا تو کم سے کم ہفتے میں ایک بار اعداد و شمار سے سیاہ کاغذات میں سر کھپانے سے مکمل طور پر نجات مل جایا کرے گی۔ مگر بعد میں اس نے اندازہ لگایا کہ جب وہ اپنی موٹر بوٹ میں بیٹھ کر حساب کتاب کی گتھیاں سلجھانے کی کوشش کرتا تو وہ انتہائی پیچیدہ مسائل بھی بڑی آسانی سے حل کر لیتا تھا۔

جارج کیسویل کے انکشافات سے جو نتائج پیدا ہوئے تھے وہ اس کے لئے بہت زیادہ مایوس کن نہیں تھے۔ کیونکہ وہ غیر شعوری طور پر اِن کا منتظر تھا۔ اور "چاندنی" پر آ کر اُسے یقیناً خوشی ہوئی تھی۔ کشتی چلانے میں جو نوجوان اس کا ہاتھ بٹا رہے تھے، انھوں نے یہ حقیقت نظر انداز کر دی تھی۔ کہ وہ ایک امیر آدمی اور کیسویل کے مشہور خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ مگر وہ اس پر خوش تھا۔ کہ کیس اس کی کشتی کا حقیقی ناخدا تھا۔ اور اس کی شخصیت خاص طور پر بڑی دل کش تھی۔ بعض اوقات کیسویل سوچا کرتا تھا کہ دوڑ میں اس کی پے در پے کامیابی کسی خوش مذاقی کا ثبوت نہیں ہے۔ اس نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ اگرچہ کلب کے نائب صدر کے عہدے پر اس کے انتخاب کے بعد بڑے زور سے تالیاں بجائی گئی تھیں مگر اس میں

خلوص اور گرم جوشی زیادہ نہیں تھی۔ بہرصورت اس کا مطلب یہ تھا کہ آئندہ سال وہ خود بخود کلب کا صدر منتخب کر لیا جائے گا۔ اس کے والد اور دادا بھی صدر رہ چکے تھے۔ اور کلب کی صدارت ایک خوشگوار خاندانی روایت بن گئی تھی۔

آج صبح سمندر کے کنارے موٹر چلاتے وقت کیسویل کا ذہن کلب کے خیالات سے خالی تھا جب وہ سو کر اٹھا تو یہ دیکھ کر اسے بڑی حیرت ہوئی کہ سونے سے قبل وہ جو باتیں سوچ رہا تھا وہی بیداری کے وقت بھی اس کے ذہن میں موجود تھیں۔ یہ صورت حال بجائے خود اتنی غیر معمولی تھی کہ وہ اس کی جانب توجہ کرنے پر مجبور تھا۔ اس نے اندازہ لگایا تھا کہ جو مسائل رات کی تاریکی میں اسے حد سے زیادہ بھیانک اور ناقابل تحمل معلوم تھے ان پر اگر وہ صبح اٹھ کر غور کرتا تھا تو وہ بہت حقیر ثابت ہوتے تھے۔ مگر آج ایسا نہیں ہوا تھا۔ ٹریڈ وے کارپوریشن کا صدر بن جانے کا امکان اس کے ذہن پر اب بھی طاری تھا۔ وہ جتنا زیادہ غور کرتا یہ خیال اسے اتنا ہی دلکش معلوم ہوتا ہے اس کے خیالات بھٹکتے بھٹکتے یہاں تک پہونچ گئے تھے کہ اس کے انتخاب پر کٹی کا ردعمل کیا ہوگا۔ اس کے بعد اسے اگرچہ نیویارک چھوڑنا پڑے گا۔ مگر اس کا اندازہ یہ تھا کہ اس کے باوجود کٹی اس انتخاب کا خیر مقدم کرے گی۔ جوش اور ہیجان کی خواہش کبھی کبھی تو کٹی کے دل میں بھی پیدا ہوتی ہے اور یہ اس کے لئے زندگی کا سب سے زیادہ ولولہ انگیز موقع ہوگا۔

کلب کے پھاٹک میں داخل ہوتے وقت جارج کیسویل نے دیکھا کہ ساحل کے قریب جہاں سب سے بڑی کشتیاں لنگر انداز ہوتی ہیں غیر معمولی سرگرمی کے آثار اس کے پہنچنے سے پہلے ہی پیدا ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھی اس کا انتظار کئے بغیر کشتی پر سوار ہو چکے تھے اور اس کے عقبی حصّے میں جنگلے کے کنارے کھڑے ہوئے بادبان کی ڈوریاں باندھنے میں مصروف تھے۔

یہ ایک ایسا منظر تھا کہ صرف ایک دن قبل اسے دیکھ کر جارج کیسویل جوش سے پاگل ہو جاتا مگر آج اس کے دل پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ ویلیس کپ کے مقابلے میں حصّہ لینا آج اس کے لئے کوئی معنی اور اہمیت نہیں رکھتا تھا۔

نیو یارک سٹی

سات بج کر پچاس منٹ صبح

جب ٹیلیفون کی گھنٹی بجی تو یہ دس بیلچر اچھی طرح بیدار ہو چکا تھا مگر اس نے بڑی بے پروائی سے ریسیور اٹھایا۔ اس کا خیال تھا کہ آپریٹر نے حسبِ معمول اسے بیدار کرنے کے لئے فون کیا ہے۔

مگر دوسری طرف سے کوئی نوجوان بول رہا تھا۔

"آپ مسٹر بیلچر ہیں؟"

"جی ہاں" اس نے سنبھل کر جواب دیا

"خدا کا شکر ہے کہ آپ مل ہی گئے۔ میں برنارڈ سٹھیگل بول رہا ہوں۔

دادا جان پر کل شام فالج کا حملہ ہوا ہے اور میں اسی وقت سے یہ کوشش کر رہا ہوں کہ ــــ"

مگر پروس پلچر کا دماغ کسی اور طرف بہک گیا ...... فالج کا حملہ جیولیس سیگل پر نہیں ہُوا ...... ایوری بلرڈ ... موت تو ایوری بلرڈ کی ہوئی ہے!

"ــــ کیونکہ جب وہ گھر پہنچے تو کسی بات کی وجہ سے وہ اعصابی ہیجان میں مبتلا تھے۔" برنارڈ سیگل برابر بول رہا تھا۔" امی نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی مگر جب وہ انہیں رات کے کھانے کے لئے بلانے گئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ــــ"

پلچر نے اپنا سر اس طرح ہلایا۔ جیسے وہ نشے میں ہو۔ کیا وہ بلرڈ نہیں تھا؟۔ اس سے غلطی تو نہیں ہوئی؟ وہ جیولیس تو نہیں تھا جسے ...... نہیں۔ یہ محض وہم ہے ..... ایک خواب پریشاں۔ نہیں وہ اس وقت جاگ رہا تھا...... وہ خواب نہیں دیکھ رہا تھا!"

برنارڈ سیگل کی آواز پھر مدھم پڑتی جا رہی تھی "ابھی یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر ڈاکٹر امید دلا رہے ہیں کہ وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ میں یہیں ہسپتال میں انتظار کر رہا ہوں تاکہ یقین کے ساتھ معلوم ہو سکے کہ ڈاکٹر کس نتیجے پر پہنچے"

"کہاں ــ کس ہسپتال میں؟" پلچر نے اٹکل سے ایک سوال کر دیا۔

"ماؤنٹ سینائی میں، جناب"

"میں ۔ جس قدر جلد ہو سکا میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔"

"آپ کے آنے سے کوئی فائدہ تو ہے نہیں ۔ اگر آپ یہاں آنا ضروری ہی سمجھتے ہوں تو دوسری بات ہے ۔ وہ بالکل بے ہوش ہیں ۔ ہم میں سے کسی کو پہچانتے تک نہیں لیکن آپ آنا ہی چاہتے ہوں تو ـــــ"

"اگر ایسا ہے تو" ہلچر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا "مجھے اس وقت اطلاع دے دینا جب وہ ہوش میں آجائیں ۔ میں یہیں ہوٹل ہی میں ہوں ۔ اگر کہیں گیا تو ہوٹل والوں سے بتا دوں گا کہ میں کہاں مل سکتا ہوں"

"بہت اچھا جناب ۔ میں نے سوچا کہ جس قدر جلد ممکن ہو آپ کو ان کی بیماری کی اطلاع دے دوں ۔ میں نے آپ سے کل شام کو ٹیلیفون پر بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر آپ کہیں ملے ہی نہیں"

"نہیں ـــــ برنارڈ ۔ اچھا کیا تم نے مجھے اطلاع دے دی"

"ہاں مسٹر ہلچر" برنارڈ نے اس طرح کہا جیسے اسے کوئی بھولی ہوئی بات یاد آگئی ہو "جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ دادا جان پر فالج گرا ہے اس وقت وہ ہم سے کوئی بات کہنا چاہتے تھے ـــــ ہم سمجھ تو نہیں سکے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سٹور فروخت کرنے کے سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے تھے

وہ بار بار کسی شخص کا نام لے رہے تھے۔ اس کا نام بلرڈ یا ایسا ہی کچھ تھا۔ ممکن ہے آپ کو معلوم ہو کہ ان کا کیا مطلب تھا؟ وہ کیا کہنا چاہتے تھے؟"

بروس پالچر کے دماغ میں بجلی کا ایک کوندا سا لپک گیا۔ جیسے ٹھنڈے فولاد پر اس زور سے چوٹ پڑے کہ اس سے چنگاری نکل آئے "ہاں مجھے معلوم ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتے تھے۔"

"بہت اچھا۔ اگر ان کی حالت میں کوئی فرق پیدا ہوا تو میں آپ کو فوراً اطلاع دوں گا۔"

"ہاں میاں۔ ضرور" اس کی آواز کا ارتعاش ختم ہو چکا تھا اور اب اسے اپنے اوپر دوبارہ قابو ہو گیا تھا۔ "برنارڈ۔ مجھے تم سے دلی ہمدردی ہے۔ اب تو ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ ان کی صحت کے لئے دعا کرتے رہیں۔ خدا کرے وہ اچھے ہو جائیں۔"

"درست فرماتے ہیں آپ" برنارڈ نے جواب دیا۔

ٹیلیفون کا سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آتے ہی بروس پلچر دروازے کی طرف بھاگا اور دوڑ کر اخبار اٹھا لیا۔ جب وہ اسے اٹھا کر پہلا صفحہ کھول رہا تھا تو اس کی انگلیاں کانپ رہی تھیں۔ مگر فوراً ہی انگلیوں کی تھرتھراہٹ دور ہو گئی۔ الیدی کی موت کی خبر پہلے ہی صفحہ پر موجود تھی۔

اس نے اپنے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی کر دی اور اخبار پھسل کر فرش پر گر پڑا۔ وہ اسے روندتا ہوا کھڑکی کے سامنے کھڑا ہو گیا اور میڈیسن ایونیو میں پھیلے ہوئے صبح کے سناٹے غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں بجلی

کا جو کوندا سا لپکا تھا اس نے اس کے رگ و پے میں ایک آگ سی لگا دی۔ ایک ایسی آگ جو گرم اور شعلہ زن نہیں تھی بلکہ ٹھنڈی اور خنک تھی۔ اس کے کانوں میں برنارڈ سٹیگل کے یہ الفاظ برابر گونج رہے تھے — "ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سٹور فروخت کرنے کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے تھے۔ بلرڈ —"

الوری بلرڈ مر چکا تھا اور جیولیس سٹیگل موت کے منہ میں تھا۔ اب صرف ایک آدمی باقی رہ جائیگا جسے یہ معلوم ہے کہ کل دوپہر کے بعد جیولیس سٹیگل کے دفتر میں کیا واقعہ پیش آیا تھا — یہ راز صرف اسے معلوم تھا۔

۱۰

مل برگ، پنسلوینیا

آٹھ بج کر بارہ منٹ صبح

"فاؤلر کمپنی" ملبرگ میں پھولوں کی سب سے بڑی اور ایک صدی سے زیادہ پرانی دکان تھی۔ نیلسن فاؤلر جونیر بڑے فخر سے کہا کرتا تھا کہ اس کے خاندان کو گل فروشی میں پانچ پشتیں گزر گئی ہیں۔ اس نے کاغذ کی پیالی میں کافی کی تلچھٹ بھی انڈیل لی۔ اسی کی مدد سے وہ رات بھر جاگتا رہا تھا۔ انگلیوں سے اپنی سرخ آنکھیں ملتے ہوئے اس نے میز پر بکھرے ہوئے کاغذ کے پرزے ترتیب سے رکھنے شروع کر دیئے اور ان آرڈروں کی فہرست تیار کرنے لگا جو اس نے پھول کے تھوک بیوپاریوں کو دئے تھے اقسام کے اعتبار سے گلدستوں میں زیادہ توازن پیدا نہیں ہو سکا تھا کیونکہ جون میں شادیوں کے موسم کی وجہ سے اکثر باغ پھولوں سے خالی ہو گئے تھے مگر اس نے کسی نہ کسی طرح کام چلا ہی لیا تھا ...... بہت سے آرڈر ایسے تھے جن کی تعمیل آسان تھی ...... ان میں کسی مقررہ پھول کے

گلدستے نہیں مانگے گئے تھے .... اس لئے باقی لوگوں کی فرمائش بھی کھینچ تان کر پوری ہی ہو جائے گی۔

جب اس نے یہ میزان تیار کی کہ اسے کتنے درجن گلدستے تیار کرنے ہوں گے تو ان کی تعداد دیکھ کر وہ دم بخود ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے بعد اس کی دکان میں ایک بھی پھول باقی نہیں رہے گا۔ اس کی کمپنی کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہو گا۔ پیر کے بعد اس کا باپ یہ شیخی بگھارنا بند کر دے گا کہ ۱۹۲۹ء میں پاتھ مور کی لڑکی اور ریاستی گورنر کے لڑکے کی شادی کے موقع پر اسے گلدستوں کا جو آرڈر ملا تھا وہ کمپنی میں ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتا ہے، مگر بلرڈ کے جنازے کے بعد اس ریکارڈ کی دھجیاں اڑ جائیں گی۔ ...... وہ فخر سے کہہ سکے گا کہ سو سال میں کمپنی کو ایک دن میں کبھی اتنی آمدنی نہیں ہوئی تھی .... مگر یہ بھی کتنی بڑی لعنت ہے کہ اس سے خود اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکے گا۔ البتہ حکومت کو یہ موقع ضرور مل جائے گا کہ وہ انکم ٹیکس کی شکل میں بہت بڑی رقم وصول کر لے۔ پھر بھی اتنے بڑے آرڈر کی تعمیل کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ... اس سے ایک کارنامہ انجام دینے کا احساس تو پیدا ہوتا ہی ہے ... اور کچھ نہ ہوا اس سے یہ فائدہ تو ضرور ہو گا۔ کہ اب بڑے میاں اٹھتے بیٹھتے پاتھ مور کی شادی کی تعریف تو ضرور ترک کر دیں گے۔

آٹھ بج کر اٹھارہ منٹ صبح

نوجوان پادری دروازے کی چوکھٹ پر کھڑا لونگی کی باتیں سنتا

رہا۔ اسے بار بار یہ خیال ستا رہا تھا کہ اس کا ناشتہ میز پر پہنچ چکا تھا انڈے ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ کچھ دیر بعد ان کا مزہ اتنا خراب ہو جائے گا کہ وہ کھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔

"میں تمہاری بات بالکل اچھی طرح سمجھ گیا" اس نے لوئگی کی بات کاٹتے ہوئے کہا "اب اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسٹر بلرڈ کی تدفین سے قبل تم ان کی دعائے مغفرت میں شریک ہو سکتے ہو۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔"

"آپ جانتے ہیں یہ کہ یہ اسقفی کلیسا ہے اور عشائے ربانی کی دعا میں یہ نہیں ——؟"

"مجھے یقین ہے کہ مسٹر بلرڈ کے جنازے میں بہت سے خوش عقیدہ کیتھولک بھی ہوں گے —— ممکن ہے خود لاٹ پادری سٹیگر بھی شریک ہوں۔"

"پھر تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے؟"

"یقیناً کوئی نہیں"

"آپ کا شکریہ۔ بہت بہت شکریہ" لوئگی نے بند ہوتے ہوئے دروازے کے سامنے تعظیماً جھکتے ہوئے کہا۔

زینے سے اترنے کے بعد اس نے اپنی گھڑی دیکھی۔ اسے دیر ہو گئی تھی اسے کام پر پہنچنے میں آخری بار اس دن دیر ہوئی تھی جب اس کے یہاں پہلا بچہ پیدا ہوا تھا۔ اس کو اتنی مدت گزر گئی تھی کہ بچہ اب جوان ہو چکا

تھا۔ اُس وقت اس نے مسٹر بلرڈ کو تاخیر کی وجہ بتائی تھی تو انہوں نے کہا تھا...... جانے دو کوئی بات نہیں...... کسی کے یہاں روز روز بچہ نہیں پیدا ہوتا...... مگر اس بار حالات مختلف تھے۔ اب وہ تاخیر کی وجہ کیسے سمجھائے گا۔

وہ بڑی تیزی سے اپنا راستہ طے کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اسے یاد آیا کہ اس نے پادری سے یہ کیوں نہ پوچھا کہ وہ مسٹر بلرڈ کی آخری رسوم کے لئے شمعیں بھی لے جا سکتا ہے یا نہیں۔ ممکن ہے یہ پوچھنا ضروری بھی نہ ہو۔ شاید لاٹ پادری سٹیگر کل غسلِ ربانی کی دعا میں اس کے متعلق کچھ بتائیں۔ وہ بڑے اچھے پادری ہیں۔ اعترافِ گناہ کی رسم میں وہ کتنی شفقت سے پیش آتے ہیں۔ بہت سی باتوں میں وہ مسٹر بلرڈ سے ملتے ہیں۔

آٹھ بج کر چوبیس منٹ صبح

اُبلتے ہوئے پانی کی کیتلی سے بھاپ بل کھاتی ہوئی نکل رہی تھی۔ ایریکا مارٹن نے کیتلی اُٹھا کر پانی پیالی میں ڈالا۔ اس کے تہ کا سفوف حل ہوتے ہی پانی کا رنگ سیاہی مائل ہو گیا اور کافی کی تیز بُو اس کے نتھنوں میں گدگدی پیدا کرنے لگی۔

اس نے پیالی اُٹھا کر لبوں سے لگالی۔ وہ کسی شوق کے تحت یا لذت کے حصول کے لئے نہیں بلکہ ارادے اور جبر کے تحت کافی پی رہی تھی۔ اس نے جب اپنی پلکیں اوپر اُٹھائیں تو اسے کھڑکی سے ٹریڈ وے ٹاور

نظر آیا جو صبح کی دھوپ میں چمک رہا تھا - اب یہ ٹاور ایک ایسے شخص
کی یادگار بن گیا تھا جس کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند ہو چکی تھیں۔ اس
کی نظروں کے سامنے ایک حقیقت تھی ایک ایسی حقیقت جو کبھی تبدیل
نہیں ہو سکتی تھی یلرڈ مر چکا تھا - اب اسے یلرڈ کے بغیر زندگی گزار نا
پڑے گی۔ وہ اسے کبھی نہیں ملے گا۔

اس نے پلکیں جھکا لیں اور پیالی کی تہ میں کافی کی تلچھٹ کو غور سے
دیکھنے لگی۔ اس نے اپنے آپ کو مستقبل کے بارے میں سوچنے پر مجبور
کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ہاتھ کانپنے لگے اور اس نے پیالی چولھے کے
سرے پر رکھ دی - اس نے غیر شعوری طور پر اپنے ہاتھ سینے پر باندھ
لئے اور انھیں زور سے بھینچنے لگی جیسے وہ اپنے آپ کو اپنی حدود میں
رکھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ سینے پر اپنے ہاتھوں کا دباؤ محسوس
کرتے ہی اسے وہ لمحہ یاد آگیا۔ جب وہ بے قابو ہو کر ڈان والنگ سے
لپٹ گئی تھی۔ ندامت کے احساس نے اس کے خون کی رفتار گرم کر دی،
اسے گرمی سی معلوم ہونے لگی لیکن والنگ کی ہمدردی اور غم گساری کا
خیال آتے ہی اس کی الجھن دور بھی ہو گئی - اس نے رات کو جن آدمیوں
سے بات کی تھی ان میں وہ اکیلا آدمی تھا جس نے اس سے ہمدردی کا
اظہار کیا تھا اور اس کے غم میں شریک ہونے کی کوشش کی تھی۔

آٹھ بج کر پچپن منٹ صبح

ڈان والنگ جب فریڈرک آلڈرسن کے گھر پہنچا تو وہ اپنے

مکان کے زینے ہی پر اس کا انتظار کر رہا تھا لیکن اس کے چہرے سے خون ٹپک رہا تھا ڈالنگ کو اسکی توقع نہیں تھی۔ اس سے ٹیلیفون پر گفتگو کرنے کے بعد ڈالنگ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ جب وہ اس کے پاس پہنچے گا۔ تو وہ بے حد مضطرب بلکہ حواس باختہ ہوگا اور اس کے ساتھ وقت گزارنا ایک عذاب سے کم نہ ہوگا۔ مگر اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس کے چہرے سے اضطراب کے بجائے آرزومندی جھلک رہی تھی۔ اس کی کار رکتے ہی وہ جس تیزی اور مستعدی سے اس کی جانب بڑھا تھا اسے دیکھ کر ڈالنگ کو یقین ہوگیا کہ پچھلے ایک گھنٹے میں کوئی بات ضرور ایسی ہوئی ہوگی جس نے حالات کا رُخ یکسر بدل دیا ہے۔

"حالات بہتر نظر آتے ہیں ڈان۔ حالات بہتر نظر آتے ہیں" آلڈرسن نے کار کی بائیں جانب بڑھتے ہوئے اعتماد کے ساتھ کہا "اب کام بن جائے گا"

"جیس نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے کیا؟"

"جیس نے؟ نہیں تو۔ ارادہ تو نہیں بدلا۔ لیکن اس پر مجھے کچھ حیرت ضرور ہوئی۔ تمہیں نہیں حیرت ہوئی ــ جیس اور ریٹائر ہونے کا فیصلہ۔ میرے تو وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ وہ کبھی ایسی بات بھی سوچ سکتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ کسی کے لئے یہ اندازہ لگانا بالکل ناممکن ہے کہ وہ اس وقت واقعی کیا سوچ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ میری لینڈ میں اس انہماک کے ساتھ مکان بنوانے میں

مصروف ہے۔

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اس کا فیصلہ اس نے مسٹر لیرڈ کی موت کی وجہ سے نہیں کیا"؟ والٹنگ نے وہ سوال کر ہی دیا جو ٹیلیفون پر گفتگو کے بعد اس کے ذہن میں برابر گونجتا رہا تھا

آلڈرسن کچھ حیرت زدہ معلوم ہوتا تھا جیسے اس طرف کبھی اس کا ذہن ہی نہیں گیا تھا" نہیں۔ وہ بہت دنوں سے اس کی تیاریاں کر رہا تھا۔ ہاں اس نے کسی سے کبھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ مگر جیسی تمام کام اسی طرح کرتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں صدارت کی پیشکش نہ کرتا تو وہ اب بھی اس کے بارے میں کچھ نہ کہتا۔

"تو اس کے بارے میں اس سے تمہاری کچھ بات ہوئی ہے؟"

آلڈرسن نے اپنا سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے سے حیرت ٹپک رہی تھی۔ "جانتے ہو اس نے کیا کہا۔ فریڈ؟ اس نے کہا کہ میں یہ عہدہ دس لاکھ ڈالر لے کر بھی قبول نہیں کروں گا۔ ٹیکسوں کی ادائیگی کے بعد دس لاکھ ڈالر"

"لیکن صرف انہی نے صدارت کو نہیں ٹھکرایا" یہ الفاظ اس کی زبان سے بے خیالی میں نکل گئے۔ اور جب اس نے آلڈرسن کے چہرے پر قلبی اذیت کی جھلک دیکھی تو اسے افسوس ہوا کہ اس نے یہ کیوں کہہ دیا

"میں جانتا ہوں۔ ہاں میں ہوں" آلڈرسن بڑبڑایا۔ لیکن اس کے بعد وہ اچانک سنبھل گیا۔

"میرا خیال ہے کہ رات کو تمہیں یہ دیکھ کر کچھ حیرت ہوئی تھی۔ کہ میں نے کس طرح ——" اس نے مکان کی طرف گھبرائی ہوئی نظر ڈالی جیسے وہ ڈر رہا تھا کہ اس کی باتیں کوئی اور نہ سن لے۔" بات یہ ہے کہ میں نے ایڈتھ سے وعدہ کر لیا تھا کہ میں زیادہ دردِ سر مول نہ لوں گا۔ تم جانتے ہو کہ میری صحت بہت اچھی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ایڈتھ کا خیال درست ہی رہا ہو۔"

"کیوں نہیں فریڈ —— وہ بہر صورت ——"

آلڈرسن کی آواز تیزی سے بلند ہو رہی تھی۔ جیسے اس نے راستہ سے کسی ناخوشگوار رکاوٹ کو دور کر دیا ہو" بہر صورت جہاں تک جیس کا تعلق ہے اس معاملے میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سو فی صد ہمارے ساتھ ہے —— شا کے متعلق اس کے احساسات بھی وہی ہیں جو ہمارے ہیں۔ اس طرح ہمارے تین ووٹ ہو جاتے ہیں۔ تم میں اور جیس۔ ان تمام باتوں کا لبِ لباب یہ ہے کہ ہمیں ایک اور ووٹ کی ضرورت ہے۔"

"لیکن ہم ووٹ کیسے دیں۔ اگر جیس مقابلے میں حصّہ نہ لے تو کون۔"

آلڈرسن نے اس سوال کو نظر انداز کر دیا اور اسی طرح بولتا رہا "معلوم نہیں کیوں اس کا مجھے پہلے خیال نہیں آیا تھا۔ تمہیں یاد ہے کہ میں نے ووٹ کس طرح تقسیم کئے تھے —— ڈڈلے کا نام شا کے حامیوں میں لکھا تھا؟"

"ہاں"

آلڈرسن کی آنکھوں میں ایک شاطرانہ چمک پیدا ہو گئی۔ "اسے شا کے حق میں ووٹ دینے سے روکنے کا صرف ایک طریقہ ہے۔"

"وہ کیا ؟"

"اگر اسے خود اپنے کو ووٹ دینے کا موقع مل جائے تو وہ شا کو ہرگز ووٹ نہیں دے گا۔"

آلڈرسن نے جو اشارہ کیا تھا وہ ڈان والنگ کے لئے اس قدر بعید از قیاس تھا کہ اسے شک ہوا کہیں اس نے آلڈرسن کی بات غلط تو نہیں سمجھی۔ "تمہارا مطلب یہ ہے کہ ـــــ فریڈ۔ تم کہیں والٹ کو صدر بنانے کے امکان پر تو غور نہیں کر رہے ہو ؟"

"بس ہمیں چار ووٹ کی ضرورت ہے۔ اگر ڈڈلے ہمارے ساتھ آجائے تو ہمارے چار ووٹ ہو جائیں گے۔"

یہ بات سن کر والنگ اتنا بھونچکا ہوا کہ اس کے جسم کی ایک غیر ارادی حرکت کی وجہ سے اس کا پیر بریک پیڈل سے کھسک گیا اور کار آگے بڑھنے لگی۔

"روکو۔ روکو" آلڈرسن نے کرخت آواز میں کہا۔ وہ دروازے کا دستہ زور سے پکڑے ہوئے تھا اور حرکت کرتی ہوئی کار کے ساتھ خود بھی آگے بڑھ رہا تھا۔

والنگ کا پیر دوبارہ بریک پر آگیا اور کار ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ "فریڈ۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ـــــ"

"میں جانتا ہوں۔ میں جانتا ہوں ــــ لیکن ایک لمحے کے لئے اس پر غور تو کرو۔ اس کے بعد تم خود محسوس کرو گے کہ یہ تجویز کتنی معقول ہے" آلڈرسن تیزی سے کار کا چکر کاٹ کر اگلی نشست پر بیٹھ گیا اور ہاتھ اٹھا کر ڈان وانگ کو منع کرنے لگا جو سٹارٹر پر ہاتھ رکھ کر اسے دبانے ہی جا رہا تھا" نہیں۔ نہیں۔ بھیا۔ ایک منٹ کے لئے ٹھہر جاؤ۔ آؤ ذرا اس مسئلے پر بات تو کریں۔ ایسی بھی کیا جلدی ہے ــ اس کی گاڑی یہاں پہنچنے میں ابھی ایک گھنٹہ باقی ہے" اس نے گہری سانس لی۔ جیسے وہ اپنے آپ کو کسی مشکل کام کے لئے تیار کر رہا ہو۔ "میں جانتا ہوں کہ والٹ کے متعلق تمہارے کیا خیالات ہیں۔ جب یہ تجویز پہلی بار میرے ذہن میں آئی تھی اس وقت میں نے بھی یہی محسوس کیا تھا لیکن میں نے اس پر جتنا ہی غور کیا یہ مجھے اتنی ہی زیادہ معقول معلوم ہونے لگی۔ فرنیچر کے کاروبار میں والٹ ڈڈلے سے زیادہ کسی کے دوست نہیں ہوں گے۔ اس کی بڑی وقعت ہے۔ وہ ایسوسی ایشن کا صدر رہ چکا ہے ــــ اس سرکاری کمیٹی میں بھی کام کر چکا ہے ــــ اور بھی بہت سی باتیں ہیں ــــ ملک بھر کا دورہ کر کے تقریریں کر چکا ہے۔ یہ بڑی اہم بات ہے ــ خاص طور پر جب کمپنی اتنی پھیل چکی ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ــــ ایسا آدمی دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعی وہ کسی بڑی کمپنی کا صدر ہے"

"میں جانتا ہوں" اس نے آلڈرسن کی استفہامیہ خاموشی کا خلا پُر کرتے ہوئے کہا ــــ اور معلوم نہیں کیسے اسے یک بیک کارل ایرک کا سل

کی حنائی داڑھی یاد آگئی۔

"اس کے علاوہ وہ بڑا اچھا منتظم بھی ہے۔" آلڈرسن نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اس میں تو کسی شک کی گنجائش ہی نہیں ہے ابھی پچھلے مہینے کی بات ہے میں نیویارک میں اولڈھم سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ بڑی دیانت داری سے کہہ رہا تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ والنٹ ہر شخص کو اپنا گرویدہ کس طرح بنا لیتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ فروخت کے شعبے میں ہر شخص اس کا حلقہ بگوش بن گیا ہے۔ اس کی یہ بہت بڑی خوبی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ لوگوں کو کس طرح خوش رکھا جاتا ہے اور وہ مل جل کر کام کرنے پر کیسے آمادہ کئے جا سکتے ہیں۔ یہ بڑی اہم بات ہے۔ حد سے زیادہ اہم۔ اب ایوری بلرڈ بھی نہیں رہے۔ اب ایسے آدمی کی کمپنی کو بڑی ضرورت ہوگی"

ڈان والنگ نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔ وہ بحث نہیں کر سکتا تھا اس سے آلڈرسن نے جو باتیں کہی تھیں وہی وہ خود رات کو میری سے کہہ چکا تھا...... اس کے باوجود یہ بات غلط تھی! یہ ایک ایسا جواب تھا جو صحیح نظر آنے کے باوجود صحیح نہیں تھا۔ اسے کہیں نہ کہیں کوئی غلطی ضرور پکڑنا تھی...... کوئی فرد گذاشت...... کوئی ایسی بات جو اس کے خیال کو درست ثابت کر سکے!

آلڈرسن بولتا چلا جا رہا تھا۔ مسلسل اور بے تکان! مگر والنگ کا ذہن کہیں اور تھا اور آلڈرسن کی آواز اس کے لئے ایک بے معنی

بھنبھناہٹ سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن یہ سنتے ہی اس کے کان کھڑے ہو گئے"
مگر والٹ میں بعض خامیاں بھی ہیں ـــ ان کا علم مجھے اور جیس دونوں کو
ہے ـــ لیکن والٹ صدر نہ بنا تو شا کامیاب ہو جائے گا۔ اور جب
ان دو میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہو تو میں والٹ ہی کو پسند
کروں گا اور میرا خیال ہے کہ تمہاری بھی یہی رائے ہے"

اب اس کی نظر بھی اس کے عیب پر پڑ گئی تھی۔ اور وہ کسی
پس و پیش کے بغیر بول اُٹھا "فریڈ۔ تم نے یہ نہیں سوچا کہ اس کے
بعد بھی سب کچھ شا کے ہاتھ میں ہو گا۔ اگر والٹ منتخب ہو گیا تو وہ
شا کو نائب صدر انتظامیہ بنا دے گا۔ والٹ مکمل طور پر شا کی مٹھی
میں ہو گا۔ اور کمپنی بھی وہی چلائے گا۔

"مگر ذرا ٹھہرو" آلڈرسن مسکرا دیا "نائب صدر انتظامیہ صدر
اپنی مرضی سے نہیں چنتا۔ اس کا انتخاب بورڈ کرتا ہے۔ وہی بورڈ
جو صدر کا انتخاب کرتا ہے"

"اچھا ـــ" اس کی آواز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے
اس نے گھٹنے ٹیک دئیے ہوں۔

"میں جانتا ہوں" آلڈرسن نے ہمدردی کے لہجے میں کہا "جب
تک مسٹر بلرڈ صدر تھے ـــ دراصل ہم سب اس کے عادی ہو گئے
ہیں کہ بورڈ صرف صدر کے اشارے پر چلتا رہے"

"میرا بھی یہی خیال ہے" اس نے منہ ہی منہ میں کہا جیسے اس نے

اپنی شکست تسلیم کرلی تھی۔

آلڈرسن نے ایک لمحے کے توقف کے بعد اپنے لہجے میں شدت پیدا کرتے ہوئے کہا " والٹ جن لوگوں کے ووٹ سے صدر منتخب ہو گا وہی تمہیں نائب صدر انتظامیہ کے لئے بھی منتخب کریں گے۔

آلڈرسن نے جو کچھ کہا تھا اس کا اثر والنگ پر چند لمحوں بعد ہوا۔ اس کا آخری جملہ ایک ایسے بم سے مشابہ تھا جو فتیلے میں آگ لگنے کے کچھ دیر بعد پھٹا ہو۔ ڈان والنگ کا منہ آہستہ آہستہ کھل گیا تھا مگر اس نے اپنے ہونٹ زور سے بھینچ لئے۔

" اب یہ بات زیادہ دل کو لگتی ہے۔ ہے نا؟ " آلڈرسن نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

والنگ اب بھی گم سم بیٹھا ہوا تھا۔

" والٹ کو ہر امکانی امداد کی ضرورت ہو گی " آلڈرسن بدستور بولتا رہا " یہی وہ موقع ہے جہاں تم کچھ کر سکتے ہو۔ والٹ جن معاملوں میں کمزوری دکھاتا ہے ان میں تم کسی کی پروا نہیں کرتے۔ تم دونوں کی جوڑی بہت اچھی ثابت ہو گی۔ ایک طرح اس کشتی کے تم دونوں کھیون ہار ہو گے "

" میں ـــ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کہوں۔ فریڈ "

" اب کچھ کہنے سننے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ یہ بات بالکل طے ہے۔ ہمارے چاروں ووٹ پکے ہیں۔ اس کے سوا ہمیں اور کچھ

نہیں چاہیئے " اس نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ اور والنگ کا ہاتھ سٹیرنگ سے ہٹا کر اسے زور سے پکڑ لیا۔

" مبارک ہو۔ بھیا۔ مبارک ہو "

والنگ کی انگلیوں میں جیسے اتنی سکت ہی نہیں تھی کہ وہ آلڈرسن سے مصافحے میں کسی گرم جوشی کا مظاہرہ کر سکے یہ سب کچھ اتنا غیر متوقع، اتنا عجیب اور اتنا ناقابل یقین تھا کہ اس کی سمجھ ہی میں نہ آتا تھا کہ وہ کیا کہے اور کیا کرے " فریڈ، میں —— فریڈ اگر تم صدارت نہیں چاہتے تو نائب صدر انتظامیہ بہر صورت بن سکتے ہو۔"

کچھ دیر تک مکمل خاموشی رہی۔ اس دوران میں آلڈرسن نے اپنے ہاتھ آہستہ آہستہ نیچے گرا کر انگلیاں گھٹنوں پر پھیلا لیں " میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے دل میں بھی یہ خیال آتا تھا —— مگر صرف چند لمحوں کے لئے۔ یہ بہت اچھا نہیں ہو گا —— کمپنی کے حق میں سب سے زیادہ مفید نہ ہو گا —— اس وقت نائب صدر انتظامیہ ایسے شخص کو بننا چاہیئے جو آگے چل کر کمپنی کا صدر بھی بن سکے۔ لیکن میں کبھی صدر نہیں بن سکتا۔ میں کچھ دن بعد ریٹائر ہو جاؤں گا جس کے بعد یہ تمام سلسلہ دوبارہ شروع ہو گا۔ خدا جانے اس وقت کیا ہو۔ اس وقت ڈائرکٹروں کا نیا بورڈ ہو گا —— ایک نیا ڈائرکٹر فٹز جیرلڈ کی جگہ مقرر کیا جائے گا —— دوسرا جبیس کی جگہ آئے گا —— میری کرسی پر بھی کوئی اور ہی ہو گا۔ یعنی تین ڈائرکٹر نئے ہوں گے اور ان میں سے ایک

بھی ایسا نہ ہو گا جو ایوری بلرڈ سے کبھی بہت قریب رہا ہو ـــــ کہ وہ سب کچھ جانتا ہو ـــــ ہر بات سمجھتا ہو ـــــ۔

آلڈرسن کی آواز اچانک تھرتھرا کر بند ہو گئی۔ شدتِ جذبات کی وجہ سے اس کا گلا رُندھ گیا تھا۔ اس نے اب تک بہت ضبط کیا تھا۔ مگر اب اسے اپنے اُوپر قابو نہیں رہا تھا۔ جب اس نے دوبارہ بولنا شروع کیا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ صرف ایک حد تک اپنے آپ کو سنبھال سکا ہے

"میں اپنے لئے صرف ایک چیز چاہتا ہوں ـــ بس ایک چیز۔ میں صرف اس کا یقین چاہتا ہوں کہ کمپنی اسی طرح چلتی رہے جس طرح ایوری بلرڈ اسے چلانا چاہتے تھے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تمام معاملات کا تصفیہ اسی وقت ہو جائے ـــ جب مجھے اور جیس کو ووٹ دینے کا اختیار حاصل ہے۔ ہم تمہیں اور والٹ کو اس کشتی کا ناخدا بنا دیں گے اور ـــ تم یہ بارگراں اٹھا سکتے ہو۔ ڈان۔ مجھے پورا یقین ہے کہ تم ایسا کر سکتے ہو۔ تم کمپنی کو ٹھیک اسی طرح چلا سکتے ہو جیسے وہ چاہتے تھے۔"

آلڈرسن کی پُرزور وکالت نے ڈان والنگ کے ذہن میں وہ دروازہ دوبارہ کھول دیا جو کل کھلنے کے بعد آج صبح دوبارہ بند ہو گیا تھا۔ اس وقت اس کا دل ایک بار پھر محشرِ خیال بن گیا تھا۔ ایوری بلرڈ سے اس کی زندگی بھر کی جذباتی وابستگی اپنی پوری شدت کے ساتھ دوبارہ اُبھر آئی تھی۔ مگر اس وقت ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ یہ تاب و تب

کسی اور کی مرہونِ منت ہے۔ اس کے احساسات اس وقت کچھ اور تھے۔ جیسے آج کوئی نئی بات پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا دل آلڈرسن کی محبت سے معمور تھا۔ ایسی محبت جو اس سے قبل کبھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ صرف چند لمحوں کے اندر اس کے دل میں ایک انقلاب رونما ہو چکا تھا۔ ذرا دیر پہلے تک وہ آلڈرسن کو اپنی اضطراری کیفیات کا غلام سمجھتا رہا تھا، جس کی تمام خامیاں بے نقاب ہو چکی تھیں اور جس نے گزشتہ رات شا کے مقابلے میں منہ کی کھائی تھی، اب فریڈرک آلڈرسن ایک ایسا شخص بن گیا تھا جو مجسم ایثار اور قربانی تھا اور جس کی وفاداری نے اس کی تمام خامیوں پر پردہ ڈال دیا تھا۔

ڈان والنگ کی زبان سے یہ الفاظ غیر ارادی طور پر نکل گئے۔
"تمہارے لئے میں جو کچھ کر سکتا ہوں اس سے ہرگز دریغ نہیں کروں گا۔ فریڈ"

"میں جانتا ہوں کہ تم یہی کرو گے۔ میں جانتا ہوں۔ لیکن میرے لئے نہیں — تم جو کچھ کرو گے وہ کمپنی کے لئے ہو گا" یہ کہہ کر آلڈرسن کار سے اُترنے لگا۔

"تم دفتر نہیں چلو گے کیا؟"

"نہیں۔ میں اپنی کار پر جاؤں گا۔ میں والٹ کو لینے سٹیشن جاؤں گا۔ وہ پونے دس بجے شکاگو سے یہاں پہنچے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے ہی مل لوں۔ شا سے پہلے۔"

اسے یاد آگیا کہ شا نے ذکر کیا تھا کہ اس نے ڈڈلے سے بات کرنے کے لئے شکاگو ٹیلیفون کیا تھا۔

"فریڈ۔ میرا قیاس ہے کہ شا بھی اس سے سٹیشن ہی پر ملنے کی کوشش کرے گا۔"

"یہ بات اپنے دل سے نکال دو۔" آلڈرسن نے اپنے لہجے میں ٹھٹول کا عنصر پیدا کرتے ہوئے کہا۔ "پیرسن نے شکاگو سے فون پر شا کو یہ اطلاع دینے کی کوشش کی تھی کہ ڈڈلے واپس آرہا ہے مگر اسے شا نہیں مل سکا اس لئے اس نے یہ اطلاع مجھے دے دی۔ میں نے اس سے یہ وعدہ ضرور کیا تھا کہ میں اس کا پیغام شا تک پہنچا دوں گا اور میں یقیناً ایسا کروں گا مگر پونے دس بجے سے پہلے نہیں۔"

آلڈرسن نے نیم فوجی انداز میں سلام کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ ختم کر دیا اور پرانے اصطبل کی طرف روانہ ہو گیا جس میں آج کل موٹریں رکھی جاتی تھیں۔ ڈان والنگ اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے محسوس کیا کہ جیسے آلڈرسن کی یہ تمام باتیں محض ایک فریب تھیں اور اس سے رخصت ہوتے وقت اس کی کوئی ایسی خامی نظر آئی تھی جس کا اسے وہم و گمان تک نہ تھا۔ لیکن یہ خیال اچانک پیدا ہوا اور غائب بھی ہو گیا۔ وہ ٹریڈوے کارپوریشن کا نائب صدر انتظامیہ بن گیا تھا۔ یہ ایک معجزے سے کم نہ تھا اور اس نے کدورت

کی تمام گرد دھو ڈالی تھی۔

سسکے ہانا لمیٹڈ کی گاڑی پر

آٹھ بج کر پانچ منٹ صبح

جے۔ والٹر ڈڈلے جب گاڑی کے ڈائننگ روم میں داخل ہوا تو چار ویٹر مودب کھڑے ہو گئے۔ سٹیورڈ چونکہ بڑا مردم شناس تھا اس لئے وہ اسے ایک ایسی میز پر لے گیا جس کے ویٹر کو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اس نے تمام زندگی امرا اور رؤسا کی خدمت میں گزار دی ہے۔

ایک خاص میز پر پہنچ کر جے۔ والٹر ڈڈلے کو اتنی ہی خوشی ہوئی جتنی ڈائننگ کار کے ویٹروں کو ہوئی تھی۔ ان کے لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ تھی لیکن ڈڈلے کو اس کا احساس نہیں تھا۔ چونکہ تمام ویٹر ٹپ کی رقم جمع کر کے آپس میں برابر برابر بانٹ لیتے اس لئے وہ ایسے تمام گاہکوں کو بڈھے ہنری ہی کے پاس جانے دیتے تھے جو اس کی چرب زبانی سے متاثر ہو کر توقع سے زیادہ ٹپ دے دیا کرتے ہیں۔ گاہکوں کو شیشے میں اتارنے کا فن ہنری کو خوب آتا تھا۔

"میرے پاس وقت بہت کم ہے" ڈڈلے نے تحکمانہ لہجے میں کہا "مجھے ملیرگ میں اترنا ہے"

"ملبرگ؟ بہت اچھا حضور- آپ بالکل فکر نہ کریں۔ جناب۔ ہمارے پاس ناشتے کے لئے اتنی عمدہ چیزیں تیار ہیں کہ آپ کا جی خوش ہو جائے گا۔ حضور! آپ کیا نوش فرمائیں گے۔ میں نے ایک بہت عمدہ سردا بچا کر رکھا ہے۔ اگر حکم ہو تو آپ کی خدمت میں پیش کروں"

"اچھا چلو یہی سہی" ڈڈلے نے خوش ہو کر کہا" اور دیکھو۔ میرے لئے تلے ہوئے انڈے، سادے توس اور کافی لاؤ"

"بہت اچھا حضور!" ہنری نے اس طرح مسرور ہو کر کہا جیسے ڈڈلے کا آرڈر اس کی فتح کا پیغام تھا" آپ جانتے ہیں۔ میں آپ کے لئے اور کیا لانے جا رہا ہوں۔ جنوبی شہروں میں بننے والے نفیس اور نایاب بسکٹ جو شمالی شہروں میں کسی قیمت پر نہیں ملتے۔ حضور۔ آپ اخبار ملاحظہ فرمائیں۔ میں سب سے پہلے آپ کی خدمت میں سردا حاضر کرتا ہوں"

ڈڈلے کے سامنے پٹسبرگ کا اخبار پوسٹ۔ گزٹ رکھا ہوا تھا۔ اس کے تیسرے صفحے پر الیوری بلرڈ کی موت کے متعلق ایک مختصر خبر تھی۔ اس میں صرف ایک بات ایسی تھی جس کا ڈڈلے کو پہلے سے علم نہیں تھا ——— الیوری بلرڈ نیویارک میں چیین ڈیل بلڈنگ کے سامنے گر کر مرا تھا۔ ڈڈلے سوچ رہا تھا کہ بلرڈ کو چیین ڈیل بلڈنگ میں جانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ مگر اس کا کوئی جواب سمجھ میں آنے سے پہلے ہی ہنری نے سردا لا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

"حضور۔ آپ اسے اطمینان سے کھالیں۔ اور بالکل فکر نہ کریں۔ ملبرگ

کافی دیر بعد آئے گا؛ سردا واقعی بہت عمدہ تھا۔

ملبرگ، پنسلوینیا

نو بجکر بارہ منٹ صبح

ورن شا ایک گھنٹے سے جارج کیسویل کے لئے ایک یادداشت تیار کرنے میں مصروف تھا۔ وہ ایک پیراگراف بولنے کے بعد پلے بیک کو دوبارہ پیچھے چلا کر سنتا۔ پہلی بار وہ ان اعداد کی صحت کا جائزہ لیتا جو اس کے سامنے بکھرے ہوئے کاغذات پر درج تھے اور دوسری بار ایک ایک لفظ اور فقرے کو ناپ تول کر یہ اندازہ لگاتا کہ اس کا جارج کیسویل پر کیا اثر ہوگا۔

وہ اس وقت تک جو کچھ بول چکا تھا اسے آخری بار سن کر اس نے ایک اطمینان سا محسوس کیا۔ ہر غلطی درست ہو گئی تھی۔ ہر خامی کی اصلاح کی جا چکی تھی، تمام حقائق کے لئے سند پیش کر دی گئی تھی۔ اب وہ بالکل تیار تھا۔ ہر چیز کے لئے منصوبہ مکمل تھا۔ اب وہ ان غلطیوں کو اعادہ نہیں کرے گا جو اس سے رات سرزد ہو گئی تھیں۔

اس نے ایک صاف رومال سے مائیکروفون کے شفاف چرمی غلاف سے اپنے عرق آلود انگوٹھے کا نشان صاف کیا۔ پھر آگے بڑھ کر سوئی "سننے" سے ہٹا کر "بولنے" پر کر دی۔

سرخی۔ وسط میں ـــ خلاصہ ـــ اب تک جو خاکہ پیش کیا گیا ہے

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ٹریڈ دے کارپوریشن کی آمدنی میں اضافے کے امکانات بہت روشن ہیں ـــ جملہ ختم ـــ راقم الحروف کو اس سلسلہ میں پہلے ہی نمایاں کامیابی ہوئی ہے ـــ کاما ـ اور اس کا ثبوت دو منسلکہ گوشواروں سے مل سکتا ہے ـــ کاما ـــ مگر یہ حقیقت اپنی جگہ پر ہے کہ انتظامیہ اب تک نظم و نسق کے جدید طریقے اختیار کرنے کے راستے میں رکاوٹیں ڈالتی رہی ہیں ـــ جملہ ختم ـــ جیسا کہ میں پہلے ہی اس امر کی جانب اشارہ کر چکا ہوں ـــ کاما ـ اس وقت سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ کمپنی کا صدر پوری طرح تسلیم کر لے کہ اس کی اہم ترین ذمہ داری حصہ داروں کے مفاد کی حفاظت ہے ـــ کاما ـــ اور اس کی کامیابی کا معیار ہمیشہ صرف یہ ہونا چاہیئے کہ اس نے کارپوریشن کی آمدنی میں کس حد تک اضافہ کیا ہے ـ جملہ ختم ـ

اس نے مشین کی سوئی پھر "سنئے" پر کر دی اور ایک ایک لفظ غور سے سنتا رہا ـ اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں تھی ـ ان بنیادی حقائق کی تردید ناممکن تھی ـ صداقت بہر صورت صداقت ہی رہتی ہے

اس نے ریکارڈ مشین سے نکال لیا اور اپنی گھڑی پر نظر ڈالی ۔شکاگو میں اس وقت صرف سوا آٹھ بجے تھے ـ پیرسن ابھی آدھ گھنٹے تک اپنے دفتر نہیں پہنچے گا ـ آخر ڈڈلے کو کیا ہو گیا ـ یا مرہاؤس میں جو لوگ ٹھیرے ہوئے ہیں ان کی فہرست میں اس کا نام کیوں نہیں ہے ؟

نو بج کر سولہ منٹ صبح

ڈوائٹ پرنس لائبریری میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ جولیا کے سامنے میز پر کاغذ ہی کاغذ بکھرے ہوئے ہیں۔ ڈوائٹ کو دیکھ کر جولیا نے کچھ اس طرح حیرت کا اظہار کیا جیسے اسے اچانک یاد آگیا ہو کہ اس کا شوہر بھی موجود ہے۔

"کیا تم مجھ سے ملنا چاہتی تھیں؟ اس نے سوال کیا" نینا کہہ رہی تھی کہ تم مجھے پوچھ رہی تھیں"

"نینا۔ ہاں۔ میں تو صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ تم نے ناشتہ کرلیا یا نہیں۔ اس نے بتایا کہ تم نے ناشتہ کرلیا ہے"

"مجھے افسوس ہے جولیا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم ——"

معلوم ہوتا ہے کہ تم بہت سویرے جاگ اٹھے تھے" ڈوائٹ نے اپنے کندھے جھٹکنے کے سوا اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔

"یہ بھی ایک ایسی ہی رات تھی ——"

"تم کسی بات کی وجہ سے پریشان تھے؟"

وہ اپنے کندھے جھٹکنے کے ساتھ مسکرا دیا۔

"آخر تم کیوں اتنے پریشان ہو" وہ اس طرح بات کر رہی تھی جیسے کوئی متحمل ماں اپنے پریشان بچے کو دلاسا دے رہی ہو۔

اس کے تذبذب کو دیکھ کر جولیا نے اپنی پنسل رکھ دی مگر اس کی نظریں کاغذ ہی پر رہیں۔ وہ کھسک کر اس کے قریب چلی گئی جیسے

کوئی ماہر نرس کسی مرض کی جانی پہچانی علامت دیکھ کر اس کے علاج کی فوری تدبیر شروع کر دیتی ہے۔

"ڈوائٹ۔ تم خود جانتے ہو کہ تم ہمیشہ ــــــ"

"میں سچ کہتا ہوں جولیا۔ بعض اوقات میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ــ"

جولیا نے فوراً قہقہہ لگایا۔ جیسے وہ مریض کو کوئی دوا کھلا رہی ہو۔

"اچھی بات ہے۔ اگر تم میرا کوئی کام کرنا ہی چاہتے ہو تو ذرا ان اعداد کو دیکھ لو کہ یہ صحیح ہیں یا نہیں"

ڈوائٹ کی باچھیں کھل گئیں۔ جیسے کسی روٹھے ہوئے بچے کو مٹھائی دے کر منا لیا گیا ہو۔ وہ بڑے اشتیاق کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا اور میز سے پنسل اُٹھالی۔ جب وہ کاغذات کو غور سے دیکھنے لگا تو جولیا کے چہرے پر دوبارہ سنجیدگی آ گئی لیکن جب اس نے اچانک سر اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو جولیا نے محسوس کیا کہ جیسے اس کی کوئی چوری پکڑ لی گئی ہو۔

"جولیا۔ تم نے یہ کیا کھڑاگ پھیلا رکھا ہے؟"

"مسٹر شا نے رات جو رائیں لی تھیں ان میں سے بعض کی صحت کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی۔"

"تم اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھتی۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

"میں اسے اچھی نظر سے دیکھتی ہوں یا نہیں یہ بالکل دوسری بات ہے۔ ممکن ہے وہ اس کے باوجود صدارت کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہو۔"

"کم سے کم اس میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ خود بھی صدر بننا چاہتا ہے"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے" جولیا نے جواب دیا "ممکن ہے میں اسی وجہ سے اسے شک کی نظر سے دیکھتی ہوں"

"میں تمہاری جگہ ہوتا تو ایسا ہرگز نہ کرتا۔ وہ اس کے لئے بالکل موزوں ہے"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"وہ مجھے دوسرا رینج معلوم ہوتا ہے۔ وہی شخص جس نے ابّا جان کی وفات کے بعد ہماری کمپنی کا انتظام سنبھالا تھا۔ رات جب وہ یہاں بیٹھا ہوا تھا تو مجھے بار بار یہی خیال آرہا تھا۔ ان دونوں کا ایک ہی سانچا ہے یہاں تک کہ ان کی آواز بھی بالکل مشابہ ہے"

"ہاں۔ رینج نے تمہاری کمپنی کو بڑی خوش اسلوبی سے چلایا ہے" جولیا نے طوعاً و کرہاً اعتراف کرتے ہوئے جواب دیا۔

"کم سے کم اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مجھے کافی روپیہ کما کر دے رہا ہے۔ میں کسی کا طفیلی تو نہیں ہوں"

"مجھے تمہاری یہ بات اچھی نہیں لگتی" جولیا نے چمک کر جواب دیا "تم جانتے ہو کہ روپیہ کبھی ——"

"معاف کرنا میرا مطلب ہرگز یہ نہیں تھا۔"

جولیا اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کے قریب سے ہٹتی ہوئی بولی۔

"تو پھر تمہارا یہی خیال ہے کہ شا سب سے موزوں آدمی ہے؟"

"میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ ایسے ہی آدمی موزوں ثابت ہوتے ہیں۔ کوئی بڑی کمپنی تو صرف ابا جان یا مسٹر بلرڈ کا ایسا آدمی ہی قائم کر سکتا ہے۔ مگر زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنے میں صرف شایا لنچ ہی کی طرح کا کوئی آدمی کامیاب ہو سکتا ہے"

وہ میز سے دُور ہٹتے ہوئے بولی "میں ان معاملات کو نہیں سمجھتی ——— سب سے بڑی مصیبت تو یہی ہے ——— میں کچھ نہیں سمجھتی ——— حالانکہ مجھے ان تمام باتوں کو سمجھنا چاہیئے تھا۔ اگر میں ڈائرکٹروں کے جلسے میں شریک ہوتی ——— اگر مجھے بھی یہ معلوم ہوتا کہ کمپنی میں کیا ہو رہا ہے تو ———"

"کیا تم کسی اور سے باتیں نہیں کر سکتیں؟" ڈوائٹ نے سوال کیا۔ "میرا مطلب ہے کہ ——— تم مسٹر آلڈرسن یا مسٹر گریم سے مشورہ کر سکتی ہو یا تم کھو دیں خود ———"

کسی اچانک خیال سے اس کا چہرہ دمک اُٹھا "ڈوائٹ تمہاری تجویز سے مجھے ایک بہت عمدہ بات سوجھ گئی ہے"

"میں نے"

"ہاں۔ اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے"

وہ خاموشی کے ساتھ بیٹھا اس کی آنکھوں سے اس کے دل میں جھانکنے کی کوشش کرتا رہا۔

"ڈوائٹ۔ تم میرے اُوپر ایک مہربانی کرو گے؟"

"ہاں۔ ہاں ضرور"

"اگر آج تم اپنا دوپہر کا کھانا فیڈرل کلب میں کھاؤ تو کیا مضائقہ ہے۔ تمہیں کوئی خاص اعتراض تو نہیں ہے؟"

وہ اپنی آنکھیں جھپکا کر رہ گیا۔

اس نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا "میں تم سے کوئی لگی لپٹی نہیں رکھنا چاہتی۔ میں یہاں ایک عورت کو دوپہر کو کھانے پر بلا کر اس سے تنہائی میں بات کرنا چاہتی ہوں"

"ایک عورت کو"

"ہاں۔ ایریکا مارٹن کو"

ڈوائٹ اسے بے معنی نظروں سے دیکھتا رہا۔

"وہ مسٹر بلرڈ کی سکرٹری ہے"

"ہاں ــــ ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ اسے ضرور معلوم ہوگا کہ کمپنی میں کیا ہو رہا ہے۔ ہے نا؟"

"اب تم یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ تم آڑے وقت پر کام نہیں آتے"

ڈوائٹ نے پنسل رکھ دی اور جولیا کے لہجے سے یہ اندازہ لگا کر کہ وہ تنہائی چاہتی ہے دروازے کی طرف جانے لگا "جولیا۔ اگر تم کہو تو میں سٹوڈیو میں چلا جاؤں"

اس وقت تک وہ نمبر ملانے میں مصروف ہو چکی تھی۔ مگر وہ آدھے نمبر ڈائل کرنے کے بعد رک گئی۔ اسے ایک نیا خیال آیا۔ وہ اسے دیر

تک تولتی رہی۔ آخر کار اس نے اس کے حق میں فیصلہ کر لیا۔ ہاں اس طرح بہتر رہے گا۔ اگر دوپہر کے کھانے کی دعوت دی جائے تو ممکن ہے ایریکا مارٹن انکار کر دے۔ اس طرح وہ آنے پر مجبور ہو جائے گی۔ کھانے کا خیال تو بعد میں آنا چاہیئے...... اس پر یہ ظاہر کرنا چاہئے کہ کھانا تو ایک ضمنی چیز ہے........ ممکن ہے اس سے اصل حقیقت معلوم کرنے میں اتنی دیر نہ لگے۔ نہیں۔ اتنی دیر نہیں لگے گی۔ صرف ایک نظر دیکھ لینا کافی ہے...... اگر مس مارٹن اور الوری بلرڈ کے درمیان کوئی بات رہی ہو گی تو......"

" بند کرو یہ باتیں "

نہیں وہ ایریکا مارٹن کو یہ معلوم کرنے کے لئے نہیں بلا رہی ہے۔ نہیں اس کے دل میں ایسا کوئی خیال نہیں آیا تھا...... نہیں یہ کوئی خیال نہیں تھا..... صرف ایک خیال کی یاد........ یا صرف ایک یاد کی یاد

وہ ٹیلیفون کا سلسلہ دوبارہ ملانے لگی اور اس مرتبہ وہ درمیان میں نہیں رُکی۔

" میں مس مارٹن سے بات کرنا چاہتی ہوں " اس نے آپریٹر سے کہا۔ اس کی آواز صاف اور تیز تھی۔

نو بجکر انیس منٹ صبح

ڈان والنگ اپنے دفتر میں داخل ہوا۔ دروازہ بند ہونے کے بعد دفتر پہنچنے کی بے صبری ختم ہو گئی۔ اب وہ سکون محسوس کر رہا تھا۔ ایک

لذت آمیز سکون۔ موٹر کھڑی کرنے کے بعد دفتر تک پہنچنے میں اسے کافی دشواری ہوئی تھی۔ راستے میں یکے بعد دیگرے کئی آدمیوں نے اسے روک کر اس سے ایوری بلرڈ کے بارے میں بات کرنے کی کوشش کی تھی۔ ان میں سے ہر ایک نے اس کی موت پر اظہار افسوس کرنے کے بعد مغفرت کی وہی مختصر دعا پڑھی تھی جو عرصۂ دراز سے ہر شخص پڑھتا چلا آرہا تھا۔ اس کے خیال میں یہ الفاظ اب محض رسمی، فرسودہ اور بے معنی ہو کر رہ گئے تھے۔ لوگ بار بار ایک ہی طرح کے سوال کرتے جن کا جواب دیتے دیتے والنگ تنگ آگیا تھا۔

وہ اپنے دفتر میں اس لئے بھی جلد سے جلد پہنچنا چاہتا تھا کہ وہ جانے پہچانے اور مانوس ماحول میں پہنچ کر اچھی طرح سوچنے اور غور کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ یہ معلوم ہونے کے بعد کہ وہ ٹریڈوے کارپوریشن کا نائب صدر انتظامیہ بننے والا ہے اس کے خیالات مسلسل بھٹکتے رہے تھے۔

کمرے پر نظریں دوڑانے کے بعد اس نے اندازہ لگایا کہ اس کی یہ خواہش وہاں بھی پوری نہیں ہو سکے گی۔ کمرے سے مکمل اجنبیت برس رہی تھی، جیسے اس کی فضا کا اس کے احساسات سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا، جیسے وہ کچھ ہی دیر پہلے دوبارہ پیدا ہوا تھا۔ اس کے حافظے میں کوئی بات محفوظ نہیں تھی، وہ ایک نئے دماغ سے سوچنے اور نئی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش میں مصروف تھا۔

اُس کے دفتر کا ایک دروازہ ڈڈلے کے کمرے میں کھلتا تھا۔ اسے کھلا ہوا دیکھ کر والنگ اندر چلا گیا۔ دیوار پر امریکہ کا ایک نقشہ بنا ہوا تھا جس پر رنگ برنگی پنیں لگی ہوئی تھیں۔ زرد رنگ کی پن اِن شہروں پر لگی تھیں جہاں ٹریڈوے کارپوریشن کی فیکٹریاں تھیں۔ نارنجی رنگ کی پنیں آرہ کشی کی ملوں اور امدادی کارخانوں کی علامت تھیں، نیلی پنیں گوداموں کی علامت، سرخ پنیں اضلاعی دفاتر کی علامت اور سبز پنیں تقسیم کے مراکز اور ایجنسیوں کی علامت۔ وہ اِن پنوں کی طرف اتنی دیر تک ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا کہ جب وہ نقشے کے سامنے سے ہٹ کر کھڑکی کے قریب کھڑا ہوا اور دور تک پھیلے ہوئے شہر کو دیکھنے لگا اس وقت بھی ان کا خیال اس کے ذہن پر حاوی رہا۔ بہت دور پہاڑی کی بلندیوں کے قریب پائک سٹریٹ کی فیکٹری پھیلی ہوئی تھی۔ پہاڑی کے دامن میں پرانی عمارتوں کا ایک سلسلہ تھا جس میں واٹر سٹریٹ کا کارخانہ تھا۔ یہ عمارتیں دریا کے کنارے دور تک چلی گئی تھیں، فرنٹ سٹریٹ کے موڑ پر عشق پیچاں سے ڈھکی ہوئی چٹانیں، اس کے آگے اینٹوں کے پرانے بھٹوں کے گودام جن کی چھتیں لہر دار سرخ ٹین کی تھیں اور ان سے بھی آگے لکڑی کے گودام۔ اتنے فاصلے پر کہ وہ دریا کے نیلگوں دھندلکوں میں حل ہو گئے تھے۔ پھر انہی دھندلکوں میں اس کے تصور نے وہ دیکھنا شروع کر دیا جو آنکھوں سے نظر نہیں آتا تھا، اور وہ سب سننا شروع کر دیا جو کانوں سے نہیں سنا جا سکتا تھا۔ اس کی نظریں ٹریڈوے کی دوسری فیکٹریاں دیکھ رہی تھیں اور اس کے کان

اِن کی مختلف آوازیں سُن رہے تھے ...... پٹسبرگ کے فولاد کے کارخانے کی گھن گرج اور پائپ موڑنے کی فیکٹری کی جھنکار ...... ہوسٹن میں تانبے زنگ کی بُو ...... کنکٹی کٹ میں آرہ مشینوں کی آواز جیسے کوئی جانور رو رہا ہو ..... لوہا کاٹنے کی آریوں کی جھنجھناہٹ ..... رندے سے لکڑی چھیلنے کی بھنبھناہٹ، ریگ مال سے لکڑی چکنی کرنے کے کمرے کا مسلسل زیروبم ...... رنگائی کے بعد فرنیچر خشک کرنے کے شعبے میں ہوا کا شور جس کی مصنوعی آندھیاں رنگائی کی مشینوں کی آواز پر غالب آنے کی کوشش میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہیں — ہر آواز کے ساتھ اس کی نظروں کے سامنے ایک ایک انسان کی شبیہ بھی اُبھر آئی .... آرہ کشی کی مشین کے قریب جو شخص کھڑا ہو گیا تھا اس کی بھنویں برادے سے زرد تھیں ..... رنگائی کے شعبے کے آدمی کا چہرہ رنگ کی تیز بُو سے بچنے کے لئے ایک کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا۔ جیسے وہ کوئی انوکھا نقاب پوش ہو۔ .... شہتیر اُٹھانے کے کرین پر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جس کی آنکھیں کہہ رہی تھیں کہ اگر ٹھیک سے گرفت میں آجائے تو وہ کرۂ ارض کو بھی آسانی سے اُٹھا سکتا ہے .... ایک بڈھا کاریگر جس کے ہاتھوں کا رعشہ صرف اس وقت دُور ہوتا ہے جب وہ کندہ کاری کے لئے تیشہ ہاتھ میں اُٹھا لیتا ہے .... ایک نوجوان جو مشین کے ٹھیک کام نہ کرنے پر اسے بے نقط سُنا رہا تھا ...... غرض ہر طرف آدمی ہی آدمی تھے ...... آدمی، آدمی، آدمی۔

اپنے تصور کے پردے پر اس نے صرف افراد کی علیحدہ علیحدہ صورتیں نہیں دیکھیں، اسے بہت سے آدمی یکجا بھی نظر آئے ...... فیکٹری میں دو سو مزدور ایک ساتھ کام میں مصروف تھے، ...... سو کے قریب افراد رنگائی کے شعبے میں کام کر رہے تھے، ...... شفٹ ختم ہونے پر ایک ہزار آدمی پھاٹک سے نکل رہے تھے اور اتنے ہی آدمی اپنی شفٹ پر کام کے لئے اندر جانے کو تیار کھڑے تھے۔

اس کے تصور کا پردہ اور وسیع ہو گیا اور اس پر ہزاروں دوسرے آدمیوں کی تصویریں ابھر آئیں ...... اب ان میں عورتیں بھی تھیں ...... ٹریڈ وے ٹاور کے چھوٹے چھوٹے کمروں میں لڑکیوں کا ہجوم ...... ہزاروں دروازوں اور سینکڑوں برآمدوں کے پیچھے مخلوق کا ایک سیل بے کراں ...... کام بڑے شہروں کے دفاتر ...... سیلز مینجروں کے سالانہ اجتماع میں قطار در قطار بیٹھے ہوئے مشتاق چہرے ...... آرکنساس روڈ پر ایک سیلز مین ایک پٹرول پمپ کے قریب ٹریڈ وے کارپوریشن کی موٹر روک کر کوکا کولا پی رہا ہے ...... شکاگو کے ایئرکنڈیشنڈ شوروم میں ایک بوڑھی عورت فرنیچر سے گرد جھاڑ رہی ہے ...... ہانڈوراز کے جنگل میں ایک نوجوان کارکن پسینے میں نہایا ہوا شہتیروں کی پیمائش کر رہا ہے۔

اس کے بعد یہ تصویر اس کے ذہن سے محو ہونے لگیں۔ ان کی جزئیات جیسے تاریکی میں حل ہو گئیں، پھر اسی سیاہی سے ایک اور تصویر

اُبھرنے لگی ...... اب اس کے سامنے ایک بہت بڑی تصویر تھی .....
پوری ٹریڈ وے کارپوریشن ...... اس کے تمام شعبے اور شاخیں .....
سب ایک جگہ ...... فیکٹریاں اور دفاتر، عمارتیں اور مشینیں، مرد
اور عورت ...... سب کچھ ...... مرد اور عورتیں۔

یہ عظمت اور وسعت کتنی مہیب پیچیدگیوں اور کتنی لامحدود اُلجھنوں کی حامل تھی۔ مگر ڈان والنگ کا ذہن کسی خوف یا ہراس سے آشنا نہیں تھا اب اس کی نظریں سامنے پھیلے ہوئے شہر کے مکانوں کی چھتوں پر تھیں اس کے تصور نے مکانوں کی چھتوں کا پردہ سامنے سے ہٹا دیا۔ ...... اس کے سامنے مسلسل سرگرمی اور زندگی کی گڈ مڈ مصروفیتوں کی ایک نئی تصویر تھی۔ ...... چھوٹے چھوٹے گھروندے جن میں آدمی کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے، کھوے سے کھوا چھلتا ہوا، ایک امنڈتا ہوا جمِ غفیر، انسانوں کی فوج در فوج ...... ان سب کے لئے زندگی کا صرف ایک سرچشمہ تھا ...... ٹریڈ وے کی تنخواہ کا چیک .....
کاغذ کا ایک نیلا پرزہ جو لوگوں کی جیب میں پہنچ کر سبز رنگ کے نوٹ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ...... اور یہ سبز رنگ کے نوٹ ہزاروں افراد کے ہر آن خالی ہونے والے شکم کے لئے خوشۂ گندم بن جاتے ہیں۔ .....
ہزاروں افراد کی عریانی چھپانے کے لئے ہر رنگ کے کپڑے .....
چُہلیں کرتے ہوئے بچوں کے پیر کے موزے ...... مزاج میں لچک پیدا کرنے کے لئے بیئر کا گلاس اور اتوار کو گرجا میں کارِ خیر کے لئے

چندہ ...... اس کی بیوی کے لئے بھی ضروری ہے کہ اس کے مزاج میں لچک پیدا ہو جائے، اسے ایسے لباس کی ضرورت ہے جس میں وہ جوان نظر آئے۔ ایسے عطر کی ضرورت ہے جو نخل آرزو کو سرسبز رکھ سکے، مگر ان کے اپنے تقاضوں پر ان کے جگر گوشوں کی ضروریات مقدم ہیں۔ بچوں کا حق سب پر فائق ہے ...

...... ہمیشہ سب پر ...... اسی وقت سے جب اس کی بیوی کو یقین ہو گیا تھا کہ اب اس کی گود بھی ہری ہونے والی ہے ...... جس کے بعد وہ دونوں رات کو چپکے چپکے یہ عہد کرنے لگے تھے کہ انھیں جو کچھ میسّر نہیں ہے اس سے وہ اپنے بچے کو ہرگز محروم نہیں ہونے دیں گے ہاں بچے کو پروان چڑھنے کا پورا موقع ملے گا۔ اس کے لئے روپے کی ضرورت ہو گی مگر روپیہ تو ہاتھ کا میل ہے — یہ صرف تنخواہ کا ایک چیک ہے اور ہر ہفتے کی رات کو ایک نیا چیک مل جاتا ہے۔

ڈان وانگ نے محسوس کیا کہ وہ فضا میں معلق ہے مگر اپنی نئی ذمہ داریوں کے سبب احساس کی وجہ سے زمین کے جمِ غفیر سے اس کا رشتہ منقطع نہیں ہو سکا۔ یہ لوگ اس کے ہیں ...... یہ سب لوگ ......

یہ سب اَن گنت لوگ ...... جو پیدا ہو چکے ہیں وہ اور جو پیدا نہیں ہوئے وہ بھی۔ اگر اس نے ان کا حق ادا نہ کیا تو ان چھتوں کے نیچے بھوک کا بسیرا ہو گا ...... ان پر بھوک پہلے بھی شب خون مار چکی ہے جب ٹریڈ وے ٹاور کی بالائی منزلوں میں بیٹھنے والے لوگ ان کا حق ادا کرنے سے قاصر رہے تھے۔ اگر اس سے کوئی کوتاہی ہو گئی تو ان

مکانوں میں کھانے پینے کو کچھ باقی نہ رہے گا ...... لوگوں کو اپنے مکان چھوڑنا پڑیں گے اور ان کا سامان گلی کوچوں میں نظر آئے گا ..... ان کے بچے یتیم خانے میں چلے جائیں گے ......

اس کے ذہن سے یہ تمام تصویریں یک بیک محو ہو گئیں خیالات کا دریا بہتے بہتے رک گیا۔ اسے یہ تمام باتیں کیسے یاد آ گئیں ؟ کیا اس کا سویا ہوا حافظہ بیدار ہو گیا تھا ؟ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا .... وہ اس وقت کے ملبرگ کو نہیں جانتا تھا جب اورن ٹریڈوے نے فیکٹری بند کر دی تھی اور لوگ اپنی تنخواہوں کے چیک سے محروم ہو گئے تھے۔ نہیں یہ اس کی یادداشت کا کرشمہ نہیں تھا کیا یہ باتیں اس سے ایوری بلرڈ نے کہی تھیں ؟ نہیں۔ اسے بلرڈ کی ایسی کوئی بات یاد نہیں تھی۔

لیکن وہ جس جگہ کھڑا تھا وہیں ایوری بلرڈ کی یاد بھی کھڑی ہوئی تھی اور خاموشی کے مکانوں کی چھتیں دیکھ رہی تھی۔ ہاں۔ اس نے غالباً بعض ایسی باتیں کہی تھیں جو اس لیئے یاد نہیں رہ گئی تھیں کہ اس وقت وہ اس کے لیئے بے معنی تھیں۔ بالکل اسی طرح جیسے اور بھی بہت سی باتیں اس وقت تک بے معنی تھیں

ایوری بلرڈ کی شبیہ مکانوں کی چھتوں پر سے اس طرح گزر گئی جیسے بادل سا کوئی رواں دواں ٹکڑا زمین پر سایہ ڈالتا ہوا اُفق میں

تحلیل ہو جائے۔ کیا اُن چھتوں کے نیچے رہنے والے لوگ جانتے ہیں کہ ان پر الیوری بلرڈ کے کتنے احسانات ہیں؟ کیا انھوں نے کبھی محسوس کیا ہے کہ الیوری بلرڈ نہ ہوتا تو آج ٹریڈ وے کارپوریشن بھی نہ ہوتی .... پاٹک سٹریٹ کا کارخانہ ہرگز قائم نہ کیا جاتا ......
فولاد کے کارخانے، ٹینری اور بند گاڑیاں بنانے کے کارخانے کی طرح واٹر سٹریٹ کی فیکٹری کا بھی نام و نشان تک نہ ہوتا ....
ٹریڈ وے کی ملازمتیں نہ ہوتیں .... ٹریڈ وے سے کسی کو تنخواہ کے چیک نہ ملتے۔

نہیں۔ انھیں اس کا علم نہیں ہے .... اور اگر انھیں علم ہے تو وہ اسے محسوس نہیں کرتے ...... اور اگر محسوس کرتے ہیں تو کیا وہ بلرڈ کی ممنونیت کا اعتراف کرتے ہیں۔ الیوری بلرڈ نے ان کے لئے جو کچھ کیا ہے اس پر کسی نے کبھی ان کا شکریہ ادا کیا ہے؟ نہیں، اپنی موت کے وقت وہ بالکل تنہا تھے۔ کسی کی شکرگزاری بھی ان کے ساتھ نہ تھی۔

ڈان والنگ نے سوچا کہ اس کا بھی یہی حشر ہو گا۔ مگر اسے اس کا کوئی غم نہ تھا۔ وہ کسی سے شکریہ کی توقع نہیں کرے گا .... مگر ٹریڈ وے کارپوریشن پھولتی پھلتی رہے گی۔ ملازمتوں اور تنخواہ کے چیک تقسیم کرنے کا سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔ کوئی شخص بھوکا نہیں رہے گا کسی کا سامان گلی کوچوں میں نظر نہیں آئے گا۔ کسی

بچے کو یتیم خانے بھیجنے کی نوبت نہیں آئے گی۔

وہ زمان و مکان سے بے خبر تھا۔ جب اس نے کھڑکی سے اپنی نظریں ہٹائیں تو اسے یہ دیکھ کر ایک دھچکا سا لگا کہ وہ ڈڈلے کے دفتر میں کھڑا ہوا ہے۔ اس احساس کے ساتھ ہی اس نے یہ اندازہ بھی لگا لیا کہ اس کے تصور کی بے راہ روی نے اسے کتنا دھوکا دیا تھا۔ معلوم نہیں کیسے اس کے دماغ میں یہ خیال بیٹھ گیا تھا کہ وہ ٹاور کی چوبیسویں منزل میں فروکش ہوگا۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ ٹریڈ وے کارپوریشن کا صدر تو جے۔ والٹر ڈڈلے ہوگا۔

اس نے میز کے پیچھے خالی کرسی پر نظر ڈالی تو اس کے تصور نے اس پر ایک شخص کو بٹھلا دیا...... اس کا حد سے زیادہ گداز جسم جو حد سے زیادہ عمدہ کپڑوں میں ملبوس تھا...... حد سے زیادہ سفید بال اور حد سے زیادہ جاذبِ نظر خدوخال...... حد سے زیادہ پُرتپاک تبسم اور حد سے زیادہ دوستانہ آواز۔ یہ جے والٹر ڈڈلے تھا۔ دوستی کی ہر وقت بھیک مانگتے رہنے والا...... ایک ایسا انسان جو اپنی کامیابی کا معیار صرف یہ سمجھتا ہے کہ کتنے افراد نے مسکرا کر اس کا خیر مقدم کیا اور کتنے آدمی اس کا نام بے تکلفی سے لیتے ہیں۔

لیکن اس نے پس منظر میں آلڈرسن کی یہ آواز بھی سنی "— فرنیچر کے کاروبار میں والٹ ڈڈلے سے زیادہ کسی کے دوست

نہیں ہوں گے ــــ یہ بڑی اہم بات ہے۔ ایسا آدمی دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعی وہ کسی بڑی کمپنی کا صدر ہے ــــ" یہ الفاظ اسے دوبارہ عجیب وغریب خیالات میں گم ہونے سے روک رہے تھے۔

وہ دوبارہ کھڑکی کے قریب چلا گیا۔ اس کی نظریں مکانوں کی چھتوں اور فیکٹریوں پر سے گزرتی ہوئی افق پر ٹھہر گئیں۔ اس کا ذہن ایوری بلرڈ کی یاد کے سوا ہر چیز سے خالی تھا۔ آلڈرسن نے ڈڈلے کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ تو کسی نے ایوری بلرڈ کے بارے میں بھی کبھی نہیں کہا تھا ــــ حالانکہ ٹریڈوے کارپوریشن کو اس عروج پر صرف ایوری بلرڈ نے پہنچایا ہے

اس خیال نے دفعتاً اس کے ذہن کے تمام دریچے کھول دئے۔ اب اس نے محسوس کر لیا تھا کہ آلڈرسن نے اندازے کی کتنی مہیب غلطی کی تھی۔ اس کے دو متضاد مقاصد میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ والٹر ڈڈلے کو صدر بنانے کے بعد ٹریڈوے کارپوریشن کو ایوری بلرڈ کی خواہشوں اور منصوبوں کا مظہر بنانا قطعی ناممکن تھا۔

ایک لمحے کے لئے اسے آلڈرسن کا یہ قول بھی یاد آیا کہ "اس کشتی کے تم دونوں کھیون ہار ہو گئے"۔ مگر ڈڈلے کے ساتھ مل کر بھی کوئی کام کیا جا سکتا ہے؟ اس کے ذہن میں یہ خیال اس طرح الجھ کر رہ گیا جیسے کوئی بدبودار نوالہ حلق میں اٹک جاتا ہے۔ آلڈرسن احمق ہے ...... وہ ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہے ...... ایک کمزور آدمی آخر کار صرف ایک حربے پر اتر آتا ہے ...... سمجھوتہ۔ ڈڈلے

سے رفاقت ناممکن ہے! یہ بڑی مضحکہ خیز تجویز ہے۔ کیا آلڈرسن اتنا بھی نہیں سمجھ سکتا؟ چوبیسویں منزل پر صرف ایک آدمی کی گنجائش ہے ...... صرف ایک آدمی ...... صرف ایک آواز ...... ایک طاقتور ہاتھ جس کا سکہ سب پر چل سکے۔

اس کے بعد اچانک آلڈرسن کے ایک قول نے اس کے خیالات کے دھارے میں تلاطم پیدا کر دیا "تم یہ بارِ گراں اُٹھا سکتے ہو۔ ڈان۔ مجھے پورا یقین ہے کہ تم ایسا کر سکتے ہو۔ تم کمپنی کو ٹھیک اسی طرح چلا سکتے ہو جیسے وہ چاہتے تھے۔"

یہی آواز ایک بار پھر اُبھری۔ اس کے بعد وہ بار بار گونجتی اور بازگشت پیدا کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اس کے دماغ میں بجلیاں سی کڑکنے لگیں جو آہستہ آہستہ غصّے کی گرج میں تبدیل ہو گئیں۔ آلڈرسن نے اسے فریب دے کر ڈڈلے کو صدر بنا دینے پر آمادہ کر لیا ہے ...... وہ خود ...... صدارت کا مستحق ہے ...... ڈڈلے نہیں ...... آلڈرسن نے خود بھی اسے تسلیم کر لیا ہے ...... "تم یہ بارِ گراں اُٹھا سکتے ہو ڈان مجھے پورا یقین ہے کہ تم ایسا کر سکتے ہو ......"

آلڈرسن یہ جانتا ہے ...... ، وہ اس سے کبھی ناواقف نہیں تھا! لیکن عین اسی وقت یہ بے وقوف بڈھا ڈڈلے کو صدارت پیش کر کے کمپنی کی اینٹ سے اینٹ بجا دینا چاہتا ہے۔

ڈان والنگ نے تیزی سے اپنی گھڑی پر نظر ڈالی۔ بڑ ڈڈلے کی گاڑی چند منٹ میں پہنچنے والی تھی۔ آلڈرسن کو ہر صورت روکنا

چاہیئے۔ اس نے زور سے دھکا دے کر دروازہ کھول دیا اور لفٹ کی طرف بھاگا۔

نو بج کر ۳۷ منٹ صبح

لوڈن شا بالآخر ٹیلیفون پر شکاگو میں پیرسن سے بات کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا مگر غصہ سے اس کا چہرہ سرخ تھا۔ اور وہ اضطراب کے عالم میں اپنے داہنے ہاتھ سے رومال کا گولا سا بنا کر اسے زور زور سے بھینچ رہا تھا۔

"اچھی بات ہے۔ پیرسن" اس نے گفتگو کا سلسلہ ختم کرتے ہوئے قطعیت کے ساتھ کہا "معلوم ہوتا ہے کہ آلڈرسن مجھے تمہارا پیغام پہنچانا بھول گیا یا ایسی ہی کوئی اور بات ہو گئی۔ تم نے کون سی گاڑی بتائی تھی ــــ پونے دس بجے کی ــــ اچھا، اب سمجھا۔ نہیں بس یہی معلوم کرنا تھا۔ ہاں دیکھو مجھے اپنے جلسے کی روداد ضرور بتا دینا۔"

صرف تین قدم میں وہ دفتر کے باہر تھا مگر آلڈرسن کے کمرے کے دروازے پر ہاتھ رکھتے ہی اس نے محسوس کیا کہ جیسے آلڈرسن سے بالمشافہ باتیں کرنے کا جوش یک بیک ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بت بنا کھڑا رہا۔ اس پر سکتہ سا طاری تھا۔ وہ آلڈرسن کے کمرے میں جا کر اپنی کمتری کا اعتراف نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے دل میں جو شک پیدا ہوا تھا اس کی تصدیق اتنی ضروری تھی

کہ وہ دروازے کو دھکا کر کھول دینے پر مجبور ہو گیا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آخر بات کیا تھی۔

دروازہ کھولتے وقت اس کے کان اندر کی آوازوں پر لگے ہوئے تھے مگر وہ نہ قدموں کی چاپ سن سکا نہ کسی کے بولنے کی آواز۔ اس نے پورا دروازہ کھول دیا اور کمرے کے اندر چلا گیا۔ اس نے دیکھا کہ ڈان والنگ لفٹ کے دروازے پر کھڑا ہوا ہے۔ فرار کا وقت نکل چکا تھا۔ والنگ نے اسے دیکھ لیا تھا۔

"اخّاہ۔ تم ہو" لورن شا نے اپنے لبوں پر ہنسی دوڑاتے ہوئے کہا۔ وہ اپنی آواز کے ارتعاش پر قابو پانے کے لئے پورا زور لگا رہا تھا۔ "میں صرف یہ دیکھنے چلا آیا تھا کہ فریڈ اپنے دفتر میں موجود ہے یا نہیں۔ تمہیں تو نہیں معلوم کہ وہ کب آئے گا اور آئے گا بھی یا نہیں؟"

"میں نہیں جانتا" والنگ نے کہہ کر لفٹ کا بٹن ایک بار پھر بڑی بے تابی سے دبا دیا۔

شا کے شوقِ تحقیق نے اسے ایک اور سوال کرنے پر مجبور کر دیا "شاید تمہیں معلوم ہو۔ والٹ آج صبح شکاگو سے یہاں پہنچ رہا ہے یا نہیں"

والنگ نے ایک بار بٹن پھر دبا دیا۔ جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

شا اپنا سوال شاید دہرانے جا رہا تھا کہ والنگ اچانک بول اٹھا "وہ پونے دس بجے واپس آ رہا ہے" اس نے یہ جواب اپنا چہرہ پیچھے موڑ کر دیا تھا۔ اس کے لہجے میں حقارت بھی تھی اور سرد مہری بھی۔

لورن شا کا ہاتھ دروازے پر پہنچ چکا تھا اور قبل اس کے کہ والنگ گھوم کر اسے دیکھ سکتا وہ اپنے دفتر میں پہنچ چکا تھا جب اس نے دروازہ بند کر کے اپنا ہاتھ دیکھا تو وہ پسینے سے تر اور سرد تھا۔

والنگ کے طرز عمل نے ہر بات کی تصدیق کر دی تھی۔ آلڈرسن سٹیشن ہی پر ڈڈلے سے ملاقات کرے گا .... والنگ بھی کہیں ان سے ملنے ہی جا رہا تھا .... تین ووٹ .... چوتھا ووٹ گریم کا ہوگا۔ اگر کوئی فوری تدبیر نہ کی گئی تو آلڈرسن کے چار ووٹ یقینی ہو جائیں گے اور وہ صدر بن جائے گا۔

کئی گھنٹے کے مسلسل غور و فکر کی وجہ سے اس کا دماغ تھکا ہوا تھا۔ اس کی آس ٹوٹنے لگی تھی۔ اسے کچھ کرنا تھا ... کچھ نہ کچھ ضرور ...... اس کی کوئی پروا نہیں تھی کہ اس کے اقدام کی نوعیت کیا ہوتی ہے! ڈڈلے ..... ڈڈلے ..... ڈڈلے .....
اسے ڈڈلے کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے۔ ڈڈلے کے بغیر اس کی تمام امیدوں پر پانی پھر جائے گا۔

نو بجکر چالیس منٹ صبح

ڈان والناگ کی بے تابی بڑھتے بڑھتے غصہ بن چکی تھی یہ کمبخت لفٹ والا کہاں مرگیا۔ گاڑی آنے میں صرف پانچ منٹ باقی ہیں۔۔۔۔ صور اسرافیل پھونکا جانے ہی والا ہے۔۔۔۔۔ اور یہ سب اس حرامزادے کی وجہ سے ہوگا جو لفٹ چھوڑ کر معلوم نہیں کہاں سو گیا۔

لفٹ کا دروازہ کھٹاک سے کھل گیا۔ وہ اس کے اندر کود پڑا۔

"لونگی تم کہاں تھے۔ کمبخت"

"ہم نے۔۔۔۔۔۔۔"

"جلدی کرو۔ جہنم میں جائے یہ سب۔ جلدی کرو!"

دروازہ بند ہوتے وقت اس نے ایریکا مارٹن کی جھلک دیکھی جو بڑی تیزی سے زینے طے کر رہی تھی۔ اس نے مس مارٹن کو اپنا نام لے کر پکارتے بھی سُنا۔

لونگی نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنا چاہا۔

"نہیں۔ چھوڑو اسے۔ مجھے جلدی ہے"

لفٹ تیزی سے نیچے جا رہا تھا۔ ٹاور کی ایک ایک منزل اس تیزی سے گزر رہی تھی جیسے کسی بم کے فتیلے میں برق رفتاری سے آگ دوڑتی چلی جا رہی ہو۔

"ہمارا ایک جلسہ تھا۔ تمام آپریٹروں کا" لونگی معذرت کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "جانے کے لئے ہم سب مل کر پھول خریدیں گے۔

یہ کام میں کروں گا۔ آپ کو شاید معلوم نہیں۔ اس کے لئے انتخاب ہوا تھا۔ اس میں میرا کیا قصور کہ پھول خریدنے کے لئے ہر شخص نے مجھے ووٹ دیا ہے"

"ٹھیک ہے۔ ٹونگی۔ ٹھیک ہے۔" اس نے ازراہِ عفو کہا۔

لفٹ کا دروازہ آہستہ آہستہ کھل رہا تھا۔ والنگ نے جمپ سیٹ کرا سے اپنی پوری طاقت سے کھول دیا اور باہر بھاگا۔ اس نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ ٹونگی لفٹ کے اندر سے باہر آ کر اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے جیسے کوئی معجزہ پیش آ گیا ہو۔

نو بجکر بیالیس منٹ صبح

لاؤڈ سپیکر نے اعلان کیا کہ شکاگو کی گاڑی پلیٹ فارم نمبر ۲ پر آئے گی۔ فریڈرک آلڈرسن نے مڑ کر زینے کی طرف ایک بار پھر دیکھا۔ وہ اچھی طرح اطمینان کر لینا چاہتا تھا کہ شاعین وقت پر وہاں پہنچ کر اس کے کئے کرائے پر پانی نہ پھیر دے۔

گاڑی قریب آ گئی تھی اور مجمع پلیٹ فارم کے کنارے جا کر اسے دیکھ رہا تھا۔ اس ڈر سے کہ کسی جاننے والے سے اس کی مڈبھیڑ نہ ہو جائے آلڈرسن پلیٹ فارم کے دوسری طرف چلا گیا۔ وہ آخری چند لمحات والٹ ڈڈلے سے بات کرنے کی تیاریوں پر صرف کرنا چاہتا تھا۔ اسے اصل موضوع پر گفتگو شروع کرنے کے لئے کوئی بہانا تلاش کرنا تھا۔ وہ اس سے ملتے ہی یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا

کہ وہ ٹریڈ وے کارپوریشن کا صدر بننے جا رہا ہے۔ اس کے لئے تمہید کی ضرورت ہو گی...... کسی بلیغ اشارے کی ...... پہلے اسے ایلڈی بلرڈ کے متعلق کچھ کہنا چاہیئے۔ ہاں وہ باتوں کا سلسلہ بلرڈ ہی سے شروع کرے گا اور رفتہ رفتہ والنگ کے انتخاب تک پہنچ جائے گا۔ اس مرحلے پر سب سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہو گی ...... ڈڈلے سے یہ کہنا ہو گا کہ اسے نائب صدر انتظامیہ کے عہدے کے لئے والنگ کو قبول کرنا پڑے گا۔ ممکن ہے ڈڈلے یہ تجویز پسند نہ کرے...... ممکن ہے اس موضوع پر بحث کا سلسلہ چھڑ جائے ...... وہ اس سے کہے گا کہ میں نے اور جیس نے مل کر اس کا فیصلہ کر لیا ہے...... نہیں وہ جیس کو اس معاملے میں نہیں گھسیٹ سکتا۔ خاص طور پر ان باتوں کے بعد جو اُس نے فون پر کہی تھیں ...... کم سے کم اس وقت تک نہیں جب تک اس سے دوبارہ بات کر کے اسے تمام صورتِ حال اچھی طرح نہ سمجھا دی جائے۔ جیس یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے گا کہ اس کے پاس کوئی اور چارۂ کار بھی نہیں تھا۔ ہمیں بہرصورت والنگ کا ووٹ حاصل کرنا تھا۔ اگر ایک منٹ کی بھی تاخیر ہو جاتی تو والنگ یقیناً شا سے مل جاتا۔ ہاں جیس کو محسوس کرنا چاہیئے کہ خطرہ کتنا سنگین تھا۔

گاڑی اب بالکل قریب آ گئی تھی۔ آلڈرسن سینہ تانے کھڑا تھا۔ جیسے۔ والٹر ڈڈلے اپنے ڈبے سے سب سے پہلے باہر نکلا۔ اس نے

ایک قلی کو نظر کے اشارے سے پاس بلایا۔ پھر مسکراتے ہوئے لسٹر کا استقبال کیا۔ وہ فوجی پولیس کا واحد جوان تھا جو اب بھی ریلوے سٹیشن پر مامور تھا۔ آلڈرسن نے محسوس کیا کہ اسے دیکھتے ہی ڈڈلے کے چہرے کا رنگ متغیّر ہو گیا۔ اس نے اپنے تبسم پر ماتمی سنجیدگی کی نقاب ڈال لی۔ جیسے کوئی ایکٹر سٹیج کے پیچھے سے گزر رہا ہو اور کوئی تماشائی اتفاق سے اس کے اصل خدوخال کی ایک جھلک دیکھ لے۔ آلڈرسن نے اس سے پہلے بھی کئی بار گرگٹ کی طرح اپنا رنگ بدلتے دیکھا تھا مگر اس وقت یہ تبدیلی دیکھ کر وہ ایک عجیب سی اُلجھن میں مبتلا ہو گیا۔ جب اس نے ڈڈلے کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو اسے بالکل یاد نہیں رہا کہ وہ اس سے گفتگو کا سلسلہ کہاں سے شروع کرنے والا تھا۔

"فریڈ۔ تم نے بڑی زحمت کی۔ میں کیسے تمہارا شکریہ ادا کروں۔" اس نے غم سے ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں نے سوچا کہ تم سے مل لوں" آلڈرسن نے منہ ہی منہ میں جواب دیا۔

"مجھے یقین نہیں آتا فریڈ کہ وہ چل بسے۔ کسی طرح یقین نہیں آتا۔"

لسٹر اس کے بیگ لئے کھڑا تھا۔ "آپ ٹیکسی پر جائیں گے مسٹر ڈڈلے یا آپ کی کار موجود ہے"

ڈڈلے کچھ کہنے جا رہا تھا مگر آلڈرسن پہلے ہی بول اُٹھا "نہیں

بہتر ہے کہ تم سامان سٹیشن ہی پر جمع کرادو۔ ہم ذرا دیر کے لئے کلب جا رہے ہیں۔ کچھ باتیں کرنی ہیں"

ایک لمحے کے لئے ڈڈلے کو کچھ تکلف ہوا۔ اس کے چہرے پر تیزی سے ایک اور رنگ گزر گیا۔ اس کے بعد وہ بڑے ادب سے بولا "تمہاری بات ماننے سے کون انکار کرسکتا ہے۔ فریڈ۔ سُن لیا تم نے لِسٹر۔ یہ سامان یہیں جمع کرادو"

لِسٹر نے ڈالر کا نوٹ جیب میں رکھ لیا اور تیز تیز قدم اُٹھاتا ہُوا دونوں سے آگے نکل گیا۔ آلڈرسن نے بھی اس کے پیچھے پیچھے جانے کا ارادہ کیا مگر ڈڈلے نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"فریڈ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تم سے یہ بات کیسے کہوں لیکن ـــــ بس میں تمہیں اتنا یقین دلا سکتا ہوں کہ تم میرے اُوپر اعتماد کر سکتے ہو ـــــ سوفی صد ـــــ مگر یہ تو تمہیں پہلے ہی معلوم ہے فریڈ۔ اگر میں نہ کہتا تب بھی"

آلڈرسن اس خیال سے مضطرب تھا کہ ڈڈلے یہ سمجھا تھا کہ وہ اس سے صدارت کی بھیک مانگنے آیا ہے۔

"میں صدارت نہیں قبول کر رہا ہوں۔ والٹ"

ڈڈلے کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ چہرے سے کیا ردِ عمل ظاہر کرے "تم نہیں قبول کروگے؟"

نہیں"

"بھئی۔ مجھے یہ سن کر بڑا افسوس ہوا۔ فریڈ۔ بے انتہا افسوس۔ میرا تو یہی خیال تھا کہ ـــــ"

"آؤ کلب چلیں۔ ہم وہاں اطمینان سے باتیں کر سکیں گے"

زینے پر چڑھتے وقت دونوں بالکل خاموش تھے۔ آلڈرسن کو احساس تھا کہ یہ صورتِ حال بہت عجیب ہے۔ ڈڈلے نے آج تک اپنے چہرے پر خاموشی کی نقاب نہیں ڈالی تھی۔

زینے طے کرنے کے بعد آلڈرسن نے ایک بار پھر صدر دروازے کی طرف نظر دوڑائی۔ گاڑی آنے سے پہلے بھی وہ اضطراب کے عالم میں بار بار ایسا ہی کر چکا تھا۔ فریڈرک آلڈرسن نے دیکھا کہ ڈان وانگ تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا چلا آرہا ہے۔ چند قدم چلنے کے بعد وہ ٹھہر گیا اس کی صورت سے معلوم ہورہا تھا کہ وہ بڑی سرگرمی سے کسی کی تلاش میں مصروف ہے۔ اس کا سر اُوپر اُٹھا ہوا تھا اور وہ غور سے ویٹنگ روم کا جائزہ لے رہا تھا۔

یہ صرف ایک اتفاق تھا کہ ڈڈلے کی نظر وانگ پر نہیں پڑی۔ ڈڈلے نے رُک کر رسٹر سے سامان کی رسید لی پھر اسے بوڑھا ڈاکٹر ڈیور مل گیا جو کلیسا کے مدرسے میں تعلیم دیتا تھا۔

وانگ نے ہاتھ سے غسل خانے کی طرف اشارہ کیا۔ آلڈرسن اس کا مطلب فوراً سمجھ گیا اور یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہ ڈڈلے اب بھی

باتوں میں مصروف ہے اور اس کی طرف نہیں دیکھ رہا ہے وہ بھی چپکے
سے غسل خانے میں کھسک گیا۔
والنگ غسل خانے کے بیرونی حصّہ میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔" تم
نے اس سے کوئی بات کی؟"
" نہیں میں اسے کلب لے جا رہا ہوں۔ باتیں وہیں ہوں گی ——"
" دیکھو ایسا نہ کرو۔ معاملہ خراب ہو جائے گا"
" مگر ہم ——"
" یہ بات میرے حلق سے نہیں اُترتی"
" مگر تم نے تو کہا تھا کہ ——"
" نہیں۔ اس پر لعنت بھیجو۔ ہرگز نہیں۔ کسی طرح اس سے چھٹکارا
حاصل کر لو۔ ٹال مٹول کرتے رہو —— کچھ بھی کرو —— مگر اس سے ایک
لفظ بھی نہ کہو —— ایک لفظ بھی نہیں"
" جس قدر جلد ممکن ہُوا میں تم سے کلب میں ملوں گا" آلڈرسن کی
زبان سے یہ الفاظ خود بخود نکل گئے، بالکل غیر ارادی طور پر تیس سالہ
کاروباری زندگی نے اس میں پیش بینی کی صلاحیت پیدا کر دی تھی اور یہ
بلرڈ زبان بھی نہیں ہلاتا تھا مگر وہ اس کے دل کی بات معلوم کر کے
فوراً اس پر عمل شروع کر دیتا تھا۔

نو بج کر پچاس منٹ صبح

لونگی نے چوبیسویں منزل پر پہنچ کر لفٹ کا دروازہ کھولا۔

ایریکا مارٹن اس کا انتظار کر رہی تھی مگر لفٹ کے اندر داخل ہونے کے لئے اس نے حرکت تک نہیں کی۔

"چند منٹ قبل تم مسٹر والنگ کو نیچے لے گئے تھے؟ کیا میں غلط کہتی ہوں؟"

"مسٹر والنگ کو جی ہاں لے گیا تھا"

"تمہیں کچھ معلوم ہے۔ وہ کب تک واپس آجائیں گے؟"

لوئگی نے انکار کے لئے اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا

"میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ جلدی میں تھے۔ بڑی جلدی میں۔ کوئی بہت ضروری کام تھا"

"تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کہاں گئے ہیں"

لوئگی نے پھر انکار کے لئے ہاتھ ہلادیا

"جب وہ واپس آجائیں تو ان سے کہہ دینا کہ میں ان سے جلد از جلد ملنا چاہتی ہوں"

"ضرور۔ مس مارٹن۔ میں ضرور کہہ دوں گا"

"شکریہ۔ لوئگی"

"وہ بڑے بھلے آدمی ہیں۔ مسٹر والنگ" لوئگی نے تیزی سے کہا یہ سن کر ایریکا مارٹن جو واپس جانے کا ارادہ کر رہی تھی وہیں ٹھٹک کر رہ گئی"

"ہاں ٹھیک کہتے ہو۔ وہ بڑے بھلے آدمی ہیں"

"وہ کب اُوپر منتقل ہوں گے؟"

"کیا؟"

اس پر لونگی مسکرا دیا۔ جیسے وہ کہنا چاہتا ہو کہ مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش نہ کرو۔ "میں جانتا ہوں — تدفین کے بعد — وہ چوبیسویں منزل پر چلے جائیں گے — اس سے پہلے یہ مناسب نہ ہوگا"

ایریکا مارٹن اسے حیرت سے تک رہی تھی۔ لونگی انھوں نے — انھوں نے خود تو کوئی ایسی بات تم سے نہیں کہی تھی — نہیں انھوں نے ہرگز نہ کہی ہوگی....... منگل کو ڈائرکٹروں کے جلسے سے پہلے کسی کو کیا معلوم ہوسکتا ہے..... شاید اس کے بعد بھی نہیں۔"

لونگی کے لبوں پر دوبارہ ہلکا سا تبسم دوڑ گیا۔ مس مارٹن کو حد سے زیادہ حیرت تھی کہ اسے ایک ایسی بات کا علم تھا جس کے متعلق کسی کو وہم بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ اسے یہ معلوم ہوسکتی ہے۔

"آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔ مس مارٹن۔ میں کسی سے اس کا ذکر نہیں کروں گا — مجھے بہت سی باتیں معلوم ہیں — برسوں سے بہت سی باتیں — مگر میں نے کسی سے ان کا ذکر تک نہیں کیا۔"

چوبیسویں منزل سے نیچے اُترتے ہوئے لونگی سوچ رہا تھا کہ مس مارٹن کی شخصیت بھی کتنی عجیب ہے۔ بعض باتوں میں وہ بالکل میریا کی طرح ہے۔ جب وہ قیافہ سے اس کا کوئی راز معلوم کرلیتا ہے تو اس کی پیشانی پر بل پڑجاتے ہیں۔ بعض اوقات تو وہ اس

سے خفا بھی ہو جاتی ہے۔ اتنی خفا کہ وہ اس سے منہ پھیر کر سو جاتی ہے اور صبح اُٹھ کر اس کے لئے ناشتہ تک تیار نہیں کرتی۔

لوئگی اب اپنے اُوپر لعنت ملامت کر رہا تھا کہ وہ ہوشیار اور چالاک کیوں نہیں ہے۔ ہوشیار آدمی کبھی کسی عورت کو یہ معلوم نہیں ہونے دیتا کہ اس نے اس کی دل کی بات بھانپ لی ہے۔ مگر مس مارٹن اسے ضرور معاف کر دے گی۔ اس میں شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ یہ بھی کتنا اچھا ہے کہ مسٹر بلرڈ کی تدفین کے بعد وہ تنہا نہیں رہے گی۔ ڈیوک کے مرنے کے بعد اس کی بیوی نے قلعہ میں اپنی زندگی تنہا گزار دی تھی۔ گاؤں والے کہا کرتے تھے کہ وہ ہر رات رویا کرتی ہے، یہ کتنی بُری بات تھی۔ یہ تو اچھی بات ہے کہ عورت کبھی کبھی آنسو بہا لیا کرے کیونکہ یہ اس کی فطرت میں داخل ہے .... اور اس کے بعد وہ زیادہ اچھی عورت بن جاتی ہے ...... مگر یہ بات بُری ہے کہ کوئی عورت اپنی تنہائی کی وجہ سے روزانہ رات کو رویا کرے .... ہر عورت کے لئے مرد کا ساتھ ضروری ہے ...... خواہ وہ بہت زیادہ ہوشیار اور چالاک کیوں نہ ہو۔ وہ میریا سے اکثر یہی بات کہا کرتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ میریا کو اس کے خیال سے اتفاق تھا۔ یہ دوسری بات تھی کہ وہ زبان سے اس کی تصدیق نہ کرتی تھی۔ مگر مناسب یہی ہے کہ کسی عورت کو کسی بات کی صداقت کا اعتراف کرنے پر مجبور نہ کیا جائے ..... اسی طرح جیسے کسی عورت کو یہ معلوم نہ ہونا چاہیئے کہ اس کے دل کی بات معلوم کر لی گئی ہے۔

۱۱

جزیرۂ لانگ کی آبنائے

نو بجکر ۵۲ منٹ صبح

آبنائے کی سطح بالکل ہموار تھی لیکن اس کا پانی گدلا تھا اور جگہ جگہ اس پر جھاگ کی لکیریں سی بنی ہوئی تھیں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ سمندر میں جوار بھاٹا آچکا ہے۔ دو گھنٹے قبل شمالی ہوا چلنے کی اُمید تھی مگر سورج طلوع ہونے کے بعد یہ اُمید پوری نہ ہو سکی اندر اس وقت اتنی بھی ہوا نہ تھی کہ وہ برق رفتار "چاندنی" کے بڑے بادبان سے زور سے ٹکرا سکے۔ کشتی ساحل کی طرف آرہی تھی مگر جارج کیسویل کی آنکھیں ابھی خشکی پر جمی ہوئی تھیں۔ اتنے میں کشتی ایک بڑی سی لہر کی طرح کلب کی گودی سے جاکر ٹکرا گئی۔

اس کے چاروں طرف دوسری کشتیاں کھڑی ہوئی تھیں اور ان کے بادبان زخمی پرندوں کے بازوؤں کی طرح مستول سے جھول رہے تھے۔ جارج کیسویل آدھ گھنٹے سے یہ سوچ سوچ کر افسوس کر رہا تھا کہ وہ اپنی عادت سے مجبور ہو کر آج کلب کیوں چلا آیا تھا۔ مگر اب وہ آ ہی گیا تھا اس لئے واپس جانا بھی اچھا نہ معلوم ہوتا تھا۔ مقابلہ اگرچہ پھیکا اور بے جان

تھا پھر بھی اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر چلا جانا ایک سپورٹس مین کو زیب نہ دیتا تھا اس لئے واپس جانے کا بھی کوئی سوال نہ تھا۔

وہ اپنے دل کو بار بار یہ بھی سمجھاتا رہا تھا کہ فوراً ملبرگ پہنچنے کی خواہش چنداں مناسب نہ تھی۔ آخر اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اتوار تک تو کچھ ہونا ہی نہیں ہے۔ ایوری بلرڈ کی موت نے ہر شخص کے ہوش و حواس غائب کر دیئے ہیں اس کی تدفین سے قبل کسی میں نئے صدر کے متعلق کچھ سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں ہوگی۔

اب وہ اپنے حال پر شاکر تھا۔ وہ کیبن کی چھت پر آرام سے لیٹ گیا اور آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ ٹریڈوے کارپوریشن کے ڈائرکٹروں کے کمرے میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایوری بلرڈ کی طرح وہ فرنیچر کے کاروبار کے ہر نشیب و فراز اور ہر نکتے سے واقف نہیں تھا۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کارپوریشن کی صدارت کے فرائض کامیابی سے نہیں ادا کر سکتا۔ اس ناواقفیت سے نقصان کے بجائے فائدہ ہی پہنچے گا ......

وہ ہر معاملے میں زیادہ بے لاگ اور حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کر سکے گا۔ چند ہفتے قبل کلورڈ کیمیکل کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے اے۔ آر اینڈ ریوز نے کتنے پتے کی بات کہی تھی......

ٹریڈوے کارپوریشن کا نظم و نسق چلانا بہت آسان ہوگا......

کلورڈ کیمیکل کے انتظام سے زیادہ دشوار بہرصورت نہ ہوگا......

اینڈریوز کے لئے تو یہ مصیبت ہے کہ بار بار کوئی نہ کوئی نیا سائنسی انکشاف اس کے منصوبوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ لیکن ٹریڈ وے میں اس کا کوئی اندیشہ نہ ہوگا۔ فرنیچر کی تیاری تعین طے شدہ اصولوں کی تابع ہوتی ہے۔ کبھی کبھی کسی نئی مشین کی ایجاد سے حالات کچھ تبدیل ضرور ہو جاتے ہیں مگر گزشتہ ایک صدی میں کوئی ایسی تبدیلی رو نما نہیں ہوئی کہ پورا نظام ہی درہم برہم ہو جائے۔ ہاں فرنیچر کا کاروبار بہت عمدہ اور جما ہوا ہے ...... ایک ایسا کاروبار جسے چلانے میں لطف آتا ہے

اس نے ایک مکھی کو جو بار بار اس کی ناک کے قریب بھنبھنا رہی تھی ہاتھ سے اڑاتے ہوئے صدارت کے خواب کا ابتدائی خاکہ تیار کرنے کا کام شروع کر دیا۔ اسے یاد آگیا کہ جب رونی ایٹکنس نے روکری ہیپرز کی صدارت سنبھالی تھی تو اس نے اسے کیا نصیحتیں کی تھیں۔ اس کے باپ نے کئی سال قبل وہی نصیحتیں ایک اور شخص کو ایک نئی کارپوریشن کی صدارت کا عہدہ سنبھالتے وقت بھی کی تھیں۔

ہاں۔ اسے بھی یہی کرنا چاہیئے ...... وہ دوسرا الیوری بلرڈ بننے کی کوشش نہیں کرے گا .... اس کا رویہ بالکل مختلف ہوگا .... اس کی رفتار اتنی تیز نہ ہوگی .... اور یہ مناسب بھی ہوگا ..... وہ اپنے ماتحتوں کو زیادہ اختیارات تفویض کر دے گا ...... انتظامی ذمہ داریاں اوپر سے نیچے تک تقسیم کر دے گا۔ اس معاملے

میں بلرڈ سے کچھ غلطیاں سرزد ہوئی تھیں۔ جب فرنیچر کی تیاری کا کام جیمس
گریم ایسے آدمی کے سپرد ہو تو صدر خواہ مخواہ دردِ سر کیوں مول لے .....
اسے بس اتنا خیال رکھنا چاہیئے کہ جیمس بھی اپنے ماتحتوں کو درجہ بدرجہ
اختیارات تفویض کر دے۔ یہی فروخت کے شعبے میں بھی ہونا چاہیئے...
ڈڈلے اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا۔ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، لیکن
ضرورت صرف اس کی ہے کہ اس کا دماغ خراب نہ ہونے پائے۔ شا
بہترین محاسب ہے ...... اس کی نظریں تمام جزئیات پر ہوتی ہیں
وہ مکمل طور پر قابلِ اعتماد ہے۔ آلڈرسن بہت تجربہ کار ہے ..... اس سے
مشورہ کرتے رہنا بڑا مفید ہوگا..... اس سے اسی طرح فائدہ اٹھانے
کی ضرورت ہے جس طرح اینڈریوز نے میلین سے فائدہ اٹھایا ہے
والنگ؟ والنگ کتنا زیرک اور طباع ہے ...... نئی نئی تجویزیں
...... اسے قریب رکھنا بہت اچھا ہوگا ...... اس کی رفاقت
ہمیشہ ایک جوت جگاتی رہتی ہے۔ یہ سب کتنے اچھے آدمی ہیں.....
ان کا کوئی ثانی نہیں مل سکتا۔ جب اتنے اچھے ساتھی چاروں طرف
موجود ہوں تو صدر کو بہت زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے...

"ذرا ادھر دیکھئے جناب"

اس نے مڑ کر دیکھا۔ کِن کیس اس کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ اس
کے چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی

"کیوں کیا بات ہے؟"

رکن کیس کشتیوں کے قطار کی جانب آخری کشتی کی طرف انگلی
سے اشارہ کررہا تھا۔ دوڑ کی نگرانی کرنے والی کشتی پر زرد اور نیلے رنگ
کی جھنڈی لہرا رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی کیسویل اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔
"دوڑ پھر ملتوی کردی گئی ہے" رکس کین نے کہا "میرا خیال ہے
کہ آپ برائٹن کی شادی میں شرکت کے لئے واپس جانا چاہتے ہوں
گے ۔۔ اور میرا تو خیال ہے کہ اب یہ مقابلہ صرف ایک مذاق بن کر
رہ جائے گا۔ ممکن ہے کہ مقابلہ ختم ہوتے ہوتے کافی وقت
گزر جائے مقررہ وقت سے بھی زیادہ۔"
ڈوبتے کو جیسے تنکے کا سہارا مل گیا تھا "رکن۔ میں یہ بالکل
پسند نہیں کرتا کہ تم لوگوں کو مقابلے کے لئے تنہا چھوڑ دوں۔ لیکن
تمہارا خیال بالکل درست ہے۔ مسز کیسویل شادی میں جانے کے
لئے میرا بڑی بے تابی سے انتظار کررہی ہوں گی۔ مجھے یقین ہے کہ
تم بُرا نہ مانو گے؟"
"نہیں جناب! بُرا ماننے کی کیا بات ہے" کیس نے جواب دیا۔
وہ کوشش کررہا تھا کہ اس کے لہجے سے کیسویل یہ اندازہ لگا لے
کہ اس کے لئے اس سے اچھی بات کیا ہوسکتی ہے کہ وہ مقابلے
میں حصہ نہ لے۔ "اس میں شک نہیں کہ آپ کے بغیر مقابلے میں
کامیابی دشوار ہو جائے گی۔ مگر ہم پہلے کی طرح اپنی جان لڑا دیں
گے۔"

جب کشتی کے دوسرے آدمیوں نے اس کی بات سُنی تو ہر ایک نے کیس کی تجویز سے اتفاق کیا۔ ہر شخص اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ یہ سب کتنے اچھے آدمی ہیں۔ ہاں میرے لئے مناسب یہی ہوگا کہ میں چلا جاؤں۔" وہ روانہ ہونے کے لئے تیار ہوگیا" مجھے یقین ہے کہ تم لوگ میرے بغیر بھی اوّل ہی آؤ گے۔"

اس کے خیال سے تمام لوگوں نے اختلاف کیا۔ مگر یہ اختلاف ایسا تھا جس سے کیسویل کی خود اعتمادی کچھ اور بڑھ گئی۔

"چلئے میں آپ کو ساحل تک پہنچا دوں" کِن کیس نے خوشامد کے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ ضرور چلو"

کیس بڑا نفیس اور خوش مزاج نوجوان ہے۔۔۔۔۔۔ بار ورڈ میں کاروبار کی تربیت ختم کر لینے کے بعد اسے ٹریڈ وے میں جگہ دی جا سکتی ہے۔ وہ بڑا مفید ثابت ہوگا۔ ایوری بلرڈ کی بعض عادتیں ہرگز پسندیدہ نہیں تھیں۔۔۔۔۔۔ اس میں سے ایک عادت یہ بھی تھی کہ وہ کمپنی میں صرف وسطی مغربی علاقے کے نوجوانوں کو بھرتی کرتا تھا۔

"بڑا افسوس ہے کہ آج موسم ٹھیک نہیں رہا۔" کیس نے اس سے رخصت ہوتے ہوئے کہا" خدا کرے آئندہ ہفتے ہوا اس طرح بند نہ ہو اور آپ کو اپنے جوہر دکھلانے کا موقع

مل سکے۔"

"خدا حافظ" اس نے خوش مزاجی سے کہا۔ اس نے سوچا کہ کیس سے یہ کہنے سے کوئی فائدہ نہیں کہ آئندہ ہفتے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ اب وہ "چاندنی" پر کبھی سوار نہیں ہو سکے گا۔ ٹریڈ وے کارپوریشن کی صدارت سنبھالنے کے بعد اسے اتنی فرصت کہاں ہو گی کہ وہ ان لغویات میں اپنا وقت ضائع کر سکے۔

وہ ایک ہی قدم چلا ہو گا کہ اس سے ایک شخص ٹکرا گیا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ بروس پلچر تھا۔

"آج کا دن یقیناً بڑا مبارک ہے" پلچر نے خندہ پیشانی سے کہا۔ میں صرف اس خیال سے ادھر چلا آیا تھا کہ شاید تم سے ملاقات ہو جائے۔ میرا خیال تھا کہ تم کشتی پر ہو گے۔ پھر بھی میں چلا ہی آیا کیا بات ہے۔ آج تم دوڑ میں حصہ نہیں لو گے؟"

یہ سوال اتنا واضح تھا کہ وہ جواب میں ٹال مٹول نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے زیادہ سے زیادہ اختصار سے کام لینا مناسب سمجھا۔ "نہیں۔"

"میں تم سے چند منٹ کے لئے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

جارج کیسویل کو کچھ تامل ہوا۔ اس کے خیال میں پلچر نے جن حالات میں ٹریڈ وے کے حصص کم قیمت پر فروخت کر دئے تھے انہیں دیکھتے ہوئے وہ اس قابل نہ تھا کہ اس سے زیادہ ربط ضبط

دکھا جائے وہ اس کی صورت ۔۔۔ بیزار تھا مگر اس میں مروّت اتنی زیادہ تھی کہ وہ صاف انکار بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس نے اپنے لہجے میں زیادہ سے زیادہ سرد مہری پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "میں اس وقت کچھ مصروف ہوں"

" اتنے مصروف بھی نہیں کہ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اسے دلچسپی سے سننا پسند نہ کرو" بلیچر نے اعتماد کے ساتھ کہا "میں تم سے ٹریڈ کارپوریشن کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

" میرا بھی یہی خیال تھا" اسے یہ دیکھ کر ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی کہ بلیچر کے رویہ سے انکسار ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ اس کا سابقہ عام طور پر ایسے ہی آدمیوں سے پڑتا تھا۔ جن کی سب سے بڑی خوبی ہی یہ تھی کہ وہ مشکل میں مبتلا ہونے کے باوجود ایسا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں کہ آدمی دھوکا کھا جاتا ہے۔

" میرے خیال میں تمہیں یہ تو معلوم ہی ہے کہ الوری بلرڈ مر چکا ہے"

" ہاں" یہ کہہ کر وہ چلنے لگا اور بلیچر اس کے پیچھے پیچھے جانے پر مجبور ہو گیا۔

" معلوم نہیں تم یہ بھی جانتے ہو یا نہیں کہ مسٹر بلرڈ نے کل مسٹر سٹیگل اور مجھ سے بعض امور پر گفتگو کی تھی"

" میں جانتا ہوں"

" خوب" بلیچر نے اس طرح کہا جیسے وہ اسے کوئی اہم نکتہ سمجھانے

میں کامیاب ہو گیا ہو۔" مگر کیسویل مجھے یقین ہے کہ تم کو یہ نہیں معلوم کہ اس موقع پر کیا باتیں ہوئی تھیں"

کیسویل نے اپنی محتاط خاموشی سے یہ بات راز میں رکھنے کی کوشش کی کہ وہ ایک اہم سوال پر غور کر رہا تھا جو اس کے ذہن میں اچانک ابھرا تھا۔ کیا الوری بلرڈ اس حد تک چلا گیا تھا کہ اس نے پلچر کو نائب صدر انتظامیہ کے عہدے کی پیش کش کر دی تھی۔ اس کا امکان بہت کم تھا مگر وہ بلرڈ کی اس عادت سے بھی واقف تھا کہ وہ اچانک فیصلہ کر لیتا تھا اور جو کچھ اس کے دل میں آ جاتا تھا فوراً کر گزرتا تھا۔ اس خیال کے بعد یہ تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ ایسی کوئی بات ضرور ہوئی ہو گی۔

"اس ملاقات میں ایک سمجھوتہ ہوا تھا جو کسی حد تک اہم ہے" پلچر نے کہا" اور چونکہ ٹریڈوے کارپوریشن —— اور خود ہمارے مفاد پر بھی —— اس کا گہرا اثر پڑے گا اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ تم سے مل کر یہ مشورہ کر لوں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ —— اگرچہ مسٹر بلرڈ کی المناک موت کا اس پر کوئی اثر ——"

"وہ سمجھوتہ کیا تھا؟" کیسویل نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"سگریٹ؟" پلچر نے اپنا سگریٹ کیس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ سمجھوتے کے انکشاف میں تاخیر کر کے اس سے لطف اندوز ہونا چاہتا تھا۔

"نہیں ۔ شکریہ"!

"میرا خیال ہے کہ تمہیں اب تک یہ نہیں معلوم کہ ہم نے اوڈلیہ سٹورز ٹریڈوے کارپوریشن کے ہاتھ فروخت کر دینے کی بات چیت کی تھی"!

جارج کیسویل کی ضبط کی طاقت جواب دینے لگی تھی۔ مگر اس نے اپنے چہرے سے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا۔ پھر فوراً ہی یہ خیال آیا کہ اس کی خاموشی کا مطلب کہیں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ بلیچر کی بات صحیح تسلیم کر لی گئی ہے۔ وہ چلتے چلتے رک گیا اور بلیچر کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے "معاف کرنا۔ یہ بات کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے"

"ہاں۔ مجھے بھی یہ اُمید نہیں تھی کہ تمام معاملہ اس قدر جلد طے پا جائے گا"۔ بلیچر کی آواز میں یقین اور خود اعتمادی کے ساتھ ساتھ نرمی بھی تھی۔

"اس سودے کی شرائط کیا ہیں؟"

"دونوں فریق کے لئے فائدہ مند۔ تیس لاکھ ڈالر نقد اور ٹریڈوے کارپوریشن کے دس ہزار عام حصص"

کیسویل نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بلیچر کی باتوں پر یقین نہیں کرے گا مگر اس نے ٹریڈوے کارپوریشن کے عام حصص کی قیمت کو پیش نظر رکھ دل ہی دل میں حساب لگایا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ الوری بلرڈ نے شاید کسی خاص بات کو دیکھ کر ایک لمحے کے اندر یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ

اس قیمت پر یہ سودا مہنگا نہیں پڑے گا۔ مگر اس کی عقل اب بھی اس کے شکوک کا ازالہ نہیں کر سکی اس لئے اس نے بڑی احتیاط کے ساتھ کہا "میرے خیال میں تمہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ مسٹر بلرڈ نے اگر کسی سمجھوتے پر دستخط کر دیئے تھے تب بھی یہ ضروری تھا کہ ٹریڈ بورڈ میں اس کی تصدیق کرائی جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس موقع پر کوئی تحریری اقرار نامہ ضرور ہوا ہو گا۔"

"نہیں۔ بد قسمتی سے کوئی ایسا سمجھوتہ نہیں ہو سکا" پلیچر نے کسی پس و پیش کے بغیر جواب دیا۔ "اس کے بعد ایک اور پیچیدگی پیدا ہو گئی۔ مسٹر سٹیگل پر کل رات فالج کا حملہ ہوا ہے اور ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ شاید دوبارہ ہوش میں نہ آسکیں۔ تم مجھ سے اتفاق کرو گے کہ یہ ایک غیر معمولی صورتِ حال ہے۔"

"ہاں۔ انتہائی غیر معمولی"

"اور اسی لئے میں نے سوچا کہ تم سے ضرور مشورہ کر لیا جائے۔"

جارج کیسویل کو کچھ کہنے میں تامل تھا اس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ "میرا مشورہ یہ ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو ان تمام باتوں کو بھول جاؤ۔"

"کوئی فیصلہ کرنے میں اتنی جلد بازی نہ کرو۔" بروس پلیچر نے بڑے سکون کے ساتھ کہا۔

"کوئی شخص تمہاری بات کو سنجیدگی کے ساتھ سننے کے لئے تیار

نہیں ہو سکتا۔ زبانی سمجھوتے کی وقعت ہی کیا ہوتی ہے ---"

بلیچر نے جیسے خود ہی اس کی بات پوری کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "اور پھر جب ایک فریق مر چکا ہو اور دوسرے پر فالج کا حملہ ہوا ہو اور یہ اُمید نہ ہو کہ وہ ایک دن بھی چل سکے گا۔ اور اس کا گواہ صرف میں ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ یہ ایک غیر معمولی صورتِ حال ہے لیکن ایک اور بات ہے۔ جو کافی اہم بھی ہے۔ بیہوش ہونے سے پہلے جیولیس سِیگل نے اپنے پوتے برنارڈ سے اس سمجھوتے کا ذکر کر دیا تھا۔ چونکہ برنارڈ ہی سِیگل کا وارث ہوگا اور وہ اپنے دادا کے فیصلوں کا بے حد احترام کرتا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ اس اقرار نامے کی تکمیل کے لئے ضرور تیار ہو جائے گا۔ اس میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ جہاں تک ٹریڈ وے کے مفاد کا تعلق ہے۔ اس کے متعلق تم خود جانتے ہو۔ اس کی آمدنی اور خرچ کے گوشوارے تم دیکھتے ہی رہتے ہو۔ تمہارے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ یہ سودا بُرا نہیں ہے۔ ٹریڈ وے کا کوئی ڈائرکٹر اس کے خلاف ووٹ نہیں دے سکتا۔"

"مجھے اس کا یقین نہیں ہے"

میرا خیال ہے کہ اس معاملے پر اگر کچھ غور کرو تو تمہیں اس کا یقین آجائے گا۔ ایک بات اور ہے اور میرے خیال میں یہ تمہارے لئے کم اہم نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اس خریداری کے لئے سرمایہ حاصل کرنے کی غرض سے ٹریڈ وے کارپوریشن اپنے نئے حصص جاری کرے گی اور یہ کام لازمی طور پر کیسویل اینڈ کمپنی کے ذریعہ ہوگا۔ سٹیگل نے جو حصص چھوڑے ہیں ان کے تصفیہ کا کام بھی تمہاری کمپنی ہی کرے گی۔ میرا اندازہ ہے کہ یہ کام اگر اچھی طرح کیا جائے تو کیسویل اینڈ کمپنی اس تمام کاروبار میں دو ڈھائی لاکھ ضرور کما لے گی۔

غصے سے پلچر کی آواز بھرا گئی "آخر تمہارا مطلب کیا ہے پلچر؟"

"مطلب؟" پلچر نے اس طرح سوال کیا جیسے اس لفظ کے استعمال پر اسے حیرت ہوئی تھی "اس سے میرا مفاد وابستہ نہیں ہے؟"

"اس سے کیسے انکار ہو سکتا ہے"

بردمس پلچر نے سگریٹ دور گھاس پر پھینکتے ہوئے جواب دیا "میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں کہ مجھے ٹریڈ وے کارپوریشن کی صدارت مل جائے"

کیسویل کو معلوم تھا کہ وہ حیرت سے پلچر کو گھور رہا تھا مگر اسے اچانک اتنا بڑا دھکا لگا تھا کہ وہ اپنے

آپ کو قابو میں نہیں رکھ سکا۔

"تم کو اس پر اتنی حیرت کیوں ہوئی ؟ - میرے عزائم کی بلندی پر۔ ہے نا۔ لیکن مسٹر کیسویل مجھے صرف اتنا چاہیئے۔ صرف ٹریڈ وے کی صدارت۔ اور جیسا کہ آپ کو توقع ہوگی۔ یہ حق بھی کہ میں ٹریڈ وے کے حصص کی ایک تعداد رعایتی نرخ پر خرید لوں۔ یہی کوئی ایک ہزار حصے - چالیس فی صد پر"

"تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں یہ بات گرہ میں باندھ لوں؟" کیسویل نے سوال کیا۔

"میرے خیال میں تمہارا فائدہ بھی اسی میں ہے"

جارج کیسویل آج زندگی میں پہلی بار اپنا غصہ ضبط کرنے میں ناکام رہا تھا پلچر - میں نے بہت سے کمینے اور حرام زادے دیکھے ہیں مگر تم ان سب پر بازی لے گئے" اس کی آواز کانپ رہی تھی "مجھے جن چیزوں سے نفرت ہے وہ سب تم میں موجود ہیں۔ تمہاری طینت میں -" اس کے بعد وہ کچھ نہ کہہ سکا۔

پلچر کے چہرے سے تبسم غائب ہو گیا مگر وہ اتنا بڑا اداکار تھا کہ اس نے اپنے لہجے کو تبدیل نہیں ہونے دیا۔ "تم اتنے برہم کیوں ہو گئے ؟"

"پلچر- بس اب خاموش رہو- پہلی بات تو یہ ہے- کہ تم جھوٹے ہو- میں جانتا ہوں کہ کل کیا ہوا تھا- تم نے جیسے ہی دیکھا کہ بلرڈ گر کر مر گیا ہے تم نے ٹریڈوے کے دو ہزار حصے فروخت کر دیئے- بازار کی قیمت سے کم پر-"

پلچر کا چہرہ فق ہو گیا "تم کو یہ کیسے-"

"تم نے اس وقت تک جو بکواس کی ہے اس میں ذرا بھی صداقت ہوتی تو تم نقصان اُٹھا کر حصے فروخت نہ کرتے- میرے خدا- تم کتنے بڑے حرام زادے ہو"

اپنے غصّے کی رو میں، جس کے اظہار کے لئے کیسویل کے پاس الفاظ باقی نہیں رہے تھے کیسویل نے اپنا منہ پھیر لیا اور تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا وہاں سے چلا گیا- اس نے پیچھے سے پلچر کی یہ گھبرائی ہوئی آواز سُنی- "تم اس طرح بھاگ کر نہیں جا سکتے- کیسویل- کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں- جہنم میں جاؤ- میں جو کچھ چاہتا ہوں حاصل کر لوں گا اور تم مجھے اس سے نہیں روک سکتے-"

کیسویل چند منٹ تک کار میں گم سم بیٹھا رہا اس کا

جسم کانپ رہا تھا۔ وہ اپنی شدید جذباتیت کے تصور سے دم بخود تھا۔ زندگی میں آج تک وہ کبھی اپنے آپے سے اتنا باہر نہیں ہوا تھا۔

آہستہ آہستہ اس کے ذہن کا غبار صاف ہونے لگا اسے پلچر کی دھمکی یاد آگئی ..... ٹریڈوے کارپوریشن کی صدارت حاصل کرنے کے لئے پلچر سب کچھ کر گزرے گا۔ اگر پلچر کو جولیا ٹریڈوے پرنس سے بات کرنے کا موقع مل گیا تو.

اس نے سٹارٹر زور سے دبایا اور موٹر ہوا سے باتیں کرنے لگی

اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔ اسے فوراً بلیرگ پہنچنا تھا۔ وہ ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کر سکتا تھا۔

نیویارک سٹی

دس بج کر سترہ منٹ صبح

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آج رات خسا گو جاؤں یا نہیں ؟"

اولڈہم نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اس میں پریشان ہونے کی بات ہی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے" اس کی بیوی نے اس طرح جواب دیا جیسے اس کی احمقانہ بات پر اسے بڑی حیرت ہوئی تھی

"پیبر کو وہاں خریداروں کا بہت بڑا ہجوم ہوگا۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ۔ وہ یک لخت خاموش ہو گیا تھا در اصل وہ کہنے جا رہا تھا۔ کہ اس کی عدم موجودگی پر مسٹر بلرڈ کتنے خفا ہوں گے مگر اسے اچانک یاد آگیا کہ مسٹر بلرڈ مر چکے ہیں۔

"میرے خیال میں تم ٹھیک کہتی ہو۔ مجھے جنازے ہی میں شرکت کے لئے جانا چاہئیے"

"ہاں میرا خیال ٹھیک ہے۔ پیر کو بھی کوئی کام ہو سکتا ہے؟ اور پھر ربلبرگ میں"

کنٹ کاؤنٹی۔ میری لینڈ

دس بجکر اٹھارہ منٹ صبح

جیمس کو حیرت تھی کہ آج سارا اس پر اتنی مہربان کیوں ہے کہیں اس کی مسکراہٹوں کا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ وہ اس کے دل سے ایوری بلرڈ کا خیال نکالنے کی کوشش کر رہی ہے۔

"سارا آج تم دوڑ دوڑ کر تمام کام خود کیوں کر رہی ہو؟ تم چاہو تو ٹریڈوے کارپوریشن کے صدر کی بیوی بن سکتی ہو"

اس کے لبوں پر تبسم کھیلنے لگا "نہیں۔ میں یہیں خوش ہوں گھر کے کام کر کے میں بہت خوش رہتی ہوں"

"اچھی بات ہے سارا میں ایک بار پھر یقین کر لینا چاہتا تھا" "جیمس۔ تم اپنے فیصلے پر پچھتاؤ گے تو نہیں؟"

وہ اس کی طرف کچھ دیر تک خاموشی سے دیکھتا رہا "اگر تمہاری یہی ،
خوشی ہے تو میرے پچھتانے کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا"
"اب اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں" یہ کہہ کر وہ اس کی طرف
کنکھیوں سے دیکھتی رہی ۔ اس طرح وہ کئی برس پہلے دیکھا کرتی تھی۔
جب اس کی آرزو جوان تھی۔

نیویارک سٹی

دس بج کر اکیس منٹ صبح

سیلز مین کپڑوں کو ہاتھ میں لے کر ان کی ریشمی سلوٹیں درست
کرتے ہوئے بولا "آپ کے نام اس کا بل بھیج دیا جائے یا نقد قیمت
ادا کریں گی ؟
"نہیں میں نقد قیمت ادا کروں گی" این فنک دوبارہ ڈریسنگ
روم میں چلی گئی اور پردہ گرا دیا ۔ سیلز مین کیوں دخل در معقولات
کرتا ہے اسے یہ فکر کیوں ہے کہ میرے پاس کتنے روپے ہیں۔
بعض نوٹ اب بھی بھیگے ہوئے معلوم ہوتے تھے مگر بیس بیس ڈالر کے
تین نوٹ بالکل ٹھیک تھے۔

ویسٹ گورڈ ۔ لانگ آئی لینڈ

دس بج کر چوبیس منٹ صبح

"مگر جارج یہ کیسے ممکن ہے؟" کٹی کیسویل نے چیخ کر کہا جیسے وہ سخت اذیت میں مبتلا ہو "ہمیں آج شام کو مچھ بجے نینسی برائٹن کی شادی میں جانا ہے۔

کیسویل نے اسے کسی کام سے باہر بھیج دیا تھا مگر وہ بہت جلد واپس آگئی۔ اسے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ کیسویل نے ایک بیگ میں اپنا سامان رکھ لیا تھا اور بیرونی برامدے کی میز پر اس کے نام ایک پرزہ لکھ کر رکھنے جارہا تھا۔

"مجھے افسوس ہے کٹی۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے ایک بہت ضروری کام پیش آگیا ہے"

کیا کام؟"

"کچھ نہیں یہ ایک کاروباری معاملہ ہے تم خواہ مخواہ کیوں ان جھمیلوں میں پڑتی ہو"

"نہیں مجھے بتاؤ تو سہی"

"کٹی۔ میں —"

"ذرا میں بھی سنوں"

اس نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا" ایک بے ایمان آدمی ٹریڈوے کارپوریشن پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ مجھے اسے روکنا ہے"

"کون ہے وہ؟"

"تم اسے نہیں جانتیں۔ دیکھو مجھے جلدی ہے۔ کہیں۔"
"اس کا نام کیا ہے؟"
اس نے پھر گہری سانس لی "اس کا نام پلچر ہے"
"پلچر؟"
"اچھا اب میں ـــ" اس نے اپنا بیگ اُٹھا لیا۔
"نہیں" اس نے اپنے سر کو جنبش دے کر اقرار کرتے ہوئے کہا "ہم نے اسے کبھی کھانے پہ نہیں بلایا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے"
"اور کبھی آئندہ بھی نہیں بلائیں گے"
اس نے کٹی کے لبوں کو محبت کا الوداعی پیغام دینا چاہا مگر وہ بولتی رہی "کیا وہ حد سے زیادہ بے ایمان ہے؟"
"ہاں حد سے زیادہ"
"جارج۔ کیوں نہ اسے ایک دن کھانے پہ بلا لیا جائے۔ وہ بڑا دلچسپ آدمی معلوم ہوتا ہے۔ ہم جن لوگوں کو جانتے ہیں وہ سب بڑے دیانت دار ہیں"
"کٹی۔ بیوقوفی کی باتیں نہ کرو" اس نے چڑ کر کہا۔
لیکن فوراً ہی اس کے لہجے میں نرمی بھی پیدا ہو گئی۔ کٹی کے چہرے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی بچہ ہے جسے بلا وجہ سزا دے دی گئی ہو "معاف کرنا میرا جانا بہت ضروری ہے"
"اچھی بات ہے" اس نے ندامت آمیز لہجے میں کہا اور مکمل

طور پر بے پروا انداز ہو کر اس کی جانب پنجوں کے بل بڑھنے لگی۔

"ممکن ہے میں شادی کے وقت تک واپس آجاؤں"

اس نے بیگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "کیوں بناتے ہو"

"آنے جانے میں صرف دو گھنٹے لگتے ہیں۔ خدا نے چاہا

تو میں وقت پر واپس آجاؤں گا"

"صرف دو گھنٹے"

"ہاں۔ میں نے رونی کو فون کیا تھا۔ اس نے مجھے اپنا ہوائی

جہاز دے دیا ہے"

"نہیں۔ جارج۔ اس چھوٹے سے جہاز میں نہیں۔ وہ تو بالکل

کھلونا معلوم ہوتا ہے"

"نہیں وہ چھوٹا سا جہاز نہیں ہے۔ یہ اس کی اپنی کمپنی کا خریدا

ہوا ہے اور اس نے ——"

وہ شدتِ جذبات میں اس کی طرف بڑھتی چلی گئی اور یہاں

تک کہ ان کے درمیان کوئی فاصلہ باقی نہیں رہا پھر وہ تیزی سے دور

ہٹتے ہوئے بولی "اچھا۔ اب جلدی کرو۔ ورنہ وقت پر واپس نہیں

آسکو گے"

۱۲

ملبرگ، پنسلوینیا

دس بجکر ۲۹ منٹ دن

ڈان وانگ نصف گھنٹے سے فیڈرل کلب میں آلڈرسن کا انتظار کر رہا تھا.... ڈڈلے سے پیچھا چھڑانے میں اس بڈھے کو اتنی دیر کیوں لگ گئی.... اگر وہ اسے گھر پہنچانے چلا جاتا تب بھی اتنا وقت نہیں لگنا چاہئیے تھا۔ باتیں کرنے ہوا۔ ہاں آلڈرسن کے ساتھ ساتھ یہی مصیبت ہے.... باتیں، باتیں، باتیں.... مگر اس کے ساتھ ڈڈلے بھی تو تھا.... شائد دونوں خاموش بیٹھے ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے ہوں گے۔

طویل انتظار نے اس کی حس اتنی بیدار کر دی تھی کہ معمولی سی آواز سے اس کے ذہن پر چوٹ سی لگتی تھی۔ مودی خانے کے بند دروازے کے پیچھے سے کوئی بھاری چیز نیچے گرنے کی آواز آئی وہ چونک کر کھڑا ہو گیا اور اس نے بلا وجہ کمرے میں دوبارہ ٹہلنا شروع کر دیا۔ آلڈرسن نے نہ جانے کیوں اس ویران جگہ پر اس سے ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ فیڈرل کلب میں دن کے وقت شہرِ خموشاں کا عالم ہوتا ہے...

اور دن کے ساڑھے دس بجے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں آج تک کسی انسان کا کبھی گزر ہی نہیں ہوا تھا۔

برامدے میں کسی کے چلنے کی آواز آئی کلب کا ایک بڈھا ملازم باورچی خانے کی طرف جا رہا تھا ۔ بھدا، بے ڈھنگا اور موٹا ۔ دیکھتے ہی والسنگ نے اسے اچھی طرح پہچان لیا۔ وہ کلب کا پرانا خادم تھا جو اپنی نفیس وردی پہن کر معاشرے کا ثالث بالخیر بن جاتا ہے۔ اور دوسرے شہروں کے مہمان وہاں آتے ہیں تو کلب کے ارکان اس سے اپنے مرتبے کی بلندی کی سند پیش کرنے کو کہتے ہیں...... "دیکھئے بڈھے جو کو اچھی طرح یاد ہے کہ میں اپنے والد کی انگلی پکڑ کر نکر پہنے ہوئے یہاں آیا کرتا تھا۔ یاد ہے نا تمہیں جو!...... اور بڈھا، جو، ہیری، مہاراج یا جو بھی، اس کا نام ہوتا بڑے ادب سے جواب دیتا "جی ہاں۔ کیوں نہیں ۔" ارکان کی طرح اس کے خادم بھی کلب کے لازمی جزو کی حیثیت رکھتے ہیں اور وہ بھی یہی ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کا ماضی بہت شاندار رہا ہے۔

ماضی ! ہاں فیڈرل کلب کے لئے اس کا ماضی ہی عذاب جان بن گیا ہے ..... اور بہت سے دوسرے بدنصیب لوگوں کے لئے بھی۔ ان کا خیال ہے کہ ماضی بھی کوئی معنی رکھتا ہے۔ لیکن یہ ان کی خام خیالی ہے ۔ ماضی تو ختم ہو چکا ہے ..... گزر چکا ہے جیسے ریت پر سے پانی گزر جائے اس پر کسی کا بس نہیں چل سکتا۔ گزرا ہوا دن کوئی معنی نہیں رکھتا ۔ اصل چیز آج ہے .... آج اور کل۔ آئندہ آنے والا ہفتہ، اس کے بعد دوسرا

ہفتہ اور مہینہ۔ میرے خدا مجھے کتنا کام کرنا ہے.... ڈھلائی کی اس مشین کو درست کرنا..... یہ تجربہ جلد کامیاب بنانا ضروری ہے..... یہ خیال غلط ہے کہ اس میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ ضرور ہو سکتی ہے۔

"اچھا۔ مسٹر والنگ تشریف رکھتے ہیں۔" اس آواز میں غیر معمولی تپاک اور مٹھاس تھی۔ ڈان والنگ نے مڑ کر دیکھا۔ اسکے سامنے کلب کا سٹیورڈ کھڑا تھا اور اس نے موودی خانے سے نکل کر دروازہ بند کرنے میں اتنی عجلت کی تھی جیسے اس میں کوئی بیش بہا خزانہ بند تھا۔

والنگ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ سٹیورڈ کو اس کا نام معلوم تھا۔ وہ کلب میں بہت کم آتا تھا اور سٹیورڈ ہمیشہ کھڑکیوں کے قریب میزیں درست کرنے میں مصروف رہتا تھا، جو ان لوگوں کے لئے مخصوص تھیں جن کے آباؤ اجداد نارتھ فرنٹ میں رہتے تھے۔ اگرچہ کوئی شخص زبان سے یہ نہ کہتا تھا کہ یہ نشستیں ملبرگ کے ایک خاص زمرے کے لوگوں کے لئے مخصوص ہیں مگر کلب کے تمام ارکان جانتے تھے کہ وہاں کون کون بیٹھ سکتا ہے۔

"والنگ صاحب" سٹیورڈ کہہ رہا تھا "خدا مغفرت کرے مسٹر بلرڈ کے انتقال کی خبر سن کر سخت افسوس ہوا۔ وہ ہمارے سب سے قابل فخر ارکان میں تھے۔ کتنے اچھے آدمی تھے وہ۔ کتنے اچھے آدمی" اسے فرش پر کاغذ کا ایک ٹکڑا نظر آیا اور ہاتھ جھکا کر اسے اس طرح اٹھانے لگا جیسے کو چڑیا اپنے بچے کی چونچ میں دانہ دکھا دے رہی ہو۔ "مسٹر والنگ میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ صبح اس وقت تک یہاں صفائی بھی مکمل

نہیں ہوتی۔ ہمارا کوئی معزز مہمان دوپہر سے پہلے شائد ہی کبھی آتا ہو"
"میں یہاں مسٹر آلڈرسن کا انتظار کر رہا ہوں" والنگ نے اس سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا" وہ مجھ سے ملنے آ رہے ہیں"۔
"اچھا مسٹر آلڈرسن۔ بہت خوب۔ وہ بڑے عمدہ آدمی ہیں" اسے جیسے کوئی بات یاد آگئی ہو اور اس نے اپنا ہاتھ اس طرح اٹھایا جیسے وہ چائے کی پیالی لئے ہو۔
"آپ تو ابھی ان کے انتظار میں یہاں تشریف رکھیں گے ـــ
وہ لیجئے۔ مسٹر آلڈرسن تشریف لے آئیے۔
"مجھے افسوس ہے کہ اتنی دیر ہوگئی" آلڈرسن نے معذرت خواہی کرتے ہوئے کہا۔ وہ بہت تھکا ہوا تھا اور زور زور سے ہانپ رہا تھا جیسے وہ کہیں سے دوڑتا ہوا آیا ہو۔ میں نے سوچا کہ اسے اس کے گھر تک پہنچا دیا جائے تو زیادہ اچھا ہے۔ اسے دفتر پہنچانے کا مطلب یہ تھا کہ اسے ڈاک کی جھولی میں ڈال دیا جاتا"
والنگ اس کی بات درست تسلیم کرنے پر مجبور تھا۔ آلڈرسن نے اپنی تاخیر پر جس طرح ندامت کا اظہار کیا تھا اسے دیکھنے کے بعد اس کی جھنجھلاہٹ میں وہ شدت باقی نہیں رہی تھی۔ "بات کرنے کے لئے کون سی جگہ موزوں ہوگی"
"اوپر ان چھوٹے چھوٹے کمروں میں جہاں لوگ بیٹھ کر تاش کھیلتے ہیں"۔
اوپر جاتے ہوئے ڈان والنگ نے پہلی بار یہ سوچنا شروع کیا کہ وہ آلڈرسن سے کیا کہے گا۔ کسی سے باتیں کرنے سے قبل وہ اس کی پیشگی تیاری کبھی نہیں کرتا تھا۔ مگر اسے احساس تھا کہ اس وقت وہ کتنی بڑی مشکل میں مبتلا تھا۔ وہ چھوٹتے ہی اس سے یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ ٹریڈوے کارپوریشن

کا صدر خود اسے ۔ ڈان والنگ کو۔ ہونا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ خود آلڈرسن نے بھی آج صبح اس کے مکان پر یہی کہا تھا.... مگر اب اسے آلڈرسن سے یہ بات دوبارہ کہلانا ہوگی اور یہ محسوس کرانا ہوگا کہ ڈڈلے کے معاملے میں اس نے کتنی بڑی غلطی کی ہے۔ ہاں یہ کام اسی طرح خوش اسلوبی سے ہو سکتا ہے..... مگر اس بڈھے کو رام کرنے کے لئے میں وقت ضائع نہیں کر سکتا.... مجھے آخر کام بھی تو کرنا ہے۔

وہ جس چھوٹے سے چوکور کمرے میں باتیں کرنے کے لئے گئے وہ ایک صدی قبل سونے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا جب اس عمارت میں کلب کے بجائے ایک سرائے تھی۔ ایک قطار میں ایسے ہی بہت سے چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے کمرے میں ایک چھوٹی سی میز تھی جس کے گرد کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد اس میں مشکل ہی سے کچھ جگہ باقی رہی تھی۔ والنگ جب کرسی پر بیٹھنے لگا تو اس کا جسم دیوار سے رگڑ کھا گیا۔ اس نے آلڈرسن کی طرف دیکھا اسے بیٹھنے میں کچھ تامل تھا۔ والنگ نے سوچا کہ وہ اس کی چاپلوسی کر رہا ہے اور انتظار کر رہا ہے کہ اس سے بیٹھنے کو کہا جائے تو وہ کرسی پر بیٹھے۔ مگر اس نے آلڈرسن کی طرف دیکھا تو اس کا خیال غلط ثابت ہوا۔ اس کا تامل کسی اور بات کا مظہر تھا مگر وہ سمجھ نہیں سکا کہ کس بات کا۔

"کہو کیا رہا؟" والنگ نے خاموشی کا طلسم توڑتے ہوئے سوال کیا آلڈرسن حیرت زدہ تھا۔ جیسے اسے کسی ایسے سوال کی توقع ہی نہیں

تھی، میں نے تم سے کہہ تو دیا کہ اسے موٹر پر اس کے گھر پہنچا دیا"

، مگر اس نے کہا کیا ؟"

، کہتا کیا ؟ میں نے خود ہی جب اس سے کچھ نہیں کہا تو وہ کیا کہتا"

، تم دونوں نے کچھ تو بات کی ہوگی"

، ہم نے ۔۔ وہ ایوری لمیٹڈ کی باتیں کرتا رہا"

والنگ اپنی کہنیاں میز پر رکھ کر آگے جھک گیا۔ اس نے اپنی آواز میں اور زیادہ نرمی پیدا کر لی۔ وہ اس کشیدگی کو ختم کرنا چاہتا تھا:

"فریڈ میں جانتا ہوں کہ تم نے مجھے اس طرح سٹیشن پر دیکھ کر یہی سمجھا ہوگا کہ میرے سر میں کوئی سودا سما گیا ہے۔ مگر میں ایسا کرنے کے لئے مجبور تھا۔ جب میں دفتر پہنچا اور اس معاملے پر غور کرنے لگا اور یہ اندازہ لگایا کہ صدر کیسا ہونا چاہیئے۔ اسے کیا کرنا ہوگا۔ لعنت ہے اس پر۔ فریڈ۔ کیا تم خود نہیں سمجھ سکتے ؟ پھر والٹ ڈڈلے کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس میں اتنی صلاحیت ہی نہیں ہے اسمیں کچھ ہے ہی نہیں وہ اسکے قابل ہی نہیں بالکل نہیں"

، میرا خیال تھا کہ وہ چل جائے گا ۔ تمہاری مدد سے کام کرے گا"

والنگ کے لئے راستہ صاف ہو گیا تھا۔ اس کی توقع سے بہت پہلے اسے اپنی بات کہنے کا موقع مل گیا تھا۔"ان تمام باتوں کا مطلب یہ ہے کہ فریڈ کہ اب یہ تمام بوجھ میرے اوپر پڑے گا"

" وہ تمہاری مدد کرے گا" آلڈرسن نے جواب دیا۔ مگر اس کی آواز سے یقین مفقود تھا۔

" نہیں۔ اس کا احساس مجھے اس وقت ہوا جب میں نے اس کے متعلق سوچنا شروع کیا۔ وہ میری مدد نہیں کرے گا۔ وہ میرے لئے سنگ راہ بن جائے گا۔ اس کی وجہ سے میرے پیروں بیڑیاں پڑ جائیں گی۔ اگر مجھے ایک قدم بھی آگے بڑھنا ہوگا تو مجھے جھک کر پہلے اپنا راستہ صاف کرنا پڑے گا"

اس نے دیکھا کہ آلڈرسن کے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ آلڈرسن نے اس سے کچھ کہا کیوں نہیں؟ اچھی بات ہے۔ وہ خاموش ہی رہے...... آلڈرسن کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ وہ اپنے کو سمجھتا کیا ہے۔ میرے دماغ میں یہ بات معلوم نہیں کیوں گھس گئی تھی کہ ہر بات کا فیصلہ آلڈرسن ہی کرے گا۔ ...... صدارت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ آلڈرسن جسے چاہے عطا کر دے؟ یہ کمبخت آخر کس کھیت کی مولی ہے .... وہ ہمیشہ ایک ٹٹ پونجیا کلرک ہی تو رہا ہے ...... صرف ایک ......

" میرا خیال تھا کہ تم سے یہ باتیں کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی" آلڈرسن نے اس قدر آہستہ سے کہا کہ والنگ کو اپنے دماغ پر زور دے کر یہ یاد کرنا پڑا کہ اس نے کیا کہا تھا جسے وہ نہیں سن سکا۔

" مجھ سے کیا نہیں کہنا پڑے گا؟"

" میں تم سے یہ باتیں اس لئے نہیں کہنا چاہتا تھا کہ ——

کہ اس کا کوئی چارہ کار ہی نہیں تھا —— میں جیمس کے متعلق کوئی غلط فہمی نہیں پیدا کرنا چاہتا تھا"

جیس کے متعلق ؟"

"جب میں نے آج صبح اس سے فون پر بات کی تھی ــــ"

اس نے دیکھا کہ آلڈرسن کا منہ لٹک آیا ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ
کہ اس کے لبوں پر جو الفاظ آئے تھے وہ اتنے بھاری تھے کہ وہ انھیں ادا
کرنے سے قاصر تھا۔ اب وہ کیا گل کھلاتے جا رہا ہے .... اپنی بے گناہی
ثابت کرنے کے لئے وہ پھر کوئی من گھڑت قصہ بیان کرے گا ...... جیسے
اس نے صبح کہا تھا کہ اس کی بیوی اس کے صدر بننے کے خلاف ہے .....
آلڈرسن نے گہری سانس لی اب وہ تن کر بیٹھ گیا تھا۔ "میں نے صبح
جب جیس سے بات کی تھی تو میرا خیال تھا کہ تمہیں کو صدر بنایا جائے۔
مگر جیس تیار نہیں ہوتا۔"

جیسے اس کی زندگی کا منبع اچانک خشک ہو گیا ہو" جیس نہیں
تیار ــــ کیا مطلب ہے تمہارا ؟"

"میں نے جب اتنا بتا دیا ہے تو ــــ تو پھر ادھوری بات کہنے
سے کیا فائدہ" آلڈرسن نے تھکی ہوئی آواز میں جواب دیا" جیس کہتا
ہے کہ میں جسے کہہ دوں گا وہ اسی کو ووٹ دے دے گا ــــ لیکن
اس شرط پر کہ میں شا کو یا تمہیں ووٹ دینے کے لئے نہ کہوں"

"شا ــــ یا میں ــــ مجھے یقین نہیں آتا ــــ ہم اور جیس ہمیشہ
دوست رہے ہیں ــــ ایک ساتھ کام کیا ہے ــــ مجھے یقین نہیں آتا کہ
میرے متعلق اس کے یہ خیالات ہیں"

"اس کا سبب مجھ سے نہ دریافت کرو۔"

"نہیں۔ تمہیں بتانا ہوگا۔"

"جب میں کچھ جانتا ہی نہیں تو بتاؤں کیا۔"

"اس نے کچھ اور بھی کہا تھا؟"

"کچھ نہیں۔ میں نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر تم تو اسے جانتے ہی ہو!"

آلڈرسن نے والنگ کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک کرب آمیز دردمندی تھی۔ "آدمی جب زندگی کی آخری منزلوں کے قریب پہنچ جاتا ہے تو وہ ایک سبق سیکھ لیتا ہے —— یہی بات میں نے صبح بھی کہی تھی —— اس وقت بھی میں اسی کے متعلق سوچ رہا تھا —— یہ معلوم کرنا ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی کے دل میں کیا ہے۔ لوگ سمجھتے تو ہیں کہ کسی کے دل کیا ہے لیکن دراصل غلط فہمی ہوتی ہے۔ بعض اوقات ہمیں خود بھی نہیں معلوم ہوتا کہ ہمارے دل میں کیا ہے۔ لیکن اچانک کوئی ایسا واقعہ پیش آجاتا ہے کہ ہم پر حقیقت منکشف ہوجاتی ہے۔"

"میرے خیال میں تم ٹھیک کہتے ہو" ڈان والنگ نے منہ ہی منہ میں کہا۔ وہ اس نیلگوں دائرے کو گھور رہا تھا جو میز کی سبز بانات پر شراب کا کوئی لبریز گلاس رکھنے کی وجہ سے بن گیا تھا۔ "فریڈ۔ میں تم سے معذرت کرنا چاہتا ہوں۔ کم سے کم —— دراصل میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ میرے لئے تمہارے دل میں اتنا خلوص ہے۔"

"جیس کے اس رویے سے بہت زیادہ کبیدہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کچھ عجیب سا آدمی ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی رہا ہے۔"

یہ فہمائش نہیں یاد دہانی تھی —— ایک داخلی عمل جس نے اس کی مایوسی کو یک بیک غصے میں تبدیل کر دیا "اچھا ہے کہ وہ ریٹائر ہو رہا ہے —— منافق —— ریاکار —— حرام زادہ جو ——"

"ذرا ٹھہرو۔" آلڈرسن نے خلاف توقع گرم ہو کر کہا "بلاوجہ ——"

"تمہیں بتاؤ کہ اگر تم کسی پر زندگی بھر اعتماد کرتے رہو اور وہ تمہاری پشت میں ایک دن چھرا گھونپ دے تو تمہارے دل پر کیا گزرے گی؟"

"ہوا تو یہی ہے" آلڈرسن نے نرمی سے کہا

"جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔"

"میں جانتا ہوں مگر ——"

"مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارے منصوبے تبدیل ہو جائیں۔" آلڈرسن نے کہا "مجھے افسوس ہے کہ تم سے یہ سب کہنا پڑا —— میں جانتا ہوں کہ تمہارے احساسات کیا ہیں —— مگر اب تم کم سے کم یہ اندازہ تو لگا ہی سکتے ہو کہ ڈڈلے کو صدر بنانے کی تجویز کسی بڈھے مجذوب کی بڑ نہیں تھی۔ تم نائب صدر انتظامیہ رہو گے اور تمہارا منصب ایسا ہو گا کہ ——"

اگر جیس مجھے صدر بنانے کے لئے تیار نہیں ہے تو وہ میری نائب صدارت بھی پسند نہیں کرے گا۔ وہ مجھے ووٹ کیوں دینے لگا"

"جیس کے اس رویہ سے بہت زیادہ کبیدہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کچھ عجیب سا آدمی ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی رہا ہے"

یہ فہمائش نہیں یاد دہانی تھی —— ایک داخلی عمل جس نے اس کی مایوسی کو یک بیک غصے میں تبدیل کر دیا" اچھا ہے کہ وہ ریٹائر ہو رہا ہے —— منافق —— ریاکار —— حرام زادہ جو ——"

"ذرا ٹھہرو۔" آلڈرسن نے خلاف توقع گرم ہو کر کہا" بلاوجہ ——

"تمہیں بتاؤں کہ اگر تم کسی پر زندگی بھر اعتماد کرتے رہو اور وہ تمہاری پشت میں ایک دن چھرا گھونپ دے تو تمہارے دل پر کیا گزرے گی؟"

"ہوا تو یہی ہے" آلڈرسن نے نرمی سے کہا

"جو کچھ ہونا تھا ہو گیا"

"میں جانتا ہوں مگر ——"

"مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارے منصوبے تبدیل ہو جائیں" آلڈرسن نے کہا" مجھے افسوس ہے کہ تم سے یہ سب کہنا پڑا —— میں جانتا ہوں کہ تمہارے احساسات کیا ہیں —— مگر اب تم کم سے کم یہ اندازہ تو لگا ہی سکتے ہو کہ ڈڈلے کو صدر بنانے کی تجویز کسی بڈھے مجذوب کی بڑ نہیں تھی۔ تم نائب صدر انتظامیہ رہو گے اور تمہارا منصب ایسا ہو گا کہ ——"

اگر جیس مجھے صدر بنانے کے لئے تیار نہیں ہے تو وہ میری نائب صدارت بھی پسند نہیں کرے گا۔ وہ مجھے ووٹ کیوں دینے لگا"

"اس لئے کہ وہ اور کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ تمہارا انتخاب کیا جائے یا شا کا۔ میرا خیال ہے کہ میں جبیس کو قائل کر لوں گا کہ تمہیں سب سے زیادہ موزوں ہو"

والٹنگ کھڑا ہونے لگا تو کرسی گر پڑی۔ سناٹے میں اس کی آواز دیر تک گونجتی رہی۔ اس نے کرسی اٹھانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔" ایسا ہے تو وہ جہنم میں جائے۔ تم اس سے کہہ دینا کہ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے"

اس نے ٹھوکر مار کر کرسی راستے سے ہٹا دی اور دروازے کی طرف لپکا۔ آلڈرسن نے کمرے سے پہلے نکلنے کی کوشش کی تو ایک اور کرسی گر پڑی۔ "ڈان دیکھو اسقدر آزردہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں تمہاری ضرورت ہے کمپنی کو تمہاری ضرورت ہے" مگر مجھے تو کمپنی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے بپھر کر جواب دیا۔" اسے ضرورت نہیں ہے۔ نہیں ــ جہنم میں جائے کمپنی - اگر اس کی صرف یہی وقعت ہے ...... شا کا بدل جسے طوعاً و کرہاً قبول کیا جا سکتا ہو........

وہ دیکھے بھالے بغیر دروازے سے نکلتا چلا گیا اور کھویا کھویا برآمدے میں چلتا رہا۔ آلڈرسن کے قدموں کی چاپ اس کے پیچھے سے آ رہی تھی۔ جیسے وہ کسی لمحہ گزراں کا تعاقب کر رہا ہو۔

دس بجکر پچاس منٹ دن

جولیا ٹریڈوے پرنس کسی موزوں لباس کے انتخاب میں مصروف تھی یہ ایک مشکل مرحلہ تھا۔ وہ ایک لباس پسند کرتی اور فوراً ہی اسے مسترد کر دیتی۔ مس مارٹن کے لباس کا رنگ شاید پھیکا اور بے رنگ ہوگا۔ سکرٹری کا کام کرنے والی عورتیں ایسے ہی کپڑے پہنتی ہیں۔ اگر اس نے

پہلی ہی نظر میں یہ محسوس کر لیا کہ اس کا لباس ٹھیک نہیں ہے تو وہ کھل کر باتیں نہیں کر سکے گی۔ اس کے دل میں ابتدا ہی سے گرہ پڑ جائے گی۔ اس نے نینا کو اسی لئے یہ ہدایت کر دی تھی کہ وہ ناشتے کے کمرے میں کھانا کھائے گی . . . . . اگر اس نے اسے کھانے کے لئے روکنے کا فیصلہ کیا . . . . اور کھانا بھی ایسا ہی ہوگا جو ایک سکرٹری عام طور پر کھاتی ہے . . . . سیدھا سادا . . . . . ہلکا پھلکا۔

اس نے سیاہ کریپ کا بنا ہوا لباس پسند کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ اس میں سے ہیرے کی کلپ نکال لی جائے تو کام چل جائے گا۔

دس بجکر چون منٹ دن

غصہ اگر اثر رہا ہو تو وہ اس وقت کی مخصوص ذہنی کیفیت کے مطابق وہ سکون بخش بھی بن سکتا ہے اور ہیجان خیز بھی۔ ڈان جانگ جب ٹریڈ دے ٹاور کے برآمدے میں داخل ہوا تو اس میں یہ دونوں کیفیتیں یکے بعد دیگرے پیدا ہو رہی تھیں۔ پچھلے پانچ منٹ میں آٹھ دس بار عزم اور بددلی اس کے دل کو بلو چکے تھے۔ اس نے اَلڈرسن سے یہ کہہ کر پیچھا چھڑا لیا تھا کہ اس وقت میرا دل چاہتا ہے کہ کچھ دُور پیدل چلوں مگر جیس گریم کی دغا بازی کی یاد سے وہ کیسے پیچھا چھڑاتا۔ اس نے بڑی بے مہری اور بدنیتی سے کام لے کر اس کے مستقبل کو تاریک کر دیا تھا . . . . . . اس کے وجود۔ کو مقصد اور مدعا ہی کو ختم کر کے رکھ دیا تھا . . . . . . اور کوئی ایسی سبیل بھی نظر نہ آتی تھی۔

جس سے اسے راہ راست پر لایا جا سکتا۔

ڈان وانگ پر بد دلی اور مایوسی کا ایک بار پھر دورہ پڑا اور اس نے گھٹنے ٹیک دیئے ــــ لیکن جلد ہی اس کا ردِ عمل بھی شروع ہوا اور اس کے دل میں آخر دم تک لڑتے رہنے کا جذبہ اُبل پڑا خطرے سر پر منڈلاتے لگیں تو انسان مرتے مارنے پر بھی تیار ہو جاتا ہے وہ اتنی آسانی سے مار نہیں کھائے گا۔ نہیں یہ ناممکن ہے۔ وہ مقابلہ کرے گا۔ ضرور۔ ضرور۔

"مس مارٹن ــــ وہ آپ سے اسی وقت ملاقات کرنا چاہتی ہیں"، لفٹ میں اس کے پہنچتے ہی لوئگی نے اس سے کہا۔

ان الفاظ کے مفہوم کا احساس وانگ کو اس وقت ہوا جب وہ آدھا راستہ طے کر چکا تھا۔

"آپ چوبیسویں منزل پر چلیں گے؟ مس مارٹن سے ملنا ہے؟" لوئگی اس سے پوچھ رہا ہے۔

"اچھی بات ہے۔ چوبیسویں ہی پر چلو" اس نے یہ محسوس نہیں کیا تھا کہ اس کا لہجہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا الوری ہلرڈ کے بلانے پر ہوا کرتا تھا۔

چوبیسویں منزل پر شہرِ خموشاں کا عالم تھا اور اسے افسوس ہو رہا تھا کہ یہاں آنے کا اس نے کیوں فیصلہ کیا۔ مگر اب وہ واپس بھی نہیں جا سکتا تھا۔ ایریکا مارٹن نے لفٹ کا دروازہ کھلنے کی آواز سن لی تھی اور اس سے ملنے کے لئے اپنے دفتر سے باہر آ رہی تھی۔

"بہت بہت شکریہ مسٹر ڈالنگ۔ آپ کی تشریف آوری کا۔ میں تو ڈر رہی تھی کہ شاید آپ سے ملاقات کا موقع نہ مل سکے گا!"

یہ الفاظ اس کی زبان سے اس طرح بے تحاشا نکلے تھے جیسے اس میں انتظار کی زیادہ تاب باقی نہیں رہی تھی۔ جیسے کوئی سوتا پھوٹ پڑا تھا۔ اور اسے روکنا ممکن نہ تھا۔ یہ الفاظ ڈالنگ کی طرح مس مارٹن کے لئے بھی غیر متوقع تھے۔ کیونکہ اس نے فوراً ہی دوبارہ بولنا شروع کر دیا تھا۔ شاید وہ اپنے قول کی تشریح ضروری سمجھتی تھی "مسز پرنس نے صبح فون کیا تھا۔ میں نے آپ سے اسی وقت ملاقات کی کوشش کی تھی جب آپ دفتر سے جا رہے تھے۔ بس ایک سکنڈ کی تاخیر ہو گئی"

"مجھے فون کیا تھا؟"

"جی نہیں۔ مجھے۔ مگر میں آپ سے مشورہ کرنا چاہتی تھی۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ مسٹر ملبرڈ کی تجوری میں ان کے ذاتی کاغذات کا ایک صندوقچہ بھی ہے اور وہ اسے آج ہی واپس چاہتی ہیں"

"آپ کو اس کے متعلق کچھ معلوم ہے؟"

اس نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا جس سے صاف ظاہر تھا کہ اس کے اعتراف میں اسے تکلف تھا "جی ہاں۔ ایک صندوقچہ ہے جس پر ان کا نام لکھا ہوا ہے۔"

"اس کی واپسی میں کیا مضائقہ ہے۔ آپ کی رائے میں یہ نامناسب تو نہ ہوگا؟"

اس بار پھر وہ ذرا دیر کے لئے خاموش رہنے کے بعد بولی "جی نہیں۔ میرے خیال میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے"

والنگ کے لئے یہ بہترین موقع تھا۔ اس کا اندازہ اس نے بالکل اسی طرح لگالیا۔ جیسے کوئی باکسر اضطراری طور پر کسی داؤ کو آزمانے کا فیصلہ کرلیتا ہے اور اس کا ہاتھ اس کے دماغ سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آجاتا ہے۔ صرف ایک لمحہ قبل تک اسے یہ احساس نہیں تھا کہ وہ جولیا ٹریڈوے پرنس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اب یہ ملاقات اس کی جنگ کے پہلے مرحلے کی فیصلہ کن حکمتِ عملی بن گئی تھی

"اگر آپ یہ کام میرے اوپر چھوڑ دیں تو کیا رہے گا۔ مس مارٹن ؟" اس نے کہا "میں گھر جاتے ہوئے صندوقچہ انھیں دیتا جاؤں گا۔

"واقعی" اس بار اس نے جواب میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کیا تھا بلکہ اس پیش کش کو قبول کرنے میں ضرورت سے کچھ زیادہ عجلت دکھائی تھی "آپ کو زحمت تو نہیں ہوگی ؟"

"نہیں۔ اس میں زحمت کی کیا بات ہے"

"میں صندوقچہ لئے آتی ہوں"

وہ اپنے دفتر سے اُٹھی اور ذرا سا ٹھٹکنے کے بعد الیڈی بلرڈ کا کمرہ کھول لیا۔ ڈان والنگ بھی اس کے ساتھ تھا۔ بڑے سے کمرے میں گرجا گھر کا سا دھندلکا چھایا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موت کا فرشتہ اس میں اب بھی موجود ہے۔ کمرے کے تمام پردے گرے

ہوئے تھے۔ کھڑکیوں کے شیشوں اور پردوں کے درمیان کہیں کہیں کچھ روشنی تھی مگر کمرے کی تاریکی اس پر غالب آگئی تھی۔ ایریکا مارٹن اندھیرے کمرے میں سائے کی طرح حرکت کرتی ہوئی تجوری تک چلی گئی اور اسے کھول کر کھڑے ہی کھڑے ہاتھ بڑھا کر صندوقچہ اس طرح نکال لائی جیسے اسے آنکھوں سے کام لینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ صندوقچہ والنگ کو دیتے ہوئے مس مارٹن نے کہا "میرے خیال میں آپ سے یہ بھی بتا دینا ضروری ہے ۔۔۔ ممکن ہے مسز پرنس اس پر کچھ اعتراض کریں۔ انھوں نے کہا تھا کہ یہ صندوقچہ خود لے کر آؤ"

"خود"

"جی ہاں"

والنگ شش و پنج میں پڑ گیا۔ وہ اتنا اچھا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا تھا "شاید اس میں بعض قیمتی کاغذات ہیں"

"میرے خیال میں تو ایسا نہیں ہے۔ میرا دل یہ کہتا ہے کہ مجھے صرف اپنے گھر بلانے کا ایک بہانہ ہے"

"وہ آپ کو اس طرح کیوں بلانا چاہتی ہیں؟"

"کیونکہ ــــــــ" اس کے بعد وہ کچھ سوچ کر رک گئی۔ والنگ سمجھ گیا کہ اب وہ جو کچھ کہے گی وہ کوئی بناوٹی بات ہوگی۔

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی۔ مجھے صرف اس کا شک ہے ہے۔ ممکن ہے یہ بالکل غلط ہو ـــ میرا قیاس ہے کہ وہ مجھ سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہیں کہ یہاں کیا ہوگا۔ مگر میں انھیں کچھ بتانے والی کون ہوتی ہوں" اور پھر اس نے صاف صاف الفاظ میں یہ بھی کہہ دیا" ـــ "اگر مجھے کچھ معلوم ہے تب بھی میں کیسے بتا سکتی ہوں"

والنگ نے منہ ہی میں کچھ کہا جسے ایریکا مارٹن نہیں سمجھ سکی پھر اس نے صندوقچہ اُٹھا کر اپنی بغل میں دبا لیا۔

ایریکا مارٹن کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر اس نے اندازہ لگا لیا کہ وہ کیا کہنے جا رہی ہے" مسٹر والنگ۔ کیا آپ کوئی بات مجھ سے بھی کہہ سکتے ہیں؟ ممکن ہے آپ مجھ سے وہ باتیں کہنا پسند نہ کریں لیکن آپ مجھ سے یہ بتانا نامناسب سمجھتے ہوں کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے تو براہ کرم ضرور بتا دیجئے مسٹر والنگ"

اس نے آخری الفاظ سرگوشی کے انداز میں لجاجت سے کہے تھے۔ ان میں خلوص بھی تھا اور اصرار بھی۔ والنگ نے محسوس کیا کہ اسے کچھ ضرور کہنا چاہیئے۔ مگر وہ کہے کیا؟ "شاید آپ یہ معلوم کرنا چاہتی ہیں کہ صدر کون بنے گا؟" اس نے آہستہ سے سوال کیا۔ اسے کوئی جواب سوچنے کے لئے وقت کی ضرورت تھی۔

"آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اس کا جواب میرے لئے کتنی اہمیت رکھتا ہے"

اس نے حتی المقدور توقف کی کوشش کی مگر بات ٹالنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔ اسے کچھ نہ کچھ تو کہنا ہی تھا۔

"کاش کوئی بات ہوتی تو میں آپ سے بتاتا مس مارٹن مگر میں مجبور ہوں۔ مجھے خود بھی کچھ نہیں معلوم۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری بات اچھی طرح سمجھ گئی ہوں گی اس وقت صورت حال بڑی الجھی ہوئی ہے۔ اگر کوئی نائب صدر انتظامیہ پہلے ہی سے منتخب کر لیا جاتا تو۔۔۔"

"جی ہاں۔ میں سمجھتی ہوں" اس کی آواز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ خود اپنی ملامت کر رہی ہو۔ اور وہ اپنے ہی کو قصوروار سمجھتی ہو کہ نائب صدر انتظامیہ اب تک کیوں منتخب نہیں کیا جا سکا۔

والنگ نے یک بیک اپنا محتاط رویہ ترک کر دیا۔ جیسے کمرے کی تاریکی میں اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی" مس مارٹن۔ کیا مسٹر بلرڈ نے کبھی کوئی اشارہ کیا تھا کہ وہ نائب صدر انتظامیہ کسے بنانا چاہتے ہیں؟"

اس کی آنکھیں والنگ کے چہرے پر اس وقت تک جمی رہیں جب تک وہ اس سوال کا اصل مفہوم نہیں سمجھ گئی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے اپنی نظریں جھکا لیں اگرچہ یہ وقت جواب کے حسن و قبح پر غور کرنے کے لئے کافی نہیں تھا مگر والنگ نے آسانی سے یہ اندازہ لگا لیا کہ اُسے جواب دینے میں تامل تھا۔ مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا تو۔۔۔۔۔۔

مگر اس کے جواب میں شک کا کوئی عنصر نہ تھا۔ "جی نہیں۔ انھوں

نے کبھی اس طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔ میرا خیال ہے کہ انھوں نے کوئی قطعی
فیصلہ ہی نہیں کیا تھا ـــ اگر اُنہوں نے کل نیویارک میں کوئی رائے قائم
کرلی ہو تو یہ دوسری ہی بات ہے"
"مجھے اس کا علم نہیں تھا۔ ہیں ـــ"
"لیکن کم سے کم ایک شخص الیسا ضرور ہے جس نے ـــ جس نے ایک ایک
بات کا اندازہ لگالیا ہے" اس نے یہ بات اس طرح کہی جیسے یہ کوئی
مذاق ہو۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ بے حد سنجیدہ تھی اور اس نے
ایک ایک لفظ ناپ تول کر کہا تھا۔
اسے مغالورن شا کا خیال آیا اور اس کے ذہن میں ایک بجلی سی
دوڑ گئی اور اپنے سوال کا جواب سننے کے لئے اسے اپنے دل کو خاص
طور پر مضبوط کرنا پڑا "کون ہے وہ۔ مس مارٹن؟"
"لونگی۔ وہ آپ کو چوبیسویں منزل پر پہنچانے کے لئے بالکل تیار بیٹھا
ہے"
اس کا جواب اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ غیر ارادی طور پر لرز اُٹھا۔ یہ
ردِ عمل مس مارٹن سے بھی پوشیدہ نہیں رہ سکا۔
مجھے افسوس ہے مسٹر والنگ۔ آپ کو اس پر اتنی حیرت کیوں ہوئی۔
میرا خیال تھا کہ آپ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا"
والنگ اس کا جواب صرف ایک تبسم سے دے سکتا تھا کیونکہ
اس کے اور مس مارٹن دونوں کے لئے اس سے زیادہ بے معنی جواب

ناممکن تھا۔

دروازے پر پہنچنے کے بعد وہ اپنا نام سن کر رک گیا "مسٹر والنگ۔ اگر کبھی کوئی ایسی ضرورت ہو جس میں کچھ بھی آپ کے کام آسکوں تو مجھے ضرور یاد کر لیجئے گا۔ اگر میں دفتر میں نہ ملوں تو مجھے میرے گھر پر ٹیلیفون کر دیجئے گا۔ میرا نمبر ڈائرکٹری میں موجود ہے"

اس نے جواب دیا "شکریہ مس مارٹن" ...... اور اپنی سکرٹری کی پشت پر اس نے بلرڈ کی میز اور خالی کرسی دیکھی ...... اس کے سرخ چمڑے پر دھوپ کی ایک لکیر سی بنی ہوئی تھی ...... گرے ہوئے پردے سے چھن کر کمرے میں روشنی کی ایک کرن آگئی تھی۔

لوئگی نے چوبیسویں منزل پر آکر لفٹ کا دروازہ کھولا تو والنگ کو دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔

لاگارڈیا کا ہوائی اڈہ

گیارہ بج کر دو منٹ دن

رونی نے کہا تھا کہ ہوا باز اسے شیل کے دفتر میں مل جائے گا اور جارج کیسویل نے بے تابی سے اندر جھانک کر دیکھا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا۔ اتنے میں اس نے کنکھیوں سے دیکھا کہ کوئی شخص جیپ پر بیٹھا ہوا اسے ہاتھوں سے اشارہ کر رہا ہے۔ اس نے رو کر ی پیئر سکارپوریشن کے خصوصی ہوا باز ہارٹ کو فوراً پہچان لیا۔ یہ طیارہ

کمپنی نے اپنے صدر کو کاروباری دوروں کے لئے دیا تھا۔ وہ ہارٹ
کو اسی وقت سے جانتا تھا جب وہ گزشتہ سال رونی کے ساتھ مچھلی
کے شکار کے لئے کینیڈا گیا تھا۔

"مزاج شریف" ہارٹ نے خندہ پیشانی سے کہا۔ اس کے لہجے میں
احترام اور بے تکلفی کا متوازن امتزاج تھا۔ ہارٹ بڑا اچھا ہوا باز
تھا۔ رونی نے اسے بتایا تھا کہ ملک میں کسی کارپوریشن کے صدر کے پاس
اتنا ماہر ہوا باز نہیں تھا۔۔۔۔۔۔" وہ صرف چھبیس سال کی عمر میں فضائیہ
کا کرنل بن گیا تھا، اسے اتنے تمغے مل چکے ہیں کہ اس کے سینے پر ان کے
لئے جگہ باقی نہیں رہی۔۔۔۔۔۔ ملک کی کوئی فضائی کمپنی ایسی نہیں
ہے جس کے اس پر احسانات نہ ہوں!"

جب وہ ہوائی اڈے کے اندر داخل ہوا تو اس نے روکری کا
ٹریڈ مارک دیکھ کر ہوائی جہاز کو فوراً پہچان لیا۔ ایک کانسٹی ٹیوشن کے
قریب کھڑا ہونے کی وجہ سے وہ بالکل ایک کھلونا معلوم ہو رہا تھا۔
مگر جب اس نے کیبن کے اندر قدم رکھا تو اس کی رائے بالکل بدل
گئی۔ اس نے سوچا کہ وہ اپنے آرام کے لئے بڑے بڑے طیاروں
پر سفر کر کے خواہ مخواہ روپیہ ضائع کرتا ہے۔ مگر اسے فوراً ہی یاد
آ گیا کہ کینیڈا جاتے ہوئے رونی نے اس سے کہا تھا "یہ سب دکھاوے
کی چیزیں ہیں۔ اس سے میری ذات کو کیا فائدہ۔ مگر انکم ٹیکس والوں
کے سامنے کس کا بس چلتا ہے۔ ایک بڑی کارپوریشن ٹیکس ادا کرنے

کے بعد اپنے صدر کو اس سے زیادہ کیا دے سکتی ہے۔ تنخواہ بڑھائے تو انکم ٹیکس زیادہ ادا کرنا پڑتا ہے اس لئے مجھے خوش رکھنے کے لئے اس نے تنخواہ کے علاوہ یہ طیارہ دے دیا۔ کام کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے یہی اچھی ترکیب نکالی ہے۔ اگر میں آمدنی میں مسلسل اضافہ نہ کرتا رہوں تو کمپنی والے مجھ سے یہ کھلونا بھی چھین لیں گے۔"

کیسویل جب اندر جا کر بیٹھا تو اسے خیال آیا کہ آج کل روفی خوب کما رہا ہوگا۔ کینیڈا سے واپس آنے کے بعد کیبن کا ساز و سامان بالکل بدل دیا گیا ہے۔

ہارٹ اس کے قریب آکر کھڑا ہو گیا "آپ بالکل تیار ہیں۔ جناب؟"

"ہاں۔ بالکل"

نیم فوجی انداز میں سلام کرنے کے بعد ہارٹ اپنے شریک ہوا باز کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

جارج کیسویل نے نئے فرنیچر پر ناقدانہ نظر ڈالی یہ بہت عمدہ تو نہیں ہے...... یوں اس میں کوئی نقص بھی نہیں ہے...... مگر ٹریڈوے کے کارکن اس کے لئے کہیں اچھا سامان تیار کر سکتے ہیں اگر وانگ کو موقع دیا جائے تو وہ کیبن کے اندر کا ڈیزائن ایسا تیار کر سکتا ہے کہ لوگ دیکھتے رہ جائیں........ اتنا اچھا کیبن جیسا ڈین سویڈن سے بنوا کر لایا تھا۔ نہیں یہ طریقہ موزوں نہیں ہے....

یہ کام والنگ پر چھوڑ دینا چاہیئے .... اسے اختیارات تفویض کر دئے جائیں ...... کام لینے کا یہی طریقہ ہے۔

کیسویل کھڑکی کے قریب بیٹھ گیا اور باہر دیکھنے لگا۔ طیارہ آہستہ آہستہ بلند ہو رہا تھا۔ اس کی نئی زندگی اس کے سامنے تھی۔ آج وہ مسرت کی منزل مقصود سے بہت قریب تھا۔ اس قدر قریب وہ کبھی نہیں پہنچا تھا۔ ملبرگ صرف ایک گھنٹے میں آجائے گا۔

اس کے شعور کے پس منظر میں ...... اس جگہ یاد اور فراموشی کی حدیں ملتی ہیں ...... اس کے ذہن میں یہ دھندلا سا احساس تھا کہ اس نے کیسویل کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا تھا .... اس کا رویہ اس کی خاندانی روایات کے منافی تھا .... اس کی شرافت کے منافی تھا .. .. اس کا باپ اسے کبھی پسند نہ کرتا ...... مگر اس کا باپ حقیقی مسرت سے ہمیشہ محروم رہا تھا۔

ملبرگ، پنسلوینیا

گیارہ بجکر چودہ منٹ دن

ڈان والنگ جب نارتھ فرنٹ سٹریٹ کی طرف روانہ ہوا تو امید اور نا امیدی کی کش مکش ختم ہو چکی تھی۔ یہ ایک تمہید تھی۔ ایک عمل کا آغاز ایک حقیقت کی تخلیق اب یہ ایک صداقت تھی۔ وہ ٹریڈ وے کارپوریشن کا صدر بن جائے گا۔

وہ جانتا تھا کہ اسے ابھی دوسروں کو یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور کرنا ہوگا۔ مگر یہ کوئی عجیب یا غیر معمولی بات نہ تھی۔ ایسا پہلے بھی ہو چکا تھا۔ ماضی میں بھی کئی بار اسے حقیقت کا علم بہت پہلے سے ہوگیا تھا مگر دوسروں کو اس کا بڑی دیر میں احساس ہوا تھا۔ وہ شروع ہی سے جانتا تھا کہ دباؤ سے فرنیچر کی شکل ٹھیک کرنے کا تجربہ کامیاب ہوگا مگر جیس گریم اسے کہیں چھ مہینے کے بعد سمجھ سکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ رل شے نیڈرل فیکٹری چل نکلی ہے مگر والٹ ڈوڈلے کو اس کا یقین بہت دن بعد ہوا...... وہ جانتا تھا کہ پیٹینٹ کا مقدمہ وہ خود پیروی کر کے جیت لے گا..... پٹسبرگ کو زنگا ہوا فرنیچر تیار کرنے کے بجائے اس پر چمڑا چڑھانے کے کام کی طرف توجہ کرنی چاہیئے...... پیرسن شکاگو کی منیجری کے لئے موزوں ہوگا........ ہاں وہ ان تمام باتوں کو بہت پہلے سے جانتا تھا مگر دوسروں کو اس کے خیال کی صحت کا بہت دیر میں یقین آیا تھا...... اس کا ذہن برق رفتاری سے آگے بڑھتا تھا.... دوسرے لوگوں کے دماغ رینگ کر چلتے تھے...... لیکن جہنم میں جائیں وہ سب۔ اس بار حالات بالکل مختلف ہیں...... اب انتظار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ انھیں کچھ تو سمجھنا چاہیئے .... ان سب کو!

طڈان والنگ نے جولیا ٹریڈوے پرنس کے پاس جانے کا ارادہ صرف اضطراری طور پر کیا تھا۔ اس نے کسی ارادے کے بغیر

اس موقع سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ جولیا کا ووٹ خود حاصل کر کے گریم کی دغابازی کا جواب دینا چاہتا تھا۔ اب صدر کا انتخاب ایک بے معنی ضابطے کی کارروائی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا تھا مگر اسے یکبارگی یہ خیال بھی آ گیا کہ اسے ڈڈلے کی تائید حاصل نہیں ہے۔ وہ ایک لمحے کے لئے بھول گیا تھا کہ صدارت سے والٹ ڈڈلے کو اس کے ووٹ کی قیمت دی جانے والی ہے۔

کیا یہ فیصلہ کرتے وقت آلڈرسن کا دماغ واقعی چل گیا تھا..... صرف ایک ووٹ کے لئے اس نے صدارت کا موقع ہاتھ سے نکل جانے دیا؟ ہو نہ ہو اس بڈھے کا دماغی توازن درست نہیں رہا! جولیا ٹریڈوے پرنس کا ووٹ کافی نہیں ہے...... اس کے لئے ڈڈلے کا ووٹ حاصل کرنا ضروری ہے۔ آلڈرسن کو آخر یہ کیا ہو گیا ہے؟...... اس نے یہ اناڑی پن کیوں کیا اور ڈڈلے کو ہاتھ سے کیوں نکل جانے دیا؟ ہاں۔ یہ آلڈرسن ہی کی غلطی ہے اور اب اسی کا فرض ہے کہ اس کی تلافی کرے!

جولیا ٹریڈوے پرنس سے تمام معاملات فوراً طے کرنے میں تاخیر پر وہ بہت مضطرب تھا اس کے باوجود وانگ نے نارتھ فرنٹ سٹریٹ سے موٹر موڑ لی اور آلڈرسن کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے اچھی طرح احساس تھا کہ آلڈرسن اس کی باتوں پر ناک بھوں چڑھائے گا، لیکن ممکن ہے اس کے بعد وہ بخوبی سمجھ لے کہ ٹریڈوے کارپوریشن

کا صدر اتنا مصروف رہتا ہے کہ وہ صرف اس انتظار میں نہیں بیٹھا رہ سکتا کہ اٹکل سے کام کرنے والے نائب صدر بھی اس کے ساتھ شانہ بشانہ آگے بڑھنے کے قابل ہو جائیں۔

خدا کی پناہ۔ اس کا علم لوگی کو بھی تھا۔

گیارہ بج کر اکیس منٹ دن

فریڈرک آلڈرسن کی نظریں کھڑکی کے منقش چوکھٹے پر لگی ہوئی تھیں مگر اس کی توجہ کہیں اور تھی۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ایڈتھ سے ٹڈان والنگ کے متعلق باتیں نہ کرتا تبھی اچھا تھا۔ اسے اپنے اوپر قابو کیوں نہیں رہا تھا۔ جہاں تک اس کا سوال ہے کہ وہ کسی سے بات کر کے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا تھا اس نے یہ کیوں یاد نہیں رکھا تھا کہ ایڈتھ کبھی یہ نہیں سمجھ سکتی تھی کہ کسی موضوع پر گفتگو کا سلسلہ کہاں ختم ہو جانا چاہیئے...... خاص طور پر جب وہ بُنائی میں مصروف ہو...... وہ اس کا اندازہ لگا ہی نہیں سکتی کہ کوئی بات اس مرحلے پر کب پہنچتی ہے جب کچھ اور کہنے سننے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

"لیکن فریڈ اگر مسٹر والنگ صدر منتخب نہیں ہو سکتے تو وہ اس خوش فہمی میں کیوں مبتلا ہیں کہ ان کا انتخاب ممکن ہے" یہ سوال اس نے بالکل بے خیالی میں کیا تھا۔ بُنائی کے وقت پھندے گنتے ہوئے کسی ارادے کے بغیر۔

"مجھے نہیں معلوم" اس نے دوبارہ جواب دیا۔ یہ تین الفاظ اس

نے گزشتہ نصف گھنٹے میں نہ جانے کتنی بار کہے تھے۔ کبھی صاف الفاظ میں اور کبھی دل ہی دل میں۔

"کیا وہ محسوس نہیں کرتے کہ یہ ناممکن ہے؟" وہ صرف اس لئے باتیں کر رہی تھی کہ اس کی زبان چلتی رہے۔ جیسے بعض عورتیں خوش ہوتی ہیں تو کام کے ساتھ ساتھ زیرِ لب گنگناتی بھی رہتی ہیں۔ "اگر مسٹر جبیس انھیں ووٹ نہ دیں اور مسٹر ڈڈلے مسٹر شا کو ووٹ دے دیں ــــ ارے میں نے نیلے اون کا گولا کہاں رکھ دیا ـ ارے یہ رہا۔ فریڈ کیا وہ محسوس نہیں کرتے کہ ان کا انتخاب ناممکن ہے"

"مجھے نہیں معلوم"

ایڈتھ کی آواز مدھم پڑتی جا رہی تھی مگر آلڈرسن نے کافی دیر کے بعد یہ محسوس کیا کہ اس کی آواز مدھم پڑنے کا سبب یہ نہیں تھا کہ اس نے ایڈتھ کی باتوں کی طرف متوجہ ہونا چھوڑ دیا تھا بلکہ وہ برآمدے کی پوری لمبائی طے کر کے لائبریری میں کھڑا ہوا تھا۔ اور وہ مدھم آواز ایڈتھ کے بجائے اس شخص کی تھی جس کی تصویر میز کے سامنے لگی ہوئی تھی۔

"میں جانتا ہوں کہ تمہارے خیال میں یہ ناممکن ہے" ایوری بلرڈ نے کہا "مگر لعنت ہے ان باتوں پر فریڈ ـ ہمیں بہر صورت یہی کرنا ہے" ناممکن...... ہاں ہر شخص یہی کہتا ہے...... پرانی ٹریڈوے فرنیچر کمپنی کو دیوالیہ ہونے سے بچانا ناممکن ہے...... کمپنیوں کے انضمام کی کامیابی ناممکن ہے، ایک پائی نقد ادا کئے بغیر کوگلن کمپنی کی خریداری ناممکن ہے...... ناممکن، ناممکن، ناممکن"

فریڈ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ کوئی عقلمند اور احمق جب تک کام نہ کر

سمجھنے کے قابل ہو گا۔ اس وقت تک موقع ہاتھ سے نکل چکا ہو گا

الیوری بلرڈ اسی طرح باتیں کیا کرتا تھا..... اس سے بحث کر کے کبھی کچھ حاصل نہیں ہوتا تھا........ وہ اس سے کبھی یہ کہنے کی کوشش نہیں کرتا تھا کہ کوئی کام ناممکن ہے...... الیوری بلرڈ کے مقابلے میں پسپا ہونے کے بعد اسے قائل کرنا ہمیشہ ناممکن ہوتا تھا کیونکہ کوئی شخص یہ اندازہ ہی نہیں لگا سکتا تھا کہ اس کے پسپا ہونے کے بعد اُسے قائل کرنا ہمیشہ ناممکن ہوتا تھا کہ اس کے دل میں کیا ہے اور آگے چل کر اس کا اندازِ گفتگو کیا ہو گا۔ بات زبان سے نکلنے بھی نہیں پاتی تھی کہ وہ پینترا بدل دیتا تھا۔ جس تیزی سے اسے کوئی نئی بات سوجھتی تھی اسی برق رفتاری سے وہ پرانی بات بھول بھی جاتا تھا...... ایک لمحے کا غصہ دوسرے لمحے کے حرکتش میں کھو جاتا تھا۔ جہنم میں جائے جیس گریم! مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے میں یہ بھی کر سکتا ہوں کہ......

فریڈرک آلڈرسن نے پلکیں جھپکا کر یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور کیا دیکھ رہا ہے........ آخری آواز کس کی تھی........ الیوری بلرڈ کی آواز سے ملتی جلتی آواز..... مگر یہ بلرڈ کی آواز یقیناً نہیں تھی...... یہ والنگ کی آواز تھی۔ اس نے ان دونوں کا فرق مٹانے کی کوشش کی۔ اپنے آپ کو یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ بلرڈ دوبارہ زندہ ہو جائے گا، موت زندگی بن جائے گی اور ایک شخص جو مر چکا ہے ایک زندہ انسان کے قالب میں واپس آ

جائے گا۔

وہ انتظار کرتا رہا کہ قریب المرگ امیدر کے دل کی آخری دھڑکن بھی بند ہو جلئے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اسے پہلے ہی سے معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ ایسا ناممکن ہے۔ اس کے دل نے صبح اس سے کہا تھا کہ الوری بلرڈ کی جگہ ڈان والنگ سنبھال لے گا۔ اس نے اتنا احمقانہ خیال دل میں کیوں آنے دیا۔ اسے یاد رکھنا چاہیئے تھا کہ وہ اپنے دل کے کہنے پر کبھی بھروسہ نہیں کر سکتا...... اس کی زندگی میں ہمیشہ یہی ہوتا آیا تھا...... اب بھی ایسا ہی ہوگا...... اسے پہلے ہی سے سمجھ لینا چاہیئے تھا۔

وہ ایک کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے اپنے سالخوردشعور نے اسے یہ محسوس کرنے پر مجبور کر دیا کہ وہ اس دنیا میں بالکل تنہا ہے۔ اتنی طویل زندگی کے بعد بھی تنہا — ایک بھیانک تنہائی — الیدی بلرڈ مرچکا ہے دیوار پر صرف اس کی تصویر ہے۔ یہ آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں...... یہ لب حرکت نہیں کر سکتے...... اس نے کوئی حکم نہیں صادر کیا...... کوئی ہدایت نہیں دی...... اس پر موت کی خاموشی طاری ہو چکی ہے۔ خاموشی جو کبھی گویائی میں تبدیل نہیں ہو سکتی

فریڈرک آلڈرسن اس خیال سے لرز اٹھا کہ اس نے کتنی بڑی غلطی کی ہے۔ والنگ کے دل میں اسی نے تو یہ امید پیدا کی تھی کہ وہ صدر بن جائے گا۔ یہ اسی کا قصور ہے کہ ایک ایسی جنگ لڑنے کے

لئے جس میں کامیابی ناممکن ہے والنگ اس کے جذبات کا خون کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔

اب اس کے کانوں میں ایڈتھ کی آواز آ رہی تھی۔ جب تک اس نے آلڈرسن کو دوبارہ نہیں پکارا اسے یقین نہیں آسکا کہ یہ واقعی ایڈتھ کی آواز ہے یا محض ایک خیال "فریڈ۔ خیریت تو ہے۔ تم یہ کیسے بیٹھے ہوئے ہو"

"نہیں کوئی بات نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں"

"مسٹر والنگ تم سے ملنے آئے ہیں"

"والنگ — یہاں" اس کے دل میں اُمید پھر بیدار ہو گئی۔ بالآخر والنگ نے بھی محسوس کر لیا۔ ہو نہ ہو وہ اس گتھی کو سلجھانے کے لئے آیا ہے...... ساری سے آدھی بھلی...... والٹ ڈوڈلے صدر کی حیثیت سے اتنا برا بھی نہیں رہے گا...... اس کا تقرر بہتر ہی ثابت ہو گا"

جب وہ والنگ سے ملنے کے لئے باہر نکلا تو اس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ اسے اُمید تھی کہ وہ اس سے معذرت کرے گا اور وہ بڑی فراخ دلی سے کام لے کر اسے کچھ نہ کہنے دے گا۔ لیکن والنگ کی پاٹ دار آواز میں معذرت خواہی کا کوئی شائبہ تک نہ تھا۔ اس نے صاحب سلامت تک کی ضرورت محسوس نہ کی "تم نے والٹ کو اس کے گھر پہنچایا تھا۔ ہے نا؟"

"ہاں ـــــ ہیں"

"اور مجھے ووٹ دینے کے لئے اس سے تم نے کچھ نہیں کہا"

"ووٹ دینے کے لئے؟"

"دفع کرو۔ فریڈ۔ کیا تم نے محسوس نہیں کیا کہ مجھے اس کے ووٹ کی ضرورت ہے۔ میں اس معاملے کو ابھی اور اسی وقت طے کر دینا چاہتا ہوں۔ اس قصّے کو بے معنی بحث سے خواہ مخواہ طول دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر وہ شا کے پاس پہنچ گیا تو بلاوجہ وقت ضائع ہو گا۔ میں انتخاب کا کانٹا راستے سے ہٹانا چاہتا ہوں۔ مجھے لاکھوں کام کرنے ہیں۔ اٹھو اور اس سے اسی وقت جاکر باتیں کرو۔ فریڈ ـــ اسے راہِ راست پر لے آؤ۔ اس سے بتاؤ کہ اس میں کیا فائدے ہیں!"

الفاظ کی اس بوچھاڑ نے پوری شدت بھی نہیں اختیار کی تھی کہ فریڈرک آلڈرسن کی سراسیمگی اعتماد اور یقین میں تبدیل ہونے لگی۔ الورہی بلرڈ کے ساتھ زندگی گزار کر اس نے یہ سبق سیکھا تھا کہ ہر طوفان کی تہ میں سکون موجود ہوتا ہے اور اس کا فرض ہے کہ وہ اس کے خطرات سے خائف ہونے کے بجائے اس کا مقابلہ کرے اور تہ تک پہنچنے کی کوشش کرے .... ہاں یہ اسی کا فرض ہے۔ یہ آسان نہیں ہو گا..... یہ کبھی آسان ثابت نہیں ہوا...... لیکن بعد میں لوگ اس کی قدر کریں گے۔

"لیکن ذرا ایک منٹ کے لئے ٹھہر جاؤ" اس نے ایک ایک

لفظ پر زور دے کر کہا۔ وہ ایوری بلر کا غصہ اسی طرح ٹھنڈا کیا کرتا تھا۔ یہ اس کا آزمودہ نسخہ تھا۔

"فریڈ۔ دفع کرو۔ نہیں۔ ہیں ــــ"

"ذرا ٹھہرو تو" اس نے اپنی آواز میں یک بیک شدت پیدا کرتے ہوئے کہا۔ اس مرحلے پر وہ پہلے بھی یہی کرتا آیا تھا

"پہلے یہ تو بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہے اور کیسے ــــ"

"میں کیا بتاؤں کہ تم یہ کیسے کرو" طوفان اور زیادہ تند ہو گیا تھا۔ "میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ تمہیں یہ کام کرنا ہے۔ میری بلا سے۔ تم اسے کس طرح کرتے ہو"

فریڈرک آلڈرسن کا یقین قوی تر ہوتا جا رہا تھا۔ ہر بات اس کے منصوبے کے مطابق ہو رہی تھی۔ بالکل ٹھیک ٹھیک۔ سب سے مشکل مرحلہ گزر چکا ہے۔ طوفان بہت جلد ختم ہونے والا ہے۔"

والنگ نے ٹھنڈی آہ بھری۔ جیسے اس کے جسم میں اب توانائی باقی نہیں رہی تھی "فریڈ۔ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ اگر تم ڈڈلے کو ہموار کر لو تو میں جولیا ٹریڈ وے پرنس کو بھی ٹھیک کر لوں گا۔ ہم یہ جھگڑا ذرا دیر میں ختم کر کے اصل کام کی طرف توجہ کر سکتے ہیں"

آلڈرسن اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ جولیا کا ووٹ کس طرح حاصل کرے گا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اس موقع پر خاموش رہنا ہی مناسب ہے۔ اس نے اپنے تجربے سے سیکھا تھا کہ کوئی نیا موضوع چھیڑنے

سے پہلے اسے یہ بھی سوچ لینا چاہیئے کہ وہ کیا کہنے جا رہا ہے"! مجھے افسوس ہے کہ تم اب بھی یہی سمجھتے ہو کہ میں نے ڈڈلے کے معاملے میں کوتاہی کی ہے مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ——" آلڈرسن اتنا کہہ کر بڑی ہوشیاری سے خاموش ہو گیا تا کہ والنگ کو اس کی بات کاٹنے کا آسانی سے موقع مل جائے۔

والنگ نے اس موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا" میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تم نے کوتاہی کی ہے۔ فریڈ۔ میرا مطلب صرف یہ تھا، کہ۔ اچھا جانے بھی دو اِن باتوں کو —— دیکھو ذرا اس کے پاس چلے جاؤ اور کسی طرح اسے ہموار کر لو۔ مجھے تم سے بڑی امیدیں ہیں۔ فریڈ۔ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے"

ٹھیک ہے۔ غالباً میں اس میں کامیاب ہو جاؤں گا" اس موقع پر وہ ہمیشہ یہی کہا کرتا تھا۔ مگر اب اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کا دوسرا قدم کیا ہونا چاہیئے۔ وہ جانتا تھا کہ اس نے اگر یہ کہہ دیا کہ یہ کام کتنا مشکل ہے تو ایک نیا طوفان آ جائے گا۔ مگر اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں تھی کہ ڈڈلے کو شا کی حمایت کے لئے کسی ترغیب کی ضرورت ہو گی۔ اسے نائب صدر انتظامیہ کا عہدہ پیش کر دیا جائے تو کیسا رہے گا؟ اس طرح کم سے کم اتنا تو ہو گا کہ اسے شا جو کچھ دینا چاہتا ہے وہی والنگ سے بھی مل جائے گا۔ لیکن یہ محض ایک خیال تھا۔ .... یہ خیال بھی اچھا تھا ...... مگر مناسب

یہی ہے کہ اسے کوئی اور پیش کرے" اچھی بات ہے۔ میں کوشش کروں گا ـــــ اگر شا صدر بن گیا تو وہ ڈڈلے کو غالباً ـــــ "

" مگر شا صدر نہیں بنے گا! کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے ؟ "

" نہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں " آلڈرسن نے فوراً جواب دیا۔ اس نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ اسے والنگ کو یہ موقع نہیں دینا چاہیئے تھا" میں صرف یہ سوچ رہا تھا کہ ہم ڈڈلے، کو کچھ دے سکیں تو ـــــ "

" اسے کچھ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" والنگ نے ایک اور وار کیا۔

" بات یہ ہے کہ ـــــ "

" اچھا جو چاہو کرو۔" والنگ نے بے قراری کا اظہار کرتے ہوئے کہا" میرے پاس بحث کے لئے وقت نہیں ہے۔ مجھے مسٹر پرنس سے بھی ملنا ہے"

والنگ نے یہ تمام باتیں کھڑے کھڑے کہی تھیں باہر جانے کے لئے اسے صرف مڑکر ایک قدم آگے بڑھانے کی ضرورت تھی۔ احساسِ غرض نے آلڈرسن کو مجبور کر دیا کہ وہ والنگ کو اپنے ارادے سے باز رکھنے کی ایک بار پھر کوشش کرے مگر اس کی تحکمانہ آواز اس کے لئے زنجیرِ پا بن گئی۔

" کیا ہے ؟" والنگ نے سوال کیا۔

آلڈرسن نے زبان کی نوک سے اپنے ہونٹ بھگونے کی کوشش کی۔ یہ ایک فیصلہ کن مرحلہ تھا اور اپنی بے چارگی کا اعتراف کرنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔

"تم مسٹر پرنس کو اچھی طرح جانتے بھی ہو یا یوں ہی ملنے چلے جارہے ہو؟" اس نے آہستہ سے سوال کیا یہ استفسار دراصل ایک انتباہ تھا۔

"تمہارا کیا مطلب ہے؟"

آلڈرسن نے اندازہ لگایا کہ وہ بازی جیتنے ہی والا ہے۔ "ایک منٹ کے لئے بیٹھ جاؤ۔ اگر تم جولیا ٹریڈوے پرنس سے بات کرنے جا رہے ہو تو اس کے متعلق بعض باتیں پہلے سے معلوم کر لینا ضروری ہے"

والنگ نے بادل ناخواستہ اس کی بات مان لی اور میز کے سرے پہ بیٹھ گیا۔ "ان کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟"

"تمہیں معلوم ہے کہ میں مسٹر بلرڈ سے کافی قریب تھا — اس قدر قریب کہ مجھے بہت سی ایسی باتوں کا علم تھا جو —" یہ کہتے کہتے وہ خاموش ہو گیا۔ آلڈرسن نے محسوس کیا کہ والنگ کی پشت سے بلرڈ اسے گھور رہا ہے۔ جیسے اس کی تصویر میں جان پڑ گئی ہو۔

"پھر؟" والنگ نے دریافت کیا۔

آلڈرسن نے پہلو بدل کر بلرڈ کی نظروں سے بچنے کی کوشش کی مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہر طرف اس کا تعاقب کر رہی تھیں اور اس

سے کہہ رہی تھیں کہ وہ ایوری بلرڈ اور جولیا ٹریڈوے پرلس کے تعلقات
کے بارے میں ایک لفظ بھی نہ کہے۔ وہ — بات یہ ہے کہ انھیں
جو کچھ بھی ملا ہے اس کے لئے وہ مسٹر بلرڈ کی مرہونِ منت ہیں —
اگر وہ ان کے لئے اتنا نہ کرتے — بات یہ ہے کہ انھیں جو حصص
اپنے والد سے ترکہ میں ملے تھے ان کی قیمت ایک پائی بھی نہیں تھی۔"
"یہ تو وہ خود بھی جانتی ہیں — یا نہیں" والنگ نے بے تابی
سے سوال کیا۔
"ہاں میرے خیال میں وہ جانتی ہیں۔ مگر وہ دوسرے مالدار
لوگوں سے مختلف نہیں ہیں۔ جب انھیں دولت مل جاتی ہے تو وہ بھول
جاتے ہیں کہ یہ انھیں کس طرح ملی تھی۔ ان کا خیال ہے کہ اس کے بعد
انھیں یہ حق مل جاتا ہے کہ — میرے کہنے کا مطلب یہ ہے
کہ کمپنی کے متعلق ان کا رویہ وہی نہیں ہے۔ جو ہم سب کا ہے۔
جو ہمارا اور تمہارا ہے۔ انھیں صرف اپنے منافع سے غرض ہے۔
بعض مواقع ایسے بھی ہوتے تھے کہ — ہاں کبھی کبھی مسٹر بلرڈ کو
ان کی وجہ سے بڑی پریشانی اٹھانا پڑی ہے،"
والنگ کی صورت سے ظاہر تھا کہ اس کے قدم ڈگمگانے لگے ہیں۔ جیسے
وہ تاریکی میں راستہ تلاش کر رہا ہو۔ اس کی جھلک اس کی گھبرائی ہوئی آواز
میں بھی موجود تھی "بات کیا ہے — وہ دو ڈالر کے منافع پر مطمئن نہیں
ہیں؟"

"نہیں۔ چند سال سے وہ بات نہیں رہی۔ خاص طور پر جیب سے ہم نے منافع کی شرح بڑھا دی ہے" آلڈرسن نے آہستہ سے جواب دیا۔ معاملہ اس کے ہاتھ سے دوبارہ نکلنے لگا تھا۔

والنگ نے دروازے کی جانب چلتے ہوئے کہا "دیکھو تم والٹ کے پاس اسی وقت چلے جاؤ۔"

"اچھا جو تم کہتے ہو وہی سہی" اس نے فوراً وعدہ کرتے ہوئے کہا مگر وہ اب بھی یہی چاہتا تھا کہ والنگ اس کی بات سمجھ کر اپنے ارادے سے باز آجائے۔

والنگ چلتے چلتے رک گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے کندھے پر رکھ دیا۔ اس کے لہجے میں دوبارہ خود اعتمادی پیدا ہو گئی تھی "شکریہ فریڈ۔ تمہارا احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ تمہارے بغیر میں شاید کچھ نہ کر سکتا"

یہ کہہ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر چلا گیا۔ مگر اس کی آواز آلڈرسن کے کانوں میں اب بھی گونج رہی تھی —— اس میں کتنا تحکم تھا۔ کتنی استقامت تھی —— یہ زندگی کی آواز تھی۔

"فریڈ تم کہاں جا رہے ہو؟"

یہ ایڈیتھ کی آواز تھی۔ معلوم نہیں اسے اپنی ہیٹ کیسے مل گئی تھی اور کمرے کا دروازہ خود بخود کھل گیا تھا۔

"مجھے مسٹر والنگ کا ایک کام کرنا ہے"

آلڈرسن ہوا کے گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے یہ سُنا تک نہیں کہ ایڈتھ کیا کہہ رہی تھی۔ وہ صرف اپنے قدموں کی چاپ سن رہا تھا۔

گیارہ بج کر چالیس منٹ دن

جب وہ ٹریڈوے کے پُرانے مکان کی سفید چار دیواری کے پاس پہنچا تو ڈان والنگ کے کانوں میں آلڈرسن کی آواز گونج رہی تھی۔ اسے بار بار اس کی بات یاد آ رہی تھی۔ اس نے جولیا ٹریڈوے پرنس کے بارے میں کوئی قطعی بات نہیں کہی تھی لیکن اس کی آواز میں تنبیہ کا عنصر بہر صورت موجود تھا ___ اسے بعض مبہم باتیں یاد آ رہی تھیں اور اسے جو کچھ یاد آیا تھا اس کی بنا پر وہ احتیاط ضروری سمجھتا تھا۔

بہت دن ہوئے اس نے دبی زبان سے ایوری بلرڈ اور جُولیا ٹریڈوے پرنس کے متعلق لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا تھا۔ لوگ کیا کہتے تھے یہ اسے بالکل یاد نہیں تھا مگر اس نے کچھ سُنا ضرور تھا۔ مرورِ ایام نے ماضی کی باتوں پر ایک پردہ سا ڈال دیا تھا۔ اسے ایک اور واقعہ یاد آیا۔ جو زیادہ پُرانا نہیں تھا۔ ایک بار وہ آلڈرسن کو اس کے گھر پہنچانے جا رہا تھا۔ ٹریڈوے کے مکان کے سامنے گزرتے ہوئے اس نے پھاٹک کے سامنے بلرڈ کی کار دیکھی تھی اور آلڈرسن نے اسے کہا تھا "کوئی کیا جانے کہ کسی بڑی کمپنی کے صدر کو کیا کیا کرنا ہوتا ہے؟"

اس واقعے کا خیال شاید اس لئے آیا تھا کہ گزشتہ رات اس نے

شاکی کار بھی اسی جگہ دیکھی تھی اور شاید اسی وجہ سے اسے شاکی حرکت پر اتنا صدمہ ہوا تھا۔ مگر اس وقت اس کے سامنے سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ وہ جولیا ٹریڈ وے پرنس سے تعلقات کا سلسلہ اس جگہ سے دوبارہ کیسے جوڑے گا جہاں سے بلرڈ نے توڑ دیا تھا۔ اس کے لئے سب سے بڑی دشواری یہ تھی کہ اس نے جولیا کی ذات میں کبھی دلچسپی نہیں لی تھی نہ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ کمپنی کے معاملات میں وہ بھی کوئی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے لئے جولیا کا وجود بالکل بے معنی تھا اور پارٹیوں میں اس کے متعلق جو سرگوشیاں کی جاتی ہیں انھیں وہ اسی طرح نظر انداز کر دیتا تھا جس طرح وہ اپنے والد کی عجیب وغریب حرکتوں کا حال سن کر انھیں کوئی اہمیت نہ دیتا تھا۔ اس نے جولیا کو پہلی بار ایک بہت بڑی دعوت میں دیکھا تھا۔ جولیا نے والنگ سے شاذ و نادر ہی بات کی تھی اور ایسی ہی تقریبات میں والنگ نے محسوس کیا تھا کہ وہ بھی زندہ ہے ورنہ اس کا تصور اس کے ذہن کے اسی نہاں خانے میں رہا کرتا تھا جہاں اورن ٹریڈ وے کا کانسی کا وہ مجسمہ تھا جو ٹریڈ وے ٹاور کے برآمدے میں نصب تھا۔ اب وہ سوچنے لگا کہ اس نے آلڈرسن کو یہ موقع کیوں نہ دیا کہ وہ جولیا ٹریڈ وے پرنس کے متعلق اسے تمام ضروری باتیں بتا دیتا۔

وہ کار سے اتر کر پانچ چھ قدم چل چکا تھا کہ اسے سیاہ صندقچہ یاد آیا اور وہ اسے لینے کے لئے کار تک واپس گیا۔

جب اس نے دروازے کی گھنٹی بجائی تو اسے معاً یاد آ گیا کہ اس نے کارل ایرک کلسل سے نیویارک میں ملاقات کے لئے بھی اسی طرح گھنٹی کا بٹن دبایا تھا۔ اسے حیرت تھی کہ آج اسے اتنی پرانی بات کیوں یاد آ گئی...... خاص طور پر ایک اتنی بے معنی بات۔ اسے خود اپنے اوپر حیرت تھی۔

دروازہ کھلنے پر اسے اور بھی حیرت ہوئی۔ اس کا خیال تھا کہ کوئی ملازم خادمہ یا خانساماں دروازہ کھولے گا مگر جو شخص دروازہ کھولنے آیا وہ ڈوائٹ پرنس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا تھا اس نے ڈوائٹ کو شاید ہی کبھی دیکھا تھا۔ اسکے ذہن میں اس کی صورت بھی نہیں تھی مگر اسے پہچاننا بالکل مشکل نہ تھا۔ ملبرگ میں اس طرح کا سپورٹس کوٹ کوئی اور نہیں پہنتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ڈوائٹ پرنس بھی اسے نہیں پہچان سکے گا اس لئے اپنا تعارف کرانے کا ناخوشگوار فرض والنگ کو خود ادا کرنا پڑا۔

"اچھا ــــ والنگ؟" آپ دفتر میں کام کرتے ہیں۔ اس نے اندر چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا مگر مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ نہیں بڑھایا۔

"میں مسٹر پرنس کے لئے ایک چیز لایا ہوں۔"

سیاہ صندوقچہ اس کے بغل میں دبا ہوا تھا۔ والنگ نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی ــ لیکن ڈوائٹ پرنس کی نظریں اسی پر تھیں اس کے گداز چہرے پر حیرت کی علامتیں بار بار ظاہر ہوئیں اور پھر

غائب ہو جاتیں

"مسز پرلنس گھر میں موجود ہیں؟" والنگ نے کرخت آواز میں پوچھا تاکہ یہ امکان باقی نہ رہے کہ مکس ڈوائٹ پرلنس خود لے کر جُولیا کو دے آئے۔

پرلنس نے اس کی جانب اس طرح دیکھا جیسے وہ کوئی فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"میرے خیال میں وہ لباس تبدیل کر رہی ہیں۔ اگر آپ تشریف رکھیں تو ——"

"کوئی بات نہیں۔ میں ان کا انتظار کر لوں گا۔"

ڈوائٹ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا پیچیدار زینے کی طرف چلا گیا جو بہت بڑے برآمدے کے وسط میں تھا۔ اس نے ایک بار پھر مڑ کر والنگ کو دیکھا اور کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا۔

برآمدے کی ہر چیز سے تکلف اور افسردگی ٹپک رہی تھی جُولیا ڈریڈ دے پرلنس سے ملاقات کے بارے میں اسے جو اندیشے تھے وہ شاید صحیح ثابت ہوں گے۔ ہر طرف مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے دور کسی کمرے سے ڈوائٹ پرلنس کی گھٹی گھٹی آواز سنائی دی۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ اس نے گھر کے اندر جانے کے لئے کوئی عقبی راستہ اختیار کیا تھا۔ شاید وہ اس کا سامنا کرنے سے گھبراتا تھا۔

ابھی تک اسے یقین نہ آیا تھا کہ جولیا ٹریڈوے پرلس بالائی منزلوں سے اُتر کر اس سے ملنے آجائے گی۔ اس کی بے تابی غصے کی شکل اختیار کرنے لگی تھی۔ آلڈرسن کی تنبیہ اسے رہ رہ کر یاد آرہی تھی اور اس کے شکوک قوی تر ہوتے جا رہے تھے۔ اس لئے جب اس نے خلافِ توقع اپنی پشت سے ایک پرتپاک نسوانی آواز سنی تو وہ چونک کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو جولیا کھڑی ہوئی تھی۔ دبلے پتلے جسم پر سیاہ لباس نے اس میں غیر معمولی وقار پیدا کر دیا تھا۔

"آپ نے بڑا کرم کیا جو یہاں تشریف لے آئے" اس نے گرمجوشی سے کہا اور آگے آکر مصافحے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ "میں نے ابھی ابھی مس مارٹن کو فون کیا تھا اور ان سے پوچھا تھا کہ وہ کہیں تو انھیں لینے کے لئے کار بھیج دی جائے۔ انھوں نے بتایا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں۔ بڑی خوشی ہوئی آپ کی آمد پر۔ یہ میری عزت افزائی ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ آپ کو اتنی دیر انتظار کرنا پڑا۔"

وہ چند قدم آگے بڑھ آئی تھی۔ ڈالنگ نے محسوس کیا کہ اس کی عمر اس کے اندازے سے کم ہے وہ بالکل ایک نوخیز لڑکی معلوم ہو رہی تھی۔ قریب سے دیکھنے پر وہ زیادہ خوبرو نظر نہیں آتی تھی۔ پھر بھی ڈالنگ نے اپنے ذہن میں اس کا جو تصور قائم کیا تھا اس سے وہ سرتاپا مختلف تھی۔ یہ دیکھ کر ڈالنگ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا۔

اس نے کچھ کہے بغیر صندوقچہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بے پروائی سے اسے میز پر رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر والنگ کو یقین آ گیا کہ ایریکا مارٹن ٹھیک کہتی تھی۔ صندوقچے کی واپسی اسے اپنے گھر بلانے کا محض ایک بہانہ ہے۔

"آئیے لائبریری میں بیٹھیں"! اس نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ والنگ نے اندازہ لگا لیا کہ اس کے راستے سے پہلی رکاوٹ دُور ہو گئی ہے۔ کم سے کم وہ اس سے باتیں کرنے سے گریز نہیں کرے گی۔

وہ جس کمرے میں داخل ہوئے تھے اس کی فضا مکان کے بیرونی حصے سے بالکل مختلف تھی۔ ڈان والنگ کو ایک بار پھر حیرت ہوئی کہ "لائبریری" کو دیکھ کر اسے ریل ہل کے دلچسپ اور شفیق ہیڈ ماسٹر کا کمرہ کیوں یاد آ گیا۔ کمرے میں ہر طرف چھت تک اونچی الماریاں تھیں جن میں کتابیں بھری ہوئی تھیں۔ فرش پر بھی کتابوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔ بڑی بڑی بند کھڑکیوں پر بھی کتابیں چُنی ہوئی تھیں۔ کمرے میں بہت بڑی بڑی کرسیاں تھیں۔ ان میں سے بعض صوفے کی طرح طویل تھیں جن پر گہرے سبز رنگ کا چمڑا چڑھا ہوا تھا۔ یہ چمڑا مخمل کی طرح نرم تھا۔ کمرے میں ایک بہت خوبصورت میز بھی تھی۔ اتنی خوبصورت کہ والنگ اسے مڑ مڑ کر دیکھتا رہا۔

"مجھے خوشی ہے کہ یہ جگہ آپ کو پسند آئی" جولیا نے غیر معمولی

قیافہ شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا "یہ میرے دادا اولیور کا کمرہ ہے۔ انھوں نے یہ سامان خود اپنی دکان میں تیار کیا تھا۔ یہ بھی انھی نے بنایا تھا" اس نے ایک پرانے گھڑیال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پہلی نظر میں وانگ یہ سمجھا کہ گھڑیال کے چوکھٹے کی لکڑی پر قدرتی دھاریاں بنی ہوئی ہیں مگر اس نے قریب جاکر دیکھا تو اس پر کچھ تصویریں کندہ تھیں۔ یہ کام اتنا باریک اور نازک تھا کہ اس کے لئے غیر معمولی مہارت کی ضرورت تھی"۔

"میں یہ نہیں جانتا تھا کہ آپ کے دادا اتنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ " یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ اورن ٹریڈ کے لئے کیا الفاظ استعمال کرے۔ کیا یہ نقش و نگار اسی شخص کی چابک دستی کا نتیجہ ہیں جس کی تصویر ٹریڈ وے ٹاور میں اس لئے آویزاں کی گئی ہے کہ لوگ یہ اندازہ لگا سکیں کہ انیسویں صدی میں فرنیچر کی صنعت کتنے عجیب آدمیوں کے ہاتھ میں تھی"

جولیا نے پھر اپنی حیرت انگیز قوتِ ادراک کا مظاہرہ کیا۔ "وہ اپنی تصویروں میں جیسے نظر آتے ہیں۔ اس سے وہ بالکل مختلف تھے"

"آپ انھیں جانتی ہیں؟"

"جی ہاں۔ صرف ان کی ڈائری کے ذریعہ۔ ان کا تو میری پیدائش سے پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا"

"وہ روز نامچہ بھی لکھا کرتے تھے؟"

"جی ہاں۔ سترہ برس کی عمر سے انھوں نے اپنا روزنامچہ لکھنا شروع کیا تھا اور اپنی وفات سے ایک سال قبل تک وہ ڈائری بڑی پابندی کے ساتھ لکھتے رہے تھے" وہ ایک چھوٹی سی الماری کے قریب گئی جو دوسری الماریوں سے بالکل علیحدہ رکھی ہوئی تھی۔ جب اس نے اپنی انگلیاں مجلد کاپیوں کی ایک قطار پر پھیریں تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ انھیں ہولے ہولے تھپک رہی ہو۔

"ان کی ڈائری بڑی دلچسپ ہوگی" والنگ نے محض خاموشی کا خلا پُر کرنے کے لئے کہا۔

"جی ہاں۔ ہے تو" اس نے کچھ اس طرح کہا جیسے وہ اپنے خیالات میں ڈوبی ہوئی ہو" لیکن اسے پڑھ کر اُلجھن بھی ہوتی ہے۔ انھوں نے جو کچھ کیا تھا وہ معمولی دل گردے کا آدمی نہیں کر سکتا ـــــ وہ باعزم اور طاقتور تھے۔ انھوں نے اپنی قسمت کی خود تعمیر کی تھی۔ لیکن ان کی ڈائری پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعض اوقات ـــــ بعض اوقات بڑی الجھنوں میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ انھیں کیا کرنا چاہیئے۔ وہ کوئی کام نہیں کرنا چاہتے تھے اور اس کے حق میں دلیلوں سے صفحے کے صفحے سیاہ کر دیتے تھے۔ طرح طرح کے اندیشے اور شکوک ان پر چھائے رہتے تھے ـــــ لیکن دوسرے دن کی ڈائری پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے کسی بات کی پروا نہیں کی اور جو کچھ کرنا چاہتے تھے کر گزرے۔ میں انھیں ایک عظیم انسان سمجھتی ہوں۔

وہ واقعی ایک عظیم انسان تھے۔ ان میں غور و فکر کی غیر معمولی صلاحیت تھی۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ انھیں کیا کرنا چاہیئے اور کیسے ــــ اور اس سے بھی اہم بات یہ تھی کہ آلبور ٹریڈوے ایسے کام بھی کرتے تھے جن کے حق میں وہ کوئی دلیل پیش کرنے سے معذور ہوتے تھے"

والنگ کو رہ رہ کر الوری بلرڈ کا خیال آ رہا تھا اور وہ جولیا سے یہ کہنے ہی جا رہا تھا کہ بلرڈ اور ن ٹریڈوے سے کتنا مشابہ تھا مگر وہ کچھ کہنے بھی نہ پایا کہ جولیا دوبارہ بول اٹھی۔

"معاف کیجئے گا مسٹر والنگ۔ میں اپنے خاندان کی تاریخ پر لکچر نہیں دینا چاہتی تھی۔ ارے آپ ابھی تک کھڑے ہیں۔ تشریف رکھئے۔ آپ آ گئے ہیں تو کیوں نہ آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھایا جائے"

والنگ نے محسوس کیا کہ جولیا بڑھ کر ایسی کرسی پر بیٹھ گئی جس کی ـــ پشت کھڑکی کی جانب تھی۔ تاکہ خود جولیا کا چہرہ تاریکی میں رہے اور والنگ کے چہرے پر روشنی پڑتی رہے۔ لیکن والنگ نے یہ خیال فوراً اپنے دل سے نکال دیا کہ جولیا نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔ وہ اتنی چالاک کیسے ہو سکتی ہے۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر والنگ کہ آج آپ پہلی بار غریب خانے پر تشریف لائے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اسے محض تضیع نہ سمجھیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں کئی بار سوچ کر رہ گئی کہ آپ کو اور مسٹر والنگ کو کسی دن کھانے پر تشریف لانے کی زحمت دوں۔ مجھے معلوم

ہے کہ آپ کو بھی فن سے دلچسپی ہے اور میرا خیال تھا کہ آپ بھی ڈوائٹ کے ہم مذاق نکلیں گے"

والنگ کچھ کہنے بھی نہ پایا تھا کہ جولیا نے دوبارہ بولنا شروع کر دیا "آپ کی بیوی بڑی خوبصورت ہیں۔ ہیں نا؟ میں نے انھیں چند ہفتے قبل پھولوں کی نمائش میں دیکھا تھا۔ ان کے لباس کا رنگ بالکل ایسا تھا جیسے تانبے کا کساؤ۔ وہ پکھراج کا جڑاؤ پن لگائے ہوئے تھیں اور بالوں کی آرائش کا تو کوئی جواب ہی نہیں تھا ـــــ میرے خیال میں آج تک میں نے اتنی خوبصورت عورت نہیں دیکھی"

والنگ جولیا کی غیر معمولی قوت مشاہدہ پر محو حیرت تھا۔ ابتدا میں اس کا خیال تھا کہ جولیا اس کی چاپلوسی کر رہی ہے مگر اب وہ اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"ہاں۔ میری خوبصورت تو ہے" اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ اپنے منہ سے میاں مٹھو بن رہا ہو۔

"وہ یونانی ہیں ـــ ہیں نا؟"

والنگ کو پھر حیرت ہوئی "ہاں۔ اس کے والد اور والدہ دونوں یونان میں پیدا ہوئے تھے"

"میں نے اور ڈوائٹ نے ایک سال موسم سرما یونان میں گزارا تھا۔ وہ اتنی تندرست و توانا ہوتی ہیں ـــــ میری مراد یونانی عورتوں سے ہے ـــــ کہ حیرت ہوتی ہے ـــ اس کے باوجود ان کی نسوانیت

میں کمی نہیں آتی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مجھے مسز والنگ اتنی اچھی لگتی ہیں — ہم سب اس شخص کو پسند کرتے ہیں جس کی طرح ہم بننا چاہتے ہیں مگر کبھی ویسے نہیں بن سکتے۔ کہیں یہ عورتوں کی فطرت تو نہیں ہے؟ نہیں میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے"

جُولیا خود ہی سوال کرکے خود ہی ان کا جواب دیتی جا رہی تھی اور والنگ کو اب تک کچھ کہنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اسے کوئی ایسا بہانا ہاتھ آجائے کہ گفتگو کا رخ موڑ دے، ورنہ جُولیا سے ملاقات بیکار ہی جائے گی۔

اچانک اس نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا جیسے وہ کسی چیز کو روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"ہم دونوں کچھ احمق ہو گئے ہیں ہے نا۔ ان کے متعلق باتوں سے گریز کر رہے ہیں"

والنگ سوچ رہا تھا کہ کل شام لورن شا بھی اسی کمرے میں بیٹھا ہوگا۔ جُولیا کی یہ بات سن کر اس کا گلا خشک ہو گیا اور وہ کچھ کہنے کی کوشش کے باوجود اپنی زبان کو حرکت نہیں دے سکا۔

"ایوری بلرڈ مر چکے ہیں" جولیا نے اس طرح کہا جیسے وہ ایک حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

والنگ اپنا سر ہلا کر رہ گیا۔ وہ اپنی کوتاہ نظری پر اپنے آپ سے برہم تھا۔ اس نے خواہ مخواہ اپنے دل میں شا کا خیال کیوں آنے

دیا تھا۔

جولیا نے اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ لی تھی اور بڑی سی کرسی کے کنارے ٹیک کر بیٹھ گئی تھی۔ "میں آپ سے کچھ ان کے متعلق باتیں کرنا چاہتی ہوں مسٹر والنگ۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟"

"نہیں، بالکل نہیں"

"شاید یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ میں ان کے بارے میں باتیں کرنے کی ضرورت محسوس کرتی ہوں ——— اور کسی ایسے شخص سے جو انھیں اچھی طرح جانتا ہو۔ میرا خیال ہے کہ آپ ان سے بہت قریب رہے ہوں گے"

"ڈوائٹ ان سے بہت کم واقف تھے۔ اس کے لئے ان کے زیادہ تر تاثرات غلط ہیں ——— اور الوری بلرڈ کے متعلق کسی سے بحث کرنا بالکل بے معنی ہوتا ہے۔ خدا کو ماننے کی طرح اس معاملے میں بھی صرف دو رائیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو اس کا اقرار کیا جائے یا انکار۔" یہ کہتے کہتے وہ خاموش ہو گئی جیسے اس نے کوئی نامناسب بات کہہ دی ہو۔ "شاید یہ تشبیہ موزوں نہیں ہے۔ ہے نا؟ آپ بھی کہتے ہوں گے کہ میں یہ کیا کفر بک رہی ہوں"

"میرا خیال ہے مسز پرلنس کہ میں آپ کی اصل بات سمجھ گیا ہوں" اس نے جواب دیا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ اس کا خیال واقعی یہ تھا کہ اس نے غلط تشبیہ دی ہے۔ ممکن ہے وہ صرف بن رہی ہو۔

"یہ درست ہے کہ مسٹر بلرڈ کو سمجھنے کے لئے انھیں جاننا ضروری

تھا ـــــ لیکن زیادہ تر لوگ انھیں نہیں جانتے تھے۔ ان میں وہ افراد بھی شامل ہیں جن کا خیال تھا کہ وہ ان سے بہت قریب ہیں۔ اس کا خیال مجھے ایک لمحہ قبل آیا تھا جب آپ اپنے دادا کی باتیں کر رہی تھیں ـــ بعض حیثیتوں سے وہ دونوں ایک دوسرے سے کافی ملتے جلتے ہوں گے ـــــ ایوری بلرڈ اور اولیور ٹریڈوے۔"

والنگ نے بدحواس ہو کر جولیا پر ایک نظر ڈالی اور اس نے سوچا کہ شاید اس کی بھی یہی رائے ہے مگر وہ اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے "میری رائے میں آپ کا خیال درست نہیں ہے مسٹر والنگ۔ آپ کہتے ہیں کہ ایوری بلرڈ کو اچھی طرح جاننے کے بعد ہی انھیں سمجھنا ممکن تھا۔ لیکن میرے خیال میں انھیں سمجھنا ممکن ہی نہیں تھا۔ وہ اس کا موقع ہی نہیں دیتے تھے۔ اگر کوئی شخص کبھی ان سے قریب ہو کر انھیں سمجھنے لگتا تو وہ کوئی ایسی بات کر بیٹھتے کہ وہ پھر ایک معمہ بن جاتے ـــــ ایک جادوگر کی طرح جو کسی کو یہ معلوم نہیں ہونے دینا چاہتا کہ وہ اپنے کرتب کس طرح دکھاتا ہے"

وہ اس کی باتیں پوری توجہ سے نہیں سن رہا تھا۔ اسے چند لمحوں کے بعد خیال آیا کہ جولیا نے بلرڈ کے متعلق کتنی صحیح بات کہی تھی۔

"شاید یہ تشبیہہ بھی موزوں نہیں ہے؟" اس نے سوال کیا۔

"نہیں۔ یہ بڑی عمدہ تشبیہہ ہے۔ میں اس کے متعلق سوچ رہا تھا"

یہ سچ نہیں تھا۔ والنگ دراصل یہ سوچ رہا تھا کہ جولیا کی

آواز میں عناد کی بھی ہلکی سی جھلک نظر آرہی تھی۔ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ اس کے اور الیوری بلرڈ کے درمیان ایک خاص نوعیت کے تعلقات تھے ...... اور جب اس نے بلرڈ کو بہت زیادہ قریب لانے کی کوشش کی تو اس نے یہ رشتہ توڑ دیا۔ اس کے باوجود اس نے یہی کہا تھا کہ خدا اور الیوری بلرڈ پر یقین کا معاملہ بالکل یکساں ہوتا ہے ...... اور یہ سادہ اور سیاہ لباس یقیناً ماتم کی علامت ہے۔

جولیا نے ایک سگریٹ نکالا اور وانگ اس کے قریب پہنچ کر اسے سلگانے لگا۔ جولیا نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا "شکریہ! آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں مسٹر وانگ۔ جب میں پریشان ہوتی ہوں تو سگریٹ سے سگریٹ سلگاتی ہوں"

آج اس نے پہلی بار جولیا کو سگریٹ پیتے دیکھا تھا مگر اس نے سوچا کہ اپنی بات شروع کرنے کا اس سے اچھا موقع کیا ہو سکتا ہے۔

"مگر آپ پریشان کیوں ہیں مسز پرلنس؟ مجھے امید ہے کہ اس کا تعلق کمپنی کے مستقبل سے نہ ہوگا"

"کمپنی۔ جی نہیں۔ میں کمپنی کے متعلق نہیں سوچ رہی تھی۔ یا ممکن ہے بالواسطہ طور پر یہی سوچتی رہی ہوں" اس نے اس طرح جواب دیا جیسے وہ بہت مصروف ہو پھر اس نے اپنی نظریں وانگ کے چہرے پر جماتے ہوئے کہا "مسٹر وانگ۔ اگر میں آپ سے کمپنی کے بارے میں کچھ دریافت کروں تو آپ کو کوئی اعتراض ہوگا؟"

"نہیں۔ بالکل نہیں"

"اس میں خود میرا قصور ہے کہ میں آپ سے آج بعض باتیں پوچھنے پر مجبور ہو گئی۔ میں ڈائرکٹر ہونے کے باوجود کمپنی کی طرف سے اگر اتنی غفلت نہ کرتی تو مجھے ہر سوال کا جواب معلوم ہوتا"

"یہ کوئی ناقابلِ معافی بات نہیں ہے، ڈائرکٹروں کے جلسوں کو عام طور پر کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں رہی ہے"

"مجھے اپنے سوال کا جواب مل گیا"۔ اس نے فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا "میں آپ سے دریافت کرنا چاہتی تھی کہ الوری بلرڈ میں کیا واقعی آمریت کی خو تھی۔ کمپنی جس طرح چلائی جاتی تھی اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں مسٹر والنگ؟"

اس کے سوال کا لہجہ اور الفاظ سن کر اسے وہ چند گھنٹے یاد آگئے جب پلینٹ کے مقدمے میں اسے گواہوں کے کٹہرے میں کھڑا ہونا پڑا تھا۔ اس موقع پر اس نے اندازہ لگایا تھا کہ بعض اوقات بظاہر کسی بے ضرر سوالات کے بالکل صحیح جواب کو بھی غلط معنی پہنائے جا سکتے ہیں اور کبھی کبھی بالکل بے ضرر سوالات بھی اتنے بے ضرر نہیں ہوتے جتنے کہ وہ نظر آتے ہیں اس نے ہولیا ٹریڈوے پرنس کو ابتدا میں بہت معصوم سمجھا تھا مگر اس کا خیال غلط معلوم ہونے لگا تھا۔

"میں اچھی طرح نہیں سمجھ سکا کہ آپ کا مطلب کیا ہے مسز پرنس اگر آپ یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مسٹر بلرڈ کمپنی کے نظم و نسق میں کافی سخت گیر

بتے ـــــ تو جی ہاں یہ درست ہے"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ کمپنی کے لئے یہ کوئی نقصان دہ بات نہیں ہے ـــ یا آپ کے خیال میں؟"

"کمپنی کے ریکارڈ سے اس کا اچھی طرح ثبوت مل سکتا ہے"

"پھر آپ کے خیال میں آمرانہ نظم و نسق کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے؟"

"میں اس حد تک تو نہیں جاؤں گا مسٹر پرلس ـــــ اور میں ابھی تک یہ بھی نہیں سمجھ سکا کہ آمرانہ نظم و نسق سے آپ کی کیا مراد ہے"

"کیا آپ کو یہ بات ناگوار ہوئی ہے۔ مسٹر والنگ۔ آپ سے ملتے جلتے ہوئے آدمی عام طور پر کسی آمر کی ماتحتی میں کام کرنا پسند نہیں کرتے۔ ہے نا؟ یہی وجہ ہے کہ آمریت بالعموم ناکام رہتی ہے ـــ جب اس کے ماتحت کام کرنے والے اچھے آدمی اس کی محکومی برداشت کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو وہ ختم ہو جاتی ہے۔

اس نے اپنے دل میں غصے کا ایک غبار سا اٹھتا ہوا محسوس کیا مگر اس پر فوراً قابو پا لیا" میں ایک بات صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں۔ ایوری بلرڈ کے لئے میرے دل میں قدر و منزلت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ وہ ایک عظیم الشان بتے اور میں کبھی ان کے بار احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ میرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ ایوری بلرڈ ہی سے ملا ہے"

"میں جانتی ہوں کہ آپ کے احساسات کیا ہیں مسٹر والنگ" جولیا نے کہا ـــــ اور والنگ نے ایک لمحے کے لئے محسوس کیا کہ اس نے میدان مار لیا ہے۔ لیکن وہ اس کے بعد بھی بولتی رہی "مگر حقیقت صرف اتنی نہیں ہے۔ ہے نا؟ آپ کے پاس جو کچھ ہے وہ ٹریڈ وے کارپوریشن سے ملا ہے ـــــ اس شخص کی ذات سے نہیں جو اتفاق سے اس کا صدر تھا۔"

"وہی کمپنی بھی تھے۔ اگر الوری بلرڈ نہ ہوتے تو ٹریڈ وے کارپوریشن بھی نہ ہوتی"

"یہ کہنے کا مطلب کیا یہ نہیں ہے کہ فرینکلن ڈی۔ روزولٹ نہ ہوتے تو امریکہ کا وجود ناممکن ہوتا؟ اس میں شک نہیں کہ جب انھوں نے صدارت کا عہدہ سنبھالا تو ملک کی حالت بہت ابتر تھی ـــــ مگر اس سے پہلے جارج واشنگٹن بھی گزر چکے تھے ـــــ جیفرسن بھی، لنکن بھی اور ـــــ"

"جی ہاں - آپ درست فرماتی ہیں" اس نے تیزی سے بولتے ہوئے کہا۔ وہ اپنی زود گفتاری کے اثرات کا ازالہ کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔ وہ احمق ہی تھا کہ اس نے ایسی باتیں کی تھیں۔ حالانکہ اسے معلوم تھا کہ اسے اپنے دادا سے کتنی عقیدت تھی!

"در اصل یہ میرا اپنا خیال نہیں تھا" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا جیسے وہ اس سے معذرت کر رہی ہو۔ در اصل یہ بات ڈوائٹ نے

اس وقت کہی تھی جب میں نے الوری یلرڈ کے متعلق کچھ ایسی باتیں کی تھیں جیسی آپ ابھی ابھی کر چکے ہیں۔ انھوں نے مجھے یاد دلایا کہ ایک کمپنی ایک انسان سے بہت بڑی ہوتی ہے ـــــ خواہ وہ آدمی جو بھی ہو ـــ اور اس کی تعمیر اور ترقی میں بہت سے آدمی ہاتھ بٹاتے ہیں حتیٰ کہ میرے والد نے بھی، جنھیں میں ناکام سمجھنے لگی تھی، کمپنی کے لئے بہت سے مفید کام کئے تھے۔ ٹریڈوے ٹاور کی تعمیر بھی اب اتنی بڑی حماقت نہیں معلوم ہوتی۔ کیا میرا خیال غلط ہے؟"

وہ اب بھی جھنجھلا یا ہوا تھا کہ اس کے منہ سے بے خیالی میں نکلی ہوئی ایک بات پر وہ اس طرح پیچھے پڑ گئی تھی۔

"آپ بالکل ٹھیک کہتی ہیں مسز پرنس ـــــ کمپنی اپنے صدر سے بہت بڑی ہوتی ہے"

"جی ہاں۔ صدر سے بہت بڑی" وہ اب بھی اپنی بات دہرائے جا رہی تھی ـــــ "اور خاص طور پر آج کل جب کمپنیاں اتنی بڑی بڑی بن گئی ہیں ـــ کل شام کو اس موضوع پر میری ایک دلچسپ بحث ہوئی تھی۔"

شا! ہاں اب معلوم ہوا کہ اصل بات کیا ہے .... اس نے جتنی باتیں کہی ہیں ان کا سلسلہ اب تک دوسرے سے ملنے لگا ہے .... ہاں وہ بالکل شا کے لہجے میں باتیں کر رہی ہے .... بالکل اسی کے الفاظ میں۔

جولیا کے الفاظ اس کے کانوں پر ہتھوڑے کی طرح پڑ رہے تھے

"۔۔۔ ٹریڈ ہوے کارپوریشن چلانے کے متعلق اب تک ہم جن اصولوں پر چلتے رہے ہیں انھیں مکمل طور پر بدلنے کی ضرورت ہے۔ اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ جس طرح سیاست میں آمریت کا تصور فرسودہ ہو چکا ہے، اسی طرح صنعت میں بھی آمریت کا دور گزر چکا ہے۔"

اپنے آپ کو بحث کرنے کی کوشش سے باز رکھنے میں وہ بڑی مشکل سے کامیاب ہو سکا تھا۔ اس سے حاصل ہی کیا ہوگا۔ اسے اصل موضوع چھیڑنا تھا ۔۔۔۔۔ وہ صاف صاف باتیں کرنا چاہتا تھا "میرا خیال ہے کہ آپ نے مسٹر شا سے باتیں کی تھیں"

اس نے حیرت سے وانگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "جی۔ شا ہی سے"

"میرا بھی یہی خیال تھا"

"کیوں ؟"

"میں سمجھ گیا تھا کہ یہ اسی کا نقطۂ نظر ہے"

"یہ آپ کا نقطۂ نظر نہیں ہے ؟"

"کیسے ہو سکتا ہے"

"تو پھر آپ کا نقطۂ نظر کیا ہے مسٹر وانگ ؟"

اسے کچھ تامل ہوا۔ وہ ایک لمحے تک گم سم بیٹھا رہا۔ اب یہ صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ جولیا کے دماغی خلل کی باتیں بے بنیاد

تھیں۔ لوگوں کو اس سے عداوت معلوم ہوتی ہے۔ وہ بڑی چالاک عورت ہے...... حد سے زیادہ چالاک! اسے ایک ایک لفظ تول کر بولنا چاہیئے۔

اس کی خاموشی سے فائدہ اٹھا کر جولیا کہنے لگی "شاید آپ اس سوال کا جواب دینا پسند نہیں کرتے"

"نہیں۔ نہیں" اس نے فوراً جواب دیا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے پھر کوئی قابلِ اعتراض بات کہلانا چاہتی ہے' یہ ایک بڑا مشکل کام ہے۔ مسٹر پریلس اپنا نقطۂ نظر بیان کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ اسے مختصر الفاظ میں کس طرح ادا کیا جا سکتا ہے۔"

"اچھا۔ میں ایک سیدھی سی بات دریافت کرتی ہوں۔ آپ نے چند منٹ قبل کہا تھا کہ ایوری بلرڈ بالکل میرے دادا کی طرح تھے۔ اس سے آپ کی مراد کیا یہ تھی کہ مسٹر بلرڈ کارپوریشن کو بالکل اسی طرح چلاتے تھے جیسے سنہ ۱۸۹۰ء میں کوئی کمپنی چلائی جاتی تھی اس کا مالک یا نگرانِ اعلیٰ ایک دیوتا ہوتا تھا ـــــ سیاہ وسپید کا مالک ـــــ نادر گل ـــــ ایک مطلق العنان آمر؟"

غصے کی شدت نے اس کی طاقتِ گویائی سلب کر لی تھی۔ لیکن اسے غصہ جولیا پر نہیں شاید آرہا تھا سارا قصور شا کا تھا...... وہ صرف شا کے الفاظ دہرا رہی تھی...... صرف شا نے

اس کے دماغ کو "آمریت" کے تصور سے مسموم کیا ہے۔ اسے جوابی حملہ کرنا چاہیئے! مگر کیسے؟ اس کے صرف دو راستے ہو سکتے ہیں مگر ان دونوں سے منزل تک رسائی یقینی نہیں تھی۔ اگر وہ الوری بلرڈ کی صفائی پیش کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ "آمریت" اور ان تمام ناپسندیدہ باتوں کی حمایت کا قصوردار ہوگا جن سے شانے اسے متنفر کر دیا ہے........ وہ ان خرابیوں سے چشم پوشی کا مرتکب ہوگا جو کمپنی میں موجود ہیں۔ ہاں کمپنی میں خرابیاں بھی ہیں..... بہت سی خرابیاں، اور وہ موقع ملتے ہی انھیں ختم کرنے کی تدبیریں بھی کرے گا! مگر اس نے ان خرابیوں کا اس وقت اعتراف کر لیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ خود اس جال میں پھنس جائے گا جو شانے اس کے لئے بچھایا تھا۔

"آپ کے دادا نے پرانی ٹریڈوے کمپنی کا جس طرح انتظام چلایا تھا اس کا مقابلہ اس ٹریڈوے کارپوریشن سے کرنا بہت مشکل ہے جسے چلانے کی ذمہ داری الوری بلرڈ پر تھی۔ آپ کے دادا کے زمانے میں ـــــ"

اس نے ہاتھ کے اشارے سے ،النگ کو خاموش کرتے ہوئے کہا

"یہی تو اصل بات ہے مسٹر والنگ ـــــ آپ نے جو الفاظ ابھی ابھی کہے ہیں ـــــ ٹریڈوے کارپوریشن، جسے چلانے کی ذمہ داری الوری بلرڈ پر تھی"

"یہ تو بات کہنے کا ایک طریقہ تھا مسٹر پرنس"

"جی نہیں۔ کیا یہ غلط ہے کہ ایوری بلرڈ نے کارپوریشن چلانے کی تمام ذمہ داریاں خود سنبھال لی تھیں اور وہ ہر کام تنہا کرتے تھے"

"جی نہیں یہ درست نہیں ہے۔ یہ درست ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ کارپوریشن اتنی بڑی تھی کہ یہ بالکل ناممکن تھا اس میں ہر روز ہزاروں فیصلے کئے جاتے ہیں اور کمپنی کی شاخیں ہر جگہ ـــــ۔"

"میری مراد اہم فیصلوں سے تھی۔ وہ فیصلے جو بلند ترین سطح پر کئے جاتے ہیں اور اصل میں انہی پر ہر چیز کا دارو مدار ہوتا ہے۔"

"اگر کوئی ایسا فیصلہ کرنا ہو جس کا کمپنی کی پالیسی پر گہرا اثر پڑ سکتا ہو تو اس کا فیصلہ ڈائرکٹروں کا بورڈ ہی کرتا ہے"

"لیکن مسٹر والنگ آپ نے ایک یا دو منٹ پہلے تو یہ کہا تھا کہ ڈائرکٹروں کے اجلاس کو کبھی کوئی اہمیت حاصل نہیں رہی۔"

اس کا دل بیٹھنے لگا وہ خواہ مخواہ ایک ایسے جال میں پھنستا چلا چلا جا رہا تھا جس میں سے نکلنا مشکل تھا۔ اپنا غصہ روکنے کے لئے اس نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔ "ہم گھوم پھر کر ایک ہی جگہ پہنچ جاتے ہیں"

"جی ہاں۔ ہے تو یہی بات"

"آپ اجازت دیں تو ایک سوال آپ سے میں کروں۔ مسٹر پرنس"

"جی ہاں۔ ضرور"

"آپ کو یہ فکر کیوں ہے کہ ایوری بلرڈ کس طرح کمپنی کا انتظام کرتے تھے۔ کیا آپ محسوس نہیں کرتیں کہ انھوں نے کمپنی بڑی کامیابی سے چلائی تھی؟"

اس نے اس کا جواب اتنی تیزی سے دیا جیسے اسے پہلے سے معلوم تھا کہ والنگ یہی بات کہنے والا ہے۔

"مجھے ماضی سے زیادہ مستقبل کا خیال ہے۔ مسٹر والنگ کیا آپ کو میری اس رائے سے اتفاق نہیں ہے کہ اس سوال پر غور کرنا ضروری ہے کہ کمپنی کے نظم ونسق کے متعلق آئندہ بھی وہی رویہ مناسب ہوگا.... جو مسٹر بلرڈ کا تھا؟"

"میں ابھی تک نہیں سمجھ سکا کہ اس سے آپ کی مراد کیا ہے۔"

"میں اپنا سوال نہیں دہرانا چاہتی — کیونکہ آپ اسے پسند نہیں کرتے"

"آپ انھیں اب بھی ڈکٹیٹر سمجھتی ہیں؟"

"کیا وہ ڈکٹیٹر نہیں تھے؟" اب اس کے لبوں پر ہلکا سا تبسم بھی دوڑ گیا تھا مگر وہ تابڑ توڑ حملے بند کرنے پر آمادہ نہیں معلوم ہوتی تھی۔

اس نے اپنے ہاتھ سے کرسی کا ہتھا اس زور سے دبایا جیسے اس کی انگلیاں ٹوٹ جائیں گی "مسز پرنس بلند ترین منصب صرف ایک آدمی کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ یہ اصول ہر جگہ صادق آتا ہے۔"

خواہ یہ کوئی صنعتی کارپوریشن ہو ــ کوئی فوج ــــ کوئی قوم ــ یاکوئی اور ادارہ۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کا نظام کیسا ہے لیکن بلند ترین منصب پر کسی نہ کسی کا ہونا ضروری ہے۔ بالآخر ہر چیز کی ذمہ داری اسی پر ہوتی ہے۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس حیثیت سے۔"

"آپ ذمہ داری کی باتیں کرتے ہیں مسٹر والنگ مگر یہ ذمہ داری کس کی جانب سے عائد ہوتی ہیں؟"

"کمپنی کی جانب سے"

"حصص کے مالکوں کی طرف سے نہیں؟"

"جی ہاں۔ کسی حد تک"

"کسی حد تک۔ مسٹر والنگ کیا آپ کی رائے میں کمپنی حصہ داروں کی نہیں ہوتی ــــ یہ ان کی ملکیت نہیں ہوتی کیا؟ ــــ کیا کمپنی کا واحد مقصد یہ نہیں ہوتا کہ وہ حصص کے مالکوں کے لئے زیادہ سے زیادہ منافع کمائے؟"

اس نے اپنا غصہ ضبط کرنے کی پوری کوشش کی تھی مگر اس کے ذہن پر آہستہ آہستہ ایک غبار چھا گیا تھا جس کے دھندلکے میں اسے جولیا ٹریڈ وے پرنس اور لورن شا کے درمیان کوئی فرق نظر نہیں آتا تھا۔ یہ الفاظ شا کے ضرور تھے مگر آواز جولیا کی تھی۔ انھیں دہرانے کی ذمہ داری تو بہرحال جولیا پر تھی

جولیا کو اس کا کیا حق تھا کہ وہ اسے اس عذاب میں مبتلا کرتی......

صرف اس لئے کہ وہ چند حصص کی مالک تھی...... اس لئے کہ اس کے پاس کاغذ کے چند ٹکڑے تھے جن کی مدد سے وہ گھر بیٹھے منافع وصول کرتی رہتی ہے اور کام دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ آلڈرسن ٹھیک کہتا تھا...... جولیا کو صرف اپنے منافع سے غرض ہے...... روپیہ...... ایک ایسے شوہر کے عیش و آرام کے لئے جس نے زندگی بھر میں کوئی کام کی بات نہیں کی...... اس کی وجہ سے مسٹر بلرڈ اچھے خاصے دردسر میں مبتلا ہو گئے تھے...... اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ کیا وہ دولت کی اتنی بھوکی ہے کہ اس میں شکر گزاری کا ذرا بھی مادہ نہیں ہے۔...... کیا وہ اتنی اندھی ہو گئی ہے کہ یہ بھی نہیں محسوس کر سکتی کہ اس نے یہ تمام دولت صرف ایوری بلرڈ کی وجہ سے حاصل کی ہے...... اگر بلرڈ نہ ہوتا تو اس کے بیش قیمت حصص کو کوئی کوڑیوں بھی نہ پوچھتا... اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب ایوری بلرڈ کا عطیہ ہے...... اس کا کھانا، اس کا لباس یہاں تک کہ یہ سگریٹ جسے وہ بیٹھی ہوئی مسلسل پھونک رہی ہے ہر چیز اسے بلرڈ سے ملی ہے...... اور اس کی آنکھیں بند ہوتے ہی وہ اس کے خلاف ہو گئی۔ ابھی اس کا کفن بھی میلا نہیں ہوا ـــ..... اس لئے کہ اب وہ اس کی کسی بات کا جواب نہیں دے سکتا۔ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

والنگ کے ضبط کا پیمانہ چھلک اٹھا۔ اس نے احتیاط کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اب وہ مروت نہیں کر سکتا تھا۔ گول مول باتوں کا وقت گزر

چکا تھا۔ کچھ کہنے سے پہلے الفاظ کو ناپنے تولنے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ اس کے منہ میں جو کچھ آیا وہی اس نے کہنا شروع کر دیا "آپ نے میرا نقطۂ نظر دریافت کیا ہے مسٹر پرلنس۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میرے کیا خیالات ہیں۔ ایوری بلرڈ ایک عظیم الشان تھا اور اس نے ایک عظیم کمپنی تعمیر کی ہے۔ جی ہاں۔ اسی نے تعمیر کی ہے۔ اور صرف اس لئے کہ وہ ایک جری آدمی تھا۔ وہ کسی سے ڈرتا نہیں تھا۔ وہ ان گھٹنوں کے بل چلنے والے آدمیوں سے خائف نہیں تھا۔ جو اسے آمر یا خود ساختہ دیوتا یا معلوم نہیں کیا کہتے تھے۔ اسے کسی کی پروا نہیں تھی۔ اسے کسی بات کا غم نہیں تھا۔ ایوری بلرڈ کسی چیز کو اہمیت نہیں دیتا تھا۔ اس کے لئے کمپنی سب کچھ تھی۔ خدا کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے بلرڈ کو ہمارے لئے رحمت کا فرشتہ بنا کر بھیجا۔ اور آپ کو بھی یہی کہنا چاہیئے۔ جولیا ٹریڈوے ـــــ اور سب سے زیادہ آپ کو"

وہ باتوں کے جوش میں اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جُولیا تڑپ کر اُٹھی اور والنگ کو پکڑ کر اسے جانے سے روکنے لگی۔

"نہیں۔ نہیں" جولیا نے کوئی پروا کئے بغیر چیخ کر کہا۔ اس نے احتیاط کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔

"آپ غلط کہتے ہیں۔ غلط۔ بالکل غلط۔ آپ سمجھتے ہیں کہ مجھے ان سے محبت نہیں تھی۔ یہ غلط ہے۔ مجھے ان سے بے پناہ محبت تھی۔ اتنی ہی جتنی آپ کو ہے ـــ اس سے بھی زیادہ۔ خدا کے

لئے میری بات مان جائیے ۔ مان جائیے۔"

والنگ اس کی طرف گھور رہا تھا اور اس کی باتوں پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ ہاں اس کا غصہ کافور ہو چکا تھا۔

"میں آپ کو ایسی باتیں دل میں نہیں لانے دوں گی۔ خدا کے لئے۔ ایسی باتیں نہ کیجئے۔" اس نے لجاجت سے کہا "آپ نے کہا تھا ۔۔۔ تمہیں بھی یہی کہنا چاہیئے۔ سب سے زیادہ تم کو ۔۔۔ جی ہاں۔ آپ نے ٹھیک کہا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ الوری یلرڈ نہ ہوتے تو آج میں کہاں ہوتی ؟ میں پاگل خانے میں ہوتی ا۔ شاید وہاں سے کبھی نہ نکل سکتی۔ یہ بالکل درست ہے۔ ڈاکٹر بھی اسکی تصدیق کریں گے۔ وہ فرشتۂ رحمت تھے۔ انھوں نے مجھے میرا دماغی توازن واپس دلایا۔ میری زندگی واپس دلائی۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ پر اُن کے بہت سے احسان ہیں۔ میرے اوپر اس سے کئی ہزار گنا زیادہ احسان ہیں۔ کیا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ میں نے ان کی بدگوئی نہیں کی۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی تھی۔ یہ ناممکن ہے۔ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتی ۔۔۔ کبھی نہیں۔ میں تو صرف ۔۔۔"

یہ کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی۔ اس نے اس طرح آہیں بھریں جیسے وہ سسکیاں لے رہی ہو "کیا آپ کا اب بھی یہی خیال ہے کہ میرا دماغی توازن درست نہیں ہے۔"

والنگ نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا "مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ

آپ کیوں ——"

"اس لئے کہ میں جانتی تھی کہ وہ مر چکے ہیں۔ اس لئے کہ مسٹر شلنے کل مجھ سے کہا تھا کہ اب دوسرا الوری بلرڈ پیدا نہیں ہو سکتا۔"

اس نے محسوس کیا کہ جولیا کی طرح اس کے قویٰ بھی جواب دے گئے ہیں۔ اس کا جسم کھوکھلا ہو گیا ہے —— روح اور زندگی سے محروم —— وہ نہیں۔ اب کوئی دوسرا الوری بلرڈ پیدا نہیں ہو سکتا"

"—— مگر میکڈانلڈ والنگ تو زندہ ہے۔" یہ الفاظ جولیا نے سرگوشی کے انداز میں کہے تھے مگر ان میں اتنی شدت تھی کہ جیسے تھی کہ جیسے وہ چیخ رہی ہو۔" مجھے اس سے پہلے یہ معلوم نہیں تھا مگر اب معلوم ہو گیا۔ آپ ٹریڈرے کارپوریشن کے صدر ہوں گے۔ آپ —— میکڈانلڈ والنگ۔"

یہ ایک غیر متوقع فتح تھی۔ جولیا اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

"آپ یہ بار اٹھا سکتے ہیں"

والنگ زبردستی مسکرا دیا۔

احساسِ کامرانی کے باوجود والنگ تلخ حقائق کو فراموش نہیں کر سکا،

"اس کے لئے ہم دو کافی نہیں ہیں۔" پریزیڈنس۔ انتخاب کے لئے چار ووٹ ضروری ہیں"

"چار"

"جی ہاں۔ صدر کے انتخاب کے لئے چار ووٹ ضروری ہیں"

"اچھا۔ کیا اس کا انتظام بہت مشکل ہے۔"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں"

"اس میں شک نہیں کہ مسٹر شا خود صدر بننا چاہتے ہیں۔ کل رات جب وہ یہاں آئے تھے تو انھوں نے صاف صاف کہہ دیا تھا"

"جی ہاں مجھے معلوم ہے"

"اور مسٹر آلڈرسن بھی یہی چاہتے ہیں۔ مسٹر شا کی باتوں سے میں نے اندازہ لگایا تھا کہ مسٹر آلڈرسن ہی ان کے سب سے بڑے حریف ہوں گے۔" اس نے پلک جھپکتے ہوئے کہا "مسٹر شا کو جب یہ معلوم ہوگا کہ صدر کون بننے جا رہا ہے تو انھیں بڑی حیرت ہوگی"

والنگ نے جولیا کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا "میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ میں آلڈرسن کا ووٹ حاصل کر سکتا ہوں۔ مجھے اس کا یقین ہے۔ اور ممکن ہے مجھے والٹ ڈوڈلے کا ووٹ بھی مل جائے۔ آلڈرسن اس سے ملاقات کے لئے جانے والا تھا"

"آپ کو اس کا نتیجہ کب معلوم ہوگا؟"

اس نے ایک لمحہ تک سوچنے کے بعد کہا "کیا میں آپ کا ٹیلیفون استعمال کر سکتا ہوں"

"جی ہاں۔ بڑے شوق سے" اس کی آواز سے اس کی بے تابی صاف ظاہر تھی اور جب وہ اٹھ کر ٹیلیفون کی طرف جانے لگا تو اس کی نظریں اس کا تعاقب کرتی رہیں۔

بارہ بج کر بارہ منٹ دوپہر

ایریکا مارٹن ڈفائنٹ پرنس کے گھر ٹیلیفون کرنے کی کوشش میں مصروف تھی۔ پہلی بار اسے نمبر نہیں مل سکا۔ بے تابی سے اس کا کلیجہ بیٹھا جا رہا تھا۔ اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ڈائرکٹری دوبارہ دیکھی۔ نمبر تو صحیح تھا۔ اس نے دوبارہ وہی نمبر ملایا۔ اس بار ٹیلیفون مصروف نہیں تھا۔ وہ تن کر بیٹھ گئی اسے یقین تھا کہ ٹیلیفون پر جُولیا بولے گی۔ مگر اسے والنگ کی آواز سنائی دی!

"مسٹر والنگ۔ میں ایریکا مارٹن بول رہی ہوں۔ مجھے ابھی ابھی مسٹر کیسویل کا فون آیا ہے۔ وہ طیارے پر آئے ہیں اور ہوائی اڈے پر انتظار کر رہے ہیں میں انھیں اپنی کار پر لینے جا رہی ہوں میں نے سوچا کہ شاید آپ بھی ان سے ملنا چاہیں۔ اس لئے ـــ جی ہاں۔ نہیں وہ مجھ سے بات کرنا چاہتے تھے اس لئے میں نے ان سے کہہ دیا کہ میں آپ سے ملنے آ رہی ہوں۔"

والنگ کے کہنے کے مطابق ایریکا مارٹن کچھ دیر ٹھہری رہی۔ وہ اس طرح اپنی آنکھیں بند کر رہی تھی جیسے وہ اپنی مٹھی بھینچ رہی ہو آخر وہ اتنی تلخی کیوں محسوس کر رہی ہے ـــ صرف اس لئے کہ مسٹر والنگ اس عورت سے باتیں کر رہے ہیں۔ کیوں، کیوں، کیوں؟

اس نے والنگ کی آواز دوبارہ سنی "جی ہاں۔ فرمائیے مسٹر والنگ ـــ جی ہاں میں انھیں لے کر وہاں آ سکتی ہوں ـــ

آپ کہتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"

اس نے اپنی آنکھیں دوبارہ بند کرلیں ...... وہ ایک ایسی صورتِ حال کا مقابلہ کررہی تھی جس کی وہ خود ذمہ دار تھی .... بُرا نا سلسلہ پھر شروع ہو جائیگا مگر یہ خود اس کا قصور تھا۔ اس نے دالنگ کو صندوقچہ لے کر کیوں جانے دیا۔ ..... مگر جولیا ٹریڈوے پولیس کو کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی .... نہیں اس بار جب مسٹر کیسویل اس کے یہاں جائیں گے تو وہ بھی ان کے ساتھ جائے گی۔

وہ اپنی ہیٹ لینے کے لئے بڑھی۔ اسے اتنا بھی یاد نہیں رہا تھا کہ ٹیلیفون کرنے سے پہلے وہ ہیٹ پہن کر جانے کیلئے تیار ہو چکی تھی۔

سوا بارہ بجے دوپہر

"اگر ہم جارج کیسویل کا ذہنی حاصل کرلیں تو کام چل جائے گا"

"ہاں۔ پھر تو کام بن جائے گا" ڈان دالنگ نے جواب دیا

"تب تو ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ خوش قسمتی سے میں مسٹر کیسویل کو جانتی ہوں بلکہ کل ہی فون پر میری اور ان کی بات ہوئی ہے۔ کوئی شخص ٹریڈوے کے حصص خریدنا چاہتا تھا۔ میرے خیال میں آپ کیسویل کو میرے اوپر چھوڑ سکتے ہیں"

"کیا آپ کے خیال میں میرا یہاں سے ہٹ جانا زیادہ مناسب ہوگا؟"

"جی ہاں مناسب تو یہی ہے۔ آپ کہاں ملیں گے — اپنے مکان پر؟"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔" میں ذرا دیر کے لئے آلڈرسن کے یہاں ٹھہروں گا ـــــ کہیں وہ اب بھی وہیں بیٹھا ہوا تو نہیں ہے ـــــ پھر میں گھر چلا جاؤں گا "

بارہ بجکر انیس منٹ دوپہر

فریڈرک آلڈرسن نے جب تک اپنی کار کا رفتار پیما نہیں دیکھا اسے یہ احساس تک نہیں ہوا کہ اب تک وہ جس شور کو اپنے ذہنی طوفان کا حصہ سمجھتا رہا تھا وہ دراصل پولیس والے کی سیٹی کی آواز تھی ۔ اس نے دیکھا کہ رفتار پیما کی سوئی بیاسٹھ پر تھرتھرا رہی ہے ۔ اس نے رفتار کم کر لی اور ایک سپاہی کو اپنی کار کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا ۔ جو انگوٹھے کے اشارے سے اسے کار ایک کنارے کھڑی کرنے کی ہدایت دے رہا تھا ۔

کار رکنے کے بعد وہ سخت گھبرایا ہوا تھا ۔ ایک ایک پل ایک ایک سال کا معلوم ہو رہا تھا ۔ اس نے اس سے قبل ٹریفک کے قواعد کی کبھی خلاف ورزی نہیں کی تھی ۔ سپاہی کا چہرہ بالکل کھڑکی کے اندر نمودار ہوا اس کی آواز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی جلاد کسی کو تختہ دار پر چڑھانے سے قبل اسے تسلی دے رہا ہو ۔

" میں آپ کا لائسنس دیکھ سکتا ہوں "

آلڈرسن کی انگلیاں کانپ رہی تھیں ۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے بٹوے سے لائسنس نکالا اور اسے سپاہی کی طرف بڑھا دیا

" مجھے افسوس ہے۔ دراصل مجھے میری لینڈ پہنچنے کی جلدی تھی۔ میں نے یہ محسوس تک نہیں کیا کہ میں کتنی تیز کار چلا رہا ہوں۔"

" آپ کمپنی والے آلڈرسن ہیں؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔ ملبرگ کا ہر شخص ٹریڈ وے کارپوریشن کو ہمیشہ کمپنی کہتا تھا۔

" جی ہاں۔ جی ہاں۔ آپ کا خیال ٹھیک ہے۔ میں"

" میرے والد کی تمام زندگی کمپنی ہی میں گزری ہے۔ ان کا نام جان سویزر ہے۔ وہ پاٹک سٹریٹ میں کام کرتے ہیں۔"

" اچھا۔ وہ مسٹر گریم کی فیکٹری میں کام کرتے ہیں" پہلی بار اچھی طرح سانس لینے کے قابل ہوا تھا سیٹی کی آواز سننے کے بعد اس کا دم بری طرح پھولنے لگا تھا۔ " وہ مسٹر گریم کے آدمی ہیں۔ وہیں میں بھی جا رہا تھا۔ مسٹر گریم سے ملنے ـــ بات یہ ہے کہ ـــ"

" مسٹر بلرڈ کے متعلق سن کر بڑا افسوس ہوا۔"

" ہاں بھئی۔ کوئی کیا کر سکتا ہے"

" ان کی عمر بھی زیادہ نہیں تھی۔ اخبار میں لکھا تھا کہ وہ صرف چھپن سال کے تھے۔

" ہاں ٹھیک ہے۔"

سپاہی نے لائسنس اسے واپس کرتے ہوئے کہا " اب ذرا آہستہ کار چلائیے گا۔ مسٹر بلرڈ کا غم ابھی ہرا ہے"

بارہ بج کر اکیس منٹ دوپہر

"جی نہیں۔ مجھے کچھ نہیں معلوم کہ وہ کہاں گئے۔ مسٹر والنگ" ایڈتھ آلڈرسن نے افسردگی سے کہا "آپ کے جانے کے فوراً بعد وہ بھی چلے گئے تھے۔ اس کے بعد کچھ نہیں معلوم ہوسکا کہ وہ کہاں ہیں"

بارہ بج کر بائیس منٹ دوپہر

ملبرگ کے ہوائی اڈے پر جارج کیسویل ٹیلیفون کرکے باہر نکلا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس نے دیکھا کہ لورن شا اور جے والٹر ڈڈلے اس کا انتظار کر رہے ہیں۔

الیوری ہلرڈ کی موت کے متعلق رسمی اظہارِ غم کے بعد شا نے اسے ہوائی اڈے پر اپنی موجودگی کا سبب بتاتے ہوئے کہا "آج صبح بعض واقعات بالکل خلافِ توقع پیش آگئے جارج۔ میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا تھا اس لئے تمہارے گھر فون کیا۔ مسز کیسویل نے بتایا کہ تم طیارے پر ملبرگ روانہ ہو چکے ہو اس لئے والٹ کو لے کر یہاں چلا آیا"

"اس موقع پر تمہاری موجودگی بہت مفید ثابت ہوگی"۔ ڈڈلے نے کہا "بڑا اچھا کیا جو تم آگئے۔ بڑی خوشی ہوئی کہ تم نے اس کا وقت نکال لیا۔"

"بھئی سچی بات یہ ہے کہ مجھے اس کی توقع نہیں تھی"

جارج کیسویل ان کی چاپلوسی پر دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا۔

یہ بڑے کام کے آدمی ہیں ...... یہ دونوں ...... سمجھ دار اور ملنسار ...... نائب صدر کا رویہ ایسا ہی ہونا چاہئیے۔

" مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ میرے آنے سے کوئی فائدہ بھی ہوگا ...... میں کسی کے لئے کر ہی کیا سکتا ہوں ـــــ لیکن طیارہ مل گیا اس لئے سوچا کہ چلا ہی چلوں۔ اس نے سوچا۔ شا کا اس سے کیا مطلب تھا کہ آج صبح بعض واقعات خلافِ توقع پیش آگئے تھے۔ ..... کیا پلیچر نے اسے فون کیا تھا؟ ہاں، یہ ممکن ہے ...... پلیچر شا کو جانتا ہے ...... مگر ایسی باتیں چھیڑنے کا یہ موقع مناسب نہیں ہے۔

" دوپہر کے کھانے کا وقت ہے۔ اگر ہم کلب چل کر کچھ کھالیں تو کیسا رہے گا" ڈڈلے نے اپنے چہرے سے غم کی مصنوعی نقاب اٹھاتے ہوئے کہا

" کاش یہ ممکن ہوتا" کیسویل نے ہچکچاتے ہوئے کہا " میں مس مارٹن کو پہلے ہی فون کر چکا ہوں اور وہ مجھے لینے کے لئے روانہ ہو چکی ہیں۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ یہاں کون مل سکے گا اس لئے میں نے انہی کو فون کرنا مناسب سمجھا ـــــ اس کے علاوہ میں ان سے بعض باتوں کی تصدیق بھی کرنا چاہتا ہوں"

" یہ تو کوئی بات نہ ہوئی" ڈڈلے نے کہا " ہم انھیں بھی کلب لیتے چلیں گے۔ تین آدمی اگر کسی سکرٹری کو کلب لے جائیں تو اس میں

مغالطہ کیا ہے۔

یہ بات کسی حد تک اوچھے پن پر محمول کی گئی۔ کیسویل کے خیال میں یہ بدمذاقی بھی تھی مگر اس پر اسے کسی سے شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ایک بار نیو یارک میں وہ خود اپنی سکرٹری کو بھی دوپہر کے کھانے پر لے گیا تھا اور اس نے کٹی کو سمجھا دیا تھا کہ یہ اقدام بہت مفید ثابت ہوا تھا۔ کسی کاروباری ادارے کے سربراہ کے لئے سکرٹری بڑی اہمیت رکھتی ہے ـــــ بعض صورتوں میں تو وہ نائب صدر کے برابر اہمیت اختیار کرلیتی ہے ـــــ اور یہ ضروری ہے کہ وہ اس کے نقطۂ نظر سے پوری طرح واقف ہو۔

"تمہیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لورن" ڈوڈلے نے سوال کیا۔

"نہیں مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے" شل نے سرد مہری سے جواب دیا۔

"وہ خود بھی اس پر خوشی محسوس کرے گی" ڈوڈلے نے کہا "اس واقعے سے اسے یقیناً سخت صدمہ پہنچا ہو گا ـــــ وہ مسٹر بلرڈ سے بہت قریب تھی ـــــ اتنے سال تک ایک ساتھ رہنے کے بعد یہ ناگزیر بھی ہے۔ اسے اپنے ساتھ لے جانے اور کھانا کھلا دینے سے اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ ممکن ہے اس سے پہلے وہ کبھی کسی کلب میں گئی ہی نہ ہو"

جارج کیسویل نے ایک جھرجھری سی لی اور اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ اس کی طرح نشا بھی ڈوڈلے کے یا تو نی پن پر ناخوش تھا۔ لیکن اس کے سوا کوئی چارہ کار بھی نہیں ہے .... جن لوگوں کا فروخت کے شعبے سے تعلق ہوتا ہے وہ ہمیشہ ایسے ہی ہوتے ہیں ...... مگر اسے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ نشا خوش مذاق آدمی تھا۔

وہ ٹہلتے ٹہلتے ہوائی اڈے سے کچھ دُور گئے ہوں گے کہ ایک سبزی مائل کار اندر داخل ہوئی اور اس تیزی سے جنگلے کے سامنے کھڑی ہو گئی کہ چھوٹے چھوٹے کنکر اُڑ کر دُور تک گرے۔

"وہ رہی" ڈوڈلے نے کہا اور جب وہ کار سے نکلی تو ڈوڈلے نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا "آئیے" تشریف لائیے۔ ایسے مواقع بار بار نہیں ملتے۔ تین شریف آدمی آپ کو دوپہر کے کھانے پر لے جانے کے لئے آپ کے منتظر ہیں"

جارج کیسویل اس کا اُترا ہوا چہرہ دیکھ کر بے حد ملول ہوا مگر اسے یہ دیکھ کر خوشی بھی ہوئی کہ ایریکا مارٹن بھی بہت خوش مذاق ہے۔ وہ اپنی سکرٹری کے لئے یہ خصوصیت بہت ضروری سمجھتا تھا۔

۱۳

ملبرگ، پنسلوینیا

بارہ بج کر چالیس منٹ دوپہر

میری وا لنگ انتظار کر رہی تھی ـــــ اور ہمیشہ کی طرح اسے آج بھی احساس تھا کہ اس کی زندگی کا بیشتر حصّہ انتظار ہی میں گزرا ہے۔ کبھی کبھی وہ سوچتی کہ اس کی زندگی ایک مسلسل انتظار ہے..... وہ ڈان وا لنگ کے گھر آنے کا انتظار کرتی ہے...... اس کے بلانے کا انتظار کرتی ہے....... اس کی باتوں کا انتظار کرتی ہے تاکہ اس کا اضطراب دُور ہو سکے اور وہ اس کی زندگی کے رنج و غم میں شریک ہو سکے۔ وہ اس شرکت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتی تھی..... یہی اس کی محبت کی جان تھی ـــــ مقصد اور روح تھی۔ لیکن کیا اس کے شوہر کا بھی یہی مقصد تھا۔ اس کا میری کو کبھی یقین نہیں ہوا..... بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بالکل الگ تھلگ رہ کر زندگی گزارنا

چاہتا ہے ..... جب وہ میری کو شریک بناتا تو وہ محسوس کرتی کہ اس کے اُوپر احسان کیا جا رہا ہے یا اس پر وہ محض طوعاً و کرہاً آمادہ ہُوا ہے۔

آخر ڈان یہ کیوں نہیں محسوس کرتا کہ وہ بھی اس کی کچھ مدد کر سکتی ہے .... اگر وہ اسے موقع دے تو وہ ایسے کام کرنے میں بھی معاون ہو سکتی ہے جنھیں وہ خود نہیں کر سکتا؟ اس لئے نہیں کہ وہ اس کا ممنونِ احسان ہو، اس کا شکریہ ادا کرے ..... بلکہ وہ اس وقت اور زیادہ مسرت و اطمینان محسوس کرتی تھی جب وہ اس کی مدد کرتی تھی مگر اس کے شوہر کو اس کا خیال تک نہ آتا تھا کہ وہ کسی شکل میں اس کے کام آئی ہے۔ ایسی صورتوں میں اس کی امداد ایک ہدیۂ محبت ہوتی تھی .... ہاں محبت .... بے لوث اور بے غرض ...... وہ بھی اسے کچھ دے سکتی تھی ...... مگر اس تحفے کی خواہش تو ظاہر کی جائے۔

اس نے سوچا کہ میں اپنے خیالات میں بہت زیادہ غلطاں و پیچاں رہتی ہوں ـــــ اور وہ پھر اپنے من کی دنیا میں ڈوب گئی .....
وہ اس کے لئے بہت کچھ کر سکتی ہے ...... اس کے اُلجھے ہوئے خیالات کو سلجھا سکتی ہے ...... ان میں ترتیب و تنظیم پیدا کر سکتی ہے ...... اس کا خلجان دُور کر سکتی ہے ...... کسی پراگندگی اور اُلجھن کے بغیر ...... کسی خوف اور اندیشے کے بغیر۔ اور اس کی

ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب وہ اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیتا ہے ...... جب اسے میری کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے ...... آج صبح کی طرح جب وہ دونوں ایوری یارڈ کے متعلق باتیں کر رہے تھے اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش میں مصروف تھے کہ اس کا جانشین کون ہوگا۔

اسے بولنے پر مجبور کرنے کی آج اس نے بڑی کوشش کی تھی۔ اس کے لئے زندگی میں اتنے حیلے تراشنے کی کبھی ضرورت نہیں ہوئی تھی اس کے باوجود وہ اس سے اپنے دل کی بات کہنے پر آمادہ نہیں ہوا، نہ ان اندیشوں کو ظاہر ہونے دیا جو اس پر بُری طرح چھائے ہوئے تھے۔ اگر اسے ذرا بھی موقع ملتا، اتفاق سے بھی کوئی بہانہ ہاتھ آجاتا تو وہ اس سے کہہ سکتی تھی کہ اس کے تمام اندیشے بے بنیاد ہیں ..... اس کی زندگی کا دارومدار ایوری یارڈ پر نہیں تھا ...... اس میں خود بھی بڑی طاقت موجود ہے ...... اتنی طاقت جس کا اسے خود بھی احساس نہیں ہے۔ اسے ایوری یارڈ کی ضرورت نہیں ہے! اسے اگر کسی دوسرے سے کچھ مل سکتا ہے تو وہ اسے خود اپنی رفیقۂ حیات سے حاصل ہو سکتا ہے۔

میری والنگ اپنی خیلات میں کھوئی ہوئی تھی کہ اس نے پھاٹک میں موٹر داخل ہونے کی آواز سنی۔ اس آواز کو وہ اس کے قدموں کی چاپ کی طرح اچھی طرح پہچانتی تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی

صدر دروازے کی طرف روانہ ہو گئی۔ والتنگ نے اپنا ہاتھ اس کی گردن میں حمائل کر دیا۔ آج صبح ضرور کوئی بات ہوئی ہو گی! وہ اس کے پھڑکتے ہوئے عضلات کے تناؤ کا مفہوم اچھی طرح سمجھتی تھی۔ اس کے چہرے سے خود اعتمادی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔

"مسز پرنس نے فون کیا تھا؟" اس نے پاٹ دار آواز میں دریافت کیا۔ اس کے لہجے میں وہ یگانگت جاتی رہی تھی جس کی توقع سے ایک لمحہ قبل اس کے دل کی کلی کھل اٹھی تھی۔

"مسز پرنس؟"

"ہاں وہ کیسویل سے باتیں کرنے والی تھیں انھوں نے کہا تھا کہ موقع ملتے ہی وہ مجھے فون کریں گی"

اس نے کچھ اس طرح باتیں کی تھیں جیسے اسے تمام واقعات کا علم ہو۔ اسے یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ اس نے جو باتیں میری سے پوشیدہ رکھی تھیں ان کا علم اسے کیسے ہو سکتا تھا "ڈان ہوا کیا۔ کچھ بتاؤ تو سہی؟"

"کیا ہوا؟" اس نے حیرت سے پوچھا پھر اچانک سپاٹ آواز میں کہنے لگا "ہاں میں صدر کا عہدہ سنبھالنے جا رہا ہوں"

"صدارت۔ نہیں۔ سچ کہو۔ مجھے یقین نہیں آسکتا۔ بس۔" اس کی نظریں دیکھ کر وہ یکبارگی خاموش ہو گئی۔

"تمھیں اتنی حیرت کیوں ہوئی؟" اس نے سوال کیا جیسے وہ

اس پر کوئی الزام لگا رہا ہو۔

"ڈان۔ ارے۔ ڈان۔ یہ کیسے ہوگا۔ میں یہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ ــــ"

وہ بات کرتے کرتے خاموش ہوگئی۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اسے یہ بات نہیں کہنی چاہیئے تھی۔ معلوم نہیں کیوں وہ اس کی حیرت کو اعتماد کے فقدان سے تعبیر کرنے لگا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ اس کی گردن میں حمائل کرتے ہوئے کہا "نہ پوچھو کہ مجھے کتنی خوشی ہوئی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تم سے کیا کہوں ــــ مجھے کتنا فخر ہے تمہارے اُوپر۔ آج تمہارے دل کی مراد بر آئی ــــ ہے نا؟"

"یہی مجھے کرنا بھی تھا۔" اس نے اتنی سپاٹ آواز میں کہا کہ میری کی سمجھ میں یہ نہیں آسکا کہ اس کا کیا مطلب ہے " میرے بھوک لگی ہوئی ہے"

کافی کے لئے چولھے پر پانی رکھنے کے بعد وہ سینڈوچ تیار کرنے لگی۔ والنگ اس سے زیادہ کچھ کھانے کے لئے آمادہ نہ تھا۔ اس دوران میں وہ اِدھر اُدھر سے بعض باتیں دریافت کرتی رہی تھی۔ اس نے ہمت کر کے بعض براہ راست سوالات بھی کر لئے تھے اور ان بکھرے ہوئے سلسلوں کو جوڑ کر اس نے اپنے ذہن میں واقعات کا ایک خاکہ سا تیار کر لیا تھا۔ اپنی ہمت کے مطابق وہ تمام استفسار کر چکی تھی اس کے باوجود وہ بہت سی باتوں سے بے خبر تھی۔ بہرحال

اسے اتنا کچھ معلوم ہو چکا تھا کہ اس نے ہمت کر کے یہ پوچھ ہی لیا۔
"اس کا مطلب ہے کہ ہر چیز کا دار و مدار مسٹر کیسویل پر ہے؟"
"جولیا اس سے نپٹ لے گی"
"جولیا!"
"ہاں۔ مسٹر پرنس" اس نے مضطرب ہو کر کہا
"کیسی عورت ہے وہ۔ ڈان؟"
"کیسی؟ بڑی چالاک عورت ہے — حد سے زیادہ چالاک
— اس کا دماغ بالکل مرد کی طرح تیز ہے"
وہ کافی کی کیتلی اٹھانے جا رہی تھی — اس کا دماغ بالکل مرد
کی طرح تیز ہے .... کیا وہ ایسی ہی عورت کو پسند کرتا ہے؟
"کسی سے بات کرنے میں اتنا لطف شاید ہی کبھی آیا ہو" یہ پہلا
موقع تھا کہ اس نے میری کی خواہش سے زیادہ واضح بات کہہ دی تھی"
"اس نے کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر صاف صاف بات کہہ دی — وہ
ہوائی باتیں بالکل نہیں کرتی — میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ
وہ ایسی عورت ہے — میں اس کا بڑا ممنون ہوں کہ وہ میری
اس طرح حمایت کر رہی ہے — تم بھی دیکھنا آگے چل کر کیا ہوتا
ہے"
وہ پیالی میں کافی انڈیل رہی تھی۔ یہ باتیں سن کر اس کا ہاتھ کانپ
اٹھا اور کافی پیالی سے باہر میز پر گر گئی۔ اس نے رومال سے کافی

کے دھبے صاف کئے اور اپنے دل کو سمجھانے لگی کہ اسے خواہ مخواہ مضطرب نہیں ہونا چاہئیے .... وہ بے وقوف نہیں ہے .....
پھر ایسی احمقانہ حرکتیں کیوں کرتی ہے ۔ اب اس میں اتنا اعتماد پیدا ہو گیا تھا کہ وہ پُرسکون لہجے میں یہ کہنے کے قابل ہو گئی "تمہیں کسی کا احسان اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے ـــــ ڈان تم صرف اس لئے صدر بننے جا رہے ہو کہ تمہیں اس کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہو ۔ اس لئے کہ تم طباع اور ذہین ہو ـــــ اس لئے کہ دوسرے لوگ تمہاری خاکِ پا کے برابر بھی نہیں ہیں اور ـــــ " وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہو گئی ۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ اس پردے کو تار تار کر دے جو اُن کے درمیان حائل تھا تاکہ ان میں دوبارہ وہی قرب پیدا ہو جائے " ـــــ اور اس لئے کہ ایک صدر کی بیوی بننے کے بعد پانچوں اُنگلیاں گھی میں ہوتی ہیں "
وہ منتظر تھی ـــــ قہقہہ اس کے لبوں تک آ کر ٹھہر گیا تھا تاکہ وہ ڈان سے پہلے قہقہہ نہ لگانے لگے ـــــ مگر یہ دیکھ کر وہ لرز گئی کہ ڈان مسکرانے کے لئے بھی تیار نہ تھا ۔

ایک بجکر بیس منٹ بعد دوپہر

ایریکا مارٹن نے ٹیلیفون میں جو سکہ ڈالا تھا وہ آدھ گھنٹے سے اس کی مٹھی میں دبا ہوا تھا ۔ اور اب بھی وہ بڑی مشکل سے کھانے کی میز سے اُٹھ کر ٹیلیفون کرنے آئی تھی ۔

اسے امید تھی کہ اس بار بھی وہ والنگ ہی کی آواز سنے گی....
..... مگر یہ آواز اس کی نہیں تھی......... لیکن اسے خوشی تھی کہ یہ
جُولیا کی بھی آواز نہیں تھی۔
"میں مسٹر والنگ سے بات کرنا چاہتی ہوں"
"معاف کیجئے گا مسٹر والنگ یہاں نہیں ہیں۔ مسٹر والنگ
کو گئے ہوئے ——— ذرا ایک منٹ کے لئے ٹھہرئے"
اب اس نے جُولیا کی آواز سنی "مس مارٹن ہیں؟"
"جی ہاں"
"میں مسز پرنس بول رہی ہوں۔ آپ کسی مشکل میں تو نہیں مبتلا ہو گئیں"
"جی نہیں۔ میں ———"
"میرا خیال تھا کہ آپ مسٹر کیسویل کو یہاں لے آئیں گی۔ آپ کی
کار میں تو کوئی خرابی نہیں پیدا ہو گئی"
اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ اس سے تمام باتیں
بیان کر دے "جب میں ہوائی اڈے پر پہنچی تو مسٹر شا اور مسٹر ڈڈلے
وہاں پہلے ہی سے موجود تھے اس وقت ہم فیڈرل کلب میں کھانا کھا
رہے ہیں۔ میں مسٹر والنگ کو اطلاع دینا چاہتی تھی کہ ———"
یہ کہتے کہتے وہ خاموش ہو گئی۔ اس کے ذہن میں دفعتاً ایک سوال
اُبھرا تھا جس کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا......... وہ ڈان
والنگ کو کسی بات کی اطلاع کیوں دینا چاہتی ہے.......

اس کا کیا جواز تھا ...... کیا یہ کوئی بہانہ تھا .....

"شکریہ مس مارٹن۔ میں مسٹر ڈالنگ کو فوراً اطلاع دئیے دیتی ہوں

ہاں، مس مارٹن۔ میں خود بھی مسٹر کیسویل سے ملنا چاہتی ہوں۔ ضرور ــــ آپ کے خیال میں وہ کب تک وہاں رہیں گے؟"

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ریسیور اتنا وزنی ہو گیا تھا کہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر جائے گا ...... سخت اور بھاری ...... اس کا بس چلتا تو وہ اسی کو کھینچ کر اسے مار دیتی "مجھے افسوس ہے مسز پرنس۔ وہ لوگ فوراً دفتر روانہ ہونے والے ہیں"

ایک بج کر بائیس منٹ بعد دوپہر

میری ڈالنگ نے دیکھا کہ اس کا شوہر پھر وقت دیکھ رہا ہے۔ جیسے اسے شک تھا کہ گھڑی بند ہو گئی ہے۔

"معلوم نہیں کیوں اس چڑیل نے اب تک فون نہیں کیا" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔ اس نے ایک ہی گھونٹ میں کافی کی پیالی خالی کر دی۔ "ایک گھنٹہ ہو گیا ہے ــــ ایک گھنٹے سے بھی زیادہ"

وہ خاموش بیٹھی رہی۔ اس سے کچھ کہنے کی ضرورت بھی نہیں تھی ...... وہ اس سے تو باتیں نہیں کر رہا تھا ...... یہ تمام باتیں اس نے خود اپنے آپ سے کہی تھیں ...... وہ ان کا کوئی جواب نہیں چاہتا تھا ...... اسے اسی طرح انتظار کرنا چاہیئے .....

انتظار، انتظار، انتظار ۔ لیکن کس کا انتظار؟ کیا اس کی تمام زندگی اسی طرح گزر جائے گی ...... وہ یوں ہی انتظار ہی کرتی رہے گی.....

وہ خاموشی سے بیٹھی انتظار کر رہی تھی اس نے چند منٹ کے اندر اچھی طرح اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کیسا انسان بنتا جا رہا ہے ۔ ایک نیا انسان جو ماضی سے بالکل مختلف تھا، جس میں اس کی اصل خوبیاں مفقود تھیں...... یہ آدمی وہ نہیں تھا جس سے اس نے شادی کی تھی

...... کیا وہ دوسرا الوری بلرڈ بن گیا تھا؟

اس کا دہشت زدہ دل کہہ رہا تھا کہ یہ ممکن ہے۔ اس میں بلرڈ کی کچھ جھلک نظر آنے لگی تھی...... ہاں ۔ اس کا اندازہ اُسے بہت پہلے سے ہو گیا تھا..... مگر یہ کہہ کر وہ ایسے تمام خیالات اپنے دل سے نکال دیتی تھی کہ ممکن ہے وہ بلرڈ سے اپنی بے پناہ عقیدت کے باعث غیر شعوری طور پر اس کی نقالی کرنے کی کوشش کر رہا ہو..... آہستہ آہستہ یہ بات جاتی رہے گی..... یہ رشتہ بالکل ٹوٹ جائے گا...... اسے اُمید تھی کہ بلرڈ کی موت کے بعد اس کا شوہر بھی بدل جائے گا...... مگر اب وہ اس تصور ہی سے لرزہ براندام تھی کہ اس کا نتیجہ اس کے علاوہ بھی کچھ ہو سکتا ہے ...... ممکن ہے کہ ڈوان کے ذہن کی اتھاہ گہرائی میں کمینی سے مجنونانہ وابستگی کا وہی رجحان پوشیدہ ہو...... اس کے شوہر کا اندھا جوش الوری بلرڈ کی طرح اسے بھی زندگی کی ہر چیز سے بے نیاز

کر سکتا ہے ..... جس نے بلرڈ کی ازدواجی زندگی ختم کر دی تھی .....
اس کی رگوں میں جیسے انسانی خون نے دوڑنا پھرنا ترک کر دیا تھا
اور وہ پتھر کا ایک دیوتا بن کر رہ گیا تھا .... بے مہر .....
جذبات سے عاری ...... اس کے سر میں صرف ایک سودا تھا، تعمیر
تعمیر، تعمیر ...... ہر روز پہلے سے زیادہ وسیع پیمانے
پر تعمیر .... جیسے اس کے دماغ میں کوئی فتور تھا جس کی وجہ
سے اس کا یہ عقیدہ بن گیا تھا کہ اس کے دل میں محبت کا گزر ہو گیا تو
اُس کے گناہوں کی بخشش نہیں ہو گی۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور اس کے شوہر نے جس طرح ہاتھ بڑھا کر
ریسیور اٹھایا اسے دیکھ کر وہ تمام باتیں راسخ ہو گئیں جنھیں اپنے
دل سے نکالنے کی وہ اب تک جد وجہد کر رہی تھی۔

اس نے اپنا منہ پھیر لیا۔ وہ ڈان کی صورت سے بیزار ہو گئی تھی۔
مگر اس کی آواز نے اسے دوبارہ اس کی جانب دیکھنے پر مجبور کر دیا۔

"ہاں ــــ ہاں میں سمجھ گیا ــــ ہاں ــــ ہاں، یقیناً"

یہ الفاظ بجائے خود بے معنی تھے مگر اس کی آواز کے لہجے اور زیر وبم
نے اُن کا مفہوم بالکل واضح کر دیا تھا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ کوئی انتہائی مایوس
کن واقعہ پیش آیا ہے۔ اس نے خلاف توقع میری پر ایک غلط انداز
نظر ڈالی اور پھر ٹیلیفون میں کہنے لگا۔" اچھی بات ہے۔ ہاں۔ فوراً
مسٹر پرنس !"

ٹیلیفون کا ریسیور اس کے ہاتھ سے گر گیا - میری اب بھی انتظار کر رہی تھی۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ جب تک وہ خود نہیں بولے گا وہ بھی اپنی زبان سے کچھ نہیں کہے گی - اس کے دل میں ہمدردی کے جذبات موجزن تھے - مگر وہ انھیں اپنی آنکھوں سے نہیں ظاہر ہونے دینا چاہتی تھی - اسے ڈر تھا کہ کہیں اس کی زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکل جائے جس سے وہ اندازہ لگا لے کہ اس کے دل میں یہ امید پیدا ہو گئی ہے کہ اب شاید کوئی ایسا واقعہ پیش آ گیا ہے جس کے بعد وہ ٹریڈوے کارپوریشن کا صدر نہیں بن سکے گا -

"شا اور ڈڈلے نے کیسویل کو پہلے ہی جھپٹ لیا ہے" اس نے تلخ لہجے میں بادلِ ناخواستہ کہا " وہ ہوائی اڈے پر پہنچ گئے — وہاں سے اسے کلب لے گئے — اب وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ مس مارٹن بھی ساتھ ہے۔"

کیا اب وہ کچھ کہنے کی جرأت کرے ...... اس سے یہ پوچھ لے کہ ان باتوں کا کیا مطلب ہے؟ نہیں ...... انتظار ...... انتظار ...... انتظار -

"مسز پرنس کسی طرح انھیں اپنے یہاں بلا لینے میں کامیاب ہو گئی ہیں - وہ چاہتی ہیں کہ ہم بھی وہیں پہنچ جائیں "

"ہم بھی ؟"

"ہاں — تم بھی چلو تو اچھا ہے" اس نے آہستہ سے کہا۔

وہ اس کی طرف عجیب انداز سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس نے کوئی ایسی چیز دیکھ لی ہے جو اسے آج تک نظر نہیں آئی تھی مگر اس میں یہ دریافت کرنے کی ہمت نہ تھی کہ وہ چیز کیا ہے۔ اس کی تسلی کے لئے یہی کافی تھا کہ وہ اس کے ساتھ ہوگی .... اس عالم میں بھی اس کی شریک رہے گی .... اس پر جو کچھ گزرنا ہے اس کی موجودگی میں گزرے گی۔

"اچھا تو میں کپڑے بدل لوں۔" میری نے جواب دیا اور خواب گاہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ اسے احساس تھا کہ بہت جلد کوئی اہم واقعہ پیش آنے والا ہے اس کے دل میں خیالات کا ایک محشر بپا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا کلیجہ پھٹ جائے گا۔

ایک بجکر چالیس منٹ بعد دوپہر

"اگر میں مس مارٹن کی کار پر چلا جاؤں تو کوئی مضائقہ ہے" جارج کیسویل نے کہا "میرا مطلب یہ ہے کہ ——"

"کیا فائدہ ہے اس سے" نشا نے اس کی بات تیزی سے کاٹتے ہوئے کہا "دو دو کاروں کی کیا ضرورت ہے۔ میں واپس جاتے ہوئے آپ کو بھی اتار دوں گا مس مارٹن۔"

"میں اپنی ہی کار پر جانا چاہتی ہوں" ایریکا مارٹن نے جواب دیا۔

"پھر تو میں آپ ہی کے ساتھ چلوں گا۔" کیسویل نے کہا "کہاں ہے آپ کی کار؟"

"جہاں تمام کاریں کھڑی کی جاتی ہیں۔ آپ کو کچھ دور پیدل چلنا ہو گا۔ آپ کو زحمت تو نہیں ہو گی وہاں تک چلنے میں؟"

"نہیں بالکل نہیں" کیسویل نے جواب دیا اور چلتے چلتے اپنا منہ پیچھے پھیر کر کہا "آپ لوگوں سے میں چند منٹ میں دوبارہ ملوں گا"

نشا کی نظریں ان دونوں پر دیر تک لگی رہیں ہر لمحہ اس کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ پہلے ہی منتشر خیال بنا ہوا تھا اور اس کے ذہن میں ہزاروں سوال گونج رہے تھے۔ اب وہ بار بار اپنے آپ سے یہ استفسار کر رہا تھا کہ کیسویل مس مارٹن سے کیا باتیں کرنا چاہتا ہے ...... مس مارٹن بھی اس سے باتیں کرنے کے لئے اتنی بے تاب کیوں ہے ...... وہ ایک دوسرے سے کیا کہیں گے؟"

"چلئے میں بھی آپ ہی کے ساتھ چلتا ہوں" ڈوائٹ پرنس بول اُٹھا۔

نشا کو بالکل یاد نہیں رہا تھا کہ ڈڈلے اور پرنس بھی اس کے قریب کھڑے ہوئے ہیں۔

"جائیے۔ لیکن ذرا دیر میں آپ کو پھر یہاں واپس آنا پڑے گا" ڈڈلے نے خوش مزاجی سے کہا۔

"جی ہاں — میں آپ سے مل کر جاؤں گا" ڈوائٹ نے کہا اور وہ بھی وہاں سے چل کھڑا ہوا۔

"قریب سے دیکھا جائے تو اتنا بڑا آدمی بھی نہیں ہے — میری

مراد اس زمرے کے عام لوگوں سے ہے۔" ڈڈلے نے یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہا کہ اس کی آواز پرلنس کے کانوں تک نہیں پہنچ سکے گی۔ "کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ جولیا اسے کمپنی کا صدر بنانا چاہتی ہو؟ تمہیں یاد ہے کہ اس نے مذاق ہی مذاق میں یہ کہہ دیا تھا کہ اسے فرنیچر کے کاروبار سے ہمیشہ دلچسپی رہی ہے؟"

شانے جھرجھری سی لی اور سنی اَن سنی کرنے کی کوشش کرنے لگا اس کے ذہن میں پہلے ہی بہت سے سوالات کی کھچڑی پک رہی تھی۔ اور ہر سوال کے ساتھ درجنوں نئے سوال بھی اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

یہ لوگ اس کے گھر کیوں جا رہے ہیں...... وہاں کیا ہوگا...... کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں آپس میں ساز باز کرلیں گے.... چار ووٹ؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے پچھلی رات جولیا کو قائل کر لیا تھا...... کیا اس نے میری حمایت کا فیصلہ کر لیا ہے؟ ایسا ہوتا تو وہ مجھے بھی کیوں نہ بلاتی...... ڈڈلے اور کیسویل کو بھی بلاتی...... اس نے مس مارٹن کو اس اصرار سے کیوں بلایا ہے.... ڈوائٹ کا یہ تپاک کیا محض تصنع تھا؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ....

والٹ ڈڈلے کی آواز سن کر جیسے وہ سوتے سے چونک پڑا

ڈلوان تمہارے خیال میں کیا اس کا کوئی خاص مطلب ہے۔ جارج کیسویل آج یہاں آخر کیوں آیا ہے؟"

شانے اپنا دل کڑا کرنے کی کوشش کی۔ سوالات..... سوالات

...... سوالات! کیا ڈڈلے اس سے وہ سوال دوبارہ کر کے اسے پاگل بنا دینا چاہتا ہے جو وہ اپنے آپ سے بھی بار بار کر چکا تھا؟

"یہ کیا ضروری ہے کہ اس کا کوئی خاص مطلب بھی ہو؟" اس نے ترش روئی سے کہا "اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ وہ بلرڈ کا دوست تھا — اسے طیارہ مل گیا — اور وہ یہاں چلا آیا۔ بس اتنی سی بات ہے — تم خواہ مخواہ اس میں معنی آفرینی کی کوشش کیوں کرتے ہو؟"

اس نے سوچا کہ اگر وہ آخری سوال نہ کرتا تبھی بہتر تھا۔ وہ اپنی اذیت کا اور زیادہ سامان کیوں فراہم کرے؟ جارج کیسویل نے کھانے کی میز پر جو کچھ کہا تھا اس کا وہ ایک ایک لفظ تول چکا تھا۔ اور اس نے اشارتاً بھی کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ وہ کسی خاص مقصد سے ملبرگ آیا ہے۔

"کچھ نہیں۔ یہ صرف میرا قیاس ہے" ڈڈلے نے کہا

شا اپنی حیرت کو ضبط نہیں کر سکا اور یہ کہنے پر مجبور ہو گیا "کیا ہے تمہارا قیاس؟"

"تم کہو گے کہ میں خیالی گھوڑے دوڑا رہا ہوں مگر فرخت کے شعبے میں کام کرنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات قیاس بھی کتنا درست ثابت ہو سکتا ہے"

"کچھ کہو بھی تو"

ڈڈلے نے اپنا منہ اس کے کانوں کے قریب لے جاتے ہوئے

کہا - جیسے وہ سرگوشی کر رہا ہو "تمہارے ذہن میں شاید یہ امکان نہ آیا ہو کہ کیسویل خود کمپنی کا صدر بننا چاہتا ہے ؟"

یہ اتنا مضحکہ خیز خیال تھا کہ اس نے خندۂ استہزا کے سوا جواب میں کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ ڈڈلے کے اس احمقانہ قیاس کے علاوہ اور بھی بہت سے کم سنگین سوالات تھے جن پر غور کرنا اس کے لئے ناگزیر تھا۔

کلب کا بیرا جب بل لایا تو اس نے ڈڈلے کو ادائیگی سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کی۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ ڈڈلے نے باقی تمام پیسے بیرے ہی کو دے دیئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے سفر خرچ کا بل اتنا زیادہ ہوتا ہے۔ ڈڈلے احمق ہے ...... فروخت کے شعبے کے منیجر کی حیثیت سے تو وہ بہت اچھا ہے مگر اس قابل ہرگز نہیں ہے کہ کسی ادارے کو چلانے کی تمام ذمہ داریاں اس کے سپرد کر دی جائیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ڈڈلے کو نائب صدر انتظامیہ کا عہدہ پیش نہیں کیا۔ اس کی پیشکش وہ والنگ کو اس کا ووٹ حاصل کرنے کے لئے کرے گا۔ مگر وہ ڈڈلے کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دے سکتا۔ دفتر میں اتنا موقع نہیں ملا تھا کہ وہ اس سے وعدہ لے سکتا ...... ابھی اسے بہت سے سوالات کا جواب معلوم کرنا تھا۔ ڈڈلے کیا اس سے سچ بولا تھا ؟ کیا اس نے تمام باتیں بلے کم و کاست بیان کر دی تھیں ؟ کیا آلڈرسن اس حد تک جا سکتا ہے کہ وہ اس سے

پیرسن کے ٹیلیفون کا ذکر نہ کرے تاکہ وہ خود ڈڈلے سے پہلے ملاقات کرلے۔ کیا وہ خود صدر بننا چاہتا ہے؟ اس میں بھی کیا شک ہے۔ کیا اس نے ڈڈلے کو دھوکے میں رکھا ہے؟ .... یا ڈڈلے خود جھوٹ بول رہا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ڈڈلے دراصل آلڈرسن اور والنگ کی درپردہ حمایت کر رہا ہو...... ممکن ہے اسے انہیں دونوں نے میرے پاس بھیجا ہو تاکہ ......

اس نے ایک بار پھر سوچا کہ ڈڈلے کا ووٹ حاصل کرنا کتنا آسان تھا۔ کاش یہ حربہ وہ استعمال کرسکتا۔ اسے صرف دو الفاظ کہنا ہوں گے ..... شکاگو کی ایک اقامت گاہ کے دروازے پر لکھا ہوا نام ...... اور اس کے بعد والٹ ڈڈلے اس کی مٹھی میں ہوگا۔ لیکن کیا وہ ایسا کرسکے گا؟ اگر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ڈڈلے کا ووٹ ہی فیصلہ کن بن جائے تو کیا وہ کسی کے سامنے یہ کہہ سکے گا — کیا وہ خود اپنے آپ سے بھی یہ آواز بلند کہہ سکتا ہے کہ ایک رات شکاگو میں اس کے ذوقِ تجسس نے ڈڈلے کا چھپ کر پیچھا کرنے پر مجبور کردیا تھا ...... یہ ایک قابلِ نفریں حرکت تھی وہ سڑک کے دوسری جانب دیر تک خاموش کھڑا کھڑکیوں کے شیشے پر دو انسانوں کے سائے دیکھتا رہا تھا۔

لورن شالرز اٹھا۔ وہ اس خیال کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس کی جرأت کبھی نہیں کرسکتا۔

اس نے بڑی جواں مردی سے کام لے کر یہ ارادہ اپنے دل سے نکال دیا اور پھر معلوم نہیں کیسے اسے جارج کیسویل کا خیال آگیا۔ اپنے اُوپر قابو پاکر وہ بڑا خوش تھا ...... جارج کیسویل بڑا شریف آدمی ہے ــــ اس کی شرافتِ نفس کا ہر شخص قائل ہے .... مگر لورن شا سے زیادہ شریف وہ بھی نہیں ہے۔

ایک بجکر سینتالیس منٹ بعد دوپہر

جارج کیسویل کو ایریکا مارٹن سے مل کر بڑی خوشی ہوئی تھی۔ وہ بڑی صاف گو تھی اور کیسویل نے بالآخر یہ فیصلہ کر لیا کہ اس سے وہ بات پوچھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو اس کی زبان پر بار بار آکر رہ گئی تھی۔

"ہاں خوب یاد آیا مس مارٹن۔ آپ کو معلوم ہے یہاں کسی کے پاس نیو یارک سے ایک شخص بلیچر کا ٹیلیفون تو نہیں آیا تھا؟"

"مجھے ایسے کسی فون کا علم نہیں ہے" اس نے کسی پس و پیش کے بغیر جواب دیا "مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فون آیا ہی نہ ہو۔ اگر آپ کہیں تو میں سوئچ بورڈ کی فہرست دیکھ کر معلوم کر سکتی ہوں۔ اس میں تمام ٹرنک کالوں کا اندراج کیا جاتا ہے"

"نہیں، اس کی ضرورت نہیں ہے ــــ" وہ کچھ اور کہنے جا رہا تھا لیکن اس نے فوراً ہی اپنی بات پلٹ دی "آپ کو خواہ مخواہ تکلیف ہو گی۔ مس مارٹن"

"نہیں۔ اس میں تکلیف کی کیا بات ہے۔ اس کے لئے مجھے بس اتنا کرنا ہوگا کہ میں آپریٹر کو ٹیلیفون کر کے اس سے دریافت کرلوں۔ کیا آپ یہ بات فوراً معلوم کرنا چاہتے ہیں؟"

وہ ایک لمحے کے لئے خاموش رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کا کیا جواب دے "آپ کو زحمت تو ہوگی لیکن مسٹر پرنس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اگر مجھے یہ معلوم ہوجائے تو میری ایک مشکل آسان ہوجائیگی"

"اس تکڑ کے پٹرول پمپ میں غالباً ٹیلیفون ہے" مس مارٹن نے کار ایک گلی میں روکتے ہوئے کہا "کیا نام بتایا تھا آپ نے پلچر؟"

"جی ہاں۔ بروس پلچر"۔

کیسویل بڑے غور سے ایریکا مارٹن کی نقل و حرکت دیکھ رہا تھا۔ نمبر ملا کر جب وہ جواب کا انتظار کرنے لگی تو کیسویل بھی بڑی بے تابی سے یہ سوچنے لگا کہ معلوم نہیں فون کا کیا جواب ملتا ہے۔

اس نے کار کے قریب پہنچ کر کہا "آج صبح نیویارک سے اس نام کے کسی آدمی کا فون نہیں آیا تھا۔ آج نیویارک سے ایسا بھی کوئی فون نہیں آیا جس کے متعلق یقین سے نہ کہا جا سکتا ہو کہ وہ کس کا تھا۔"

"شکریہ مس مارٹن"۔

"اس میں شکریہ کی کیا بات ہے مسٹر کیسویل"

اس جگہ سے روانہ ہونے کے بعد کیسویل نے محسوس کیا کہ اس کا جوش و خروش ختم ہوتا جا رہا ہے اب وہ سوچنے لگا تھا کہ ملبرگ آ کر اس نے اچھی خاصی حماقت کی ہے۔ اسے پہلے ہی سمجھ لینا چاہیئے تھا کہ اپنا غصہ ٹھنڈا پڑنے کے بعد بلیچر محسوس کرے گا کہ اس کے منصوبے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جوش میں آ کر لوگ ایسے ہی کھوکھلے دعوے کیا کرتے ہیں مگر جب وہ پورے معاملے پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے ہیں تو انھیں اپنی حماقت کا احساس ہو جاتا ہے۔ شاید بلیچر نے بھی یہی کیا ہے۔ اس کے باوجود مناسب یہی ہے کہ یہ بات لوگوں کے کانوں میں ڈال دی جائے .... یہ ضروری نہیں ہے کہ پوری تفصیل بیان کی جائے صرف اتنا کافی ہے کہ لوگوں کو خبردار کر دیا جائے تاکہ وہ کوئی چال چلنا چاہے تو اسے کامیابی نہ ہو سکے۔ اتنا کرنے کے بعد اس کا ملبرگ آنا بالکل بے کار نہ ہوگا۔ کھانے کی میز پر یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ شاید ڈوڈلے نے ابھی تک یہ سوچنا شروع نہیں کیا کہ نیا صدر کسے بننا چاہیئے۔ ابھی الوری بلرڈ کا غم بالکل تازہ ہے .... والٹ ڈوڈلے کو اس کی ایک ایک بات یاد آ رہی تھی۔

اریکا مارٹن کی حیرت زدہ آواز نے خاموشی کا طلسم توڑ دیا

"وہ دیکھیئے۔ وہ رہے مسٹر والنگ!"

ان کی کار ایک اور کار کے پیچھے جا کر رک گئی تھی جو وہاں پہلے ہی کھڑی ہوئی تھی۔ کیسویل نے دیکھا کہ والنگ پھاٹک سے گزر کر

برآمدے کی طرف جا رہا ہے۔

وانگ کو دیکھ کر مس مارٹن نے جس بے ساختہ مسرت کا اظہار کیا تھا اس نے کیسویل کو اس کی جانب مڑ کر دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"مس مارٹن ؟"

"جی۔ فرمائیے" اس نے کچھ اس طرح جواب دیا جیسے وہ سوتے سوتے چونک پڑی ہو۔

"اندر جانے سے پہلے میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ ممکن ہے اس وقت ـــــ مسٹر بلیرڈ کی موت کے بعد اس قدر جلد ـــــ میرا سوال آپ کو بے محل معلوم ہو مگر مجھے یقین ہے کہ اس کا مطلب آپ یہ نہیں سمجھیں گی کہ میرا دل غمگین نہیں ہے، یا مجھے اس سانحے پر صدمہ نہیں ہوا۔ میں یہ بات آپ سے اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ شاید کئی دن تک مجھے آپ سے ملاقات کا موقع نہ مل سکے گا"

"فرمائیے۔ کیا بات ہے وہ ؟"

مس مارٹن کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک دیکھ کر کیسویل کو یقین ہو گیا کہ اس کے استفسار میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور وہ اس کی بات بڑی دلچسپی سے سن رہی ہے "ہم دونوں کو معلوم ہے ـــــ اور مجھے یقین ہے کہ جس طرح میری سکرٹری کو میری بہت سی باتوں کا علم ہے اسی طرح آپ کو بھی مسٹر بلرڈ کی بہت سی دل کی باتیں معلوم ہوں گی ـــــ کہ مسٹر بلرڈ کو نائب صدر انتظامیہ کے لئے کسی بہت

موزوں آدمی کی فکر تھی "

" جی ہاں ۔ مجھے معلوم ہے ۔ میرا خیال تھا کہ وہ منگل کو بورڈ کے اجلاس تک کوئی قطعی رائے ضرور قائم کرلیں گے تاکہ وہ اپنی ششماہی رپورٹ میں بھی اس کا ذکر کر سکیں "

کیسویل نے اپنا سر اس طرح ہلا دیا جیسے وہ اپنے آپ سے کہہ رہا تھا " دیکھا میرا اندازہ کتنا صحیح تھا ۔ مس مارٹن کو تمام باتوں کا علم ہے " اس کے بعد وہ کسی توقف کے بغیر کہنے لگا " آپ کو معلوم ہے کہ مسٹر بلرڈ نائب صدر انتظامیہ کے عہدے کے لئے بعض ایسے لوگوں کے نام پر بھی غور کر رہے تھے جو اس وقت کمپنی سے تعلق نہیں رکھتے ۔ مگر کل جب وہ میرے دفتر سے روانہ ہوئے تو وہ فیصلہ کر چکے تھے کہ انھیں بالآخر اپنی کمپنی ہی کے کسی آدمی کا انتخاب کرنا پڑے گا ۔ میری طرح آپ بھی انھیں اچھی طرح جانتی تھیں اور میرا خیال ہے کہ آپ نے بھی اس کا اندازہ شروع ہی میں لگا لیا ہوگا "

" میرے خیال میں باہر کے کسی آدمی کا انتخاب ناممکن تھا " مس مارٹن نے آہستہ سے جواب دیا ۔

" مس مارٹن ۔ اس کے لئے وہ کس نائب صدر کا انتخاب کرنے والے تھے ؟ "

اس کی طویل خاموشی کے پیش نظر کیسویل کے لئے یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہ تھا کہ مس مارٹن کے دل میں بلرڈ کے سوا کسی اور کا خیال

آنا کتنا دشوار تھا۔

"یہ بتانا بہت مشکل ہے مسٹر کیسویل۔ انھوں نے کوئی قطعی فیصلہ کیا ہی نہیں تھا۔"

"لیکن آپ کو ان کے ارادے کا علم تو تھا ہی"

"میں صرف اندازہ لگا سکتی تھی"

"کیا اندازہ لگایا تھا آپ نے؟ مس مارٹن"

کیسویل نے دیکھا کہ مس مارٹن کا ہاتھ کانپ رہا ہے اس کے دل میں ایریکا کے لئے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوا، لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنا سوال واپس لیتا ایریکا نے زور سے سٹیرنگ وہیل پکڑ لیا۔

"وہ مسٹر والنگ کا انتخاب کرنے والے تھے"

والنگ؟ شاید اس کا قیاس درست تھا بلرڈ شاید شا کو نائب صدر انتظامیہ بنانے کی تجویز پر بھی غور کر رہا تھا مگر اس عہدے کے لئے والنگ ہی سب سے موزوں ثابت ہوتا۔ ہاں اس میں بڑی صلاحیتیں ہیں۔ ڈیزائن اور ساخت کے علاوہ والنگ فروخت کے مسائل سے بھی بخوبی واقف تھا....... اس شعبے میں بلرڈ کو اس کی امداد سب سے زیادہ درکار ہوتی

"شکریہ مس مارٹن۔ آپ نے میری ــ میری بہت بڑی الجھن دور کردی"

وہ اس سے نظریں چرانے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہ کوئی خلاف

توقع بات بھی نہیں تھی۔ نہ اسے ناقابل فہم کہا جا سکتا تھا۔ وہ کئی سال تک ایوری بلیرڈ کی سکرٹری رہ چکی تھی۔ ..... اس سے بہت قریب رہی تھی...... ہاں، اتنی قریب کہ اس نے آج تک اسے محسوس بھی نہ کیا تھا۔ مس مارٹن سے اسے بڑی مدد ملے گی...... غیر معمولی مدد ملے گی...... لیکن اسی وقت جب وہ اپنے دل کو قائل کرے گی کہ ایوری بلیرڈ واقعی مر چکا ہے۔

کیسویل اس وقت تک کار کا دروازہ پکڑے کھڑا رہا جب تک مس مارٹن نیچے نہیں اتر آئی یہ صرف اس کی خوش خلقی کا مظاہرہ نہیں تھا۔ بلکہ اس کے احترام کا بھی ثبوت تھا۔

کنٹ کاؤنٹی میری لینڈ

ایک بجکر ۷ منٹ بعد دوپہر

"معاف کیجئے گا۔ میں آپ کے آرام میں مخل ہو رہا ہوں" آلڈرسن نے کہا "میرا خیال ہے کہ میں راستہ بھول گیا ہوں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ مسٹر جیس گریم کہاں رہتے ہیں"

ٹیلڈ سٹور کے مالک نے جمائی لیتے ہوئے جواب دیا "جی نہیں۔ اطمینان رکھئے آپ راستہ واستہ نہیں بھولے۔ اب میں بتاؤں۔ آپ کو کیا کرنا ہے۔ دیکھئے اسی سڑک پر ناک سیدھ چلے جائیے۔ جہاں یہ سڑک ختم ہوتی ہے ٹھیک اسی جگہ کیپٹن جیس کا

مکان ہے۔ اسے ڈھونڈھنا مشکل نہیں ہے۔ ابھی وہ بن ہی رہا ہے سب سے نیا مکان وہی ہے۔ زیادہ دور بھی نہیں ہے۔ یہی کوئی ایک میل ہوگا۔"

"شکریہ۔ بہت بہت شکریہ" فریڈرک آلڈرسن نے کہا۔

صرف ایک میل۔ اس کے بعد وہ جیس سے باتیں کر سکے گا۔ یہ آخری موقع ہے۔ وہ ایک بار ناکام ہو چکا تھا...... وہ ڈڈلے کے پاس پہلے نہیں پہنچ سکا تھا کیونکہ وہ شا کے پاس جا چکا تھا۔ اس بار اسے ضرور کامیاب ہونا چاہیئے۔

۱۴

ملبرگ، پنسلوینیا

دو بج کر پانچ منٹ بعد دوپہر

جولیا ٹریڈوے پرنس کے یہاں پہنچ کر میری والنگ نے لائبریری میں قدم رکھتے ہی اندازہ لگا لیا کہ ہر شخص امید و بیم کی ایک عجیب کشمکش میں مبتلا ہے۔ ہر شخص اپنی جگہ بھرا بیٹھا تھا لیکن دل کی بات زبان پر لانے کے لئے کوئی تیار نہ تھا۔ لوگ باتیں کرنے پر مجبور تھے لیکن ان کی گفتگو کا نہ کوئی مقصد تھا نہ مفہوم۔ کوئی شخص صاف صاف یہ تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں تھا کہ اس وقت یہ تمام لوگ کس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع ہیں اور میری نے کمرے کی فضا دیکھ کر یہ اندازہ بھی لگا لیا تھا کہ کوئی قطعی فیصلہ کر لینے کے بعد بھی کوئی اپنی زبان سے یہ تسلیم نہ کرے گا کہ وہاں تمام لوگوں کے جمع ہونے کا کیا مقصد تھا ـــــ اس کے باوجود اسے یقین تھا کہ اس کی طرح تمام لوگوں کو دل ہی دل میں یقین ہے کہ آج وہ ٹریڈوے کارپوریشن

کا نیا صدر منتخب کرنے کے بعد ہی وہاں سے اُٹھیں گے۔

میری ڈالنگ کو پہلے یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ اس کے شوہر کو صدارت مل گئی تو وہ زندگی کی تمام مسرتوں سے محروم ہو جائے گی۔ مگر اب اس کے دل پر یہ اندوہناک اندیشہ غالب آتا جا رہا تھا۔ کہ ڈان صدارت کو اپنی زندگی کا منتہائے مقصود سمجھنے لگا ہے اور وہ اسے حاصل کرنے میں ناکام رہا تو اس پر کتنا شدید ردِ عمل ہو گا۔ وہ جانتی تھی کہ صدارت کے بغیر ڈان کی تمام زندگی مسرت سے خالی ہو جائے گی —— اور اس کی مسرت کے بغیر اس کے لب بھی کبھی تبسم سے آشنا نہیں ہو سکیں گے۔

ڈان کے ساتھ کمرے میں داخل ہوتے ہی میری والنگ کو یقین ہو گیا کہ اس کے اندیشے درست ثابت ہوں گے۔ لورن شا پہلے ہی جولیا ٹریڈوے پرلنس کے قریب سب سے نمایاں کرسی پر قبضہ کر چکا تھا۔ ذرا دیر بعد جارج کیسویل جب ایریکا مارٹن کے ساتھ وہاں پہنچا تو شا نے بڑی ہوشیاری سے اس کو اپنے اور ڈوڈلے کے درمیان کرسی پر بیٹھا لیا تھا۔ اس طرح.... ایک حد تک سوءِ اتفاق سے اور، میری کو یقین تھا کہ ایک حد تک شا کی چالاکی کی وجہ سے —— ڈان اس بھری محفل میں بالکل تنہا نظر آ رہا تھا —— اکیلا اور بے یار و مددگار۔ اسے معلوم تھا کہ شاء ڈڈلے اور کیسویل نے دوپہر کا کھانا بھی ایک ساتھ کھایا تھا اور اب اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں تھی کہ شا کی صدارت کے لئے صرف جولیا ٹریڈوے

پرلنس کی حمایت کی کسر رہ گئی تھی۔ ڈان نے اس سے کہا تھا کہ مجھے جولیا کی حمایت کا یقین ہے مگر میری والنگ کو اس کی کوئی امید نظر نہیں آتی تھی۔ مسز پرلنس نے ان دونوں کا جس طرح استقبال کیا تھا اس میں بھی میری کو رسمی تپاک کے سوا کچھ نظر نہیں آیا تھا۔

میری کو اس جگہ اپنا وجود بالکل غیر ضروری معلوم ہو رہا تھا ــــ وہ محض ایک تماشائی تھی جسے کسی گفتگو میں حصہ لینے کا کوئی حق نہیں تھا۔ وہ خاموشی سے اپنے شوہر کے پیچھے ایک کرسی پر بیٹھ گئی اور جب اسے خیال آیا کہ وہ اپنے شوہر کا چہرہ نہیں دیکھ سکتی تو سامنے کی کرسی پر ایریکا مارٹن بیٹھ چکی تھی ــــ پھر اس نے سوچا کہ یہاں بیٹھنے میں یہ فائدہ بھی ہے کہ وہ تمام لوگوں کو ڈان کے زاویۂ نظر سے دیکھ سکے گی اور اسے یہ بھی معلوم ہوتا رہے گا کہ دوسرے لوگ اس کے شوہر کو کس نظر سے دیکھ رہے ہیں۔

اب اسے ایک اور بات کا یقین ہو چکا تھا ــــ لورن شا اس کے شوہر کو صدارتی مقابلے میں اپنا حریف نہیں سمجھتا تھا۔ جارج کیمپبل نے جب آلڈرسن کا ذکر کیا تو شا نے ڈان کو اس طرح دیکھا جیسے وہ اسے اپنے اصل حریف کا صرف ایک حامی تصور کرتا تھا۔

"مجھے بھی افسوس ہے کہ اس وقت مسٹر آلڈرسن یہاں موجود نہیں ہیں" جولیا ٹریڈ وے پرلنس نے کہا "آپ بھی شاید انھیں تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے مسٹر والنگ؟"

ڈان نے خاموشی سے اپنا سر ہلا دیا۔ میری کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش وہ اپنے شوہر کی نظریں دیکھ سکتی۔ اس نے سوچا کہ معلوم نہیں اس کے شوہر کو یہ احساس بھی ہے یا نہیں کہ جولیا ٹریڈوے پرنس تمام لوگوں پر یہ واضح کرنا چاہتی ہے کہ انھیں بلانے کا ایک خاص مقصد ہے —— خدا جانے اسے یہ بھی اندازہ ہے یا نہیں کہ تشا نے اسے جس نظر سے دیکھا تھا اس کا کیا مفہوم ہے۔

جولیا ٹریڈوے پرنس نے اگر آلڈرسن کو کسی خاص مقصد سے دریافت کیا تھا تب بھی اس کا اثر بہت جلد زائل ہو گیا کیونکہ اس کے بعد ہی اس نے کیسویل سے ایسا سوال کیا جس کا مقصد بظاہر اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ کسی طرح باتوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے "میرے خیال میں آپ یہاں ہوائی جہاز پر آئے ہیں مسٹر کیسویل ؟"

"جی ہاں —— اور بڑے آرام سے۔ ایک دوست نے مجھے اپنا ہوائی جہاز —— جو اسے کمپنی کی طرف سے ملا ہے —— دن بھر کے لئے دے دیا ہے"

"ہاں واقعی اس میں بڑا لطف آیا ہوگا" ڈڈلے نے اس تیزی سے کہا جیسے اب اس کے لئے خاموش رہنا بالکل ناممکن ہو گیا تھا "—— تمام بڑی بڑی کمپنیوں کے صدر اپنے ذاتی ہوائی جہاز پر سفر کرتے ہیں —— میں پچھلے سال ایک سرکاری کمیٹی کے جلسہ میں شرکت کے لئے گیا تھا —— وہیں جب مجھے نیو آرلینز جانا پڑا تھا —— تو تین کمپنیوں کے صدر

خود اپنے ہوائی جہاز پر آئے تھے۔ کیا بات ہے۔ زندگی کا مزہ تو اسی وقت آتا ہے جب آمد ورفت کے لئے اپنا ہوائی جہاز موجود ہو"

شانے کھنکار کر اپنا گلا صاف کرتے ہوئے کہا "میرے خیال میں یہ ایک فضول خرچی ہے جسے حصہ داروں کے اجلاس میں جائز ثابت کرنا بڑا مشکل ہوگا"

"میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا" کیسویل نے نرمی سے اس تردید کرتے ہوئے کہا "آج کل کمپنیوں کے صدر کو خوش رکھنے کے لئے کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ صرف تنخواہ سے ان کا کام کہاں چل سکتا ہے انکم ٹیکس ادا کرنے کے بعد ان کے پاس بچتا ہی کیا ہے؟"

جولیا ٹریڈوے پرلس نے اپنے شوہر کی طرف دیکھا جو چوکھٹ پر دروازے سے لگا ہوا کھڑا تھا "پچھلے سال جب ہم اور ڈوائٹ جمیکا گئے تھے تو ہمیں ایک صاحب ملے تھے جو خود اپنا ہوائی جہاز اڑا کر وہاں لے گئے تھے۔ وہ فولاد کی کسی کمپنی کے صدر تھے —— یاد ہے تمہیں ڈوائٹ؟"

ڈوائٹ پرلس نے زبردستی ہنسنے کی کوشش کی تو اس کا لمبوترا چہرہ اور بھی مضحکہ خیز بن گیا تھا "ہاں ایک طیارے کے لئے اس نے اپنی صحت ستیاناس کرلی تھی۔ اسے یہ سودا مہنگا ہی پڑا تھا۔ میرے خیال میں تو ——" یہاں پہنچ کر اس نے رک رک کر بولنا شروع کردیا۔ جیسے وہ اس منظر سے محظوظ ہو رہا تھا کہ ہر شخص کی نظریں اسی

پر لگی ہوئی تھیں" ـــــ آج کل اسے حماقت ہی کہنا چاہیئے کہ کوئی شخص کسی بڑی کارپوریشن کا صدر بننے کی خواہش کرے۔ میرا اپنا تو یہی خیال ہے کہ یہ خودکشی کی بدترین شکل ہے"

میری والنگ کو یہ دیکھ کر ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی کہ شا کی گردن کچھ اور اکڑ گئی تھی اور اس کے شوہر کے چہرے کا رنگ اتر گیا تھا مگر اس کی سمجھ میں اب تک نہیں آیا تھا کہ جارج کیسویل کی تیوری پر بل کیوں پڑے ہوئے تھے۔

"نہیں۔ یہ کچھ اتنی بری بات بھی نہیں ہے" کیسویل نے اپنے لہجے میں دوبارہ اعتماد پیدا کرتے ہوئے کہا" ایک ایسی کارپوریشن میں جو اچھی طرح منظم ہو اور جس میں درجہ بدرجہ ہر شخص کو اختیارات حاصل ہوں، صدر کا عہدہ اتنا بڑا دردسر بھی نہیں ہوتا بشرطیکہ وہ کوئی موزوں آدمی ہو"

"موزوں آدمی" شا نے اس کے الفاظ دہراتے ہوئے کہا جیسے وہ کوئی اہم نکتہ ذہن نشین کرانا چاہتا ہو" ہاں آج کل موزوں آدمی کے انتخاب ہی کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے ـــــ اور آج کل جس قسم کے آدمی کی ضرورت ہوتی ہے اسے ماضی سے بہت مختلف ہونا چاہئیے"

شا کے لہجے میں ایک مقصد بھی تھا اور ایک انتباہ بھی ـــــ میری والنگ نے مضطرب ہو کر اپنے شوہر کے سر کے پیچھے دیکھا۔ اس کے کندھے ڈھلک گئے تھے اور اسے زیر بحث موضوع سے کوئی

دلچسپی نہیں معلوم ہوتی تھی۔

"میں آپ کا مطلب اچھی طرح نہیں سمجھ سکی مسٹر شا" جولیا ٹریڈوے پرنس نے کہا۔

شا حیرت زدہ نظر آرہا تھا "یہ نکتہ میں نے آپ کو کل شام کو بھی سمجھایا تھا"

کیسویل نے اسے کنکھیوں سے دیکھا۔ جیسے اس انکشاف پر اسے بڑی حیرت ہوئی تھی۔ مگر شا کی نظریں بدستور مسز پرنس پر تھیں اس لئے وہ کیسویل کے ردِعمل کا اندازہ نہیں لگا سکا۔

"ہاں خوب یاد آیا" مسز پرنس نے کہا "یہ بڑا دلچسپ نظریہ تھا۔ آپ جانتے ہیں —— بہتر ہے کہ آپ خود اس کی تشریح کر دیں مسٹر شا"

ہر شخص دم بخود تھا کہ شا کیا کہتا ہے۔ میری والنگ نے دیکھا کہ لورن شا نے ایک اور نیا رومال نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ پہلا رومال نکالے ہوئے اسے ابھی پانچ منٹ بھی نہیں ہوئے تھے۔

"دیکھئے۔ یہ محض ایک نظریہ نہیں ہے"۔ شا نے کہا "میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ —— بات یہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی تھا جب کمپنیوں کے زیادہ تر صدر ایسے ہوتے تھے جو مال کی تیاری میں ماہر ہوتے تھے ان دنوں انتظامی صلاحیتیں پیدا کرنے کے لئے اس راستے سے گزرنا ضروری تھا۔ صدر کو زیادہ تر ایسے مسائل حل کرنا

ہوتے تھے جن کا تعلق سامان کی تیاری سے ہوا کرتا تھا۔ بعد میں جب فروخت کے مسائل نے زیادہ اہمیت اختیار کرلی تو صدارت کا عہدہ زیادہ تر ایسے آدمیوں کو ملنے لگا جو فروخت کے شعبے سے وابستہ تھے۔ اور یہ تھا بھی مناسب۔ لیکن آج کل صورتِ حال بالکل بدل چکی ہے۔ اب صدر کو جو گتھیاں سلجھانا پڑتی ہیں وہ زیادہ مالی ہوتی ہیں۔ مال کی تیاری اور فروخت کی بیشتر ذمہ داریاں صدر کے ماتحت کام کرنے والے لوگوں پر ڈال دی گئی ہیں۔ صدر کی اوّلین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ حصہ داروں کے مفاد کی حفاظت کرے کیونکہ وہ دراصل انھیں کی نمائندگی کے فرائض انجام دیتا ہے۔"

"اور ایک عام حصہ دار کو اپنے منافع کے سوا کسی چیز سے دلچسپی نہیں ہوتی؟" جولیا ٹریڈوے پرنس نے سوال کیا۔ مگر یہ اسے لقمہ دینے کی کوشش کے بجائے ایک یاد دہانی تھی۔

"بالکل درست ہے۔" شا نے کہا "مگر آپ اس سے مستثنیٰ ہیں مسز پرنس۔ آپ کو اب بھی اپنی مالکانہ حیثیت کا احساس ہے اس کے برعکس عام حصہ دار یہ نہیں سمجھتے کہ وہ حصوں کے مالک ہیں اس لئے کمپنی بھی انہی کی ملکیت ہے ـــــ بالکل اسی طرح جیسے کوئی شخص بنک میں روپیہ جمع کرانے کے بعد بنک کے ایک حصہ کا مالک نہیں بن جاتا ـــــ یا دفاعی بانڈ خرید لینے کے بعد کوئی شخص حکومت کی ملکیت کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ جب کوئی شخص ٹریڈوے

کا حصہ خریدتا ہے تو دراصل اپنا سرمایہ لگاتا ہے۔ اور وہ صرف اس لئے ایسا کرتا ہے کہ اسے منافع مل سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کارپوریشن کا کرتا دھرتا کسی ایسے آدمی کو ہونا چاہیئے جو مالی امور میں ماہر ہو تاکہ حصہ دار اطمینان سے سرمایہ لگا سکے اور وہ اسے محفوظ تصور کرے۔

درحقیقت —— آپ تو اسے اچھی طرح جانتے ہیں مسٹر کیسویل —— کہ ٹریڈوے کے دس حصہ داروں میں سے ایک بھی حصہ دار ایسا نہیں ہے جو ان شہروں کا بھی نام بتا سکے جن میں ہماری خاص خاص فیکٹریاں ہیں "

"آپ بالکل درست کہتے ہیں " جارج کیسویل بولا —— اور اس کی جانب سے شاکی تائید پر میری ڈالناگ اپنا ہونٹ چبا کر رہ گئی۔ "اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ کارپوریشنوں میں آج کل مالی معاملات ٹھیک رکھنے پر زیادہ زور دیا جانے لگا ہے اور میرے خیال میں یہی وجہ ہے کہ گزشتہ چند سال کے اندر بہت سے لوگوں نے حصص کی خرید و فروخت اور بینکنگ کے کاروبار میں کچھ وقت گزارنے کے بعد کارپوریشنوں کے انتظامی عہدے سنبھال لئے ہیں "

لورن شا کو کچھ تامل ہوا۔ جیسے وہ پھونک پھونک کر آگے چلنا چاہتا ہو۔ مگر پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا " ہاں۔ ایسا بھی اکثر ہوا ہے —— لیکن ایسی کارپوریشنوں میں جو بدقسمتی سے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھیں جو مالی پیچیدگیوں اور نظم و نسق کے جدید ترین اصولوں سے ناواقف تھے

حالانکہ انہی اداروں میں ایسے آدمی بھی مل سکتے تھے جو بڑی آسانی سے یہ ذمہ داریاں پوری کرسکتے تھے۔"

یہ ایک صریح اعلانِ جنگ تھا۔ ایک چیلنج ـــــ مقابلے کی دعوت اور یہ دیکھ کر میری کا دل ڈوبنے لگا کہ اس کے شوہر کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی تھی۔ اس نے آگے جھک کر یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ اس کے چہرے سے کیا ظاہر ہو رہا ہے مگر جب اس نے اپنا سر اُٹھایا تو اس کی نظریں جولیا ٹریڈ دے پرنس سے چار ہوگئیں۔

"ارے مسز وانگ۔ آپ وہاں آرام سے نہیں بیٹھی ہیں" اس نے تیزی سے کہا "آئیے۔ آپ میرے پاس کیوں نہیں آجاتیں"

میری اس دعوت کو مسترد نہیں کرسکتی تھی اس لئے وہ اُٹھ کر آگے بڑھی۔ جولیا ٹریڈ دے پرنس اُٹھ کر اس کے قریب آئی اور کھڑکی کے سامنے ایک صوفے پر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"شاید میں تمہارا مطلب اچھی طرح نہیں سمجھ سکا لورن" والٹ ڈڈلے نے ترش رُوئی سے بڑبڑاتے ہوئے کہا "یہ تو میں مانتا ہوں کہ ہمیں حصہ داروں کو خوش رکھنا چاہئیے ـــــ ان کے لئے منافع کمانا ضروری ہے ـــــ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ فروخت کا کام کوئی اہمیت نہیں رکھتا ـــــ یا مال کی تیاری کوئی اہمیت نہیں رکھتی"

"یہ کون کہتا ہے کہ ان شعبوں کو کوئی اہمیت نہیں حاصل" شانے

اس طرح کہا جیسے کوئی متحمل مزاج اُستاد اپنے غبی شاگرد کو کوئی نکتہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہو" مگر والٹ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ یہ دونوں پہلو بجائے خود کوئی مقصد نہیں ہیں یہ بعض مقاصد کو حاصل کرنے کا محض ذریعہ ہیں۔ لیکن اس صورت میں بھی ان کا تعلق محض انتظامی شعبوں سے ہوتا ہے۔ صدر کی سطح تک پہنچتے پہنچتے مالی پہلو سب سے زیادہ اہمیت اختیار کر لیتے ہیں۔ میں صرف ایک مثال انکم ٹیکس کی دیتا ہوں۔ اس کا احساس شاید بہت کم لوگوں کو ہے کہ کارپوریشنوں کے نظم و نسق میں انکم ٹیکس نے بنیادی اہمیت حاصل کر لی ہے۔ خود اپنی ہی کمپنی کو لے لو۔ مجھے دیکھو میں نے پچھلے سال بہت سا وقت صرف کر کے مرکزی کمپنی اور اس کے ماتحت چھوٹی چھوٹی کمپنیوں کے درمیان ایک نئے انداز کا تعلق قائم کیا ہے جس کے بعد ہمارا انکم ٹیکس کا بوجھ بہت کم ہو گیا ہے۔

میں ایک سیدھی سی مثال پیش کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اسے مسٹر والنگ بھی پوری دلچسپی سے سنیں گے۔ ڈان اور ان کے ساتھیوں نے بڑی محنت سے کام لے کر واٹر سٹریٹ کی فیکٹری میں فرنیچر پر پالش کے اخراجات کم کر دئے ہیں۔ یہ ایک قابلِ تعریف کام ہے اور اس سے خرچہ کی کافی بچت ہو گئی ہے۔ مگر اس طرح جو فائدہ ہوا ہے وہ اس بچت کا ایک چوتھائی بھی نہیں ہے جو خام لکڑی کی فیکٹری میں ٹوٹ پھوٹ کا حساب لگانے کا ایک نیا طریقہ رائج کرنے کے بعد

ہونے لگی ہے اور خوش قسمتی سے میں نے حکومت سے یہ بھی منوالیا ہے کہ یہ طریقہ بالکل درست ہے تم سمجھے میرا مطلب والٹ ——— آج کل کمپنی کی باگ ڈور ایسے شخص کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے جو مالی معاملات میں ماہر ہو"

ڈوڈلے نے معلوم نہیں کیا کہا مگر شا اسی طرح بولتا رہا۔ میری والنگ اب کچھ نہیں سن رہی تھی۔ وہ صرف اتنا جانتی تھی کہ ڈان والنگ کی اُمیدیں خاک میں مل چکی تھیں۔ جو کچھ شا نے کہا تھا وہی درست تھا۔ بلرڈ جن اصولوں کا علم بردار تھا انھیں شکست ہو چکی تھی، اور شا کے نظریات غالب آگئے تھے۔ دنیا بدل رہی تھی۔ محاسب اور خزانچی برسرِ اقتدار آگئے تھے۔ دنیا پر اعداد کی حکومت تھی۔ فضا پر ہندسے ٹڈی دَل کی طرح چھائے ہوئے تھے اور وہ جہاں بھی پہنچ جاتے ہر چیز کا صفایا کر دیتے۔ اب اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں تھی کہ دنیا میں صرف وہی بات اہمیت رکھتی ہے جو مشین کے ذریعے حساب کتاب کرنے والا کلرک صحیح ثابت کر سکتا ہے۔

جولیا ٹریڈ وے پرنس نے اپنا حلق صاف کیا "مسٹر شا! آپ کے کہنے کا مطلب کیا یہ ہے کہ کارپوریشنوں میں اب مسٹر بلرڈ یا اسی قسم کے آدمیوں کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی ؟"

اس محفل میں ایوری بلرڈ کا نام پہلی بار لیا گیا تھا اور اسے سن کر ہر شخص نے یہ محسوس کیا جیسے اچانک بجلی گر پڑی ہو۔ تمام نظریں

لورن نشا پر لگی ہوئی تھیں ۔ میری کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اس کا شوہر بھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔

نشا اپنا رومال مٹھی میں بھینچے ہوئے تھا مگر ایک لمحے کے بعد جب اس نے دوبارہ بولنا شروع کیا تو اس کی آواز سے کسی طرح کی ذہنی الجھن کا اظہار نہیں ہوتا تھا۔ میں ایک عام بات کر رہا تھا ــــ اور یہ یقیناً درست ہے ــــ میں نے یہ باتیں ٹریڈ وے کارپوریشن کے بارے میں خاص طور پر نہیں کہی تھیں ۔"

" میں اب بھی آپ کا نقطۂ نظر معلوم کرنا چاہتی ہوں " جولیا ٹریڈ وے پرلس نے خندہ پیشانی سے کہا " مجھے یقین ہے کہ دوسرے لوگ بھی اسے بڑی دلچسپی سے سنیں گے "

رومال ایک سخت گیند کی طرح اس کی مٹھی میں دبا ہوا تھا مگر اس کی آواز میں اب بھی بے پروائی کی جھلک موجود تھی " اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مسٹر بلرڈ اور انہی کی طرح کے لوگوں نے ماضی میں صنعتوں کو حیرت انگیز ترقی دی تھی ۔ وہ ہماری کاروباری تاریخ کے اہم دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ ٹریڈ وے کارپوریشن کی ابتدائی نشو و نما اور ترقی میں مسٹر بلرڈ کی قیادت کا بڑا ہاتھ رہا ہے میں حق ناشناسی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہتا بلکہ مجھے اعتراف ہے کہ اس دور میں انھوں نے بہت نمایاں کام کیا ہے"

میری والنگ کو یقین تھا کہ اس کا شوہر یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ

سکتا کہ شانے الوری بلرڈ کو کس طرح ماضی بعید کا آدمی بنا دیا تھا۔ اس نے ڈان کی طرف کنکھیوں سے دیکھا۔ اس کے لبوں پر دبی دبی سی مسکراہٹ تھی جو پوری طرح ابھرنے سے پہلے ہی اس کے غمناک چہرے میں کھو گئی تھی۔ اسے کوئی گزری ہوئی بات یاد آ رہی تھی۔ اپنی یادداشت کو اتھل پتھل کرنے اور ذہن پر حد سے زیادہ زور دینے کے باوجود اسے یاد نہ آ سکا کہ اس نے اپنے شوہر کے لبوں پر یہ دبی دبی سی مسکراہٹ کب دیکھی تھی نہ وہ تفسیرِ جذبات کی ورق گردانی کر کے یہ اندازہ لگا سکی کہ اس عجیب و غریب اور زیرِ لب تبسم کا مفہوم کیا تھا۔ اس کے بعد دفعتاً یہ تمام احساسات حرفِ غلط کی طرح مٹ گئے۔ اب ڈان بولنے جا رہا تھا۔ اس نے بالآخر جوابی حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کے قدم اکھڑ چکے تھے لیکن وہ مقابلے کی ایک کوشش تو ضرور کرے گا! وہ جانتی تھی کہ یہ کوشش اس کے احساسِ ناکامی کو اور بھی تلخ بنا سکتی ہے۔ لیکن اس نے کچھ کہنے کی ہمت تو کی تھی۔ یہ احساس بھی اس کے دل میں جذبات کا محشر اٹھانے کے لئے کافی تھا۔ اس کا دل اس قدر زور زور سے دھڑک رہا تھا کہ جیسے وہ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔

"لورن۔ تمہاری بات کا مطلب میں نے یہ سمجھا ہے" ڈان کہنے لگا۔ "تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ الوری بلرڈ کمپنی کی تعمیر کے لئے تو بہت موزوں تھے مگر اب اس نے ترقی کر لی ہے اور اس کی بنیادیں مضبوط ہو گئی ہیں، اس لئے ہمیں ایک بالکل مختلف انتظامیہ کی ضرورت ہے تاکہ کمپنی اپنے

حصّہ داروں کو زیادہ سے زیادہ منافع دے سکے۔"

میری ڈارلنگ اپنے شوہر کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے سکون اور اعتماد پر اسے بے حد حیرت تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے لہجے میں غصے کی آمیزش ہو گی مگر اس کی آواز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسی اشتعال یا جھنجلاہٹ کے بغیر بات کر رہا تھا۔

شا بھی حیرت زدہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ اس ڈر سے کچھ کہنے میں متامل تھا کہ اس کی زبان سے کوئی نامناسب لفظ نہ نکل جائے اور اس کی گرفت ہو جائے۔ "میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اپنے خیالات بالکل ٹھیک ٹھیک بیان کر دئے ہیں —— مگر تم ٹھیک سمجھے۔ ان کا لب لباب یہی ہے"

کمرے پر ایک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ہر شخص اس انتظار میں تھا کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ جارج کیسویل نے اس سکوت کو توڑنے کی کوشش کی۔ وہ صورت ہی سے گھبرایا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ اور اس کے لہجے سے بھی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسی الجھن میں مبتلا ہے "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس وقت کیسی باتیں ہو رہی ہیں۔ ہم جس مسئلے کو حل کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں اس انداز کی گفتگو کا اس سے کیا تعلق ہے —— اصل صورتِ حال کا بے لاگ اندازہ لگانے کی کوشش شاید ابھی بہت قبل از وقت ہے کچھ بھی ہو ——" اس نے اپنی کلائی کی گھڑی کی طرف دیکھا۔ اس کا جسم سخت ہو گیا تھا۔

اس کی نظریں ایک جگہ جمی ہوئی تھیں۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کمرے کو دیکھ رہا تھا اور کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد اس نے آہستہ سے کہا " یہ محض اتفاق ہے ـــــ میں نے اس وقت صرف اتفاق سے اپنی گھڑی دیکھی تھی ـــــ ٹھیک ڈھائی بجے ہیں"

میری نے محسوس کیا کہ اس کی طرح ہر شخص کی نظریں بے معنی تھیں

" ٹھیک چوبیس گھنٹے قبل ـــ" اس نے سرگوشی کے انداز میں اپنا مافی الضمیر واضح کرتے ہوئے کہا " ان کا انتقال کل ڈھائی بجے ہوا تھا"

میری والنگ کا دل ڈوبنے لگا ـــــ اسے اندیشہ تھا کہ اس کا شوہر اس موقع سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ کیسویل کی باتوں سے دلوں پر غم کا جو غبار چھا گیا ہے وہ اس وقت نہیں چھٹ سکے گا۔ اس کے بعد اس نے جولیا ٹریڈوے پرنس کو یہ کہتے ہوئے سنا " ہاں۔ الوری یلرڈ مر چکے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ ہم چاہے جب باتیں کریں۔ یہ حقیقت اپنی جگہ رہے گی"

اس کی آواز میں توانائی تھی مگر جب میری نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس کی آنکھیں ڈبڈبائی تھیں۔ وہ سمجھ گئی کہ جولیا نے ایسا کیوں کہا تھا ـــ اس نے ڈانواں ڈول ڈوبتی ہوئی کشتی کو سہارا دینے کے لیے دیدہ و دانستہ ایسا کیا تھا ـــــ اس کے دل میں شکر گزاری کا ایک

شدید جذبہ پیدا ہوا لیکن یہ محسوس کر کے یہ جذبہ سرد پڑ گیا کہ اپنے شوہر کے لئے اس سے اتنا بھی نہ ہو سکا جو اس وقت ایک غیر عورت نے کر دکھایا تھا۔ لیکن ایک بات اب اچھی طرح واضح ہو چکی تھی۔ اس کے شوہر نے جولیا ڈریڈوے برنس کی حمایت پر بھروسہ کر کے کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ اس کے اور آلڈرسن کے ووٹ کے بعد اب ڈان کو صرف ایک اور ووٹ کی ضرورت تھی۔ یہ ایک ووٹ کیسے ملے گا؟ اس نے ان تینوں آدمیوں کے چہروں کا غور سے جائزہ لیا جو اس کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے .... شا، کیسویل اور ڈڈلے .... یہ سب ایک ساتھ ہیں اور پہلے سے فیصلہ کر چکے ہیں کہ انھیں کیا کرنا ہے۔ ان کی متحدہ مخالفت کا روڑا راستے سے ہٹانے کے لئے اس کا شوہر کیا کر سکتا ہے؟

خلاف توقع اب ڈوائٹ برنس بول رہا تھا "میں اکثر سوچا کرتا ہوں کہ مسٹر بلرڈ اور ان کی طرح کے لوگ بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں۔ وہ میرے والد سے کافی مشابہ تھے۔ شاید آپ لوگ بھی جانتے ہیں کہ وہ اپنی پوری زندگی کمپنی کے لئے وقف کر دینے کے قائل تھے ـــــ وہ کاروبار کے دیوتا کی قربان گاہ پر سب کچھ قربان کر دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ میں اکثر سوچتا ہوں کہ آخر وہ ایسا کیوں کرتے ہیں ـــ کیا کبھی انھوں نے یہ بھی سوچنے کی ضرورت محسوس کی ہے کہ اتنی قیمت ادا کر کے

انھیں حاصل کیا ہوتا ہے۔ میرے خیال میں تو وہ اس پہلو پر کبھی غور ہی نہیں کرتے"

"میرے خیال میں تو وہ محض اپنے احساسِ کامرانی کے باعث یہ سب کر گزرتے ہیں" ڈڈلے نے اس طرح کہا جیسے وہ ایجنٹوں کے کسی اجتماع سے خطاب کر رہا ہو "یہی میں اپنے ماتحتوں سے بھی کہا کرتا ہوں ــــ وہ مالی منفعت کو کبھی کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ ان کے لئے احساسِ کامرانی ہی سب کچھ ہوتا ہے"

ڈان والنگ بڑے غور سے لورن شا کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے لبوں پر ناقابلِ فہم مسکراہٹ تھی "ہاں تو لورن تمہارا خیال یہ ہے کہ اب ہمیں کمپنی میں ایسی انتظامیہ کی ضرورت ہے جو اپنی کامیابی کا معیار صرف یہ مقرر کرے کہ حصہ داروں کو کتنا منافع ملتا ہے۔ ایسے نظم و نسق کی نگرانی کے لئے ہمیں ایک سخت گیر آدمی کی ضرورت ہوگی۔ ہے نا تمہارا یہی خیال؟"

لورن شا کا چہرہ سرخ ہوگیا "ہاں۔ درست کہتے ہو تم"

"اور اس ذمہ داری کو نبھانا انتہائی قابل آدمی کے لئے بھی آسان نہیں ہے۔ اُسے تن من دھن سے اسی میں لگ جانا ہوگا ــــ اپنے فرائض کی تکمیل کے لئے اسے قربانیوں کے لئے بھی تیار رہنا پڑے گا"

شا کو جواب دینے میں کچھ تکلف تھا۔ وہ حد سے زیادہ محتاط

تھا۔ اس کی پلکیں تک نہیں جھپک رہی تھیں " اگر وہ اس عہدے کے لئے موزوں ہوگا تو اس کی جانب سے کسی تشویش کی ضرورت نہیں ہے "
" وہ آخر کس لئے یہ سب کرے گا ؟ " ڈان والنگ نے اس طرح سوال کیا جیسے وہ اس سے جواب طلبی کر رہا تھا۔ اس کی آواز میں پہلی بار تیکھا پن پیدا ہوا تھا " اس سے تو شاید تمہیں بھی انکار نہ ہوگا کہ انس کے سامنے کوئی مقصد بھی ہونا چاہیئے "

لورن شا نے ہلکی ہنسی ہنستے ہوئے جواب دیا " میرے خیال میں ساٹھ ہزار ڈالر سالانہ کوئی معمولی مقصد نہیں ہے "

" تم اس کے لئے یہ سب کر سکو تو دوسری بات ہے " ڈان والنگ نے حیرت کے ساتھ کڑک کر کہا " کیا تمہارا واقعی یہ خیال ہے کہ اس دل گردے کا آدمی اپنی زندگی کا اس طرح سودا کرنے پر تیار ہو جائے گا — ساٹھ ہزار ڈالر میں سے ٹیکس وغیرہ کٹنے کے بعد جو کچھ بچ رہے گا صرف اس پر ؟ "

ڈوائٹ پرلس جیسے کچھ کہنے کے لئے اُدھار کھائے بیٹھا تھا " اس کی تلافی کے لئے اسے ہوائی جہاز بھی دیا جا سکتا ہے "

شا کے تمتمائے ہوئے چہرے کا رنگ یکبارگی فق ہو گیا " اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ انس کے لئے روپے کے علاوہ بھی بہت سی چیزوں کا سوال ہوتا ہے "

" کیا ؟ " ڈان والنگ نے بپھر کر کہا " کیا اس سے تمہاری مراد وہ

ہے جسے والٹ ڈڈنے ابھی احساسِ کامرانی کہا تھا؟ کیا اس کے بعد تم مطمئن ہو سکتے ہو۔ لورن؟ فرض کرلو یہ تمہارا ہی سوال ہو ——— اور تمہیں کو ٹریڈ ڈے کارپوریشن کا صدر بنا دیا جائے"

میری والنگ کا دل جیسے دھڑکتے دھڑکتے بند ہو گیا تھا اور اس کے بدن میں لہو باقی نہیں رہا تھا۔ ڈان نے یہ بات بالکل خلاف توقع کہہ دی تھی اس کی اُمید اسے ہرگز نہیں تھی...... وہ سوچ تک نہیں سکتی تھی کہ یہ الفاظ کبھی اس کے شوہر کی زبان پر بھی آ سکتے ہیں...... ہر شخص دم بخود تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ اس وقت کسی کو بھی یہ اُمید نہیں تھی کہ شا ایسی بات کہہ سکتا ہے۔

ڈان والنگ تھوڑا سا آگے جھک گیا "فرض کرو تم بیس سال تک ——— یعنی عملی زندگی سے کنارہ کش ہونے تک ——— تم وہی کرتے رہو جو تمہاری رائے میں کرنا ضروری ہے۔ کیا تم اپنی زندگی کا معیار یہ مقرر کروگے کہ تم نے حصّہ داروں کے منافع میں کتنا اضافہ کیا ہے۔ تم ہر حصّے کے منافع میں تین چار ڈالر ——— یا پانچ چھ بلکہ سات ڈالر تک اضافہ کردو تو کیا تمہارے خیال میں یہ تمہاری کامیابی کی معراج ہوگی؟ کیا تم اپنی موت کے بعد اپنی قبر کی لوح پر یہ کندہ کرانا پسند کروگے کہ تم نے ٹریڈ ڈے کارپوریشن کے حصّہ داروں کو منافع دینے کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا تھا۔"

شا کے اترے ہوئے چہرے پر سُرخی دوبارہ دوڑنے لگی تھی لیکن میری والنگ کے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ یہ سرخی احساسِ شکست

پر ندامت کی غماز نہیں تھی بلکہ یہ اس کے غصّے کی مظہر تھی جو اپنی اُمیدوں پر پانی پھرنے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔

ایک سراسیمہ پہلوان کی طرح لورن شانے اپنے بچاؤ کے لئے جھکائی دینے کی کوشش کی " یہ باتیں بڑی دلفریب ہیں مسٹر والنگ ——— فکر و نظر کی یہ رفعت کہ روپیہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ یہ نظریہ کہ روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے ——— لیکن ذرا یہ تو بتائیے کہ آپ مزدوروں کی یونین کا مطالبہ مسترد کر دیں گے اور اُجرت میں چھ سنٹ فی گھنٹہ اضافہ کرنے کے بجائے ان میں احساسِ کامرانی پیدا کرنے کی کوشش کریں تو وہ کیا جواب دیں گے ؟"

جارج کیسویل نے مسمسی سی صورت بنا کر اپنی کرسی میں پہلو بدلنے کی کوشش کی۔ میری والنگ نے بھانپ لیا تھا کہ شا کو اس طرح بغلیں جھانکتے دیکھ کر جارج کیسویل کو بڑی مایوسی ہوئی تھی۔ وہ اس کے جواب کو مہمل سمجھتا تھا۔ کیا ڈان نے اسے پہلو بدلتے دیکھا تھا ؟ کیا اس نے اندازہ نہیں لگایا کہ کیسویل کو شا کی حمایت سے باز بھی رکھا جا سکتا ہے ؟ ——— کہ ایک ووٹ کی کمی کیسویل پوری کر سکتا ہے ؟"

ڈان والنگ کی نظریں اب بھی شا پر تھیں " اچھا تم ان میں کیا احساسِ کامرانی پیدا کر سکو گے ——— یہی امید نا کہ انھوں نے اپنا خون پسینہ ایک کر کے مال تیار کرنے کی رفتار تیز کر دی اور مانگ میں کوئی کمی نہ ہوئی تو ہم حصّہ داروں کا منافع دو ڈالر سے بڑھا کر دو ڈالر دس سنٹ

کر دینے میں کامیاب ہو جائیں گے ؟"

اس نے یہ الفاظ ہنستے ہوئے کہے تھے جس کی وجہ سے اس کے طنز کی شدت کچھ کم ہو گئی تھی۔ اب اس کی نظریں صرف شاپر نہیں تھیں وہ چاروں طرف دیکھ رہا تھا اور بڑی سنجیدگی سے ایک ایک لفظ ناپ تول کر ادا کر رہا تھا" میں اس معاملے کو قہقہے میں نہیں اڑا دینا چاہتا۔ یہ واقعی ایک اہم معاملہ ہے ــــ لورن کا یہ خیال درست ہے کہ حصّہ داروں کی جانب سے ہمارے اُوپر بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ــــ مگر یہ ذمہ داریاں صرف اتنی نہیں ہیں کہ ہم انھیں منافع ادا کرتے رہیں ہمیں اس کمپنی کو بھی زندہ رکھنا ہے ۔ یہ بڑی اہم بات ہے ۔ کمپنی بالکل ایک انسان کی طرح ہوتی ہے ۔ کوئی شخص صرف روپے کے لئے کام نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے صرف یہی کافی نہیں ہوتا۔ یہ رویّہ اختیار کر کے ہم اس کی روح کو فاقہ کشی پر مجبور کر دیتے ہیں ــــ اسی طرح ہم ایک کمپنی کو بھی فاقہ کشی پر مجبور کر کے اس کی زندگی ختم کر سکتے ہیں ہاں، میں جانتا ہوں ــــ بعض اوقات ہماری فیکٹری کے مزدوروں کا طرزِ عمل ایسا ہوتا ہے کہ ہم یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ انھیں اجرت میں اضافے کے سوا کچھ نہیں چاہیئے ان کی خواہش صرف یہ ہے کہ کچھ دن بعد ان کی اُجرت اور بڑھا دی جائے پھر اور ــــ پھر اور ــــ وہ ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ ان کی زندگی کا واحد مقصد زیادہ اُجرت حاصل کرنا ہے ۔ لیکن ہم اس کے لئے انھیں قصوروار کہہ سکتے ہیں ؟ خدا بہتر

جانتا ہے کہ ہم نے خود ان کے ذہن میں یہ خیال راسخ کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہماری نظروں میں کامیابی کا معیار صرف یہ ہے کہ ہمیں کتنی آمدنی ہوتی ہے۔

"آپ لوگوں کو یاد ہے کہ ہم نے پچھلے سال رابطے کے پروگرام کے نام پر کیا ڈھونگ رچایا تھا۔ ہم نے ایک فلم تیار کرائی تھی جس میں ہماری سالانہ مالی رپورٹ کا جائزہ پیش کیا گیا تھا۔ اسے دکھانے کے لئے ہم نے تمام کارخانوں میں جلسے کرائے۔ لوگوں کو ہماری مالی رپورٹ سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ اس کا احساس ہمیں شروع ہی سے تھا۔

"اس کا علاج ہم نے کیا تلاش کیا؟ ہم نے انھیں اس سے دلچسپی لینے پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ ہم نے ڈالروں کو کارٹون کی شکل میں پیش کیا۔ یہ ڈالر مختلف مضحکہ خیز صورتوں میں پھدک پھدک کر مزدوروں کی جیب میں چلے جایا کرتے تھے۔ کچھ اور چھوٹے چھوٹے کارٹون شہتیر کھینچ کھینچ کر لاتے اور فیکٹریاں تعمیر کرتے تھے ـــــ غرض یہ ایک عجیب تماشا تھا جسے بڑی چالاکی سے پیش کیا گیا تھا ـــــ اس فلم کو شاید کوئی اعزاز بھی ملا تھا کیونکہ یہ ہماری قومی زندگی میں صنعتوں کی اہمیت ذہن نشین کرنے میں معاون ثابت ہوئی تھی۔ جی ہاں ذہن نشین کرنے کی کوشش! آپ جانتے ہیں کہ اس نے کیا چیز مزدوروں کے ذہن نشین کی تھی؟ صرف ایک چیز ـــــ یہ مہیب اور روح کُش حقیقت کہ اس کمپنی کی انتظامیہ کے لئے صرف ڈالر اہمیت رکھتے ہیں ـــــ ڈالر ـــــ ڈالر اور کچھ نہیں"

"لیکن یہ پروگرام مسٹر بلرڈ کی اپج کا نتیجہ تھا" شنا نے اس طرح اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا جیسے اس نے تلوار کا بھرپور وار کر دیا ہو۔

میری والنگ اپنے شوہر کی باتوں کی رو میں اس طرح بہتی چلی جارہی تھی کہ شنا کی دخل اندازی پر اس کے ایک گھونسا سا لگا۔ اس نے فوراً اپنے شوہر کو دیکھنا شروع کر دیا۔ کیا وہ بھی اس حملے کے لئے تیار نہیں تھا

"نہیں۔ میرے خیال میں اسے صرف مسٹر بلرڈ کی اپج نہیں کہا جا سکتا" ڈان والنگ نے کہا "اس کی تو کچھ ہوا سی چل گئی ہے ——— صنعت میں بلند ترین مقام حاصل کرنے کے لیے بہت سے آدمی بھٹکتے پھر رہے ہیں، انھیں کسی چیز کی تلاش ہے مگر وہ یقین کے ساتھ نہیں جانتے کہ وہ کیا چیز ڈھونڈھ رہے ہیں ——— انھیں یہ بھی ٹھیک سے نہیں معلوم کہ وہ اس سے محروم کس طرح ہوئے۔ مسٹر بلرڈ بھی انہی بہت سے آدمیوں میں شامل تھے۔ وہ ایک بہت بڑا ادارہ تعمیر کرنے میں اتنے منہمک تھے کہ انھیں یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ اس کی تعمیر وہ کیوں کر رہے تھے ——— اگر انھیں یہ معلوم تھا کہ اس تعمیر کا مقصد کیا تھا ——— شاید انھیں خود بھی اس کی خبر نہیں تھی۔"

جولیا ٹریڈوے پرنس نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا "کیا آپ جانتے ہیں مسٹر والنگ؟"

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ میری والنگ جیسے سانس لینا تک بھول گئی تھی۔ کیا وہ اس سوال کا جواب دے سکتا ہے؟ اس کے لبوں پہ

ایک ہلکا سا تبسم دوڑ گیا ...... ویسا ہی جانا پہچانا لیکن انوکھا تبسم جس کے متعلق وہ اس سے پہلے بھی فیصلہ نہیں کر سکی تھی کہ اس کا مفہوم کیا تھا۔ اب اسے یکبارگی یاد آ گیا کہ اس نے یہ تبسم اس کے لبوں پر کب دیکھا تھا ..... یہ اس رات کی بات تھی جب وہ بالآخر اپنے مکان کا ڈیزائن تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا ...... جب وہ بڑی دیر تک ٹامک ٹوئیاں مارتا رہا تھا، اس کے دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہو رہے تھے اور اپنے شوہر پر سے اس کا اعتماد قریب قریب اُٹھ گیا تھا کہ اس نے اچانک صحیح راستہ پر چلنا شروع کر دیا اور مکمل نقشہ تیار کر کے رکھ دیا

"ہاں میرا خیال ہے کہ میں جانتا ہوں" اس نے جواب دیا "دیکھئے بات یہ ہے کہ مسٹر بلڈ کے لئے کاروبار ایک کھیل تھا ـــــ ایک کھیل جس میں وہ پوری سنجیدگی سے حصّہ لیتے تھے ـــــ لیکن یہ بہرصورت ایک کھیل تھا ـــــ بالکل اسی طرح جیسے سپاہیوں کے لئے جنگ ایک کھیل ہوتی ہے۔ انھوں نے کبھی حصولِ زر کو اپنا مقصد نہیں بنایا۔ مجھے اب تک یاد ہے کہ ایک بار انھوں نے کہا تھا کہ ایک روپیہ محض ہار جیت کا حساب رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ انھیں ذاتی اقتدار کی بھی کوئی خاص پروا نہیں تھی۔ محض اقتدار کے لئے اقتدار۔ میں جانتا ہوں کہ کسی عظیم ہستی کی غیر معمولی قوتِ عمل کی توجیہہ پیش کرنے کا یہ بڑا آسان طریقہ ہے ـــــ لیکن میرے خیال میں الوری بلڈ پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ انھیں صرف ایک چیز ہمیشہ آگے بڑھتے رہنے پر مجبور کرتی تھی ـــــ یہ ان کا ذاتی تفاخر

تھا ــــ ایسے کام کرنے کی بے پناہ لگن جو دنیا میں کوئی نہ کرسکتا ہو ــــ
انھوں نے کمپنی کو تباہ ہونے سے اس وقت بچالیا جب یہ کسی کے لبس کا
روگ نہیں معلوم ہوتا تھا۔ انھوں نے ایک ایسی صنعت میں ایک بہت بڑی
کارپوریشن قائم کردی تھی جس کے متعلق عام لوگوں کا خیال یہ تھا کہ اس
میں صرف چھوٹی چھوٹی کمپنیاں چل سکتی ہیں۔ انھیں صرف اس وقت مسرت
ہوتی تھی جب وہ ناممکن کو ممکن کرکے دکھاتے تھے ــــ اور یہ سب وہ صرف
اس لئے کرتے تھے کہ ان نے اپنے پندار کی تسکین ہوسکے۔ انھوں
نے کبھی تعریف یا تحسین کی خواہش نہیں ظاہر کی۔ انھیں اس کی بھی
خواہش نہیں تھی کہ کوئی انھیں سمجھنے کی کوشش کرے۔ ان کی زندگی
زیادہ تر تنہا گزری لیکن میرا خیال ہے کہ انھیں کبھی اپنی تنہائی کا احساس
تک نہیں ہوا۔ وہ ٹاور کی سب سے اونچی منزل پہ پہنچ گئے تھے ــــ
لغوی اور معنوی دونوں حیثیتوں سے۔ انھیں صرف اسی کی تمنا تھی۔ ان کی
انانیت کی صرف اِس طرح تسکین ممکن تھی۔ اسی میں ان کی طاقت کا راز
مضمر تھا ــ لیکن یہی ان کی کمزوری بھی تھی۔"

میری والنگ ہکا بکا یہ الفاظ سن رہی تھی۔ یہ الفاظ کہاں سے نکل
رہے تھے ...... ایسے الفاظ جو کبھی وہ اپنی زبان سے ادا نہیں کرسکتا
تھا مگر اس وقت وہ بڑی روانی سے بولتا چلا جارہا تھا۔ کیا اس وقت ڈان
ہی بول رہا تھا؟ ...... وہی شخص جو اس سے قبل رات کی تاریکیوں
میں بھی کسی سوال کا جواب دینے سے گھبرایا کرتا تھا؟

میری نے اسے کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوتا ہوا دیکھا جیسے کوئی دیوان زنجیروں کے پرخچے اڑا رہا ہو جن میں جکڑ کر اسے زمین پر ڈال دیا گیا ہو ...... وہ ایوری بلرڈ کی اندھی پرستش کے بندھن ایک ایک کرکے توڑتا جا رہا تھا...... اب وہ اکیلا کھڑا تھا...... تمام بندشوں سے آزاد۔

"ایک بات ایسی تھی جو ایوری بلرڈ کبھی نہیں سمجھ سکے" ڈان والنگ بولتا رہا "انہوں نے کبھی محسوس نہیں کیا کہ دوسرے لوگ بھی فخر کرنا چاہتے ہیں ـــــ ایک بہت بڑی کمپنی کو چلانے کے لئے صرف ایک فرد کے پندار کی تسکین کافی نہیں ہے ـــــ اس کے لئے ہزاروں افراد کو اس کا موقع دینے کی ضرورت ہے کہ وہ بھی کسی بات پر فخر کرسکیں۔ ایک کمپنی اور ایک فوج میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جس طرح فوج کے سپاہی اپنے تفاخر کے لئے لڑتے ہیں اسی طرح کمپنی کے کارکن بھی اپنے تفاخر کے لئے کام کرتے ہیں۔ جنگ جیتنے کے لئے سپاہیوں کو صرف تنخواہ ادا کرنا کافی نہیں ہوتا۔ دنیا کی کوئی عظیم فوج بھاڑے کے ٹٹوؤں کے بل پر نہیں بنائی جاسکی۔ تاریخ اس کی شاہد ہے۔ کسی شخص کو صرف روپیہ دے کر اپنی جان قربان کردینے پر آمادہ نہیں کیا جاسکتا۔ اسے روپے کے علاوہ بھی کچھ چاہیے۔ ممکن ہے ایوری بلرڈ کو کبھی اس کا احساس بھی ہوا ہو ـــــ ممکن ہے یہ بات ان کے ذہن سے نکل گئی ہو ـــــ لیکن اسی معاملے میں ان سے غلطی ہوئی تھی چند سال سے وہ کھوئے کھوئے رہتے تھے۔ وہ ایک بہت بڑی

کمپنی قائم کرنے کی جنگ میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اس کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی ـــــ کم سے کم وقتی طور پر ـــــ ان کے تفاخر کے لئے اب کسی اور چیز کی ضرورت تھی ـــــ پہلے سے زیادہ مال کی فروخت ـــــ منافع میں اضافہ ـــــ غرض وہ کچھ بھی ہو۔ اور اسی کے بعد انھوں نے حد سے زیادہ ارزاں فرنیچر تیار کرنے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔"

اس نے ڈڈلے کی طرف گھوم کر اس سے آنکھیں چار کرتے ہوئے کہا" کیا تمہارے شعبے کے لوگ اس کی فروخت کے وقت دل میں فخر محسوس کرتے ہیں ـــــ بالخصوص جب انھیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا رنگ چٹخ جائے گا، لکڑی پھٹ جائے گی اور پائے ڈھیلے ہو کر جھولنے لگیں گے۔"

" جیسے دام ویسا کام" ڈڈلے نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا" ایسے فرنیچر کی بازار میں مانگ موجود ہے ہم کسی کو دھوکا نہیں دیتے خریدار جانتے ہیں کہ اس قیمت پر انھیں ایسی ہی چیز مل سکتی ہے۔"

" تمہارا کیا خیال ہے۔ فیکٹری میں ایسا فرنیچر تیار کرتے وقت ہمارے کارکن کیا محسوس کرتے ہیں" ڈان والنگ نے پاٹ دار آواز میں سوال کیا اور اپنی نظریں ڈڈلے سے ہٹا کر شا پر جما دیں " کیا خیال ہے تمہارا۔ وہ ایسی انتظامیہ کو کیا کہتے ہیں جو اتنا گر سکتی ہو کہ منافع میں ایک پائی فی صد کا اضافہ کرنے کے لئے یہ کاٹھ کباڑ فروخت کرنے پر بھی تیار ہو سکتی ہو؟ کیا تمہیں معلوم ہے کہ پائنگ سٹریٹ میں ایسے

کارکن بھی موجود ہیں جنھوں نے یہ گھٹیا فرنیچر تیار کرنے سے انکار کردیا تھا ـــــ ہمارے یہاں ایسے بھی کاریگر ہیں جنھوں نے اس شعبے سے تبادلے کے لئے چار سنیٹ فی گھنٹہ کم اُجرت لینا منظور کرلیا تھا؟

"نہیں مجھے اس کا علم نہیں تھا" شبا نے جواب دیا اور اس کی آواز کے دھیمے پن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ اس نے پہلی بار ایک قدم پیچھے ہٹایا ہے۔

"میرے خیال میں اگر ہم یہ فرنیچر بنانا چھوڑ دیں تو اس سے کوئی خاص نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس کی تیاری ہماری سرگرمیوں کا ایک بہت معمولی سا حصہ ہے"

میری کا دل چاہتا تھا کہ وہ پوری طاقت سے چیخ کر اپنے شوہر سے کہہ دے کہ شاید اسی طرح تابڑ توڑ حملے جاری رکھو یہاں تک کہ وہ گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور ہو جائے...... وہ دیکھو کیسے، اپنا سر ہلا کر تمہاری تائید کر رہا ہے.... اور والٹ ڈوڈلے تو تمہارے حکم کی تعمیل کے لئے بالکل تیار بیٹھا ہے۔

لیکن ڈان والنگ نے ادھر سے نظریں ہٹالیں اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی آواز کہیں بہت دور سے آرہی ہے ...... ٹریڈ وے ٹاور کی چوٹی سے "ہاں ہم ایسا فرنیچر تیار کرنے کا سلسلہ یقیناً بند کردیں گے۔ ہم کسی شخص سے ایسے کام کے لئے کبھی نہیں کہیں گے جس سے اس کی خودداری کو ٹھیس

لگنے کا اندیشہ ہو۔ ہم کسی موقع پر ارزاں فرنیچر بھی تیار کریں گے —
لیکن یہ ایک بالکل نئی چیز ہوگی —— ہمارے موجودہ فرنیچر سے اتنی ہی
مختلف جتنی آج کل کی موٹر جان ملز کے زمانے کی بند گھوڑے گاڑی
سے مختلف ہوتی ہے۔ ہماری حقیقی نشوونما اسی منزل پر پہنچنے کے
بعد شروع ہوگی۔"

اب اس کی آواز پھر کمرے کے اندر ہی سے آنے لگی تھی "ہمارا دعویٰ
ہے کہ ٹریڈوے کارپوریشن بہت بڑی کمپنی بن گئی ہے۔ لیکن یہ غلط ہے
ہم خود فریبی میں مبتلا ہیں۔ اس شک نہیں کہ ہمارا شمار فرنیچر کی سب
سے بڑی کمپنیوں میں کیا جاتا ہے لیکن اس کا مطلب کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔
فرنیچر کے کاروبار میں دو ارب ڈالر سرمایہ لگایا جا چکا ہے مگر یہ تین
ہزار چھ سو کمپنیوں میں بٹا ہوا ہے۔ ہمارا سرمایہ اس مجموعی رقم سے تین فی صد
کے قریب ہے اور بس .... صرف تین فی صد۔ اب ذرا دوسری صنعتوں کو بھی دیکھئے اگر جنرل
موٹرز کارپوریشن موٹروں کی صنعت کے مجموعی سرمائے کا صرف تین صد لگانے کے بعد
ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتی تو اس کا حشر کیا ہوتا۔ ہم نے تو ابھی ترقی
کی جانب قدم بھی نہیں بڑھایا ہے۔ ہم اپنا سرمایہ پندرہ فی صد تک
پہنچانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ یہ ناممکن بھی نہیں ہے۔
دوسری صنعتوں میں ایسا ہو چکا ہے۔ پندرہ فی صد سرمایہ ہونے کے
بعد ٹریڈوے کارپوریشن پانچ گنا بڑی ہو جائے گی۔ یہ ٹھیک
ہے اور میں بھی جانتا ہوں کہ فرنیچر کی صنعت میں آج تک اتنے وسیع

پیمانے پر کاروبار نہیں شروع کیا گیا مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ ہم ایسا کر ہی نہیں سکتے۔ نہیں۔ ہم بعینہ یہی کرنا چاہتے ہیں! "

اس کی آواز آہستہ آہستہ اتنی بلند ہو گئی تھی کہ اب یہ ضروری معلوم ہوتا تھا کہ دوسرے لوگ بھی ایک آواز ہو کر اس کا جواب دیں ــــ اور یہ آواز سکوت کا پردہ چاک کرنے ہی والی تھی کہ میری نے اپنے شوہر کے لبوں پر تبسم کی ایک ہلکی سی جھلک نمودار ہوتے دیکھی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کشیدگی بھی ختم ہونے لگی تھی جو پوری فضا پر طاری تھی۔ اس نے اپنی نظریں کمرے میں دوڑائیں تو اس نے وہی تبسم دوسرے لوگوں کے چہروں پر بھی جھلکتا ہوا دیکھا جو بدستور ڈان کی طرف اُٹھے ہوئے تھے ...... حتیٰ کہ اس تبسم کی جھلک ڈان کے لبوں پر بھی موجود تھی۔

اس نے چند منٹ پہلے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ شا کو شکست ہو گئی ہے مگر اس کا خیال تھا کہ وہ ایک بار اور مقابلہ کرے گا۔ بجھنے سے پہلے چراغ ذرا دیر کے لئے ضرور بھڑک اُٹھے گا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اور فوراً اسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ آخری چند لمحات میں لورن شا یک بیک یہ محسوس کرنے لگا تھا کہ ڈان والنگ کے ذہن میں جو چنگاری بھڑکی تھی اس نے شا کے دل میں بھی ایک قندیل روشن کر دی تھی ــــ ایک ایسی چنگاری جو خود اس کے ذہن سے نکل کر دوسروں کے دلوں میں اجالا نہیں کر سکتی تھی اب اس کے دل میں حصول کامرانی کی ایک ایسی لگن پیدا ہو گئی تھی جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔

میری والنگ اچھی طرح سمجھتی تھی کہ نشا کے لبوں پر یہ کھویا کھویا تبسم کیوں ہے اور اس کا کیا مفہوم ہے۔ اس لئے کہ ۔۔۔ بہت دن ہوئے ۔۔۔ اسے بھی یہ محسوس کر کے حیرت ہوئی تھی کہ نشا کا ذہن اس کے اپنے ذہن سے کتنا مختلف تھا۔

جان کیسویل اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا "ہم سب تمہارے ساتھ ہیں ڈان ۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں"

"جی ہاں ۔ جناب ۔ ہم عہد کرتے ہیں" والٹ ڈڈلے گرجا۔

نشا نے کچھ کہے بغیر بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا۔ اس کی خاموشی اتنی بلیغ تھی کہ وفاداری کے عہد کا زبانی اعلان چنداں ضروری نہ تھا۔

اور اب جولیا ٹریڈوے پرنس بھی کھڑی ہو گئی تھی۔ "میرے خیال میں یہ جام صحت تجویز کرنے کا موقع ہے۔ ڈوائٹ ۔ اگر تمہیں زحمت نہ ہو تو ۔۔۔ ہاں نینا کہو کیا بات ہے ؟"

نینا دروازے کے قریب کھڑی تھی "مسٹر والنگ کا ٹیلیفون ہے۔ فون کرنے والے صاحب کہہ رہے ہیں کہ کوئی بہت ضروری بات ہے"

ڈوائٹ پرنس نے آگے بڑھ کر کہا "اس کا ایک ایکسٹنشن عقبی برآمدے میں بھی ہے۔ آئیے میں آپ کو لے چلوں"

میری نے محسوس کیا کہ جولیا اس سے کچھ کہتے جا رہی تھی کہ اتنے میں جارج کیسویل اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور جولیا کو خاموش رہنا پڑا۔

"معاف کیجئے گا۔ مجھے بہت جلد واپس جانا ہے۔ ہوائی جہاز والے

میرا انتظار کر رہے ہوں گے اور میں ——— ہاں مجھے ایک شادی میں شرکت کے لئے نیویارک پہنچنا ہے ۔ بہرصورت مجھے دو شنبے کو یہاں آنا ہی ہے"

"اور پھر منگل کو لورڈ کے جلسے میں شرکت کر کے واپس جائیے گا" جولیا نے کہا۔

"جہاں تک میرا تعلق ہے یہ معاملہ اب بالکل طے ہو چکا ہے"، کیسویل نے کہا "لیکن آپ کا خیال بھی ٹھیک ہے ——— لورڈ کے جلسے میں باضابطہ کارروائی بہرصورت ضروری ہے"۔

میری کو نہیں معلوم تھا کہ جولیا نے کب، اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا اور اس کی نظروں میں دنیا دھندلی ہوتی چلی جا رہی تھی۔ چہرے روئی کے گالوں کی طرح اڑ رہے تھے اور الفاظ آپس میں گڈمڈ ہوتے جا رہے تھے...... شا...... ڈڈلے...... ایریکا مارٹن......

یہ سب ایک ہی بات مختلف انداز سے کہہ رہے تھے...... اور پھر آہستہ آہستہ وہ شعوری دنیا میں دوبارہ واپس آ گئی اس نے کسی اور آواز میں کوئی دوسری بات سنی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ صدا اس سخت گرفت سے آئی تھی جس میں اس کا ہاتھ تھا۔ وہ جولیا ٹریڈوے پرلس کے ساتھ تنہا کھڑی تھی۔

"تم جتنا بھی فخر کرو کم ہے، میری"

"جی ہاں ——— لیکن میرے دل میں بعض اندیشے بھی ہیں"۔

"اس لئے کہ تم انہیں نہیں سمجھتیں"

اس نے محسوس کیا کہ حیرت سے اس کا ذہن بالکل خالی ہو گیا

ہے۔ اس کا علم جولیا ٹریڈوے پرنس کو کس طرح ہوا ...... اس کے دل کا حال کسی غیر کو کیسے معلوم ہو سکتا تھا ؟

"اس کے لئے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے" جولیا نے کہا" تم انھیں کبھی مکمل طور پر نہیں سمجھ سکتیں۔ لیکن پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ اگر تم نہیں سمجھ سکو گی تو زیادہ خوش رہو گی۔ وہ بھی زیادہ خوش رہیں گے۔ اس میں شک نہیں میری کہ انھیں نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے کبھی کبھی تم تنہائی بھی محسوس کرو گی ـــــ جب وہ کمرہ بند کر کے بیٹھ رہیں گے ـــــ جب تم یہ سوچو گی کہ انھوں نے تمہیں بھلا دیا ہے ـــــ مگر اس کے بعد دروازہ کھلے گا، وہ واپس آئیں گے اور تم محسوس کرو گی کہ یہ تمہاری کتنی بڑی خوش قسمتی ہے کہ تم ان کی بیوی ہو"

"ہاں میں جانتی ہوں۔ خوب جانتی ہوں" اس نے منہ ہی منہ میں کہا۔ اس نے اپنے آنسو خشک کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی، کیونکہ وہ دیکھ رہی تھی کہ جولیا کی آنکھیں بھی نم ہیں۔

پھر وہ کوئی آواز سن کر چونک پڑی۔ جیسے کسی دور دراز مقام سے ہوا آہیں بھرتی ہوئی گزر رہی ہو۔

تینا ان کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک کشتی تھی جس میں گلاسوں کی دو قطاریں تھیں اور شیمپین کی ایک کھلی ہوئی بوتل رکھی تھی۔ مسٹر پرنس نے آٹھ گلاس لانے کو کہا تھا مگر ـــــ ۔

"شکریہ تینا" جولیا نے کشتی اس سے لے کر میز پر رکھ دی۔

جب میری نے گلاس لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو ایک آوارہ خیال کی طرح اس کے ذہن میں نہ جانے کیسے یہ احساس پیدا ہو گیا کہ اس کے شوہر نے یہ معجزہ کیسے انجام دیا ہے۔ اب یہی کیفیت خود اس پر گزر رہی تھی۔ وہ کچھ نہ جاننے کے باوجود سب کچھ جان گئی تھی .... اور وہ جیسے خواب کے عالم میں گلاس ہاتھ میں لے کر یہ کہہ رہی تھی "ایوری یلرڈ کے نام پر"

کافی وقت گزر گیا۔ ایسا وقت جسے آنسوؤں یا شراب میں غرق نہیں کیا جا سکتا تھا ــ ہر چیز پر سکوت چھایا ہوا تھا۔ دو عورتوں کی خاموشی جو اپنے دامن میں ایک راز چھپائے ہوئے تھیں۔ ایک دَور کے انجام اور دوسرے دَور کے آغاز کا راز۔

"شکریہ" جولیا نے کہا

ڈان والنگ جب کمرے میں واپس آیا تو وہ دونوں کھڑکی کے قریب کھڑی ہوئی تھیں جس سے ٹریڈ ڈے ٹاور صاف نظر آ رہا تھا۔ دونوں بڑی دیر سے خاموش تھیں۔ انھیں اپنے جذبات کے اظہار کے لئے الفاظ کی کوئی ضرورت تھی بھی نہیں۔

ان دونوں نے ایک ساتھ مڑ کر اسے دیکھا۔

"معاف کیجئے گا مجھے اتنی دیر لگ گئی" اس نے کہا" لائن میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ دوسرے لوگ چلے گئے؟"

جولیا نے سر ہلا دیا "کیا ڈوائٹ واپس آ رہے ہیں؟"

"میرا خیال ہے کہ وہ اب بھی والٹ ڈڈے سے باتیں کر رہے ہیں۔

میں نے ان کی آواز باغ میں سُنی تھی۔ لورن شا جارج کیسویل کو ہوائی اڈے

پہنچانے جارہا ہے"

"یہ فون فریڈ آلڈرسن کا تھا" ڈان والنگ نے کہا" آپ کو معلوم ہے

اس نے کیا حرکت کی ہے۔ گریم سے ملنے کے لئے حضرت موٹر پر یہاں سے

میری لینڈ چل کھڑے ہوئے تھے۔ مگر یہ بھی اچھا ہوا ــــ ایک خواہ مخواہ کی غلط فہمی

دُور ہو گئی ــــ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ صرف میری ذات کے لئے اس

قدر زحمت کی کیا ضرورت تھی"

جولیا نے طنز کے ساتھ پلکیں جھپکتے ہوئے کہا" یہ بھی تو ممکن ہے کہ

انھوں نے تمہاری وجہ سے ایسا نہ کیا ہو ــــ ممکن ہے کہ انھوں نے کمپنی

کے خیال سے یہ کیا ہو"۔

اس کے چہرے میں تو جوانوں کی نرمی سی پیدا ہو گئی اور اس کی بات کا

مطلب سمجھے بغیر ہی یہ سن کر میری ...... ل بلیوں اچھلنے لگا" اچھی بات

ہے۔ میں سب کچھ سیکھ جاؤں گا۔ مجھے تھوڑا سا وقت تو دو"

وہ بدلا نہیں تھا۔ وہ کبھی نہیں بدل سکتا ...... میری والنگ کو

یقین آگیا تھا کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ جولیا نے ٹھیک کہا تھا ...... انھیں

سمجھنے کی کبھی کوشش ہی نہ کرو ...... اس کے ساتھ یہی سب سے

بڑی مصیبت رہی ہے۔ اس کے دل میں صرف اس وقت اندیشے پیدا

ہوتے ہیں جب وہ اسے سمجھنے کی کوشش کرتی ہے ...... اب وہ

اپنے دل میں کبھی کوئی اندیشہ پیدا نہیں ہونے دے گی ...کبھی نہیں ...ہرگز نہیں

تین بجکر بیس منٹ سہ پہر

جارج کیسویل بڑے آرام سے اپنی نشست پر بیٹھا ہوا تھا۔ طیارہ اب ملبرگ پر سے گزر رہا تھا اور اس کا رخ مشرق کی جانب تھا، وہ زمین سے صرف چند سو گز کی بلندی پر تھا۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہزار فٹ بلند۔ مگر اب شہر بالکل بدلا ہوا نظر آرہا تھا۔ افق جتنا وسیع ہوتا جاتا تھا شہر اتنا ہی چھوٹا معلوم ہونے لگا تھا۔ اس کی نظریں ٹریڈوے ٹاور کو تلاش کررہی تھیں مگر اس وقت وہ نمایاں طور پر نظر نہیں آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں اب بلندی باقی ہی نہیں رہی تھی۔

گدلے دریا کی پتلی سی لکیر اس کی نظروں سے پوشیدہ ہوگئی تھی اور چٹانوں کے قریب فضا میں بلند ہوتے ہوئے اسے ہوائی اڈا دوبارہ نظر آگیا۔ اس کی روانگی کے وقت جو ہوائی جہاز زمین پر اترا تھا وہ ایک کیڑا معلوم ہورہا تھا جو سبز گھاس پر چل رہا تھا اور سیاہی مائل کھٹمل جو پتلی سی لکیر پر رینگ رہا تھا وہ لورن شا کی کار تھی جو شاہراہ سے گزر رہی تھی۔

جارج کیسویل کے چہرے پر مسکراہٹ سی دوڑنے لگی تھی۔ کبھی وہ اس کے لبوں تک پہنچ جاتی اور کبھی غائب ہوجاتی۔ وہ ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکا تھا کہ وہ مسرور تھا یا اس کے دل میں رحمدلی کے جذبات ابھر رہے تھے۔ اس کا دل ہمیشہ یہی جانتا تھا کہ وہ لورن شا اور اس کی طرح کے دھن کے پکے نوجوانوں کو دیکھ کر مسکرائے جو زندگی کے معاملے میں ضرورت سے زیادہ سنجیدگی سے کام لیتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے لوگوں کے لئے اس کے

دل میں افسوس بھی پیدا ہوتا تھا۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو وہ اب تک نہیں سمجھ سکے تھے ...... مگر ڈان ایسے تمام لوگوں سے اتنا مختلف کیوں تھا...... اس لئے مختلف تھا کہ وہ ہر چیز دلائل کی کسوٹی پر نہیں کستا تھا... اس کی بعض خصوصیتوں کی تشریح الفاظ میں ممکن نہیں تھی...... جس طرح کسی نغمے میں فن کے مسلمہ اصولوں سے انحراف کے باوجود بہت زیادہ اثر ہوتا ہے...... یا کسی مصور کا شہکار رنگوں کی آمیزش کے بندھے ٹکے قواعد کے منافی ہونے کے باوجود غیر فانی بن جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جب کسی باعزم نوجوان کو اس کا گوہر مقصود نہیں ملتا تو اس کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں...... لیکن جب انسان کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ پہلے سے زیادہ عقلمند بھی ہو جاتا ہے تو اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے انسان اب بھی پیدا ہوتے ہیں اور دنیا میں جوہر ذاتی کی اتنی کمی نہیں ہے کہ وہ قحط الرجال کی شکایت کر سکے...... یہ کبھی ممکن نہیں ہے...... اور یہاں ہمیشہ الوری بلرڈ، ڈان والنگ اور ایسے ہی دوسرے بہت سے آدمی پیدا ہوتے رہیں گے جو عظیم کمپنیوں، عظیم اداروں اور عظیم قوموں کی تعمیر کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو شخص عمارت کی سب سے اونچی منزل تک پہنچ جائے وہ لازمی طور پر اس کے لئے موزوں بھی ہوتا ہے...... موزوں ترین آدمی تو صرف خال خال ہیں... بھیڑیئے اور رنگے سیار زیادہ ہیں... جو دوسروں کے سہارے

زندہ رہتے ہیں ...... دوسروں کے شکار سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں... مفت خورے ...... سیار...... اور گدھ ...... بروس پلیچر کی طرح کے انسان۔

جارج کیسویل کو جب یہ خیال آیا کہ لورن شا نے بروس پلیچر کا کچا چٹھا سن کر کتنی حیرت کا اظہار کیا تھا تو اس کو خوشی کے ساتھ اطمینان بھی ہوا اس نے اچھا کیا کہ اس سے تمام باتیں بیان کر دیں .... ہاں، اس نے شا کو ایک سبق سکھایا تھا ...... اسے بتایا تھا کہ دنیا میں ایسے آدمی بھی موجود ہیں ...... جو دولت کے بھوکے اور حرص کے بندے ہیں ...... ان کی تعداد اتنی نہیں ہے جتنی عام طور پر خیال کی جاتی ہے ...... پھر بھی وہ اتنے ضرور ہیں کہ لوگوں کو ان سے ہوشیار کر دینا ضروری ہے ...... اس میں شک نہیں کہ شا کو اس کا سبق دینا لازمی نہیں تھا پھر بھی یہ ایسا سبق ضرور ہے جسے سیکھنے سے کسی کو نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

ہاں۔ شا اچھا آدمی ہے ...... لیکن تھوڑا سا احمق بھی ہے ...... وہ بلا وجہ پریشان ہو رہا تھا کہ والنگ اس کے متعلق کوئی خراب رائے قائم نہ کرلے کیونکہ اس نے نظم ونسق میں مالی مسائل کی اہمیت تسلیم کرانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔ یہ بھی کوئی پریشان ہونے کی بات تھی ...... ایک صدر اپنے نائب صدر سے توقع بھی یہی رکھتا ہے کہ وہ اپنے شعبے کی اہمیت زیادہ سے زیادہ جتلائے...

اور شا نے کیا غلط کہا تھا ...... کاروبار کا مالی پہلو یقیناً بہت اہم ہوتا ہے ..... اس کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے وہ لوگ والنگ کے خیالات کو صرف کمپنی کی آمدنی سے عملی جامہ نہیں پہنا سکیں گے ..... انھیں بہت سے نئے حصص بھی فروخت کرنا ہوں گے ..... ممکن ہے آئندہ موسم خزاں ہی میں ان کی فروخت شروع ہو جائے ..... شاید آئندہ سال کچھ اور حصص جاری کیے جائیں ...... بازار کے حالات سازگار ہوتے ہی ان حصص کی عام خرید و فروخت بھی شروع ہو سکتی ہے۔

جارج کیسویل نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر اپنی لوٹ بک نکال لی تھی۔ پھر اس نے ہاتھ میں پنسل لے کر ایک سادہ ورق تلاش کر لیا۔ اس نے چند حروف لکھے بھی ــــــ اسے کٹی کو یاد دلانا تھا کہ ہفتے کے آخر میں وہ والنگ اور اس کی بیوی کو کھانے پر مدعو کرے ...... انھیں جلد ہی بلانا چاہیئے ..... لیکن اس ہفتے کے آخر میں نہیں .... اس کے بعد والے ہفتے میں بھی نہیں .... اس وقت تک انتظار کرنا چاہیئے جب تک کشتیوں کی دوڑ ختم نہ ہو جائے۔

تین بج کر ۳۲ منٹ سہ پہر

دبے پاؤں قدم رکھتا ہوا، جیسے وہ خود اپنے گھر میں چوری کے ارادے سے داخل ہوا تھا اجے۔ والٹر ڈڈلے کھانے کے کمرے میں چلا گیا پھر وہ پنجے کے بل چل کر باورچی خانے کے دروازے تک گیا۔

دروازہ ذرا سا کھول کر وہ اندر جھانکنے لگا۔ وہ اس کی سفید دیواروں کو دیر تک دیکھتا رہا تاکہ ان کی سفیدی میں وہ تاریک سائے حل ہو جائیں جو دیر سے اس کے ذہن میں حرکت کر رہے تھے۔

اس کے دل کی دھڑکن کم ہو گئی تھی۔ اب وہ پھر اچھی طرح سانس لینے لگا تھا۔ وہ بڑے عزم کے ساتھ اندر چلا گیا اور ایک الماری کھول کر اپنا ہاتھ اندر ڈالا۔ اس کی مٹھی میں ایک مڑا تڑا کاغذ تھا۔ اس کی انگلیوں میں کپکپی سی پیدا ہوئی جو لھے پر گرا پڑا۔ ایک شعلہ ابھرا اور ذرا دیر میں کاغذ راکھ بن چکا تھا۔

شعلہ بھڑکنے کے ساتھ اس کے دل میں افسوس کی ایک بجلی سی کوندی۔ جلانے سے پہلے اس نے تار کو ایک بار پھر کیوں نہیں پڑھ لیا تھا، لیکن اس کی کوئی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اس کا مضمون اس کے دل پر نقش ہو چکا تھا۔ وہ اسے کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔ وہ جب چاہے اسے پڑھ سکتا ہے۔ یہ اس کے دماغ میں ہمیشہ محفوظ رہیگا۔

مسٹر جے والٹر ڈڈلے

ٹریڈوے کارپوریشن۔ ملبرگ۔ پنسلوینیا

ایک عظیم انسان کی موت سے پوری صنعت کو جو نقصان پہنچا ہے اس پر دلی ہمدردی قبول فرمائیے۔

ایوا ہارڈنگ

ملبرگ۔ پنسلوینیا

تین بجکر ۴۳ منٹ سہ پہر

ایریکا مارٹن کا ہاتھ کپڑے کے بکس میں تھا۔ اس کی انگوٹھیوں

سے بے نیاز انگلیاں آسانی سے کریپ، ساٹن اور اونی شال کی تہوں کو ٹٹولتی رہیں۔ بالآخر اس کی انگلی کے سرے ٹھنڈے شیشے اور نرم چرمی فریم سے ٹکرا گئے۔

اس نے بڑی احتیاط سے فریم باہر نکال لیا۔ الوری بلرڈ کو آج تک نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ ایریکا کے پاس اس کی کوئی تصویر بھی ہے نیویارک کا ایک فوٹو گرافر اس کی بہت سی تصویریں بنا رہا تھا۔ اس تصویر کو بلرڈ بڑی دیر تک دیکھتا رہا تھا جس کے بعد اس نے اسے اپنی میز سے پھینکتے ہوئے کہا تھا "مس مارٹن بہتر ہے کہ آپ اس تصویر کو ضائع کر دیں۔ اس میں میرے چہرے سے بہت زیادہ نرمی ظاہر ہوتی ہے۔ میں لوگوں میں غلط تاثر نہیں پیدا کرنا چاہتا" بلرڈ یہ کہہ کر ہنس دیا تھا اور ایریکا مارٹن بھی ہنسنے لگی تھی۔ اس کی نوبت بہت کم آئی تھی کہ وہ دونوں ایک ساتھ ہنسے ہوں اس لئے ایسے تمام مواقع اسے اچھی طرح یاد تھے۔ لیکن اس دن وہ دونوں بہت دیر تک ہنستے رہے تھے ...... آتش دان پر تصویر رکھنے کے بعد وہ دن اسے بار بار یاد آجاتا تھا اسی لئے چند مہینے قبل اس نے تصویر اٹھا کر رکھ دی تھی۔

اس نے تصویر اپنے ہاتھوں میں لے لی اور اس کے دل نے کہنا شروع کیا —— یہ آواز اتنی واضح تھی کہ شاید وہ اپنی زبان سے یہ الفاظ اس قدر صاف صاف نہ کہہ سکتی " الوری ۔ دیکھو مجھ سے اس لئے خفا نہ ہونا۔ میں نے یہ اندازہ لگا لیا کہ تم نائب صدر انتظامیہ ڈان والنگ

کو بنانا چاہتے تھے۔ میں جانتی ہوں کہ تم کبھی یہ پسند نہ کرتے تھے کہ میں تمہارے دل کی بات بھانپنے کی کوشش کروں — میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہاری یہ خواہش کیوں تھی مگر اتنا ضرور جانتی ہوں کہ تمہاری خواہش یہی تھی — لیکن اس معاملے میں مجھے یہ کہنا پڑ گیا کہ مجھے تمہارے دل کی بات معلوم تھی۔ اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ تم میری بات سمجھ گئے یا نہیں؟ اور میرا خیال درست ہی تھا۔ درست تھا کہ نہیں؟"

وہ اس کی بات سمجھ گیا تھا۔ اس کے پہلو میں بھی دل تھا۔ وہ اس کا اعتراف کرتے ہوئے اتنا ڈرتا کیوں تھا؟ وہ دونوں اس اعتراف سے اتنے خائف کیوں تھے؟

نیویارک سٹی

تین بجکر پچاس منٹ سہ پہر

بڈھے گل فروش نے بھیگے ہوئے بیس ڈالر کے نوٹ کو شک کی نظروں سے دیکھا اور اپنے انگوٹھے سے پانی کا ایک دھبہ مٹانے کی کوشش کرنے لگا۔ بالآخر اس نے فیصلہ کیا کہ اگر یہ نوٹ خراب ہے تب بھی اسے قبول ہی کر لینا چاہیئے۔ "آپ کو کل بارہ ڈالر ساٹھ سنٹ ادا کرنا ہوں گے — اس میں تمام اخراجات شامل ہیں۔ پھول کی قیمت اور اسے بلبرگ تک بھیجنے کا محصول مس صاحب آپ گلدستے میں اپنے نام کا کوئی کارڈ بھی لگانا چاہیں گی۔ دیکھیئے اس میز پر بہت سے

کارڈ رکھے ہوئے ہیں۔ آپ ان میں سے کوئی کارڈ پسند کر لیجئے۔
این فنک نے کارڈ الٹ پلٹ کر دیکھے۔ ان میں ایک کارڈ بہت خوبصورت تھا اور اس کی رائے میں وہی سب سے زیادہ موزوں تھا ...... اس پر ایک بڑی سی کشتی کی تصویر تھی جس کے گرد مرغابیاں منڈلا رہی تھیں ــــ جیسے وہ مسافروں کو الوداع کہہ رہی ہوں ...... اس کے نیچے یہ عبارت درج تھی ــــ ایک عزیز دوست کو الوداع۔ اس نے سوچا کہ یہ پیغام بھی بہت موزوں ہوگا۔ کیوں نہ اسی کا انتخاب کر لیا جائے۔

تین بجکر پچیس منٹ سہ پہر

لوئگی کیسونی کو یقین تھا کہ وہ بہت خوش قسمت تھا۔ نہ صرف اس کی تمام دعائیں قبول ہو جاتی تھیں بلکہ اس کی قسمت بھی بہت اچھی تھی۔ اگر کوئی شخص بہت ذہین نہ ہو تو اس کی اشک شوئی اسی احساس سے ہو جاتی ہے کہ وہ خوش قسمت ہے۔ ان دونوں میں ایک ربط بھی تھا۔ اگر وہ ذہین اور سمجھ دار ہوتا تو مسٹر بلرڈ کے جنازے کے لئے گلدستہ خریدنے کی غرض سے جو چندہ جمع کیا گیا تھا اسے گننے اور چندہ دینے والوں کی فہرست تیار کرنے میں وہ ہرگز اتنی دیر نہ لگاتا۔ لیکن یہ کام وہ بہت جلد ختم کر لیتا تو اس وقت مسٹر والنگ اور ان کی بیوی کو چوبیسویں منزل پر لے جانے کے لئے وہ موجود نہ ہوتا۔ اسے وہ بہت بڑا اعزاز سمجھتا تھا۔ جب ڈلوک لادلد مرا تھا تو شہر کے چوک میں جو

بڑے بوڑھے ماتم کے لئے جمع ہوئے تھے وہ سر ہلا ہلا کر کہہ رہے تھے کہ بڑا منحوس وقت آ گیا ہے۔ انھوں نے ٹھیک کہا تھا۔ اس سال زیتوں کے درختوں میں پچھلے برس سے صرف آدھے پھل آئے تھے۔ اس سال کسی کاشتکار کی بھیڑ نے ایک سے زیادہ بچہ نہیں دیا تھا۔ اس کے علاوہ لوگوں پر اور بھی بہت سی مصیبتیں نازل ہوئی تھیں۔ گاؤں کے بڑے بوڑھوں کا بیان تھا کہ ان کی زندگی میں ایک سال کے اندر گاؤں کے لوگوں کو کبھی اتنے مصائب کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔

لوئگی کو یقین تھا کہ وہ بڑا خوش قسمت تھا ورنہ اسے ایسے ملک میں رہنے کا موقع کیسے ملتا، جس کی چوبیسویں منزل کبھی خالی نہیں رہ سکتی۔

لوئگی کے دل پر ایک غبار سا چھا گیا۔ جیسے بحیرۂ روم کے بادل اس کے گاؤں پر سایہ ڈالتے ہوئے گزر جایا کرتے تھے۔ یہ بڑی افسوسناک بات ہے کہ ٹاور کا گجر نہیں بجایا جا سکتا۔ یہ بھی انھیں باتوں میں شامل تھی جسے امریکہ والے آج تک نہیں سمجھ سکے تھے...... گھنٹیاں ایک ہی وقت میں غم اور مسرت دونوں کا اظہار کر سکتی تھیں۔

تین بجکر ۵۶ منٹ سہ پہر

الوری بلرڈ کے دفتر میں اپنے شوہر کے ساتھ داخل ہوتے ہی

میری ڈالنگ نے محسوس کیا کہ انھوں نے وہاں اس طرح آکر ایک نامناسب بات کی ہے۔ وہاں موت کا سایہ اب بھی موجود تھا اور انھیں مرنے والے کا کچھ احترام بھی کرنا چاہیئے تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈان بھی یہی محسوس کر تا تھا کیونکہ وہ کہہ چکا تھا " میں جنگل سے پہلے یہاں اپنا دفتر نہیں قائم کروں گا"

" تم نے اچھا کیا جو مجھے بھی لیتے آئے "۔ میری نے کہا " اب میں آسانی سے تصور کر سکوں گی کہ تم یہاں بیٹھے ہوئے ہو"

" تم شاید بہت زیادہ تصور سے کام لیتی ہو" اس نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اس کی تردید کرنا چاہتا ہو۔" تم نے شاید کبھی یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ میں صدر بن سکتا ہوں "

اس نے نفی میں جواب دے دیا کیونکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ ڈان یہی جواب سننے کا متمنی ہے اور اس کے بعد کہنے لگی " تم نے جولیا کے یہاں تو کمال ہی کر دیا۔ مجھے تمہاری گفتگو کا ایک ایک لفظ ہمیشہ یاد رہے گا۔"

" اچھا " اس کا ہاتھ اس کی کمر پر پہنچ گیا تھا۔ میری نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے بچوں کی طرح کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا " میں بڑی دیر سے یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ میں نے وہاں کیا کہا تھا۔ میں کوئی احمقانہ وعدہ تو نہیں کر بیٹھا تھا؟"

" صرف اتنا وعدہ کہ تم اس دنیا کو بدل کر رکھ دو گے " وہ ہنس دی وہ اس امید پر دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی کہ یہ لمحہ اس کی پوری زندگی

پر حاوی ہو جائے گا۔ وہ اسی طرح اس کے تمام احساسات میں شریک رہے گی۔ اور وہ کہہ سکے گی کہ ذہنی طور پر ان دونوں میں من و تو کا کوئی امتیاز باقی نہیں رہا۔

لیکن دروازہ کھلنے کے بعد بند بھی ہونے لگا تھا۔ اس کے چہرے سے غیر معمولی سنجیدگی ٹپکنے لگی "میرے خدا۔ ابھی مجھے بہت کام کرنا ہے! میں اس سے جولیا کے گھر ہی میں باتیں کر لیتا تو بہتر تھا — تاکہ پیر کی صبح کے لئے بعض کام اس کے سپرد کر دیتا۔

"کس کے؟ تم کس کی باتیں کر رہے ہو؟"

"لورن شا۔ وہی نائب صدر انتظامیہ ہو گا"

"وہ نائب —" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئی ہے۔ اس کی حیرت کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔

"کیوں کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں۔ میں — دراصل میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اسے اتنا اچھا سمجھتے ہو"

دروازہ پھر مکمل طور پر بند ہو چکا تھا۔ "تم نے یہ تاثر کیسے قائم کیا۔ وہ کم بخت بڑا قابل آدمی ہے — شا۔ اس میں قوتِ متخیلہ شاید زیادہ نہیں ہے — لیکن بعض اوقات یہ خامی بہت مفید بھی ثابت ہوتی ہے۔ مجھے کسی ایسے آدمی کی ضرورت ہو گی جو مجھے بہت زیادہ بلند پروازی سے باز رکھ سکے"

اس نے بہت آہستہ سے کہا
"میں جانتی ہوں" اس نے بڑی بے تابی سے کہا "ہاں
"اچھا اب چلنا چاہیئے" اس نے بڑی بے تابی سے کہا "ہاں
— مناسب یہ ہے کہ مس مارٹن کے نام ایک تحریر چھوڑ دی جائے"
ڈان نے کاغذ اور پنسل تلاش کر کے اس پر مس مارٹن کے نام
ایک مختصر پیغام لکھ دیا۔

"مجلس عاملہ کا اجلاس دوشنبے کو نو بجے صبح طلب کر
لیجیئے"

میکڈانلڈ والنگ

اس کے کانوں میں جولیا کی آواز گونج رہی تھی .... تم انھیں مکمل طور پر کبھی نہیں سمجھ سکتیں ...... دیکھو اس کی کوشش بھی نہ کرنا ...... اس طرح تم زیادہ خوش رہو گی ...... اور وہ بھی بہت خوش رہیں گے۔

جولیا نے ٹھیک کہا تھا۔

"چلتی ہو؟" ڈان نے دریافت کیا۔

"ہاں۔ میں تیار ہوں" اس نے جواب دیا — اور دونوں ایک ساتھ تاریک برآمدے میں داخل ہو گئے۔

۶۸۲